کلیاتِ عزیز

یعنی مجموعۂ کلام

حضرت خواجہ عزیز الدین صاحب عزیزؔ لکھنوی نور اللہ مرقدہٗ

معہ مقدمہ

نوشتہ

مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی نواب صدر یار جنگ بہادر

وتبصرہ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی

بفرمایش

جناب خواجہ وصی الدین صاحب رٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر اسپیشل مجسٹریٹ لکھنؤ

باہتمام حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر

نامی پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی

بار اول — ماہ ستمبر — سنہ ۱۹۳۱ء

قیمت مجلد ۲ / غیر مجلد ۱ /

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیگر رتبہ شناسان سخن اسکے مجموعہ کلام [illegible]

مرحوم کی زندگی میں پوری نہ ہوئی [illegible]

کلام مرتب اور غیر مرتب تھا وہ [illegible]

والد مرحوم کی وفات کے [illegible]

باقی حسن خانصاحب [illegible]

مثنوی تفسیر و مکتوبات [illegible]

[illegible]

[illegible]

آخر میں خداوند کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اسکی توفیق دی کہ میں اس ضروری فریضہ سے عہدہ برآ ہو گیا۔ اور ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ جب وہ اس بزرگ ہستی کے کلام کو پڑھیں جسکے گلزار سخن [illegible] کے پھول [illegible] خوشبو اہل ذوق کے دماغوں کو ہمیشہ معطر رکھیگی [illegible]
[illegible]

کریمی

[illegible]

[illegible]

بفرمایش منشی اسحاق علی صاحب اڈیٹر الناظر

تفصیل عنوانات کلیاتِ عزیزی

نقل گرامی نامہ علامہ سر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

لاہور
۹۔ جون ۱۹۳۱ء

جناب مکرم! السلام علیکم

کلیات عزیز کا ایک نسخہ جو آپ نے کمال عنایت ارسال فرمایا ہے مجھے مل گیا۔ جسکے لئے میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں۔ نوازشنامہ میں جو کچھ آپ نے میرے متعلق ارشاد فرمایا ہے وہ آپکے حُسن اخلاق کا نتیجہ ہے۔

خواجہ عزیز مرحوم فارسی ادبیات کے اُس دور سے تعلق رکھتے ہیں جسکی ابتدا شہنشاہ اکبر کے عہد سے ہوئی۔ افسوس کہ وہ دور ہندوستان میں انکی ذات پر ختم ہوا۔ ایرانی تخیل نظم کی شاہراہوں کو چھوڑ کر اب زیادہ تر نثر میں اپنے کمالات دکھا رہا ہے۔ شعرائے متاخرین میں قاآنی کا آوازہ بہت بلند ہوا اور اب تک بلند ہے لیکن خواجہ عزیز مرحوم کے قصائد اور مخمسات جو انھوں نے قاآنی کی زمینوں میں لکھے ہیں وہ فارسی زبان کی موسیقیت اور خواجہ مرحوم کی اس زبان پر قدرت کا بیّن ثبوت ہیں مثلاً

سحرگہان بیاد حق۔ زطائران فرق فرق — غزل سرا بداں نسق کہ گوو کان ہم سبق
شفیق لعل گوں وشق۔ چنانکہ در افق شفق — شگفتہ گل ورق ورق بسعی ابر در عرق

بہر ورق طبق طبق، گہر کنند نثار ہا

غزل میں ان کی نظر بیشتر روحانی حقائق پر رہتی ہے۔ اور ان حقائق کو وہ نہایت آسانی اور لطافت کے ساتھ ادا کر جاتے ہیں۔ مثلاً

دو غنچہ ہست دو عالم ز گلشن جنبش — یکے شگفتہ یکے ناشگفتہ است ہنوز

ز کوثر آں طرف است آبجوئے مقصد تو
عناں بجانب ناب از رہ سراب انداز

برآ ز پردہ و احوال جیب و داماں بیں
تو مہوشی و تماشائیاں کتاں پوشند

رسول ملت منصورم احوالم چہ می پرسی
رسیدم بمعراجے کہ نام دیگرش دار است

خواجہ عزیز کے اس شعر سے ایک اور ہندی شاعر کا شعر یاد آگیا جس کے لطف سے میں آپ کو محروم نہیں رکھنا چاہتا۔

انا الحق گفتن منصور تا دیے نمی خواہد
گدا گم می کند خود را چو دولت میکند پیدا

اسی طرح خواجہ مرحوم کے یہ شعر بھی حقائق سے لبریز ہیں۔

ہنوز لوح و قلم بود در سواد عدم
کہ نقش مہر تو بر لوح دل نشست مرا

نشاط وصل تو محروم دارم از وصل
کہ در کنار چو آئی زخود کنارہ کنم

یہ فیض ظہوری اور نظیری کا نہیں بلکہ کلام الٰہی کا فیض ہے اور خواجہ مرحوم کو خود اس کا احساس تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

کے از ظہوری و ز نظیری رسد عزیز
فیضے کہ از کلام الٰہی بما رسید

مخلص محمد اقبال
لاہور ۹۔ جون ۳۱ء



مقدمہ

نوشتہ

عالیجناب مولوی محمد حبیب الرحمن خانصاحب شروانی
نواب صدر یار جنگ رئیس حبیب گنج ضلع علیگڈھ

۷۸۶

حامدًا ومصلیًا

لکھنؤ کے دور آخر کو جن اہل کمال پر ناز اور بجا ناز تھا اسمیں خواجہ عزیز الدین عزیز مرحوم ممتاز ہیں۔ امتیاز کی وجہ یہ ہے کہ ادب فارسی میں کمال حاصل کیا اور ان میدانوں میں علم استادی بلند کیا۔ جو متاخرین کی دسترس سے باہر تھے یعنی مثنوی وقصیدہ۔ اصناف سخن میں سب سے زیادہ مختصر رباعی ہو جو سب سے مشکل ہے۔ دیکھو صدیوں کے دوران میں صرف چار پانچ ہی استاد رباعی گزرے ہیں حضرت ابوالخیر ابوسعید۔ شیخ الاسلام انصاری۔ عمر خیام۔ سحابی نجفی۔ دل چاہے تو سرمد کو بھی یاد کر لو اس نے بھی ایک لطف پیدا کیا ہے۔

رباعی کے بعد مثنوی ہے۔ اسمیں اساتذہ کی تعداد بیس سے زیادہ نہوگی مثنوی کے بعد قصیدہ ہے اسکے استاد سو کے اندر اندر رہیں گے۔ سب سے زیادہ آسان غزل ہے۔

استادِ غزل بیسیوں بشاہیرِ غزل سیکڑوں ہیں۔ کہنا یہ تھا کہ خواجہ عزیز صاحب امتیاز یوں ہیں کہ اُنھوں نے مثنوی اور قصیدہ میں جوہرِ کمال دکھائے۔ مذاقِ شعر کا پایہ بلند کیا۔ اسکا ثبوت آگے دیکھو۔

لکھنؤ کی سبزی منڈی میں خواجہ صاحب کی بارہ دری گویا خیابانِ شیراز تھی انسان وہاں پہنچتا تو حافظ و سعدی کے کمال کی مہک پاتا۔۔ رونق دوبالا ہو جاتی جب علامہ شبلی بھی وہاں ہوتے۔ اور یہ اکثر ہوتا لکھنؤ کی حاضری میں خواجہ صاحب کی خدمت میں باریاب ہونا میرے لئے لازم تھا جس وقت اطلاع پہنچتی محل سرا سے اس شان سے برآمد ہوتے کہ لب پر تبسم ہوتا۔ ہاتھ میں پیار کا سامان۔ بالاترقلبی محبت جسکا اثر تمام حرکات و سکنات میں عیاں نظر آتا۔ مراتب پذیرائی کے بعد بیٹھتے باتیں کرتے۔ چا کی تیاری کا اہتمام جاری رہتا۔ ناممکن تھا کہ مہمان ہاتھ ہٹا سکے۔ چا میں زعفران ضرور پڑتی۔ شام کو سادہ صبح کو دودھ ناشتہ کے ساتھ۔ بازار کا دودھ جب چا کو بدرنگ کر دیتا تو خواجہ صاحب کا جزبز ہو جانا قابلِ دید ہوتا۔ کم سخن تھے اور سادہ بیان۔ خود نمائی سے نفور کوسوں دُور اسلئے گفتگو میں خوش بیانی نہ تھی۔ ع

ورائے شاعری چیزے دگر بود

خواجہ صاحب کے اوصاف کی وہ تاثیر تھی کہ سیدھی سادہ مختصر باتوں پر خوش بیانی کا دفتر قربان تھا۔ بارہا حاضر ہوا مگر کلام سننے یا حاصل کرنے میں اتنا کم کامیاب ہوا کہ گویا نہوا۔ ہاں دوسروں کا کلام سناتے ادبی نکتے بیان فرماتے۔ علمی سوالوں کا جواب شافی ملتا۔ ناممکن ہے کہ ان صحبتوں کا ذکر ہو اور خواجہ نورالدین مرحوم کی نورانی صورت یاد نہ آسکے۔ اُنکا ایک طرف خاکسارانہ بیٹھنا۔ کلام کے مزے لینا۔ نکتہ سنجی۔ لطیف کلام۔ ایک خاص لطف رکھتا تھا جو برسیں گزر جانے پر بھی آجتک نقشِ دل ہے۔

خواجہ صاحب کی وفات سے آجتک دل کو ہمیشہ یہ قلق رہا کہ مرحوم کا کلام مرتب

وشایع نہوا۔ جب یہ خیال آتا کہ کس مپرسی میں کہیں تلف نہو جائے تو دل پر ایک چوٹ سی لگتی
مسرت نہیں حیرت ہوئی جب میں نے دیکھا کہ چھپا چھپایا مجلد کلیات عزیز میری آنکھوں کے
سامنے موجود ہے۔ قدرت نے یہ کام کسکے ہاتھوں سے لیا اسکے جسکو نہ شاعری سے
لگاؤ ہے نہ شعر و سخن سے۔ خواجہ عزیز کے فرزند عزیز خواجہ وصی الدین صاحب ہیں اور بہت
جوہر ہیں مگر "موزونیت" تو انکی طبیعت سے مراحل دور ہے۔ باوجود اسکے اپنے
باکمال والد کا کلام مرتب کر کے چھپوا دینا قابل صد ستایش اور دنیائے ادب پر عظیم احسان
ہے۔ مقولہ ہے کہ نام آسمان سے اترتے ہیں۔ انکا نام شاید وصی الدین اسی لئے ہوا تھا
کہ اشاعت کلام کی وصیت پوری کرینگے۔ انھوں نے اپنے نامور باپ کی روح کو شاد
کیا۔ اللہ پاک انکو دارین میں شاد و بامراد رکھے۔

حالات

خواجہ عزیز کے مورث خواجہ محمد مقیم آٹھویں صدی ہجری میں ترکستان سے
حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ کے ساتھ کشمیر میں آکر مقیم ہوئے یہی
حضرت بلبل شاہ ہیں جنھوں نے کشمیر کو اسلام پھیلا کر جنت نظیر بنایا۔ خواجہ محمد مقیم تاجر تھے
اور یہ پیشہ آخر تک اس خاندان میں رہا۔ خواجہ عزیز کے والد خواجہ امیر الدین نے تجارت
کا دائرہ اتنا وسیع کیا کہ یورپ کو بھی پشمینہ پوش اور کشمیر کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ فرانس خاص
بازار تھا۔ یورپ کے تاجر انکے یہاں آکر مہمان رہتے اور فرمائشیں تیار کرا کے واپس
جاتے۔ خواجہ امیر الدین نے کشمیر کی سکونت ترک کر کے لکھنؤ میں بود و باش اختیار کی۔
سبزی منڈی کی بارہ دری انھی کی بنا کردہ ہے۔ یہاں بھی شال کا کارخانہ وسیع پیمانہ
پر قائم کیا۔ بالآخر تجارت کی کساد بازاری اور یورپ کی خود غرضی نے اس کارخانہ کو بھی
سرد کر دیا۔ شکر ہے کہ خواجہ عزیز کی گرمی سخن نے اسکو وہ نور بخشا کہ آج تک روشن
و منور ہے۔

خواجہ عزیز ۱۸۲۱ء میں ملک کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آٹھ نو برس کی عمر تھی کہ باپ کے سا

لکھنؤ پہنچے۔ اور یہیں تحصیل علم کی۔ افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کی تحصیل علم کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔ کیا پڑھا کس سے پڑھا۔ کچھ نہیں معلوم۔ فارسی پڑھی بلکہ اُس میں کمال حاصل کیا اسمیں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ علوم عربیہ میں بھی صاحب استعداد تھے۔ خصوصاً ادب میں۔ حماسہ۔ متنبی۔ سبعہ معلقہ کا بارہ دری میں طلبا کو درس دیتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایک افغانی بزرگ کی صحبت میں جو درگاہ حضرت شاہ مینا میں رہتے تھے۔ کلام فارسی میں ترقی کی۔ ان بزرگ کا نام عبداللہ تھا۔ ابتدائی شاعری کا نمونہ ؎

ما عاشقیم عشق بود کار ما عزیز　　　عاشق پسند ہست ہما نا کلام ما

خواجہ صاحب کی شادی داروغہ عاشق علیخاں کے یہاں ہوئی جو محمد علی شاہ بادشاہ کی سرکار میں توشہ خانہ کے داروغہ تھے۔ اور حسین آباد کی تعمیر کے مہتمم۔ خواجہ صاحب کے اور اقربا بھی لکھنؤ اور کشمیر میں نامور رہے۔ نواب قمر الدولہ۔ ظہیر الدولہ۔ اور اشرف الدولہ کے نام عظمت خاندانی کی سند ہیں۔

سنہ ۱۸۸۴ء میں خواجہ صاحب نے اپنے دوست شیخ واجد حسین صاحب تعلقدار کے اصرار پر کیننگ کالج میں فارسی کی پروفیسری قبول فرمائی اور نو سال تک اس فیض کو جاری رکھا۔ اس میں کون شبہ کر سکتا ہے کہ اس تعلق سے خود کیننگ کالج کا شرف بڑھا۔ سنہ ۱۹۰۹ء حیدرآباد دکن کے محکمہ السنہ شرقیہ کے ممتحن مقرر ہوئے۔ خواجہ صاحب کی سوانح میں غالب دہلوی سے ملاقات کا واقعہ شان رکھتا ہے۔ سنہ ۱۲۸۰ھ میں اثنائے سفر کشمیر میں وارد دہلی ہوئے تو غالب کی زیارت کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ مرزا کا یہ آخری زمانہ تھا۔ پلنگ پر لیٹے رہتے تھے۔ سماعت اسقدر کم ہو گئی تھی یا کم کر رکھی تھی کہ لوگ بجائے بات کرنے کے کاغذ پر مطلب کی بات لکھکر پیش کرتے اور مرزا صاحب لیٹے لیٹے جواب لکھدیتے یہی معاملہ خواجہ صاحب سے پیش آیا۔ تحریر سے ذوق تمام محسوس کر کے مرزا نے شعر کی فرمایش کی۔ خواجہ عزیز نے شعر لکھکر پیش کیا

مہ مصر است داغ از رشک مہتابے کہ من دارم
زلیخا کور شد در حسرت خوابے کہ من دارم

غالب کو مہ مصر کی ترکیب میں تامل ہوا کہا ماہ کنعاں سنا ہے، مہ مصر نئی ترکیب ہے
خواجہ عزیز نے صائب کا شعر سند میں پیش کیا تو مرزا بہت خوش ہوئے شعر بار بار پڑھا
اور تحسین بلیغ کی۔

خواجہ عزیز کا ایک نعتیہ شعر بہت بلند پایہ ہے۔

وہ حق عشق احمد بندگان چیدہ خود را   بخاصاں شادمی بخشند می نوشیدہ خود را

پٹنہ کے صاحب دل بزرگ مولانا محمد سعید حسرت تخلص نے یہ شعر سنا تو کیف وجد طاری
ہو گیا۔ کلکتہ کی ایک مجلس میں جبکہ صفت بندہ عزیز ہی پڑھا گیا تو ایرانیوں پر بھی کیفیت ذوق طاری ہوئی
خواجہ صاحب نے کشمیر کا کئی بار سفر کیا تھا منجملہ انکے ایک سفر کی یادگار مثنوی
ارمغان لاجواب ہے۔ خواجہ صاحب نے ۵۸ برس کی عمر میں ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء
میں بمقام لکھنؤ رحلت کی۔ کٹرہ ابوتراب خاں میں دفن ہوئے غفرلہ، فصیح فرخ آبادی نے
تاریخ خوب کہی ہے۔

ع۔ عزیز مصر جہاں خواجہ عزیز الدین۔ ایک عدد کا تعمیہ ہے۔

اخلاق

خواجہ صاحب باوقات عبادت گزار تھے۔ مذہب کی طہارت اور
مشرب کی وسعت انکے جملہ حرکات و سکنات سے خود بخود عیاں ہوتی
تھی۔ "مشک آنست کہ خود ببوید" نہایت غیور اور سیر چشم تھے کسی کا بار احسان نہ اٹھا سکتے
تھے۔ تحائف کا خوش اسلوبی سے فوراً عوض کرتے بعض دفعہ دستی پہنچنے کا موقع
نہ ملا تو پارسل ڈاک میں یہاں پہنچا۔ باوجود وضع کی پابندی اور شان استغنا کے نہایت
ملنسار اور متواضع تھے۔ آدمی جتنی دیر حاضر رہتا اخلاق کی پاکیزگی سے مسحور رہتا۔
حسن اخلاق مذہب اور فرقے کی قید سے بالاتر تھا۔ مسلمان۔ عیسائی۔ ہندو۔ سنی۔ شیعہ

سب کے ساتھ یکساں اخلاق سے پیش آتے - محض ظاہری اخلاق نہیں وہ اخلاق
جسکا اثر دل پر پڑتا - عارف جامی کا مشہور شعر گویا انکی زندگی کا اصول تھا ؎

پس چناں زی کہ بعد مردن تو ہمہ گریاں بوند تو خنداں

احباب کا دائرہ وسیع تھا - مخصوص احباب پر دل سے فدا تھے - علامہ شبلی
کی وفات کے بعد پہلی ملاقات میں جب مرحوم کا ذکر مجھ سے فرمایا تو باایں ہمہ تمکین آواز
گلوگیر تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری - کلیات کے ساتھ جو رقعات چھپے ہیں انکے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصرین سے (جو ادب فارسی کے بقیۃ السلف تھے) -
خواجہ صاحب کے دوستانہ مراسم تھے - مثلاً منشی غلام غوث خاں بیخبر الہ آبادی مولوی
محمد سعید صاحب حسرت ٹینوی - علامہ شبلی - مولانا عبد الغنی خاں صاحب غنی - راجہ درگا پرشاد
تعلقدار سندیلہ منشی دلاور علی طرزی -

اولاد

خواجہ صاحب کے چار لڑکے تھے - خواجہ خلیل الدین - خواجہ رشید الدین - خواجہ
وصی الدین - حافظ محمد امین الدین - والد کی حیات میں حافظ محمد امین الدین
مرحوم مہمانوں کی خدمت ایسی خوبی اور بے تکلفی سے کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کو تعجب
ہوتا کہ خواجہ صاحب کے صاحبزادہ اور یہ شوق خدمت - علامہ شبلی نے ایک بار تعجب سے
پوچھا کہ حافظ امین الدین اسقدر بے تکلفانہ خدمت کسطرح کرتے ہیں تو فرمایا کہ ہمارے
گھروں میں بچے مہمانوں کی خدمت کے عادی بنائے جاتے ہیں - خواجہ وصی الدین
صاحب گریجوایٹ ہیں - ڈپٹی کلکٹری کے عہدے کا وظیفہ پا رہے ہیں جیسا کہ
اوپر بیان ہوا انکا خاص کارنامہ یہ ہے کہ باوجود فارسی ادب سے مناسبت نہونیکے
مرحوم والد کی یادگار قائم رکھنے کو انکا کلیات مرتب اور شایع کیا - اہل سخن کو ممنون
کرم بنایا - جو دشواریاں انکو اس کام میں پیش آئیں انکا اندازہ آسان نہیں - اور ہاں
نہ صرف کلیات عزیز کو شایع کیا بلکہ جس بارہ دری میں اسکی فکر ہوئی تھی اسکو وسیع

ودلآویز عزیز منزل بنا دیا۔ اسم بامسمی ہوگئی۔

خواجہ صاحب کے پوتے خواجہ شریف الدین لکھنؤ کے مشہور ڈاکٹر ہیں۔

تلامذہ

جن باادب تلامذہ کے نام معلوم ہوسکے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبدالعلی صاحب آسی مدراسی۔
(۲) مرزا محمد ہادی صاحب رسوا۔ بی اے لکھنوی
(۳) رامین حسن خانصاحب دانش رسولپوری
(۴) قاضی محمد خلیل صاحب خلیل بریلوی۔
(۵) مولوی شکر اللہ صاحب سہیل میر بھوپال
(۶) منشی اوڈ بہاری لال صاحب مر لکھنوی۔
(۷) منشی میکو لال صاحب عشرت لکھنوی
(۸) سید علی محمد صاحب عارف لکھنوی
(۹) شیخ صغر علیصاحب اصغر [illegible]
(۱۰) مولوی حسن اللہ خانصاحب ثاقب
(۱۱) خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت
(۱۲) مرزا کاظم حسین صاحب محشر
(۱۳) مولانا محمد نجیب اللہ صاحب نجیب فرنگی محلی

انداز اصلاح خواجہ صاحب کے شاگرد رشید سہیل کے الفاظ میں سنو۔ حضرت خواجہ صاحب کا طلبہ کے ساتھ خلق پدرانہ شفقت وقار وحلم اور تشفی بخش طرز افہام وتفہیم تھی۔ حضرت خواجہ صاحب کا طریق اصلاح خصوصیت کے ساتھ یہ تھا کہ آپ شاگردوں کی نظم کے الفاظ ہی کو خفیف سی ترمیم کے ساتھ کچھ اس خوبی سے تبدیل فرما دیتے تھے کہ شعر میں ادب وزبان اور خیال وبندش کی بیشمار خوبیاں پیدا ہوجاتیں احتیاط کا یہ حال تھا کہ کبھی ایسے محاورہ کو جائز قرار نہیں دیتے تھے جسکی سند موجود نہو۔ درس میں جب شاگردوں کو مضامین کے سمجھنے میں مشکلات پیش آتی تھیں۔ نہایت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ انتہی۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ خواجہ صاحب کلام بہت غور اور دقت نظر سے سنتے تھے۔ ایک موقع پر میں نے شفائی اصفہانی کا یہ مطلع پڑھا۔

(نوٹ) تلامذہ نمبر ۳ لغایتہ ۱۳ کو شاگردی سے خود اقبال ہے ۱۲

آمد بہار و جلوۂ بستانم آرزو ست ہمبا لگی بہ مرغ غزل خوانم آرزو ست

میرے یہاں جو کلیات شفائی کا قلمی نسخہ ہے اسمیں "ہمبالگی" ہی تھا اسکو پڑھکر میں نے اور اشعار پڑھے مگر دیکھا کہ خواجہ صاحب متوجہ نہیں۔ آہستہ آہستہ شعر پڑھ کر اسکے الفاظ کو یوں دوہرانے لگے جیسے کسی کے نوالے میں کوئی ریزہ آجاتا ہے اور وہ اسکے نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعد تامل دوسرا مصرعہ اسطرح پڑھا۔

ہمنالگی بمرغ غزل خوانم آرزو ست

پڑھ کر فرمایا "مجھ کو ہمبالگی میں تامل ہوا کہ بال سے بالگی کیونکر بنا۔ صحیح ہمنالگی ہے اب مصرع چست ہو"۔ دوسروں کا کلام سنکر داد بہت فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے دیتے اساتذہ فارسی میں مولانا نظامی کو بہت مانتے تھے۔ ایک بار میں نے نظامی کی خصوصیت پوچھی تو فرمایا الفاظ کا انتخاب ترتیب اور بندش ان تینوں مراتب میں نظامی ممتاز ہیں۔ بعینہٖ جسطرح ایک باکمال جوہری جواہر آبدار بیداغ کا انتخاب کرے۔ انکی ترتیب میں جوہر نظر دکھائے۔ اور جڑاؤ میں قوت مہارت سے ۱۳۱۲ھ میں قیصر باغ کے اجلاس ندوۃ العلما میں ترکیب بند پڑھتے ہوئے میں نے سنا تھا۔ پڑھنے کا انداز متین اور سادہ تھا۔ اثر آفرینی کا اہتمام نہ تھا۔

کلام

خواجہ صاحب کا کلیات اگرچہ ضخیم نہیں اور اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کل کلام نہیں تاہم اصناف سخن سے مملو ہے۔ قصیدہ۔ مثنوی۔ غزل۔ ترکیب بند۔ قطعات۔ ہفت بند۔ رباعی۔ سب کچھ ہے۔ مخمس بھی موجود۔ اہل لطف ترتیب کلیات دیکھ کر مسرور ہونگے۔ مگر یہ ثبوت ہے خواجہ وصی الدین کی مشکلات کا اور اُس دشواری کا جو حصول کلام و ترتیب میں پیش آئی۔ تمام انداز کلام متانت۔ بندش کی چستی حشو و زوائد سے پاکیزگی مضامین کی بلندی ہے۔ مناسبت لفظی کا اہتمام کبھی پیش نظر تھا۔ بااثر یہ کہ فارسی ذوق اور خود ساختہ تھا کہ وہ تھا، استادوں کی

پیروی کا پروردہ تھا۔ لہذا سندی تھا نعت و منقبت مین عقیدت کی گرمی و تاثیر صاف عیاں ہے۔

مثنویات چار ہیں قیصرنامہ، بطرز سکندرنامہ۔ اسمیں جنگ روم روس کی داستان ہے۔ نمونۂ حمد ملاحظہ ہو۔

بنام خداوند کار آفرین
هزار آفرین صد هزار آفرین

ازل تا ابد بارگاه و نیست
گران تا گران در پناه و پست

اگر از جلالش زند دم زبان
بلرزد سپهر و بجنبد جهان

بیکتائیش هر که دم می زند
نه دم بل دو عالم بهم می زند

رخ غازیان را بخون غازه ساز
بآب دم تیغ جان تازه ساز

بخکمش ابابیل چون پر زند
صف ژنده پیلان بهم بر زند

نمونۂ نعت۔

بمعنے زرحمت نخست آیتے
بظاهر ز دولت پسین رایتے

زمین تا فلک روشن از دین او
ز آئینه روشن تر آئین او

ز مهر نبوت که بر پشت زد
بمهر سلیمان زد انگشت رد

بدیدار آن روضه شادان شوم
اگر خار باشم گلستان شوم

بخاک درش کاش خاکم کنند
کز آلایش خاک پاکم کنند

تالیف کتاب۔

کهن آتش پارسی پژمرده بود
دل و جان گبران هم افسرده بود

نه آتش بجا و نه آتشکده
در دیر را قفل محکم زده

من آوردم آن قفل را چون کلید
در بسته را شد گشادے پدید

مدح سلطان عبدالحمید خان۔

باورنگِ شاہنشہی جای اوست	ولی در دلِ عالمے جائے اوست
ہمیں پاسبان[1] کہیں خانقاہ	کہن دیدبان ہمیں خوابگاہ[2]
ز زیستش قوی پشت اسلامیاں	بدورش بلند اختر شامیاں
درش مرجع ہفت ملّت بود	وسے مرکز پنج نوبت بود

روانگی لشکر روم و روس۔

دو جمشید لشکر برانگیختند	بخوں ریختن ی زکف ریختند
دو اسکندر از راہ از زندگی	بخوں کردہ پر چشمۂ زندگی
دو شمع از دو سو لرخ برافروختند	نہ پروانہا جانہا سوختند
دو لشکر بروں شد بمیدان کیں	بجنبش درآمد زمان و زمیں
درآمد بجنبش دو فوج گراں،	دو کوہ از دو سو گشتہ گوئی رواں

فوج پلونہ و عثمان پاشا۔

برآشفت سلطاں ازیں دار و گیر	بفرمود بنوشت فرمان وزیر
کہ سالارِ عثمانِ جنگ آزمائے	زایواں بمیدان تند بگرائے
برآراست اسپہبد صف شکن	قشونے ز ترکان شمشیر زن
ہمہ کاروان و قواعد شناس	چو ایمان خود جملہ محکم اساس
ہمہ نوجوانان ماہوت پوش	بخاکستری جامہ آتش فروش
بفرہنگ و آہنگ ناموس ننگ	سبق بردہ در جنگ از اہل فرنگ
پیادہ چو آب و سوارہ چو باد	باعدائے نوح و باشمر ارعاد

[1] خادم الحرمین [2] آج شام، کا رنذر سیاہ دیکھو!!

عثمان پاشا۔

سپہدار عثمان جنگ آزمائے | خردمند دانا دل تیز رائے
محیطے وچوں کوہِ آتش بجوش | نہنگے بکف اژدہائے بدوش

جوانان ترک۔

ازیں سوئے ترکان طاعت گذار | بکار خدا و ندسرگرم کار
وضو کردہ ہر یک بخون نا خویش | بشوق سجودی سر افگندہ پیش
نمازی بخوں جا مہا ساختہ | دل از مہر و آرزم پرداختہ
گہے در رکوع و گہے در سجود | گہے در قیام و گہے در قعود
یکے گرم سعی و یکے در طواف | یکے فدیہ گردیدہ خود در مصاف
شمر دند محراب شمشیر را | رسانند بر عرش تکبیر را
بہ ہیکار کارے کہ تکبیر کرد | نہ شمشیر میکرد و نے تیر کرد
چناں سوئے شمشیر عریاں شدند | کہ گوئی ہم آغوش حوراں شدند

عثمان پاشا کا گھوڑا میدان کارزار میں کام آتا ہے ؎

سمندش کہ میگشت در کوہ و دشت | ز بس تیز رفت از جہاں درگذشت

دجھاڑ سے اترکر، عثمان پاشا امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ؎

نخستیں بپا بوس سلطاں رسید | بلے قطرہ آخر بعماں رسید
سر و مہر را داغ بر دل نہاد | کہ سلطاں بہ پیشانیش بوسہ داد
بگو بوسہ تمغائے اخلاص بود | کہ تمغائے عثمانی خاص بود

خاتمہ جنگ و کلام۔

چو شمشیر ہا رفت اندر نیام | کشیدم زباں من ہم آخر بکام

یہ مثنوی ۱۲۹۶ھ میں مطبع نظامی میں چھپکر شایع ہوئی تھی۔ اسوقت مسلمانوں کیلئے

یہ زندہ داستان تھی۔ آج ہماری مردہ دلی سے مردوں کی کہانی ہے۔ چند روز میں ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

مثنوی ید بیضا یہ مثنوی آمین شیرازی کی مشہور مثنوی سحر حلال کا جواب ہے۔ اور خواجہ صاحب کی قوت فکر و سخن آفرینی کی روشن دلیل۔ ذو بحرین ذو قافیتین مع التجنیس ہے مثنوی ید بیضا سنہ ۱۳۱۰ھ میں مطبع اصح المطابع لکھنؤ میں (جو اسوقت تک مطبع نظامی کی شاخ تھا) خواجہ عزیز کے شاگرد عزیز شیخ اصغر علی اصغر تعلقدار گنڈارہ کی فرمایش اور اُسی مرحوم کے تخشیے سے طبع ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کلام سادہ نہیں رہ سکتا۔ دقیق اور عسیر الفہم ہو جائیگا۔ ہم بطور نمونہ اسکا مطلع لکھدیتے ہیں۔

اے ز تو اندر سر من شور ہا　　　نام تو ہست افسر منشور ہا

تیسری مثنوی۔ ھدیۃ الثقلین ہے اسمیں ایک خواب کا جسمیں دیدار حضرت رسالت پناہ سے مشرف ہوئے ذکر ہے۔

چوتھی مثنوی۔ "ارمغانِ لاجواب" یہ مثنوی کشمیر ہے کشمیر جنت نظیر کے مناظر اور مشہور مقامات کا ذکر ہے۔

قصائد قصائد متعدد ہیں۔ ممدوح بھی شاندار ہیں۔ مثلاً سلطان عبد الحمید خاں مرحوم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ۔ اعلیحضرت میر محبوب علیخاں بہادر آصف جاہ شادس۔ قاآنی کے طرز کا قصائد میں خوب اتباع کیا ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

دوشم بگوش آمدہ کاے بندۂ خدا　　　از بند خود برآ ز در بندگی درآ
دستے فراز کن کہ نیازت شود قبول　　　صبحے نیاز کن کہ نمازت شود ادا
بردار سر ز پیش و ز جیب فلک بر آر　　　بگذار پا بخویش و بعرش برین برآ
کبر تو خیبر است چرا نشکنی ز ہم　　　نفس تو کافر است چرا لفگنی زپا

طوفی بکوئے عشق کہ ہم کعبہ ہم حرم ‏ ‏ سعی زرہ ئے صدق کہ ہم مردہ ہم صفا

رخش تو چرخ سیر چہ پوئی بہفت خواں ‏ ‏ دست تو دیو گیر چہ پیچی بہ اژدہا

قطعات قطعات بہت ہیں تہنیتی اور تعزیتی ہر قسم کے۔ تاریخیں عموماً صاف اور حشو اور زوائد سے پاک ہیں منشی اطہر علی صاحب مرحوم کی تاریخ وفات کیا خوب ہوئی ہے ع ”نام اطہر وطبع اطہر وجا اطہر یافت“۔ مولوی محمد اکرم فرزند مولانا محمد نعیم فرنگی محلی کی جوانمرگی کی تاریخ ملاحظہ ہو ع۔ بود او گلبنے ز باغ نعیم[1]

غزلیات غزلیات کا انداز اشعار ذیل سے عیاں ہوگا۔

بیا ساقی سرت گردم رواں کن کشتی مُل را ‏ ‏ با سم اللہ مجریہا باذن اللہ مُرسہا

بود سر جوش ایں صہبا لسر ہوش ہشیاری ‏ ‏ دل دانا ش مینا مغز دانا بینہ مینا

عزیز از گفتہ ات مست سر خوش شاتین استی ‏ ‏ حماک اللہ فی الدنیا سقاک اللہ فی العقبےٰ

دہد حق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را ‏ ‏ بخاصان شاہ می بخشد ہُنی نوشیدۂ خود را

دو عالم را شب معراج بود و لیلۃ القدرے ‏ ‏ کشادے چون دو گیسوئے بہم پیچیدۂ خود را

بود پیدا نہا لبریز و جا نہا ز لب از حسرت ‏ ‏ کہ رنج دارد ہر یہ آموخت یا رب گنج نگاہا را

چو منعمے کہ برد مفلساں حسد ببرند ‏ ‏ بدل ز درد تو رشک است جملہ اعضا را

عزیز بندگی خواجۂ عزیزم کرد ‏ ‏ کہ ہست بندہ یکتا خدائے یکتا را

ز داغ سینہ رسد فیض جملہ اعضا را ‏ ‏ یک آفتاب بود بس تمام دنیا را

بجرم عشق نیازم کہ جائے فرد عمل ‏ ‏ بدست دامن یوسف بود زلیخا را

بود نور خدا مشاطۂ حسن ہی حجابش را ‏ ‏ ید اللہ شانہ باشد گیسوئے پر پیچ و تابش را

ندانم تا بجیب و دامن عاشق چہ خواہد کرد ‏ ‏ کہ ذوق جلوۂ خود می درد از ہم نقابش را

---

[1] باغ نعیم کا لطف ملاحظہ طلب ۱۲

خم می پرده دار جلوه می هست اے غافل | چه دانی چیست زیر خرقه مستان خرابش را

فریب جلوه سیدے می خورم هر دم بصحرا ے | که انداز رم آهوست هر موج سرابش را

بشوق حمله در کام ستقر انداختم خود را | حریف مستم و نشناسم از لطفش عتابش را

مرا آخر و کشته وا فگنده در حیرت جهانے را | بتیغ از هر کسے پرسد که کشت این خسته جانے را

ز عرض حال دل مکتوب قاصد بر نمی آید | مگر اندر نوردنامه می پیچم زبانے را

در گلشن برویم باغبان بیهوده می بندد | که چون طاؤس من با خویشتن دارم گلستانے را

مهر لعل او مینب نطق سخن سرائے را | عقده ز زلف او بکار عقل گره کشائے را

بجوش خنده شاید کارها با قیمت گردوں را | که بر خاک شهیدان آورد آن جامه گلگوں را

بیک دل چوں برون آید کسے از عهده نازش | خداوندا دلے کن در تنم هر قطره خوں را

به بزم باده خواران حسن بی زانمی ارزد | اگر صد بار بعیسی هم بگذرد در خم فلاطوں را

نگه از ضبط خوں گردید شد و تف چکیدنها | نقاب افگندن از رخسار آنگه منع دیدنها

ترنج و کف بیک جا شد چو نقاب از رخ تو برداری | چه سر با کاں رود هر سو تیار ا تیغ بریدنها

ز دود شستیم داغ کلفت بیم و امید اینجا | دو عالم یک سر شکے بود کز مژگان چکید اینجا

بدعوی گاه عشق از خوں بها بگذر غنیمت داں | که قاتل دست فرد خویش نخواهد از شهید اینجا

خوشم کاے بیوفا ناخوانده کردی چاک مکتوبم | بعنوانے که حرف مدعا فهمیده گویا

پیمانه ما پر شد و ما مست خماریم | یارب که بساقی برساند خبر ما

چاک کن جامه هستی که شود از پیدا | تا اگر پیداں نبود دگل نکند و پیدا

هر بن مویم از دو چشم ضیائے دارد | روزنے هست درین خانه ز هر سو پیدا

من جدا چشم براهش دل بیدار جدا | در جدا دیده جدا رخنه دیوار جدا

بساده لوحی من کس مباد در عالم | که کرده اند بوصلش امیدوار مرا

خدا سیاه کند روے مرگ کز گیتی | بیک دو گز کفنے کرد شرمسار مرا

عزیز مصر نیم بل عزیز ناچیزم — شوم عزیز جهانی عزیزدار مرا

گر بوی نوازد چو منی را چه بعید — در عجم تازه مشام آنکه کند سلمان را

چون کتان صد پاره دل را حیرت نظاره کرد — صورت مه پارهٔ تصویر به هر پاره کرد

غیرتش بازیچهٔ مشق طبیبانم نخواست — آنکه دردم داده بود او عاقبت خود چاره کرد

شیخ عهد خویش بودم می کجا و من کجا — ذوق صحبتهای میخواران مرا میخواره کرد

دیدمش صد بار و تسکین دلم حاصل نشد — دیدن هر بارهٔ ام مشتاق دیگر باره کرد

در پریشان خاطری بخشیده خویش و جمعی — آنکه دل را پاره و هر پاره را صد پاره کرد

ترک چشم او ز مستی می زند شبخون بدل — کثرت میخواری او را عاقبت خونخواره کرد

داغ حسرت را بجز دل هیچ یک قابل نشد — گرچه مه در نیم مه کامل شد اما دل نشد

ابر نیسان دیگر و فیض محبت دیگر است — قطره بگذشت از خود و گوهر شد اما دل نشد

حسرت دیدار را میرم که بعد از کشتنم — جان نرفت از تن برون تا از نظر قاتل نشد

نگه تیر و مژه خنجر لبس از طره اش افسر — سپاه ناز و خیل غمزه را شاه اینچنین باشد

شب همه شب بی نوا می بسترم از خاک بود — چشم انجم سوی من چشمم سوی افلاک بود

پیش ناهر شسته روی جلوه فرمودن نشد — آن جمال پاک را در خود نگاه پاک بود

دلم بغفلت شبخان بارها لرزد — که این غزال شکاران بخواب خرگوشند

آنانکه سعی در طلبش چارسو کنند — ای کاش در حریم دلش جستجو کنند

کاری که در شباب نشد کن به پیریش — شب آنچه گم شود سحرش جستجو کنند

پرده زان حسن جهان سوز آتشیم — داغ دل را شمع محفل می کنیم

قرب او خواهیم و دور از وصل او نیستیم — سعی در تحصیل حاصل می کنیم

ضعف ما از جنت بشارت می دهد — تکیه بر شمشیر قاتل می کنیم

از خدا و خود نه ایم آگه هنوز — فرق چون در حق و باطل می کنیم

از لب جاں بخشت اگر چشمۂ حیواں گشت (از ہفت منظر) از خجالت آب شد حتی توارت بالحجاب

اگرچہ با یاد تو در خلد مرو دل می کشد — اشتیاق منزلے کاں مسکن ما وای تست

افسر جم را شمارد کمتر از جام سفال — ہر کرا از دولت فقرت توانگر ساختند

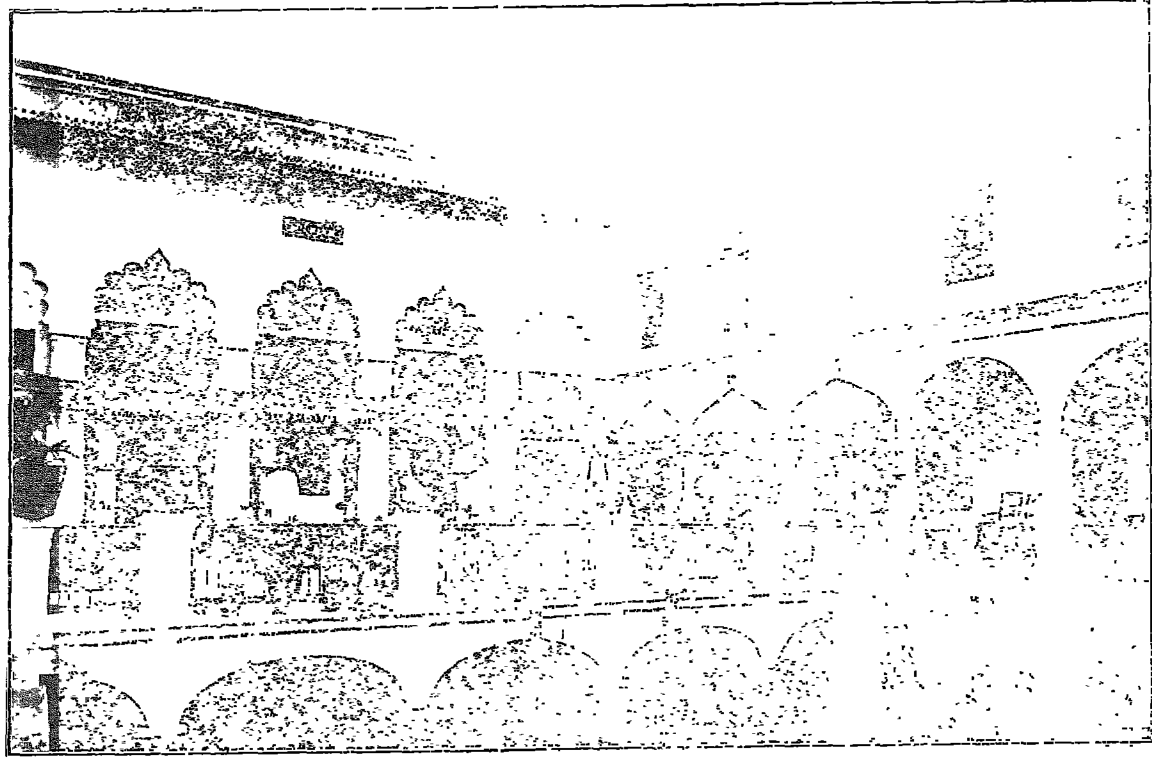
قبلۂ کوئے تو ہست امید گاہے عالمے — یک نگہ کن سوئم اے سویت نگاہ عالمے

رقعات کلیات کا ضمیمہ مکتوبات ہیں۔ نثر میں بھی خواجہ صاحب کی طبیعت کی بلندی۔ متانت و مشکل پسندی۔ اطناب سے احتراز۔ مناسب الفاظ کا اہتمام قائم ہے

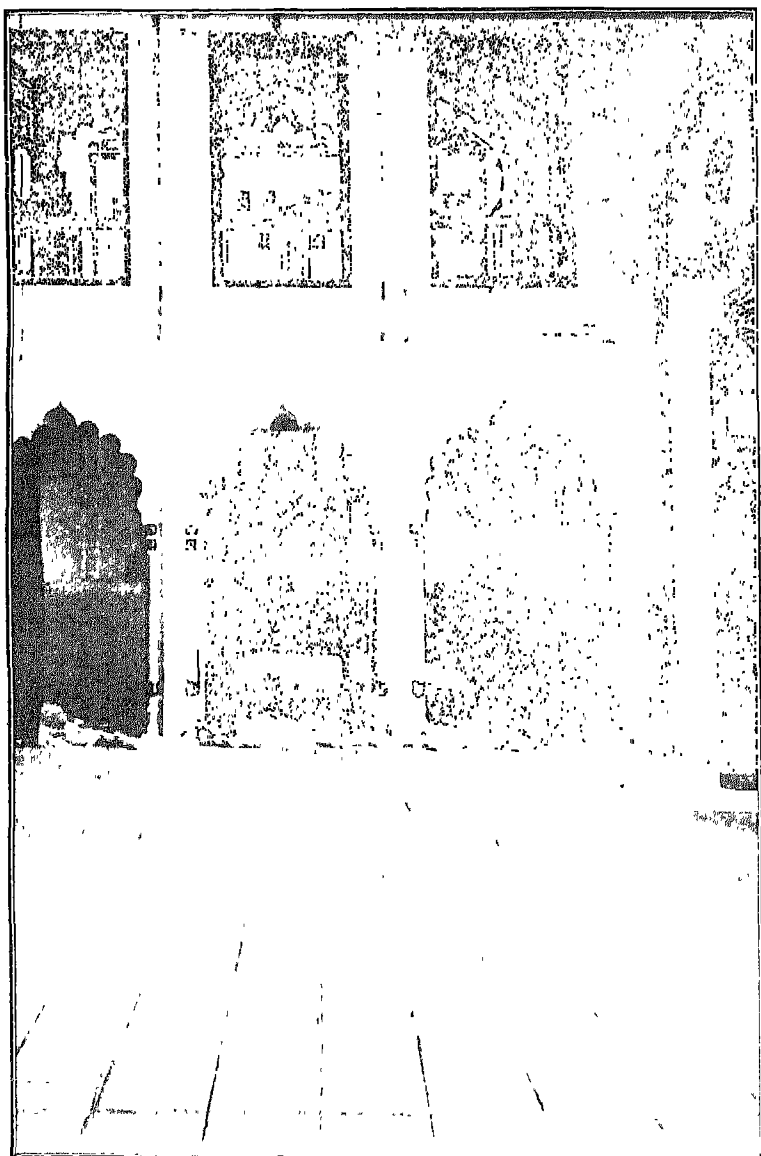
نیاز نشان

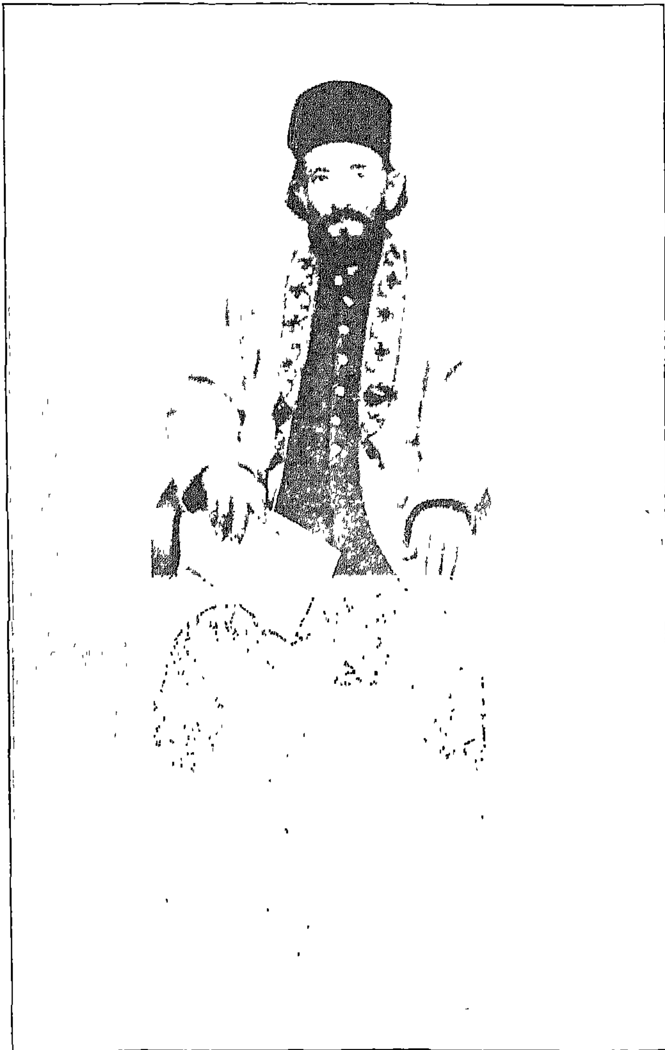
محمد حبیب الرحمن خان

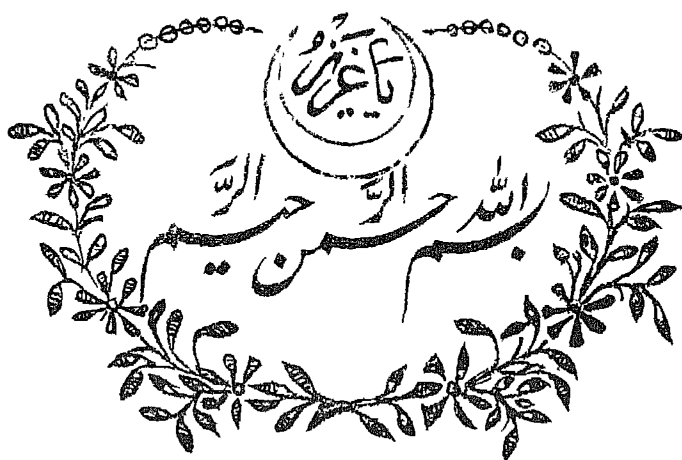
حبیب گنج۔ ضلع۔ علیگڈہ



شمالی مشرقی حصہ بارہ دری موسومہ "عشرت منزل"







بیا ساقی سرت گردم روان کن کشتی می را — باسم الله مجریها باذن الله مرسیها

بیا سیراب کن ما را بیک پیمانهٔ صهبا — حماک الله فی الدنیا سقاک الله فی العقبا

غرور نفس فرعون سیرتان بشکن بیک ساغر — که داری دستگاه موسوی بنماید بیضا

کفنها پاره می سازند و خیزند از زمین رقصان — بگورستان بیفشانی اگر رشحی ازین صهبا

بود سر جوش این صهبا سراسر هوش و هشیاری — دل داناش بینا مغز دانا پنبهٔ مینا

مده تکلیف مستی ساقیا هرگز بمستوری — پرستش ساغر صهبا چراغی دان و نابینا

خلافی گر ده بود در طریقت دم مزن هرگز — که عقل اینجا بود با عشق همراه خضر موسی

خدا را زود ای پیر طریقت دستگیری کن — شب تاریک و ره باریک در ره چاه و ما اعمی

ز نیرنگ سپهر نیلگون دارد خرد حیرت — که چندین رنگ می سر دم برون آید ازین مینا

کتاب آفرینش بس دو حرف آمد عجب ترا این — که دفترها سیه گشت و نه هستند خامه از انشا

بیان آفرینش را مثال روشنی این بس — که خورشیدی برآمد روز روشن شد شب یلدا

ولی از سر این خورشید نزدیک است آن ساعت — که چون دی میشود امروز هم شب در میان فردا

عزیز از گفته ات مست سرخوش شد این مستی
حماک الله فی الدنیا سقاک الله فی العقبا

دهد حق عشق احمد بندگان چیدهٔ خود را
بخاصان شاه می بخشد مئے نوشیدهٔ خود را

ندارد ارزش خاکی جواهر سرمه در چشم
که روشن کرده ام اگر در راهش دیدهٔ خود را

من از طول امل کمتر از آن زالم به سودایش
که جای قیمت یوسف برد ریسیدهٔ خود را

دو عالم را شب معراج بود و لیلة القدرے
گشادے چون دو گیسوی بهم پیچیدهٔ خود را

جرس را در رهش آه رسائے نیست آن بهتر
که بر جمّازه بربندم دل شوریدهٔ خود را

که داند تا چه دید از دیدنیها در شب اسری
ولے گفت آنچه خود با دوستداران دیدهٔ خود را

روائی ده که می بخشد شرف از سکهٔ نامت
زرِ کامل عیارِ بر محک سنجیدهٔ خود را

نگردان نا اُمید از درگهِ خود یا نبی الله
عزیزِ دورِ گردِ گرد سر گردیدهٔ خود را

باین رحمت بچشم کم مبین عصیان گناهان را
جمالے هست در مشکین نقاب ابرو سیاهان را

ببوی دوست جانی سوختم شاید قبول افتد
چراغے داشتم در رهِ نسیم صبحگاهان را

بود پیمانها لبریز و جانها بر لب از حسرت
که کج دار و مریز آموخت یارب کج نگاهان را

بخون اهل دولت آرزو دستی در حنا دارد
گدایان عید میدانند مرگ پادشاهان را

ندارد حاجت تصدیق خون کشتگان او
باین حسن و جمال از کس نخواهد حق گواهان را

ز شب کوری گریزے نیست ور نه پیش پا باشد
چراغ از نقش پای همرهان گم کرده راهان را

فغان زان شوخ شور انگیز شیرین کار بے پروا
که نخواهد بکام خود زبان دادخواهان را

عزیز این چاه هست اکسیر آبش سرمه بینش
ز هندوستان نوراهان فرست اهل صفاهان را

بنا از قبله رو گردانده تقوی دستگاهان را
ندانم بعد ازین در سر چه باشد کجکلاهان را

ز چشم پرس حال جلوهٔ اعجاز حسن او
صبوحی کردگان دانند قدر صبحگاهان را

برسوائی نشاید هر که با او نسبتی دارد
بزلفش میتوان بخشید خیل رو سیاهان را

برم داد از بتان جائی که نبود اعتبار آنجا
اگر خود جامه از مصحف بپوشد گواهان را

نه از بی التفاتی هست کم دیدن سوی عاشق
که چشم از جلوه خود نیست فارغ کم نگاهان را

خداجوئی قوم جاهل از زاهدان ماند
که بر گم کرده راهی ره فتد گم کرده راهان را

بکیش عشق بر نخچیر فربه نیست قربانی
نمی خواهد محبت صید این فتراک شاهان را

خمارم هست از آن ساقی که چشم رایگان بخشش
بجامی عالمی در کف نهد جم دستگاهان را

نه بیم پرسش و نی ذوق بخشش نی غم دوزخ
چه لذت هست آخر در قیامت بی گناهان را

عزیزا از تیزی کلکم ندارد بهره هر عامی
سیاهی می شناسد جوهر تیغ سپاهان را

بهشت نقد جمال توای تماشا را
رخ تو عید بد امروز جلوه فردا را

ببین تطاول آن گیسوی چلیپا را
که دام راه بود طایران طوبا را

جهانیان همه سوزند از جدائی تو
بجیم تو کجا گرم کرده جا را

نهاده اند بطاق بلند شمس و قمر
بدور مستی حسن تو جام و مینا را

سپید شد بر هش چشم بنده و آزاد
غم تو پیر کند یوسف و زلیخا را

حدیث من همه تفسیر روی و موی تو هست
کنم بمهر تو دعوت یهود و ترسا را

چو منعمی که بر مفلسان حسد ببرند
بدل ز درد تو رشک است جمله اعضا را

خراب باده لعل توام که آخر کار
ز آسمان بزمین آورد مسیحا را

ترا که جای بفرش گل است سهل بگیر
بخون طپیدن دلهای ناشکیبا را

عزیز مصر بزندانش کرد عشق از آن
که یاد آرد دلتنگی زلیخا را

هزار نافه چینش اگر چه هست چه سود
که نیست بوی وفا آن غزال رعنا را

روا مدار شکست دلم که در هر حال
گزیر نیست ز آئینه روی زیبا را

عزیز بندگی خواجه عزیزم کرد
که هست بنده یکتا خدای یکتا را

زداغ سینه رسد فیض جلوه اعضا را / بیک آفتاب بود بس تمام دنیا را

فضای سینهٔ من وسعتی دگر دارد / که هست ز تنگ من تنگنای صحرا را

زباده توبه بافسون واعظان کردم / خبر کنید حریفان باده پیما را

هزار صید فگن هست در کمین دلم / مکن درنگ اگر صید میکنی ما را

ز غمزهٔ زپری نی کرشمه از حور / چگونه بی تو تسلی کند کسی ما را

لب تو گر به تبسم شکرفشان نشود / که آورد بسخن طوطی شکرخا را

گرفتم اینکه ز تیر تو جان توانم برد / علاج چیست نگاهای زهر پالا را

زسینه بگذرد و غلمان و حور را بگذار / بیا مشاهده کن شاهدان رعنا را

اگرچه نیست درین پرده نغمه پردازی / که کوک کرده چنین مختلف نواها را

بجرم عشق بنازم که جای فرد عمل / بدست دامن یوسف بود زلیخا را

ز فکر حرص و هوس ما ببین قلب یاد داشت / قیاس کن که در سر سنگ هست دارا را

جز آستانهٔ شاهان ندید ملجا ای / که ماز کلبهٔ خود را ندهایم دنیا را

عزیز غرقه بخون است و یار بر بالین
سکندری بود استاده بر سر دارا را

چو تقریبی نباشد از پی قتلم عتابش را / سوالی میکند ظالم که نتوانم جوابش را

بود نور خدا مشاطه حسن بی حجابش را / ید الله شانه باشد گیسوی پرپیچ و تابش را

ندانم تا بجیب دامن عاشق چه خواهد کرد / که ذوق جلوهٔ خود میدرد از هم نقابش را

سرت گردم ز دل حال قیامت را چه می پرسی / اجازت ده که بگذارم عنان اضطرابش را

چو دل جا داشت عمری در برم نازم بآرامش / چو جان یکبار رفت از پهلوم میرم شتابش را

جهان گردیده دشت پر فریب از آدم خاکی / تماشا کن فریب جلوهٔ موج سرابش را

بساطِ غصه بر چینیم دکانِ جلوه بر بندیم — گره از دل کشایم تا زنم بند نقابش را

خم می پرده دار جلوهٔ می هست ای غافل — چه دانی چیست زیر خرقهٔ مستان خرابش را

سر و سامانِ بزم از جلوهٔ خویشش مهیا هست — حباب باده باشد گویا ساغر شرابش را

فریب جلوهٔ صیدی خورم هر دم بصحرای — که انداز رم آهوست هر موج سرابش را

میانِ خوبرویان جهان گم کرده ام او را — هجوم ذره گویا پرده دار است آفتابش را

بشوق خلد در کام سقر انداختم خود را — حریف مستم و نشناسم از لطفش عتابش را

عزیزا این ماسوا الله در حقیقت عین ذات آمد
محیطی گیر و بنگر موج و گرداب و حبابش را

مرا خود کشته و فگنده در حیرت جهانی را — به تیغ از هر کسی پرسد که کشت این خسته جانی را

به نیرنگ جهان دل بسته‌ام مانند مرغ کان — بعکس گلبنی بر آب بندد آشیانی را

هر آن مرغی که در مستی بگلشن چرخ زن آید — بیادم میدهد ذوق طوافِ آستانی را

فلک بی مهر و ماهم بی وفا من بیدل و بیکس — که خواهد کرد بر من مهربان نامهربانی را

روا باشد که سر از سجدهٔ دیر و حرم پیچم — که من مالیده ام بر جبهه خاکِ آستانی را

ز عرض حال دل مکتوب و قاصد بر نمی آید — مگر اندر نوردنامه می پیچم زبانی را

در گلشن بر ویم باغبان بیهوده می بندد — که چون طاؤس من با خویش دارم گلستانی را

چو عاجز شد فلک از بار عشق انداخت بر آدم — که بر خاک افگند حامل ز سر بار گرانی را

ز بیم روز پرسش فارغم از بینوایی‌ها — که می پرسد دران هنگامه عون بی‌زبانی را

ندارد ذوق شاهد بازی و رندی عزیزا کنون
فراق نوجوانی کرد پیر آخر جوانی را

گهر ز لعل او بلب نطق سخن سرای را — عقدهٔ زلف او بکار عقل گره کشای را

از فلک آرزو کند مهر صفای رای را — می طلبد ز کوزه گر جام جهان نمای را

صحبت دیده با قره دیده همی خلد بدل
حسرت خار راه او آبله های پای را

کشور جان و ملک دل مال توست ملک تو
غمزه بگو که برکشد تیغ جهان کشای را

هست رخت زبس صفا آئینهٔ خدانما
رو بنما خدای را تا نگرم خدای را

مژدهٔ لیلی از کجا قیس شنید و شد ز جا
شور جنون نکرد اگر هرزه درا درای را

عیش و غمست توامان برق و سحاب جهان
خندهٔ گریه خیز را گریهٔ خنده زای را

هست ز خار خار غم سینهٔ من چنگ زار
جان کسی شمرده نه در دل خسته نای را

بر سر خار و گل ز لطف تافته همچو آفتاب
در دل نیک و بد ز مهر گرم نموده جای را

هر دو جهان چو خار و خس طعمهٔ نار می شود
مطرب اگر بیاد او باز کشد نوای را

عزت اگر هوس کنی سوی عزیز کن رجوع
دولت خسروی شمار خدمت این گدای را

بوجد از نالهٔ مستانه آرم کوه و هامون را
برون از کوه و هامون آورم فرهاد و مجنون را

بخون خفته شاید کار ها با قیمت گردون را
که بر خاک شهیدان آورد آن جا به گلگون را

بیک دل چون برون آید کسی از عهدهٔ نازش
خداوندا دلی کن در تنم هر قطرهٔ خون را

گریبان تا بدامان پر ز خون شام و سحر دارم
چه احوال درون باشد که این حالست بیرون را

پرستیدی اگر گوساله را سامری می شد
تلف شد عمر در آهو پرستی حیف مجنون را

به بزم باده خواران جرعهٔ می را نمی ارزد
اگر صد اربعین هم بگذراند در خم افلاطون را

بشوق زخم تیغ کیست این بیتابیم یارب
که حال دل بود در جسم من هر قطرهٔ خون را

بلند و پست گیتی ای فلک هموار کن ورنه
بسیل گریه خواهم داد رونق کوه هامون را

دل از کف بردن خوبان بناز و غمزه جادو دان
سخن سازان ادا و غمزه نامیدند افسون را

غباری خاست از ره کوه کن شادان که گلگون ست
نمی داند سیه بختی که شبدیز گلگون را

عزیزا زخیل صیادان این صحرا نمی باشد
که در دام از فراز سدره آرد مرغ مضمون را

نگه از ضبط خون گردید وشد وقف چکیدنها
نقاب افگندن از رخسار وا نگه منع دیدنها

الهی طاقت خمیازه عشقت ندارد دل
کمانم داد لذت زور بازوی کشیدنها

جنون مستم به نشترزار مژگانی زنم خود را
چرا از هر سر خاری کشم ناز خلیدنها

ترنج و کف چه باشد چون نقاب از رخ تو برداری
چه سرها کان رود هر سو بتاراج بریدنها

رسد تا عرش آهم از تغافلهای بیجایش
هنوز این نارسیدن تا کجا خواهد رسیدنها

غرور خود پرستی کعبه گو بر طاق بگذارد
که من افگنده‌ام خود طرح محراب از خمیدنها

بود هر شبنم اینجا آفتابی در بغل لیکن
ندارد قطره ما در گره غیر از چکیدنها

خدا از چشم مردم چشم شوخش را نگهدارد
نمی دانم چه خواهد دید ازین دزدیده دیدنها

نشد از گریه من هیچ اثر در خاطرش ورنه
کند در سنگ خارا رخنه اشکم از چکیدنها

عزیزا از دورباش حسن چون موسی چه می رنجی
همه گر آیت یاس است می باید شنیدنها

ز دل شستیم داغ کلفت بیم و امید اینجا
دو عالم یک سرشکی بود کز مژگان چکید اینجا

بانداز شکار او رفت دل از کف رمید اینجا
خدنگش تا کند پیدا ز رنگ از رخ پرید اینجا

بدعوی‌گاه عشق از خون بها بگذر غنیمت دان
که قاتل دست مزد خود نخواهد از شهید اینجا

چه خواهی خون بهای کشته ترک دعوی اولی تر
که قاتل دست مزد خویش خواهد از شهید اینجا

مروت نیست بیرون رفتنم از وادی وحشت
کشد هر خار ره دامن که باید آرمید اینجا

خدنگ غمزه شاید بر کسی زد ترک چشم او
که دل ناگه طپید و از مژه خونی چکید اینجا

مده از دست فرصت را اگر دست دلی داری
در هفت آسمان بشکن چه میجویی کلید اینجا

برآمد گرد از من هر که شد برباد در راهش
بهر جا آتشی افتاد دودش سر کشید اینجا

شهادت گر هوس داری بحسرت گریه‌ئی می کن
که هر یک قطره خون را هست اجر صد شهید اینجا

عبث بر وعده فردا دلی خوش میکند زاهد
کسی اینجا نمیتواند دید چشمی کش ندید اینجا

کند پشت دوتا می کهنه سالان هر قدم ایما — که سقف آسمان پست است می باید خمید اینجا
چه می نالی تو ای مرغ قفس با فارغ البالی — ز بس در سینه جا تنگست دل نتوان طپید اینجا
بوصلش در جوانی بهره ور گردیده ام گویی — بایام بهارم اتفاق افتاد عید اینجا

جهان شهریست لا مال از هر جنس و هر کالا
عزیزا رهتوانی یوسفی باید خرید اینجا

رخت خوی کرده صبح از خود خجل گردیده گویا — بخوابم دوش هم آغوش با خود دیده گویا
کشیده شانه در مو غازه بر رو وسمه بر ابرو — سرت گردم دکان خود فروشی چیده گویا
خوشم کاهی بیوفا ناخوانده کردی چاک مکتوبم — بعنوانی که حرف مدعا فهمیده گویا
پس از مرگم بپرسش آمدی بیرم تجاهل را — نوید مردنم تا این زمان نشنیده گویا
ندانم تا کرا برق عتاب پاک می سوزد — جبینت پر ز چین است از کسی رنجیده گویا

عزیز از وضع و اوضاع تو هر ملت بود راضی
خوشا حالت طریق صلح کل ورزیده گویا

شبستانیست گیتی کاندرو خوابیده گویا — همه شب تا سحر خواب پریشان دیده گویا
جهان را خوابگاه ای بیخبر فهمیده گویا — بخواب غفلتی خواب پریشان دیده گویا
بهشتی بینیت در آستین از رنگ بیرنگی — بجای گل ازین گلزار دامن چیده گویا
بسنگ آستانش ایکه سایی جبهه روز و شب — عیار خویشتن را بر محک سنجیده گویا
تو به از بت شکستن می شماری دل شکستن را — درین آیینه روزی چون خود دیده گویا
سرا پا پیچ و تاب من نداری از خود آرائی — بخود چون زلف پیچان روز و شب پیچیده گویا
برای پرسش حالم نه از رحم آمدی ظالم — ز بیم باز پرس حشر اندیشیده گویا
چه بیدردی چه بیباکی چه سرمست طربناکی — بذوقی خورده خونم که می نوشیده گویا
عزیزا اندر جهان غیر از سخن هرگز نمی باشد — بعهد مهد گر طفلی چو عیسی دیده گویا

ناخوانده چو خورشید خود آمد بسر ما | آخر اثرے کرد دعائے سحر ما
گم کرده محبت بوجودت اثر ما | ای بیخبر از خویش چه پرسی خبر ما
پای طلب از رشک براه تو شکستیم | تا خلق سراغت نبرد بر اثر ما
گفتیم ز عاشق که دل و دین برباید | گفتا بکنایت که نهانی نظر ما
با کوثر و تسنیم نخواهیم بجنت | ای کاش ببخشند بما چشم تر ما
هر چند خرد بر دل و جان بود مسلط | عشق آمد و بگرفت همه بوم و بر ما
دوزخ نه هر آن دل سوخته جانان | ما را بگذارید بسوز جگر ما
پیمانهٔ ما پر شده ما مست خماریم | یارب که بساقی برساند خبر ما
از نیک و بد هیچکس آگاه نگشتیم | منت بسر ما بود از گوش کر ما
این روز فزون حسن و جمالے که تو داری | باشد همه تاثیر دعای سحر ما

نمود عزیز از حرم و دیر گشودے
من بعد سر ما بود و سنگ در ما

چاک کن جامهٔ هستی که شود او پیدا | تا گریبان ندرد گل نکند بو پیدا
برخور از حسن خود و با همه نیکی مکن | که ترا کرده خدا از همه نیکو پیدا
شمع بالین من خسته که بینند تو خاک | گر نه پیکان تو گشت ز پهلو پیدا
لطف در جلوهٔ لیلی نشان نیست مکن | یاد ز وقتے که شد از دیدن آهو پیدا
صوفی و پیروی سلسلهٔ دور دراز | دست من سلسله کرده گیسو پیدا
گشت مهر لب اظهار شفاعت طلبان | گرهے کش شد از گوشهٔ ابرو پیدا
بے کم و کاست دهد آنچه ز قسمت هست | کرده دست کرمش طرفه ترازو پیدا
هر بن مویم از و چشم ضیائے وارد | روزنے هست درین خانه ز هر سو پیدا
شو آزرده ز بیحاصلی ای گوشه نشین | در کمین باش که روزی شود آهو پیدا

سر راهست مکش تیغ پی قتل عزیز
ترسم از رشک شود عربده هر سو پیدا

بجان از فگارها ∴ بدل خلیده خارها
که میرود چو دستها ∴ ز زلف کرده شستها
ز باده شبانه مست ∴ بتنگ کینه سینه خست
چه صید افگنست این ∴ کرا دیار دار زمین [?]
بباد وی چو گشت سطح [?] ∴ بیاد کی بچنگ و نی [?]
گل از چمن چمن بسبر ∴ بنفشه بی ثمن بسبر
دمید بیشمار گل ∴ شدند مست جزو کل

نه یکی و بیشمارها ∴ نه ده نه صد هزارها
که میبرد ز دستها ∴ عنان اختیارها
نه جام می که دل شکست ∴ چو رنگ اعتبارها
براه صید در کمین ∴ نشسته خود شکارها
بنوش می کجا و کی ∴ بباغ در بهارها
سمن و سبزه من سبر [?] ∴ ز طرف کشت و کارها
بنوش چشمه چشمه مل ∴ کنار چشمه سارها

غم وی اندرون من ∴ عزیز میکند وطن
بگریه خانه آب زن ∴ فرو نشان غبارها

سر من فصل بهارست بگلزار بیا
بهوای که نهی پای بباغ از ره ناز
جام در دست بود چشم براه مستان را
حیله ها این همه بر طاق نه زین بسمند [?]

بایست از لطف هوا شد چو سبکسار بیا
چشم در راه بود نرگس بیمار بیا
خیز بشتاب سوی خانهٔ خمار بیا
عذر لنگ این همه بگذار و بیا یار بیا

چشم بد دور چه خوش گفته عزیز این تاریخ
ای خوابیده بطالع شده بیدار بیا
سنه ۱۲۹۲

من جدا چشم براهش دل بیدار جدا
میروم سوی گلستان اگر از یار جدا
کن قدم رنجه بگلشن که بود چشم براه
چشم مست تو بنازم که کشد از نگهی

در جدا دیده جدا رخنهٔ دیوار جدا
گل جدا می خلدم در جگر و خار جدا
سرو آزاد جدا نرگس بیمار جدا
زاهد از صومعه از میکده میخوار جدا

کفر الحق رگ جانست برای ایمان
سبحه جانشا نتوان گشت ز زنار جدا

فرقها هست میان من و موسی که بود
طالب وصل جدا طالب دیدار جدا

خانه ام گشت بسودای تو وحشت کده
که فتد سایه یقین سنگ ز دیوار جدا

عاشقان را نگه از در جدائی غلط است
عاشق آن نیست که یکدم بود از یار جدا

بعد عمری که برآید ز دلم پیکانش
نتوان گفت که یا رب شود از یار جدا

باشد از محتسب اندیشه مرا گرچه عزیز
خانه من بود از خانه خمار جدا

از غم کونین خاطر بر کران داریم ما
خانه زیر سایه دیر مغان داریم ما

آتشی چون شمع از عشقت بجان داریم ما
آنچه صوفی راست در دل بر زبان داریم ما

چشم و دل را هم نمی خواهیم با دیر آشنا
در محبت دشمنی با دوستان داریم ما

نیست گاه دیگر که جای ما نباشد در گلش
بر سر هر نونهالی آشیان داریم ما

از جفای گل نمی نالیم همچون عندلیب
در بهاران هم تاراج خزان داریم ما

جا بگیتی نیست سکون در لامکان یارا عزیز
خانه از هر دو عالم بر کران داریم ما

چه غم ز وحشت تنهائی مزار مرا
که روز و شب غم یار است یار غار مرا

نشسته آنکه شب و روز در کنار مرا
نشانده است ز عمری در انتظار مرا

نشان آن دهن و آن میان کجا یابم
هنوز نیست خبر از نشان یار مرا

بباده لوح من کس مباد در عالم
که کرده اند به وصلش امیدوار مرا

نمی روم بتماشای نشأتین از خویش
ازین دو رطل تهی نشکند خمار مرا

مرنج کامدی و با تو ملتفت نشدم
که رفته بود ز دنیا و تو دل ز کار مرا

تو خود ز پرده برآ تا شکایتی نبود
تراز باد صبا و ز پرده دار مرا

خدا سیاه کند روی مرگ کز گیتی
بیک دو گر گفتنه کرد شرمسار مرا

کسی که داشت عزیزم کنون ز چشم افگند
میم که ریخت از جام میگسار مرا

عزیز مصر نیم بل عزیز ناچیزم
شوم عزیز جهانی عزیز دار مرا

صحبت زاهدم افگند بکلفت جان را
شبنمی کو که باو تازه کنم ایمان را

بو که باد سحر از کوی وی آید بچمن
که بوجد آورد از شوق گل و ریحان را

دیده از گریه بشو پس نظر افگن برخش
بی وضو مس نکنند اهل ورع قرآن را

آنکه سرمایه از گنج قناعت دارد
بجوی هم نخرد مملکت سلطان را

ناله‌ام بهر رقیب است شهاب ثاقب
که بخلوتکده آتش زده شیطان را

بسملم کرده اگر شوق طپیدن دادی
وسعتی نیز بده بادیهٔ امکان را

من تبه کار و تو آنخواجه زهی حسن عجب
که عقوبت نکنی بندهٔ نافرمان را

بحث حکمت شنو پرده ز رویش بردار
گر بیکتائی او می‌طلبی برهان را

با چنین خوبی و خوش سلیقی و خوش اندامی
دل ز می بده ای یار خدا خوبان را

گردش چشم وی و ساغر می را نازم
که بگرداند بکام فلک گردان را

حشر را نیز چنین روز سیه پیش آید
گر بیارند در آن عرصه شب هجران را

طائف کعبه و نی طالب بتخانه شود
باشد از خویش اگر آگهی انسان را

دل به پهلوی بلب شکوهٔ دلبر صد حیف
تو نمیخوانی و داری به بغل قرآن را

گر بوی بنوازد چو منی را چه بعید
در عجم تا زد شاه آنکه کند سلمان را

جاهل آنست که آسان بگرداند مشکل
عاقل آنست که مشکل شمرد آسان را

سختی جور و جفا چند کشد جان عزیز
دل ز می بدهی یار خدا جانان را

ای بچشم مردم افسون تو بسته خوابها
فتنه را از چشم جادوی تو فتح بابها

آستینی نه بچشم من که از اشکم مباد
دشت و هامون را چو خار و خس برد سیلابها

گبر و مومن بوده اند از نسل آدم وین عجب
هست از یک چشمه جاری شور و شیرین آبها

کی فرو آوردی سر گر بدی خشت و گل
گر نه نقش ابروی او داشت این محرابها

دجله بار بهای چشم را بچشم کم مبین
جا رسید از فیض بام عرش این میزابها

گردش لیل و نهار هستی ناپایدار
هر چه می بینی نباشد جز پریشان خوابها

ساقیا برخیز و ساغر پر کن و خالی مدام
این صدا هر دم رسد از گردش دولابها

بزم می بحر است طوفان خیز کن از وی کنار
گردش جام است اینجا گردش گردابها

میدهد ساقی گهی گاه خون دل عزیز
طبع من ناساز شد از اختلاف آبها

داروی بیهوشی عشق در کار کرد مارا
از هوش رفتن هشیار کرد مارا

هم دل ز دست برد و هم رفت از کار
عشقش بکار آمد بیکار کرد مارا

بس خرقه‌های پشمین رهن شراب کردند
روزیکه چشم مستش میخوار کرد مارا

با اینکه هست پنهان در هفت پرده اما
در حیرتم که محو دیدار کرد مارا

از حد خود نرفتیم یک گام نیز بیرون
رفتن ز خویش گرم رفتار کرد مارا

خود را رهاند تسبیح گردید طعمه ناز
روزیکه عشق در بر زنار کرد مارا

ما دام در عدم کاش سرمست خواب بودیم
دردا که خفته بختی بیدار کرد مارا

از سایه پروران باغ نعیم خلدیم
آب و هوای اینجا بیمار کرد مارا

آه ای عزیز فردا خوار و ذلیل و رسوا
کرد آنچه کرد کردار کرد مارا

هنوز ای واصلان کعبه باید طی منزلها
که باشد آن طرف از کعبه گل کعبه دلها

زافزونی دولت می‌شوند از هم جدا دلها
بود موقوف بهر بحر قرب و بعد ساحلها

ندانم از که باشد رونق هنگامهٔ گیتی
هزاران شمع شد خاموش و هم گرم است محفلها

بهر جا دانهٔ از اشک خونین چشم من کارد
بجای گل زگل تا حشر می‌رویند ازان دلها

اگر وصل است و گر هجران نباشد بیش از آن نی
میان ما دو هست ارتباط موج و ساحلها

زضبط گریه صدها عقده در دل بود از اشکم
زچشم خویش ممنونم که کرد آن حل مشکلها

تماشای درون پرده دیدن بر نمی‌تابد
نگه در خون نشست از دیده چون برخاست حائلها

بعبرت دل ای رهرو سوی گور غریبان رد
که بی محمل نشینان سبکری افتاده محملها

بمقصد کی رسد هر کس که او را بخت بد باشد
بپای خفته نتوان کرد هرگز طی منزلها

بباغ دین محبت هست نخلی کز نمو هر دم
چو تار سبحه پنهان می‌دواند ریشه در دلها

دولت بار محبت بر نمی‌تابد عزیز آخر
تو ابن آدمی هان هین برخیز و احملها

بر وعدهٔ فردا است نظر بی‌بصران را
فردا بود امروز دلی دیده وران را

بگذر ز ره عشق و مجو همسفران را
زین عرصه گذر نیست جهان گذران را

بسم الله اگر مرد رهی پای ز سر کن
این مرحله می‌افگند از پای سران را

رو قبلهٔ خود راست سر کج کلهی کن
شد قبله غلط حیف که این کج نظران را

ای زلف چه پیچی بمیانش که ندارند
نازک کمران طاقت این بار گران را

از حال درون حرم دوست نباشد
کس را خبری لیک ز خود بی‌خبران را

بگذشت بافسانه شب وصل و بافسون
می راندم از خانه که خواند دگران را

باید لب خشک و مژهٔ تر بمحبت
اینجا بجوی کس نخرد بی‌هنران را

باز آ لی که سرتا بقدم هر بن مویم
ماند بره شوق تو چشم نگران را

از عشق ابا کرد ملک تا فلک آخر
خاک است که برداشت این بار گران را

در بادیهٔ عشق عزیزا ز تو نهی گام
هشدار که خوفست و خطر نوسفران را

هوای بوسهٔ لبهای یار هست مرا / می دو آتشه ناخورده کرد مست مرا
بدل که هست پر از راز عشق می ترسم / که جام می بکف مست بر شکست مرا
به بنده پروری ساقی بود نازم / که کرده مست ز جام می الست مرا
ببین بشوخی زلفش که گوید در گوشش / که جای ماهی ماهی بود بشست مرا
همین نه شیخ حرم در حرم رهم ندهد / که پیر میکده هم در بروی بست مرا
چه کوه و دشت چه ارض و سما گذشتم ازان / که نردبان شده خود این بلند پست مرا
هنوز لوح و قلم بود در سواد عدم / که نقش مهر تو بر لوح دل نشست مرا
چه شکر گویم الهی که کرده و کنی / ز نیست هست و هم از نیست باز هست مرا

گشاد بند قبا در بروی غیر ببست
دهد نوید عزیز این گشاد و بست مرا

جهان میخانهٔ عشق است خود را کن خراب اینجا / بمحشر آنچه خواهی دید بینی در شراب اینجا
بر خس و خار هست گر دست رسن باشد مرا / دوزخی باشم اگر جنت هوس باشد مرا

حال آن سوی فلک از اختر تابان مطلب / سر این نامهٔ سربسته ز عنوان مطلب
خوی خجلت ز سرم بر شده بگذر ز خطا / موج از کوه گذشت ایمنی طوفان مطلب
هر گران جان نسزد کشتهٔ تیغ نگهت / ناز ضایع مکن و از همه کس جان مطلب
چارهٔ گریهٔ یعقوب کن ای یوسف مصر / رود نیل و گر از جانب کنعان مطلب
خود بخود میوهٔ جنت سید از شاخ بلب / همت از کس پی آن سیب زنخدان مطلب
دل آگاه طلب و سنگ عرفان خواه / جام جمشید مجو مهر سلیمان مطلب
قدر بیعانهٔ حسن تو ندارد کونین / نرخ بالا بکن و قیمت ارزان مطلب

چشم لطف و کرم از کج نگهان نیست عزیز
مرهم چاره ز الماس فروشان مطلب

بهار آمده وقت ترانهٔ غزل است
شراب ناب بجام آفتاب در حمل است

چو عشق بازی و عاشق ندیم ساقی باش
که عشق بی می و معشوق علم بی عمل است

دلم بناله الهی در این محل کیست
که دشت تا جبل از نی برقص چون جبل است

برم بمدرسه اگر صراحی می ناب
بحرفی که تو دانی صراحی در بغل است

رسی بمنزل مقصود ای برهمن که
که سنگ راه تو لات است و سد ره هبل است

زبخیه چشم بهی دارم و نه از مرهم
که زخم کاری من چشم در رهٔ اجل است

برند خسرو و جمشید هم بر آنکس رشک
که جام بر لب شیرین لبیش در بغل است

دلم که خون شده از جوش غم نعم مبدل
هزار شکر که پیمانش بهترین بدل است

مپیچ سر ز بلا گر تو صادق القولی
که این معاهدهٔ الست شهادت ازل است

به تیغ غمزه خدارا مریز خون عزیز
عزیز دار که عمر عزیز بی بدل است

نه همین مرغ چمن صید جگر خستهٔ اوست
بوی گل نیز شکار رهٔ قفس بستهٔ اوست

دل پر معرفت افسرده و پژمرده مباد
که این گل سبد آرائش گلدستهٔ اوست

نکند تر لبی از کوثر و از آب حیات
هر که لب تشنهٔ دست از دو جهان شستهٔ اوست

خضر و این قید حیات ابدی با دانش است
بندهٔ بی ادب زنده جل جستهٔ اوست

نقش تمثال ولیست اینهمه پیدا و نهان
دو جهان در نظرم آینهٔ پیوستهٔ اوست

چند سر مشق اطبا شوی ای جان عزیز
چارهٔ درد از آن جو که دلخستهٔ اوست

وقت سجود دیر و حرم تا جبین ماست
گوئی که هر دو کون زیر نگین ماست

تا جلوه گر بمنزل ما مه جبین ماست
چشم ستاره بر سر چاش و کمین ماست

پیوسته آن دو زلف سیه در کمین ماست
صد شکر ملاز یسار و یمین ماست

در چشم ما بلندی و پستی برابر است
هر جا که جلوه گاه تو عرش برین ماست

ما آستین بمملکت چین فشانده ایم
چینی مگر ز زلف تو در آستین ماست

هر لحظه طرح کردن ادای دگر بناز
مخصوص دلربای دل آفرین ماست

ما عاشقیم زهد کجا عاشقی کجا
داغ دل است این که عیان از جبین ماست

مردیم تا نگاه ز روی تو باز گشت
دریاب زود کاین نفس واپسین ماست

جان عزیز چون بسلامت برهم ازو
نازش جدا و غمزه جدا در کمین ماست

هر کس از رشک بهم دست و گریبان برخاست
من و آن پرده که از چهره جانان برخاست

دل دیوانه چو از کوچه جانان برخاست
شور محشر ز پیش سلسله جنبان برخاست

همت از دوست طلب کن که ز گلشن شبنم
بدیداری خورشید درخشان برخاست

غمزه را چشم تو بر خونم اشارت فرمود
که ز ابرو و لبیان پرده دامان برخاست

جوش ز عشق پذیرفت چو پیکر آدم
کشتی نوح مهیا شد و طوفان برخاست

گرچه عمری بچمن رفت درین صید گهم
نه شکاری نه غباری ز بیابان برخاست

سالها بر در میخانه فلک بر دنیا ز
که حریفی چو من از حلقه رندان برخاست

شکر صد شکر غرور دل شوریده شکست
خوب شد خوب اثر از ناله و افغان برخاست

سیر معراج کمال است کسی را که بشوق
پای بر خویش نهاد از سر سامان برخاست

هست سهل آنکه عزیز از دو جهان برخیزد
لیک از خاک سر کوی تو نتوان برخاست

جلوه کردی وز دیر و حرم افغان برخاست ‎ پرده از روی تو خلق از سر ایمان برخاست

هست نزدیک که بستانم ازو نقد مراد ‎ کز میان شرم چو از گنج نگهبان برخاست

شهرهٔ یوسف و آن غلغلهٔ حسن جمال ‎ بود گردی ز ره او ز کنعان برخاست

گرد شسته ام این سینه ز خون از دو ‎ کز درون غم او بر زده دامان برخاست

جلوهٔ زهره گداز تو که بر می تابد ‎ شمع از بزم تو با دیدهٔ گریان برخاست

عشق تا رفت هوس گشت مسلط بر دل ‎ دیو اورنگ نشین شد چو سلیمان برخاست

حذر از نرگس فتان فسون پردازش ‎ فتنه در شهر ازین گوشه نشینان برخاست

این چه حسن است که هنگام تماشا از رعب ‎ دیده را موی بر اندام ز مژگان برخاست

زین چه خیزد که نقاب از رخ او برد از بد
چشم من هست خود آن پرده که نتوان برخاست

عمر من در یاس و حرمان از غم دنیا گذشت ‎ وای بر جانم چو امروزم اگر فردا گذشت

فیض از حد دل ز خود از تنگ ظرفیها گذشت ‎ قطره بر خود آنقدر بالید کز دریا گذشت

داغم از گرمی رفتار جوانی گوئیا ‎ همچو برق از بهار از مرغزار ما گذشت

عشق را سیرم که تا گور غریبان نعش قیس ‎ با شکوه شد که گوئی محمل لیلی گذشت

دست تا بر داشتم دیدم که کار از دست رفت ‎ تا کمان سازه کنم نخچیر از صحرا گذشت

یار و صحن باغ و طرف جوی آنگه ترک ‎ کس نمی تواند زاهد از مینا گذشت

تکلیف نگذاشتی ساقی و شاهد را عزیز
چون گذشت از این دو آن یا رب چرا ز دنیا گذشت

روزگارم بی تو او چون شب یلدا گذشت ‎ چشمها از دیده بهر سبزه چشم ما گذشت

جان سلامت بردن از درد توام مشکل بود ‎ گر خودی امروز چون امروز گر فردا گذشت

چارهٔ دیوانگان کن زود ورنه مشکل است ‎ شهر ویران کرده گر این فتنه تا صحرا گذشت

داوری گاه محبت خوش گذرگاهی بود — کز نظر قاتل گذشت و کشته از دعوی گذشت

ابر رحمت دجله ریز بی‌نیازی شعله خیز — سینه‌ها تفتیده ماند و سیل از دریا گذشت

ترک دنیا کردنِ زاهد نه از تقوی بود — کار دنیا چون که نتوانست از دنیا گذشت

عهد در تازی زبان بست است با قاضی عزیز
ترک می لازم نمی‌آید گر از صهبا گذشت

هر کسی را صنمی شوخ خود آرائی هست — وای بر من که مرا کار بخود رائی هست

هر کرا چشم دل و ذوق تماشائی هست — جلوهٔ هر شررش برقِ تجلائی هست

چند دل تنگ به غمخانهٔ هستی باشی — خیز و زین خانه برون آی که صحرائی هست

شور حسن است که شد غلغله افگن در نجد — ورنه مجنون چه خبر داشت که لیلائی هست

آب حیوان بخضر جام به جمشید گذار — پیش من آر اگر جرعهٔ صهبائی هست

در خور حوصلهٔ دیدار پرستان شاداند — شمع در دیدهٔ پروانه تجلائی هست

بطرب کوش یک امروز و غنیمت می نوش — هم نفسا بگذار ار غم فردائی هست

بر سر خاک عزیزان قدم آهسته گذار — که بخواب از تو هر حجلهٔ زلیخائی هست

گرچه داغم زحد لیک بجان دارم دوست — هر کرا از تو بدل داغ تمنائی هست

یوسفا ننهد داغ غلامی بر خویش — گرچه بر هر سر بازار زلیخائی هست

بخشش از حوصله افزون چو بود سیل بلاست — نم آبی بره مورچه دریائی هست

گر نشد طاعت حق بندگی عشق بس است — نیست گر داغ جبین داغ تمنائی هست

آنکه پس مانده از قافله سعی مکن — تا بر اهش اثرِ نقش کف پائی هست

صبر کن صبر بتنهائی جهان درنه عزیز
خیز و زینجا بسلامت رو اگر جائی هست

نفسِ بلبلِ زارم بحالِ بد گرفتار است — چو آن مومن که از همسایهٔ کافر در آزار است

نه تنها کعبه دار آن ابروی خمدار ست
بهر بت بردم پناه آن نیز سنگین دل آزار است

کشاد کار اگر خواهی بره او نال ای دل
کلید فتح باب اینجا بدست ناله زار است

اگر صد کوه هم باشد بآسانی توان کندن
ولی یکباره دل برکندن از روی بت دشوار است

غریب بینوا و بیکس و بیچاره و بیدل
بهر نامی که میخوانند عاشق را سزاوار است

بروشن زنده داری کن کشود کار اگر خواهی
درے کان بر رخ کس بسته نبود چشم بیدار است

رسول ملت منصورم احوالم چه می پرسی
رسیدستم به معراجی که نامم دیگرش دار است

عزیز از کهنه سالان بیکشم ناز جوانان را
بچشم پشت خم را جلوهٔ ابروی خمدار است

آواره‌ام غم تو ز باغ نعیم ساخت
بوی گلم که خانه خرام نسیم ساخت

اثبات کرد معجز شق القمر بخلق
چشمش بیک کرشمه چو دل را دو نیم ساخت

با این کرم که هست بدل خستگان ترا
نتوان قناعت از تو بباغ نعیم ساخت

رویش هر آنکه دید بمویش اسیر شد
بالای گنج طرفه طلسم حکیم ساخت

زین بیشتر بدادن دشنام بخل داشت
خط آمد و بوسه لبش را کریم ساخت

غیر از الم نخواند عزیز آیتی ز عشق
زین مصحف انتخاب آلم ساخت

شعله در دلی بغم خویش دل و جانم سوخت
که مغان را هوس آتش پنهانم سوخت

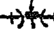
رسته‌ام از چمن حسن چو زلف خوبان
لیک بیباکی مهر درخشانم سوخت

شاخ شادابم و افگند و گلخن فلکم
می‌کنم گریه که هجران گلستانم سوخت

وادی ایمن از آن شمع که افروخته بود
عشق آورده بخلوتکده جانم سوخت

شمع خلوتکده قدسم نه جهان جای منست
فلک افسوس که در تخیل کونم سوخت

ای حجابانه ز چشم من بیتاب گذشت | ساق بالا زده بلقیس ازین آب گذشت
نیست اوضاع جهان قابل دیدن هرگز | ای خوشا عمر گران ما که در خواب گذشت



کدام اسیر قفس گرم شیون افتاده است | که مرغ سدره نشین از نشیمن افتاده است
گرا به بتکده یارب فتاد پرده ز روی | که بت ز طاق و ز چشم برهمن افتاده است
به دامن تو در آویزم ار رسد دستم | که پای بوس تو مخصوص دامن افتاده است
نه من ز عرش به فرش اوفتاده ام تنها | که حلّه های بهشتی هم از تن افتاده است
بهجر عشرت وصلم بود که صاحب دل | بگلخن است و داند بگلشن افتاده است
ز داستان زلیخا و یوسف است عیان | که حسن رهزن مرد آفت زن افتاده است
دلش ز سوختنم بیخبر چو دهقان نیست | که خفته باشد و برق بخرمن افتاده است

کنند وقت مصیبت بسوی دوست رجوع
عزیز آه گرت دوست دشمن افتاده است

در حسن او دهان و میان این دو چیز نیست | وین حسن دیگر است که هم هست و نیز نیست
در حسن خویش همه هست و چه چیز نیست | غیر از دهن که چون کمرش هست و نیز نیست
در باغ حسن بو که باغیار بسته راه | شد مدتی که باد صبا مشکبیز نیست
هم حشر و نشر حسرت و هم دار و گیر غم | هر ساعت فراق کم از رستخیز نیست
یارب بروز من نه نشیند نقاب وی | کس صبح در کنار شبی صبح خیز نیست
مهر نهاده مهر تو تا بر دهان ماه | جان بر لب آمد از غم و راه گریز نیست
ای دل بفوج غمزه که آورد بر تو تاخت | خود را حواله کن که مقام ستیز نیست
می در تموز سرد به یخ کرده میدهد | ما بی شکیب و ساقی ما بی تمیز نیست
میسرم بکند طبعی ترکان سنگدل | عشاق را کشند به تیغی که تیز نیست

اگر روزگار و یار ندارد سری بصلح
با روزگار و یار مجال ستیزه نیست

بر اتحاد وی نبود تکیه ام که او
جان عزیز هست و زآن عزیز نیست

انجم افروز نجوم رخ خوبان شده است
چشم آیینه خواب به کنعان شده است

حیرتست اینکه حجاب رخ جانان شده است
پرده از روی بر افگند که پنهان شده است

چه هنرها که قضا و قدر آورده بکار
تا کف خاکی ازین باد به انسان شده است

گردش چشم کسی داده غبارم بر باد
ذره ای حسن نگهبان سر ایمان شده است

خرم آن عهد که گلزار شده آتش خلیل
بر من آتشکده امروز گلستان شده است

اینکه گفتی دو جهان قیمت یک ناز من است
عالمی هست خریدار که ارزان شده است

دل پر داغ بوی داده خجل گشت عزیز
وانکه دل برد خود از وی پشیمان شده است

ز بس چو آینه اش سینه صاف و شفاف است
شد آشکار که با من درون او صاف است

قسم بکوی تو مشت خسی است در چشمم
اگر بهشت برین باشد و گر اعراف است

بقصد بردن دل است چشم و ابرویت
بتیغ غمزه کنی گردنم نه انصاف است

ستمگری بگذار و دلبری بگذر
دل است مال غنیمت نه مال اوقاف است

یقین شناس که فرمان معشوقیست
دران دیار که بیداد عین انصاف است

من از جمال تو محروم و عالمی پرنور
چو پای شمع که تاریک و پیش اطراف است

عزیز هر چه بگوید بگوش هوش شنو
که یادگار سخن پروران اسلاف است

بیا بسیر چمن صوفیا هوا صاف است
نسیم غنچه گشا می وزد گشاف است

طمع مدار که عنقا شود شکار ترا
میان تو و او بعد قاف تا قاف است

زبلبل و گل و پروانه شمع شد روشن — که عشق و عاشق و معشوق را هم اضافت است

مدار نقد دل و دین و جان دریغ از وی — که هرچه صرف کنی در رهش نه اسراف است

دلا بدوزخت ار افگند شکر بکن — که با جنان علا بهم کمال الطاف است

حدیث حافظ شیراز و گفته‌های عزیز
همان حکایت زردوز و بوریاباف است

دلی که رسته ز قید خرد خردمند است — اسیر اوست که بی قید بند در بند است

خیال او که ز چشمم نمی رود گاهی — چو لیلی به سیه خیمهٔ نظربند است

بحیرتم که دل را وهم نمی دانم — که هرچه در نظر آید بدست پابند است

بلطف گرچه نیرزم عتاب کن که مباد — گمان برند که این بنده بی خداوند است

بحشر هم بود از وصل جان جانانم — همین نه زود گسل سخت دیر پیوند است

جمال روز فزون بین که از سحر تا شام — بناز و عشوه دو چند و بجلوه ده چند است

بقد یار چه نسبت درخت طوبی را — مخور فریب دروغی که راست مانند است

مباد هیچکسی مرده دل که این اندوه — جگر گداز تر از داغ مرگ فرزند است

بود ز شمس و قمر روی روشنش مقصود — بمصحف و بقسمهای راست سوگند است

بجاست فخر بانجام بینی فرهاد — نه جو می شیر که گوری تباهی خودکند است

بدین خیال که یابم حیات جاویدان — نگشت گرچه بقتل من آرزومند است

اگر بباغ نعیم و اگر بنار جحیم
بهرچه دوست پسندد عزیز خرسند است

چشم بد دور از نگاه او چه صاحب جوهر است — گر سنان گه تیر گاهی تیغ گاهی خنجر است

منزل آن مه ندانم تا کدامی منظر است — عالمی را چشم بر در هست گیتی منتظر است

گرمی بازار حسن و عشق را باعث یکیست — آنچه در سر شمع را پروانه را در پر است

هست رنج و راحت عقبی نصیب عاشقان — دوزخ و کوثر همین داغ دل و چشم تر است

حسن دعوای خدائی گر کند می زیبدش — غمزه اش روح القدس باشد لبش پیغمبر است

کرده نرگس چشم از آن بر لاله حمرا سیاه — کش بود ساغر بدست و دُردِ می در ساغر است

آفرین بر صنعت صناع صنعت آفرین — کانچه بینم دلربا تر خوشتر از یکدیگر است

چون شدی پیرای فلک بگذر ازین نیرنگها

غمزه های لاجوردی در جوانی خوشتر است

در مصحف جمالش کائینه دار ذات است — خال و خطی که بینی ز آیات بینات است

ای برهمن ز بینش بی بهره دگر نه — هر سنگ پاره اینجا آئینه دار لات است

گر محو روی و مویش چشم و دل تو باشد — هر روز روز نور و هر شب شب برات است

شاه خوبانی و از حسن تو ملک آباد است — داد ده داد که حق جاه و جلالت داد است

طاقت کندن کاهی نبود عاشق را — قصه کوهکنی تهمت بی بنیاد است

تن بطاعت بدهد زاهد و جنت بخشند — تا چه باشد عوض آنکه بیاد دل داد است

بوی گل نیز چو بلبل ز اسیران وی است — هر چه آن بال و پری داشته از صیاد است

در نعت

در نظم آفرینش ذات تو از کمالت — هم مطلع جلالت هم مقطع رسالت

یارب چه آفتابی هرچند در حجابی — باشد جهان منور از پرتو جمالت

معراج تو ز رحمت شد باعث کرامت — روز نجات امت آمد شب جلالت

شد سهو از مقالت اقوال راز خوانان — شد محو از جمالت تاریکی ضلالت

یکتا ولی عدیلی بی شبه و بی نظیری — بی مثلی آفریده حق کی بدی مثالت

شد پاره ماه کامل از جنبش انامل — یا شاه دین عادل آورده بر کمالت

هان ای عزیز الکن در نعت شو نوازان
کآوازهٔ قبولی بخشند چون بلالت

آسمان حسن را خورشید تابان روی تست
کوکب تابنده از هر حلقهٔ گیسوی تست

در سراپایت میان باموی از گیسوی تست
در حقیقت هر دو عالم بستهٔ یک موی تست

هر دلی کان رونق گلزار رنگ و بوی تست
غالبا گلدستهٔ طاق خم ابروی تست

کفر و دین حقا که هر یک خواجه تاشان تو اند
هر برهمن مومن و هر مومنی هندوی تست

گرمی بازار گبران ز آتش رخسار تو
آبروی جمع اهل قبله از ابروی تست

نی همین شیخ و برهمن را بود سر بر درت
کعبه و بتخانه هم سر در هوای کوی تست

کشتهٔ تیغ تو از رنج طپیدن فارغ است
آفرین صد آفرین بر دست و بر بازوی تست

فاش نتوانم که گویم دل ز پهلویم که برد
لیک سوء ظن مرا سوی تو و گیسوی تست

آنقدر محو خیالت هست و دور از تو عزیز
سر بخشتی خفته و داند سر زانوی تست

دعوی ضیا از مه و خورشید روا نیست
از روی تو شرمی ز رای تو حیا نیست

روی تو و گیسوی تو و موی میانت
جز نور خدا ظل خدا کنه خدا نیست

هر نسبت و بلندی که بود جلوه گه تست
گر عرش و گر فرش مقام تو کجا نیست

شرح دل من جز تو حکیمی نتوان کرد
مجموعهٔ عشق است اشارات و شفا نیست

معشوق ز عاشق نکند قطع تعلق
جور است و جفا هست اگر مهر و وفا نیست

دل خون کن و خون میخور و می در کش و خوش باش
آسایش کونین بجز بیم و رجا نیست

یک جرعه کند زنده بسی مرده دلان را
در ساغر ما چیست اگر آب بقا نیست

تا غمزه سر صید که دارد که ز ابرو
در دست کمان دارد و در شست خطا نیست

گر راست بپرسی بره عالم تجرید
جز راهزن امروز کسی راهنما نیست

عشاق تو خون جگر خویش نخورند — در مملکت عشق اگر قحط و غلا نیست

بس خانه که چون بتکده و صومعه دارد — تا خلق ندانند که کجاست و کجا نیست

ای کعبه نشین خیز و سوی دیر مغان رو — زان خانه چه خواهی که درو خانه خدا نیست

شیرین حرکاتی که ز پا تا بسر او — جائی نبود کان چو بتش بوسه ربا نیست

مرغان جهان مست نوای تو عزیزاند
یک نغمه سرای چو در شهر و سرا نیست

یار بی پروا دل بیمار در تاب و تب است — از تب دارد دل بی دست و پا تا بر لب است

ماه رویم روبروی و آفتابم در سبو — خواب یا بیداری است این روز یارب یا شب است

عاشقم عاشق که جز عشقم بود فریاد رس — هر شبم با عشق بر لب جامی یارب یارب است

روی خوبش زیر زلفش هست و کیش ترک وی — نیست دل بستن شگون کاشت بچه در عقرب است

بر شکار دل عنان غمزه را از کف مده — صید وحشی در رمیدن و شوخ این مرکب است

سید تعلیم صید دل اداو غمزه هم — نو سواری را که جولانگه هنوزش مکتب است

چون شوی دیوانه شو با وحشیان صحرانورد — کاین تمسیل و حشم لازم پی این منصب است

با جوانی رفت عیش زندگانی پس کهن — ترک رندی این است توبه لازمی است

داده شمس الدین حافظ این فروغت ای عزیز
ورنه این تاثیر دولت از کدامی کوکب است

با تیغ غمزه ترک من اقلیم جان گرفت — این تیغ زن جریده تواند جهان گرفت

هر خسته جان کز آن لب جان بخش جان گرفت — گر جان دهد بجای تواند از آن گرفت

از دورباش غمزه و از ترکتاز ناز — آن شهسوار را که تواند عنان گرفت

در سر هوای توسن علوی خرام کیست — مشت سنبا که ره لامکان گرفت

آن آشنا که لطف و یم دستگیر بود — در ورطه ام فگنده و از من کران گرفت

ترسم درین معامله خجلت کشد عزیز
دل دادو فی نوشته ازو نی ضمان گرفت

باری که بر نداشت فلک آدم آن گرفت
گاهی سبک بسنج چه کوه گران گرفت

قصر رفیع و کوشک سنگین نه جای دوست
رو در دل شکسته سراغ تو ان گرفت

دزدیده دل ربود و شکایت نمی کنم
نازم بآن حریف که دل را زبان گرفت

چون شمع کشش میانهٔ فانوس جا بود
او اندرون پردهٔ حسنش جهان گرفت

شد آستین فشان بجهان همچو گردباد
هرکس که خاک ردی آن آستان گرفت

بی فیض بسکه اهل جهان اند ای عزیز
حاشا که کس تمتع ازینان توان گرفت

غم نیست منزل من اگر محفل تو نیست
افسوس اینکه جای مرا در دل تو نیست

دیوانه کسی که دلش مائل تو نیست
ویرانه به دلی که درو منزل تو نیست

شوریده بناقه گر بسته است دل
این ناله جرس محمل تو نیست

حق بیگرت سرشته ز مهر خبی ولی
جز مهر و جز وفا که در آب و گل تو نیست

نازم که چون ظهور پسندی و خود نما
صد پرده در میان تو بیکه حائل تو نیست

شادم که کشتنم ز تو باور نمی کنند
کاین دست و بازوی تو و کار دل تو نیست

بیگانه از حضور تو افتاده است دور
پروانه باریافتهٔ محفل تو نیست

فی الحال هست فتنهٔ آخر زمان تو
آگه کسی ز ماضی و مستقبل تو نیست

واعظ بجنتم چه فریبی که خاک من
در خورد تخم ریزی بی حاصل تو نیست

صد زخم کارست و دلم همچنان طپان
بسم الله این شکار مگر بسمل تو نیست

از فوج ناز و غمزه مجو خون بها عزیز
جمعی حریف تست تنی قاتل تو نیست

بر فوج غمزه نیست قصاص ای عزیز لیک
دعوی خوش است گرچه تنی قاتل تو نیست

هر کسی شوق شهادت دارد و قاتل یکیست — عالمی پروانه اما شمع این محفل یکیست

پیش ارباب بصر فرق جلالت و جمال — ورنه خورشید درخشان مه کامل یکیست

کعبه و دیر و کلیسا گر نگردد سنگ راه — سالک هر ملتی را مرجع و منزل یکیست

هم بیانم خون فشان و هم درونم پر ز خون — عشقبازان ترا گویا زبان و دل یکیست

دیگر

نیست پروا بجرم از شب داج — دل و داغت بود ز جاج و سراج

شاه خوبانی و ز تاجوران — می بری دل بجای باج و خراج

ذوق مستی نبود در هستی — یافت درد در نرگس تو رواج

صید دلها نه کار هر کس هست — نیست این صید تیهو و دراج

صبر کن صبر ای دل بیمار — هست ترک علاج عین علاج

دل خرید و عبث پشیمانست — باز پس میدهد من ای کاج

گر کنی توبه در بهار عزیز
کن ز پیر مغان هم استمزاج

ردیف دال مهمله

لطف را نازم که پیش از درد فکر چاره کرد — تاک را حق آفرید آنگه مرا میخواره کرد

چون کتان صد پاره دل را حیرت نظاره کرد — صورت سیاره تصویر سیر سیاره کرد

با جهانی در غمش یکجان و قالب بوده ام — سینه ها چاک شد هر کس گریبان پاره کرد

غیرتش بازیچه اشک طبیبانم نخواست — آنکه دردم داده بود عاقبت خود چاره کرد

شیخ عهد خویش بودم می کجا و من کجا — ذوق صحبتهای میخواران مرا میخواره کرد

دیدمش صد بار و تسکین دلم حاصل نشد — دیدن هر بار هم مشتاق دیگر باره کرد

کوتهی از اختر ماهست ورنه مهر او — ذره های خاک را بر آسمان سیاره کرد

باشد از چشم بد نامحرمان ایمن که او — برقع از دامان پاک خویشتن رخساره کرد

صبر گو تلخست اما من گوارا کردمش — درد خود را بهتر از خود کس نداند چاره کرد

در پریشان خاطری بخشید خوش جمعیتی — آنکه دل را پاره و هر پاره را صد پاره کرد

ترک چشم او ز مستی می زند شبخون بدل — کثرت میخوارگی او را عاقبت خونخواره کرد

گو بکن فکر سلاسل هم پی دیوانگان — آنکه بهر ساعد سیمین یارم یاره کرد

تا نگه پیرایهٔ حسن خدادادش کنند — عمرها خون در جگر از بهر گوهر خاره کرد

یکقدم از حد خود بیرون نمی رفتی عزیز
صحبت آوارگانش عاقبت آواره کرد

غنچه گل گشت و عنبل خون بحسرت دل نشد — عقدها شد باز اما حل این مشکل نشد

داغ حسرت الحذر دل هیچ یک قابل نشد — گرچه صد نیم مه کامل شد اما دل نشد

خود جدا می سوزد و پروانه می سوزد جدا — شمع تنها باعث سرگرمی محفل نشد

ابر نیسان دیگر و فیض محبت دیگر است — قطره بگذشت از خود و گوهر شد اما دل نشد

میخورد حسرت خضر تشنه کامیهای خویش — کاب حیوان خورد از تیغش چرا بسمل نشد

دیدهٔ هر ذره چون مجنون بحیرت مانده باز — این چه رو داد است این صحرا اگر محمل نشد

گشته هر گبری ز فیض بت پرستی برهمن — لیک شیخ از حق پرستیها مرا حاصل نشد

در ره عشقم غم کوتاهی عمرست و بس — طاقتم طاق از درازیهای این منزل نشد

کس نگردد سد راه اختلاط حسن و عشق — در میان بلبل و گل باغبان حائل نشد

نیست خالی از خیال زلف عنبرین سری — این بلا از عالم بالا کجا نازل نشد

سنگ بیحس هم بتوحیدش گواهی داده است — برهمن حیف است کز سنگین دلی قایل نشد

آدمیت را بود طبع ملایم ناگزیر — مشت خاک آدمی آدم نشد تا گل نشد

حسرت دیدار را میرم که بعد از کشتنم
جان رفت از تن و بر تا از نظر قاتل نشد

گرچه مخموریم ساقی نیست از ما بیخبر
چند روزی بر تغافل زد ز ما غافل نشد

برهمن بت را پرستش میکند خود را عزیز
در حقیقت کس خبردار از حق و باطل نشد

شنیدم جلوه عام است الله الله اینچنین باشد
دعای نیم شب آه سحرگاه اینچنین باشد

نگه تیر و مژه خنجر بسر از طره اش افسر
سپاه ناز و خیل غمزه را شاه اینچنین باشد

اگر اردی و گر آبان بیا بنشین بمیخواران
که دور آسمان گاه آنچنان گاه اینچنین باشد

اگر جنت عطا سازد و گر در دوزخ اندازد
من آنخواهم که او خواهد آنچنان خواه اینچنین باشد

بالطاف زبانی چون دلم راضی ندید از خود
لبم بر لب نهاد از دل بدل راه اینچنین باشد

تغافل پیشه‌ای کافسانه داند شور محشر را
رسید آخر بفریادم ناله و آه اینچنین باشد

جهان مست و سرشار است و من مخمور محروم
تو باشی ساقی میخانه آنگاه اینچنین باشد

همی گویند دارد رنگی از لبهای میگونش
توان جان نیز بجامی داد هر گاه اینچنین باشد

عزیز بی سر و پا را غمش خضر طریقت بس
چه باک از گمرهی آنرا که همراه اینچنین باشد

شب همه شب متکای سر بسترم از خاک بود
چشم انجم سوی من چشم تماشا افلاک بود

ناله من دود وش برق خرمن افلاک بود
طعمه آتش دو عالم چون خس و خاشاک بود

پیش هر ناشسته روی جلوه فرمودن اشت
آن جمال پاک را در خور نگاه پاک بود

فیض یکرنگی عشق است این که بر دوش سحر
گل گریبان چاک و دو سینه‌ها چاک بود

لطف او برداشت از خاکم درین نخچیرگاه
ورنه صید لاغرم کی لائق فتراک بود

تجربت کردیم و دانستیم غیر از عشق نیست
داروی تلخی که گاهی زهر گه تریاک بود

شب بخوابم بود ابر رحمت او های فیض
صبح چون بیدار گشتم سینه‌ام صد چاک بود

یاد ایامِ جوانیها که هر شب تا سحر — دست من گستاخ بود و شوخ من بیباک بود

گشت روشن از جمالِ او سوادِ ما عزیز
جلوهٔ او صیقلِ آئینهٔ ادراک بود

آنکه خلقی در رهش سرگشته چون افلاک بود — نیک چون دیدند پنهان در حجابِ خاک بود
در قیامت آنچه منظورِ نگاهِ پاک بود — دیدهٔ نمناک یا با خاطرِ غمناک بود
از گرانجانی من آن سست عهد از من گسست — صید فربه بود و نازک حلقهٔ فتراک بود
دین و دنیا جان و دل یک یک در این ره باختم — آنچه با خود بردم از آفاق عشق پاک بود
سر بکوه و دو غزالان حرم را داده است — جذبه کز جانب آن حلقهٔ فتراک بود
ساده لوحی بین که این معنا پی صبح و شام — چشم وصل از یار و چشم مهر از افلاک بود
جان سلامت بردم از دستِ اوی امکان نداشت — غمزه اش صیاد تیغ و تیر مژگان اش سفاک بود
چشم من بر تشنه کامیها بسی اشکی نریخت — دائما بر مزرع من ابر را امساک بود
جنت و حور و قصور و کوثر و ماء معین — اینهمه سامان چه لازم بهشت خاک بود
صبح محشر نیز سر از خواب مستی بر نداشت — سبزهٔ کان سایه پرورد نهال تاک بود

اینچنین شد باعث این باده نوشیها عزیز
ورنه زین آلودگی کام و زبانم پاک بود

جماعتی که با خفای راز میکوشند — هزار ناله گره در گلو که خاموشند
پری وشان که رخ از چشم مردمان پوشند — بدل نشسته بتاراج طاقت و هوشند
بر آر پردهٔ احوال جیب و دامان بین — تو مهوشی تماشائیان کتان پوشند
کسی ز رفت ز گیتی نشان شوکت من — شهید عشقم و خوبان جنازه بر دوشند
حذر ز حیلهٔ چشمان فتنه پردازش — که خون مردم ریزند و خود سیه پوشند
دلم بغفلت شیخان بار یا لرزد — که این غزال نگاران بخواب خرگوشند

بجماعتی که ز دست تو خورده‌اند شبرنگ / خورند حیف که با حوریان قدح نوشند
کنون که لشکر غم ساقیا برنداختت / بیار باده که تا می کشند می نوشند

در بند پردهٔ عاشق بتان هند عزیز
علی الخصوص چو پیراهن تنک پوشند

آنانکه سعی در طلبش چارسو کنند / ای کاش در حریم دلش جستجو کنند
گلهای خوشنما که گلشن نمو کنند / بوی تو از نسیم صبا آرزو کنند
روی نیاز هر دو جهان سوی او کنند / آری بیک محیط رجوع این دو جو کنند
یک نیزه آب خنجر و پیکان شود بلند / گر خاک کشتگان ز شستت شستشو کنند
گویا که جان بکالبد خاک می دمند / این ساقیان که باده بجام و سبو کنند
هجران رسیدگان ترا روز بازخواست / انیست بس جز انکه ترا روبرو کنند
اینجا غم فراق بهر کس نمی دهند / ای های آن کسان که وصال آرزو کنند
هر خانه را ز رخنه بود چشم پرتوی / ظلم است چاک سینه‌ها گر رفو کنند
خونابه گشته از مژه‌ها بهم روان شود / آن می که در فراق توام در گلو کنند
کاریکه در شباب نشد کن به پیریش / شب آنچه گم شود سحرش جستجو کنند
جمعی بجوی طیبان گرد پی باده مست / تا روز بازخواست کرا سر فرو کنند
هان زود و بیا که رسی برمراد خویش / ترسم که دیر آئی و در را فرو کنند
چاکی که هست در دلم از خنجر بتان / ای کاشکی بناوک دیگر رفو کنند

امروز هم گذشت ز قتل عزیز یاد
با حوریان بگو در جنت فرو کنند

آنرا که رخصتی نیست [illegible] نمی دهند / در فتح [illegible] پاشیدن نمی دهند
ای وای ناتمامی جوشش خجالتم / گشتم تمام آب چکیدن نمی دهند

دارند کے روا کہ کند سینہ چاک کس — این بیدلان کہ جا بہ دریدن نمی دہند
این ظلم تازہ ایست کہ بیدادپیشگان — بسمل کنند لیک طپیدن نمی دہند
محروم مست شبیرہ از نور آفتاب — از دیدہ ہا چہ سود کہ دیدن نمی دہند
ای کاشکے رسیم بمراد عدوے خویش — گر بر مراد خویش رسیدن نمی دہند
چشم از ہوس بہ بند کہ صاحب بصیرتان — این سرمہ را بدیدہ کشیدن نمی دہند
سر تا بپای گر ہمہ تن گوش می شوی — حرفیست وصل او کہ شنیدن نمی دہند

جان میدہیم در غم شیرین لبان عزیز
اجر ای اگر لبے بگزیدن نمی دہند

بشوخیش ہمزبان باز آمدن از من نمی آید — حریف غمزہ و ناز آمدن از من نمی آید
تکلف بر طرف بستان دل و جانم کہ ہر ساعت — برون از عہدہ ناز آمدن از من نمی آید
نہ رحم ست این کہ آزاد از قفس دست صیاد م — کہ میدانم بہ پرواز آمدن از من نمی آید
کند صد ناز و من قربان این نازم کہ می گوید — کہ ہردم بر سر ناز آمدن از من نمی آید
بخاموشی کنم فریاد و خواہم داد دل از وے — سخن کوتہ سخن ساز آمدن از من نمی آید

عزیز ار مرد این راہی بر تنہا ز من بگذر
بکویش رفتن و باز آمدن از من نمی آید

ہر کجا کہ در گفتار آن لب چہ نوش آمد — ہر طرف ملک انجا چون نگین بجوش آمد
موسپیدیم رو داد دل ہمی کند فریاد — نور صبح ظاہر شد مرغ در خروش آمد
از تو آگہی میداد ہر چہ در نظر افتاد — از تو بود دینامے ہر صدا بگوش آمد
جان بہ تن نمی گنجد ہیچو تن بہ پیراہن — تیغ در کفش دیدم خون من بجوش آمد

دیگر

بشنو آہے کہ بروئم ز دل خویش رود — نادکے بشنود و در جگر ریش رود

تا هنگام تماشای تو یارب چه کند — آنکه ناکرده نگه تو از خویش رود

پهلوی من منشانید خدارا نفسی — اینکه هر لحظه همی آید و از پیش رود

میرود بر دل غم دیده ام از گریه ام — آنچه از سیل بکاشانهٔ درویش رود

ناله تا هست دل فاش نگردد رازی — خون بر آید ز دل آندم که بر نیش رود

گل بکف میروم در شب آنکس دارم — گر گلستان جهان با جگر ریش رود

تا لب آب درون پیمانه تکلف دارد — ای خوش آن رند که ناخورده می از خویش رود

تسلیم فرو کرده بغم ساخته‌ایم — تا چه در خاطر آن مصلحت اندیش رود

خرقه بفروش بجز باده دخاموش عزیز
گفتگو بیهوده تا کی بکم و بیش رود

بکعبه رفتنم از راه پارسائی بود — وگرنه پیش خودم جای جبه سائی بود

خط پیمبری آورد خط شکنیش — وگرنه در سر او دعوی خدائی بود

چه بود جان نشناسم بغیر اینکه مرا — ز مدتی بتو بیهوده آشنائی بود

مهم رسید ز پهلو سپید دم چو دمید — سیاه روز شدم آنچه روشنائی بود

بحضرتی که دو عالم سر نیاز نهاد — خموش بودم از شرم بینوائی بود

فغان که ناله و آهم نمی رسد بفغان — بحضر تکیه در دو خود مرا رسائی بود

دیگر

وصل با جان جهان تا نه هی جان نشود — شرط عشق است که تا این نشود آن نشود

گرچه انسان بریاضت شود انسان آخر — لیک دشوار همین است که آسان نشود

بر سیه بختی آن هندو نادان افسوس — کو رخ خوب ترا دیده مسلمان نشود

حال زار من دلخسته مگوئید بوی — ترسم از کرده خود یار پشیمان نشود

هر دو عالم اگر آشفته و درهم گردد — یار آن خاطر مجموع پریشان نشود

گر مجوشی محبت اگر آئینست بمن
عجب از باغ خلیل آتش سوزان نشود

دو سه خم می بخر امروز و نگهدار عزیز
که در ایام بهار این قدر ارزان نشود

بیگانه هم بپرسش احوال ما رسید
درد اکه کار ما بمحبت کجا رسید

نوبت بچاک سینه ز جیب قبا رسید
آخر دراز دستی ما تا کجا رسید

بعد از فنا بخاک من آن خود نما رسید
آخر بداد درد دل ما خدا رسید

چشم بمی نه ایستاد ز خون گریستن
این چشم زخم آه ما از کجا رسید

ما زود خواه و ساقی ما بیدرنگ بخش
در تاک پیش از آنکه رسد می کجا رسید

دارد بعشق خدمت ناکرده اجرها
یک قطره خون ز ریختهٔ صد خونبها رسید

ساقی ز روی ما خجل و ما ز بخت خویش
خالی چو گشت خمکده نوبت بما رسید

دارد بعشق خود بخاک ره از پی طبیب بهر
گر ز خاک پای خسته دلانم دوا رسید

نازم بطول مدت عیش و نشاط خویش
یارم ز در در آمد و هجر از قفا رسید

کی از ظهوری و ز نظیری رسد عزیز
فیضی که از کلام الهی بما رسید

سر راهش گرفتن زهرهٔ عاشق کجا باشد
که خیل غمزه پیشاپیش و لطفش برقفا باشد

نگو لیلی و مجنون رفت و شست آن همه شورش
هنوز این دشت و هامون پر ز آواز درا باشد

تو خواهی ناز و خواهی غمزه بسکین هر چه خواهی
که هر یک شیوه گر زوی تو آید دلربا باشد

ز حال عاشقانت چشم پوشی خوش نمی آید
و گرنه چشم بد دور آنچه پوشی خوشنما باشد

بدیر و کعبه اش جویند نادانان و زین غافل
که جای او بغیر از عرش یعنی دل کجا باشد

بود جای پلنگ و شیر هر یک بیشهٔ اینجا
نیستانی که دارد شیر فرش بوریا باشد

غرور سلطنت از سر نه کاین افسر شاهی
نشیمن گاه زاغ سایهٔ بال هما باشد

یکی را در ثری مسکن یکی را بر ثریا جا
عزیز است آنکه جای وی برون از ما سوا باشد

هر درد را دوا بود و چاره گر بود
جز درد عشق هر چه بود درد سر بود

زخمی که از خدنگ توام در جگر بود
چشمی ست کان براه خدنگ دگر بود

از چشمش الامان و ز مژگانش الحذر
کاین فتنه گر بود اگر آن فتنه گر بود

نازم بدلربائی ادا آفرین خویش
کز هر ادائش ادای دگر خوبتر بود

عمری گذشت کز می عشق و غرور حسن
من بیخبر از او ز من او بیخبر بود

گر صد هزار تیغ بلا بارد از سپهر
نازم بداغ عشق که دل را سپر بود

شود دستگیر عاشق از پا فتاده را
تا وقت کار دست دعایش سپر بود

رازی که در میان گل و بلبل است نهان
آگه نه باغبان نه صبا را خبر بود

از ناوکی که زد نگه ناز او عزیز
دل ریش و سینه ریش و جگر ریش تر بود

دل گبر و مسلمان عشق او بیباک می سوزد
گر آتش پاک و ناپاک آنچه باید پاک می سوزد

بعید از اشک گرم و آه سوزانم نه پنداری
که ماهی زیر خاک و ماه بر افلاک می سوزد

برای جلوه اش باید دلی از کوه سنگین تر
تجلی کوه را چون کاه اینجا پاک می سوزد

برنگ دود می پیچد بخود زلف سیاه او
مگر از قربت آن روی آتشناک می سوزد

پس از مرگم بآب افگن از سوز نهان من
مبادا خانمان خفتگان خاک می سوزد

چه غم گر سوختم اما غم آن سوزدم کاخر
دل او نیز بر حال من غمناک می سوزد

طلسم طرفه از آب و آتش عشق می بندد
که گرید چشم نمناک و دل غمناک می سوزد

چو شمعی کان بفانوسی بهم پوشیده جا دارد
دل غمناک من در سینهٔ صد چاک می سوزد

عزیز از تاب آتش خانهٔ ایران همی ترسم
که مغز اهل فهم و صاحب ادراک می سوزد

بنامش چون نگارم نامه دستم رعشه در گیرد
که جای نامه ترسم دل ز دست نامه بر گیرد

جمال با جلال او ز رخ چون پرده بر گیرد
زبان از اهل عرفان دیده از اهل نظر گیرد

که دانستے که مشت خاک تمثال بشر یابد
بشر در حسن و خوبی خورده بر شمس و قمر گیرد

دل من از دم پیران روشن دل ضیا دارد
چراغم چشم بد دور از نسیم صبح در گیرد

برنگ شمع سرّ زیست عاشق را سرافرازی
که صد ره گر سرش ببری سری دیگر ز سر گیرد

براه آن نازنین مائل بدل بردن شود هر سو
که زلفش یا دو دست از این و ایسر کمر گیرد

کدامین شمع روشن انجمن آرا درین گلشن
که چون پروانگان آتش بمرغان سحر گیرد

سوادم روشن از نظم نظیری شد عزیز امشب
چراغے را که دودے هست در سر زود در گیرد

در غم و غصه به تیغ تو براتم دادند
زهر خواستم و آب حیاتم دادند

شمع محفل گه عشقم که ثباتم دادند
صد ره کشته و صد بار حیاتم دادند

چشم بینا به تماشای صفات آوردم
دل دانا پے آگاهی ذاتم دادند

غرقهٔ لجهٔ توحید شدم در ره عشق
یعنی از ورطهٔ تفریق نجاتم دادند

سعیها در طلبش رفت بهر سو آخر
در دل خویش نشان عرفاتم دادند

رفتم از صومعه تا میکده افتان خیزان
صلهٔ این حرکاتم برکاتم دادند

هست چین و ختنم زیر نگین زانکه مرا
نکهت از حلقهٔ گیسوی تو خاتم دادند

داغهای جگرم درهم و دینار شمار
که ز گنجینهٔ عشقش بزکاتم دادند

بندهٔ عشق شدم ترک دو عالم گفتم
خط آزادی ازین لات و مناتم دادند

کلک حافظ دهنم نیشکر کرده عزیز
ثمرے تازه ازین شاخ نباتم دادند

کرا باشد ز خوبان جهان خوی که او دارد
که دارد روی و موی و چشم و ابروی که او دارد

نه گل را هست نی ل را نه عود و نه عنبر را
بر و رنگی که او دارد به بوئی که او دارد

زند سیلی به سنبل زلف پیچانی که هست او را
برد دل از صنوبر قد دلجوئی که او دارد

اگر فرهاد و شیرین خسته آن نسبته شیرین
دگر لیلی و مجنون صید آهوئی که او دارد

ز تیغ او چه پرسی سینهٔ صد چاک من بنگر
که هست آئینه دار دست بازوئی که او دارد

عزیزا از چار سوی وحدت یکسو بود آن رو
که سوی یار دارد در همه سوئی که او دارد

شب معراج دلها هست گیسوئی که او دارد
مقام قاب قوسین آمد ابروئی که او دارد

بپای وی آورند صد چین سامری ایمان
برد از جادوان دل چشم جادوئی که او دارد

چه جای صید شیرانست بنگر شیر مردان را
طپان در خاک و خون از دست بازوئی که او دارد

ز نخدانش ببین و گیسوی مانند چوگانش
رباید گوی از خورشید گوئی که او دارد

بدان روی نکوزان روی دل دادم که می دیدم
عیان خوبی نکو از روی نیکوئی که او دارد

مده هر دم فریب وصله رضوانم ای واعظ
بهشت عاشقان باشد سر کوئی که او دارد

نه تنها جبهه سای آستان وی عزیز آمد
بود در سجده بر تن هر سر موئی که او دارد

آنکه جا در حرم سینهٔ ما نتوان کرد
جلوه از تنگی جا در دو سرا نتوان کرد

حال این دشت چه دانی تو که غیر از مجنون
هیچ یک فهم سخنهای درا نتوان کرد

گر چه او هست خطا پوش و عطا بخش و علیم
از ادب پیش وی اظهار خطا نتوان کرد

غافل از عرض نیازی مشو ای دل زنهار
کاین نمازیست که زنهار قضا نتوان کرد

گر همه مهر و وفا ور همه بیداد و جفا
هر چه او کرد و کند چون و چرا نتوان کرد

گر گرفتار به صد بند و سلاسل گردم
سر گیسوی وی از دست رها نتوان کرد

عضو عضوم کند از بعد فنا گر چه جدا
لیک [illegible] از تو جدا نتوان کرد

تا ز حافظ بگفت سلسلهٔ هست عزیز
دست در حلقهٔ آن زلف دوتا نتوان کرد

انحراف از خط فرمان قضا نتوان کرد
گر شوی ستکی سند جاه و دولت
رو دآن بت بسفر به که من از خود حرم
ناخن کس نکند اگره کار مرا

نیک و بد هر چه کنی جز برضا نتوان کرد
تکیه جز بر کرم و فضل خدا نتوان کرد
جای زشاکست حوالت بخدا نتوان کرد
حل این عقده بجز دست دعا نتوان کرد

بر سر عرش برین گرچه بود جای عزیز
لیک در خاطر او جنگه جا نتوان کرد

دم از محبت او گر بیتوان توان زد
یک جرعه از می عشق باشد دو کون ابس
در بزم اهل عرفان از معرفت سخن ران
ره گر درون نداری بابی بعجز و زاری
بازار عشق کن گرم از بی تعلقیها
فرصت مده که گردو صیت شکار غیرے
دیوانه آتش تسلی از سنگ کودکان نیست
بحث سماع و حلت با زاهدان حرام است

تا در دهن زبان و در تن توان توان زد
ساقی اگر تو باشی رطل گران توان زد
با دوستان شرابے در بوستان توان زد
هر دم سر نیازے بر آستان توان زد
گر خانه نیست آتش در خانمان توان زد
گردر کمین مانی تیر از کمان توان زد
بر سینه طور سینا از هر کران توان زد
با چنگ و دف بمستان این داستان توان زد

هم ابروان کمان کش هم صف کشیده مژگان
تنها عزیز خود را بر این و آن توان زد

جلوهٔ شام و بگاهش نگرید
شرم آلوده نگاهش نگرید
الله الله شده با مقاطرف

مهر و مه چشم براهش نگرید
دیدن گاه بگاهش نگرید
کجی طرف کلاهش نگرید

حساب معصیت بشمار خویش عزیز
حواله بر کرم بے حساب باید کرد

محبت هست یک افسانه صد افسانه خوان دارد ۔ ز هر کس میکنم گوش اختلافی در بیان دارد
هوای عشقبازی بسکه از اهل جهان دارد ۔ جهان پیر را حسن خود آرائش جوان دارد
بسوز هجر راضی باش از پروانه عبرت گیر ۔ که قرب دوست در هر حال عاشق را زیان دارد
کسے کو از ره طول امل قربت خدا خواهد ۔ بدان ماند که قصد آسمان با ریسمان دارد
مباش ای نوجوان از مکر این چرخ کهن ایمن ۔ که پیرے در کمینت هست تیرے در کمان دارد
چه پرسی سرگذشت پای افگار رهبان گردم ۔ که هر خار ره این افسانه بر نوک زبان دارد
نه امید جفا کاری من نے ذوق دل آزاری ۔ چه لذت دارد آن عاشق که یار مهربان دارد
تو از فریاد من بدظن مشو کاشب دل نالان ۔ سر پرخاش با هفت اختر و هفت آسمان دارد
بجز پروانه اسرار محبت کس نمی فهمد ۔ وگرنه شمع در دل هرچه دارد بر زبان دارد
ندانم تا چه بلبید عندلیب و چیست مقصودش ۔ که چشمے سوی گل چشمے بسوی باغبان دارد
چه مجنون در بیابان نیست یک دیوانه هم اکنون ۔ وگرنه اندرین ره دو لیلئے هر کاروان دارد
سراپا غمزه و ناز مه خوبان جهان اما ۔ ندارد هیچ یک ازین دو آن کے آن دارد
خوشا دیوانه کو با وحشیان در دشت در باشد ۔ چنان خرم که جا در بوستان با دوستان دارد

عزیز از رحمتش دارد امید مغفرت ورنه
نه آئینے و نه دینے نه این دارد نه آن دارد

از من آن سر گران در ره چه دامان می کشد ۔ دامن من از تقاضای خار مغیلان می کشد
رنج تلخی دوا ناز طبیبان می کشد ۔ زخمے کز درد دارد دل ز درمان می کشد
هان بکش شمشیر قربانت شوم زود دم بکش ۔ انتظار من محبت چند رضوان می کشد
دور از دی نیست قدر شبنمی بنشینش مرا ۔ کش بخود از مهر خورشید درخشان می کشد

با گریبانست دستم را کشاکش در جنون / دل گمان دارد که آن گیسوی پیچان می کشد

در سر سودای مجنون نیست از لیلی لعبید / رخت اگر از نجد گاهے در بیابان می کشد

سبزی خط را بروی‌اش آب و تاب دیگر ست / کاب از سرچشمهٔ خورشید تابان می کشد

اینقدر زخمها که دارد از مئے رنگین عزیز
گو بود بسیار خوار اما ز مستان می کشد

دل بیادش باز گلبانگ پریشان می کشد / بلبلان را در بهار از گلستان میکشد

دل که در هجر تو این فریاد و افغان می کشد / انتقام خویش از گردون گردان میکشد

جامهٔ نگذاشت بر تن خلق را دست جنون / تا کسے سر در گریبان یا بدامان میکشد

خالی از مهر و محبت نیست کس در نشاتین / هست آن می این که هر گبر و مسلمان میکشد

در کشاکش از دو گیسویش دلم افتاده است / می کشد گه این بسوی خویش و گه آن میکشد

بے نیازی بین که یوسف را باین حسن و جمال / گاه در چاه افگند گاهی بزندان میکشد

قصهٔ آشفته حالیهائے من همدم مگو / منجلے ترسم که آن زلف پریشان میکشد

مانی صورت نگارم در سخن سنجی عزیز
خامهٔ من یک قلم تصویر خوبان میکشد

چشم خورشید برویش چو بر شام افتاد / شد چنان بیخود و بیهوش که از بام افتاد

چشم مست صنمے بر من ناکام افتاد / رعشه در کف نگهم جام و مے از جام افتاد

باورم نیست که قاصد بزبان تو دهد / مژدهٔ وصل که چون بوسه به پیغام افتاد

دل که گیسوی تو نادیده گرفتار شد / بلبلے هست که در دام تو بیدام افتاد

نامه‌ها کرد رقم یار باغیار ولے / از کفش خامه بنام من گمنام افتاد

دل که دارد هوس خوان وصالش مدام / پخته کاریست ولے در طمعهٔ خام افتاد

محتسب بر سر رندان تبه کار رسید / گرگ در گلهٔ آن جمع کالانعام افتاد

گرچه خصم دل و دین لف و خط و خالت هست — زین میان غمزهٔ بیباک تو بدنام افتاد

هست نازم به نیازی که ز سنه صنمان — هر که می کرد رم از سایهٔ من رام افتاد

من نه امروز به نرادی عشقم ممتاز — در ازل قرعه بنام من گمنام افتاد

دل را ببین که چون سوی دلدار میرود — خون گشت و خون ز دیده خونبار میرود

من میبرم ز خویش اگر یار میرود — آید چو یار دست دل از کار میرود

قدر متاع حسن بود تا جوانیم — سودا بکن وگرنه خریدار میرود

جویای کیست شام و سحر گرد در نفس — صد بار باز آید و صد بار میرود

دل در جهان مبند که جای قیام نیست — بسیار کس که رفته و بسیار میرود

ای راهرو نخست به عبرت ببین که شمع — راه فنا بدیده بیدار میرود

از من چه پرسی اینکه ز نفس بل چه رفت — وانے که شب چه بر سر بیمار میرود

نی دست دل بکار و نه یاریست در کنار — عمر عزیز حیف که بیکار میرود

از خمارم دل و جان زار و نزار آخر شد — ساقیا بر سر کار آی که کار آخر شد

جوش زن خون عنادل که بهار آخر شد — باغ تاراج پر از نقش و نگار آخر شد

همچو نرگس از خواب و خمار آخر شد — چشم تا باز کنم فصل بهار آخر شد

دست بر سر چه زنی کار چو از دست برفت — کف افسوس چه مالی که نگار آخر شد

عار و ننگ است درنگ از پی نخچیر فگن — تا کمان زه کنم از دیده شکار آخر شد

من گران بار گنه بودم و ره دور و دراز — تا در این عرصه رسم روز شمار آخر شد

مدت عیش بیک خنده کفایت نکند — گل نشد غنچه و ایام بهار آخر شد

شمع را گوی که بر حسن شب افروز مناز — صبحدم هست قریب شب تار آخر شد

روز بنشست هوا شد ز هر سو برخاست — روی و مو شسته میا گرد و غبار آخر شد

اندرین صیدگه از بادیهٔ قدس عزیز
بشکار آمد و خود نیز شکار آخر شد

غم تو شادی و درد تو دوا را ماند — مهر تو مهر و جفائے تو وفا را ماند

ابروش قبلهٔ ارباب صفا را ماند — مردم دیدهٔ من قبله نما را ماند

دام دلهاست چه دنیا و چه عقبیٰ الحق — دو جهان سر بسر آن زلف دوتا را ماند

غنچه‌ها بشگفد و شاخ ببالد که بباغ — رفتنش آمدن بادِ صبا را ماند

بو که آئی پئے گلگشت گلستان برِ من — زانکه هر شاخ گلے دستِ دعا را ماند

از بهارِ دل پر داغ چه پرسی که ازان — روضهٔ خلد برین بهشت گیا را ماند

حیف ارباب سخن پنبه بگوش اند همه — ورنه هر مصرعِ من آهِ رسا را ماند

نکشد زحمت نازے که ربابد دلها — زانکه هر شیوهٔ او ناز و ادا را ماند

رخت بربند ز شور شکدهٔ دهر گران — هر صدائے که رسد بانگِ درا را ماند

جور و بیداد و جفائے که بعشاق کند — به تسلی و تولا و مدارا ماند

ملکش از کشتن بیگنهان دست مترس — خون عشاق بدست تو حنا را ماند

کوهکن ماند دریغا که ز شیرین ناکام — گرچه جان دادن او شیر بها را ماند

هر کسے نام خدا می کند اعزاز عزیز
گو ولی نیست ولے اهل ولا را ماند

لاله و گل بنظر خار و خسم می آید — یاد چون نزهت کنج قفسم می آید

عاشقی کے ز دل بوالهوسم می آید — کار پروانه کجا از مگسم می آید

کیست یا رب چمن آرائی فضائے دل من — دمبدم بوی خوشی از نفسم می آید

رنج جان کندن من ای ملک الموت مکش — آنقدر باش که عیسیٰ نفسم می آید

طائرے را که نشیمن بگلستان دارد — رشک بر نزهت کنج قفسم می آید

دیده بر نقش و نگار قلم صنع مست — مرغ زرین نظر بر مگسم می آید
گرچه من قلبینم لیک ز هم جنسی او — روم از خویش چو بانگ جرسم می آید
چون بخوش حالی ارباب قناعت نگرم — رحم بر اهل هوا و هوسم می آید

گر دهد داد من بیدل بیچاره عزیز
گره بیداد و ستم داد رسم می آید

خوشا طالع که ماهی باده پیما با من امشب شد — دو دل چون شیشه و پیمانه یکجان و دو قالب شد
درآمد چون بهم از در سحر سر زد از خاور — شبم چون روز روشن بود روزم تیره چون شب شد
شب هجر است نه صبری دل بیتاب و مضطر را — زیا رب یا رب من عالمی بیدار یا رب شد
ز عمری خواستم راز دلش گویم به تنهائی — چو تنها یافتم محو از دل من حرف مطلب شد
ق
یکی هست اصل حسن و عشق اما جلوه گر چون شد — بعاشق گشت موسوم این بمعشوق آن ملقب شد
نه دنیا را نمودی نه وجودی بود عقبی را — منور هر دو عالم از طلوع این دو کوکب شد

رقیبان ز نخوت آخر رانده آن بارگه آمد
عزیز از خاکساریها دران حضرت مقرب شد

نباز تیغ بکف قصد امتحان دارد — بهشت هفت ز [illegible] ریحان دارد
نظاره چمن دهر کن که هر شاخی — بکف مرقع تصویر باغبان دارد
بسینه چاک زنم سرنگ می گویم — چو شبنمم که فلان یار مهربان دارد

غبار زین ابجد وفاتم چه گر خواهی کرد — زیر خاکم کنی و خاک بسر خواهی کرد
ناله من نکند در دل او تاثیر است — چشم دارم که تو ای گریه اثر خواهی کرد
سینه سوراخ و جگر خسته و دل شد افگار — بیش ازینها بمن آخر چه دگر خواهی کرد

ردیف رای مهمله

حسن را جز مصر و کنعان است کنعانی دگر
یوسفی هر دم کشد سر از گریبانی دگر

قصهٔ عشق از زبان هر کی آید خوش ولی
عندلیبان داستان گوید بدستانی دگر

اینچنین دامن کشان گر میروی از دامنت
دست برداریم و می گیریم دامانی دگر

هر مرض دارد دوا هر درد را باشد علاج
درد دل را نیست غیر از صبر درمانی دگر

کفر و دین بادا مبارک کافر و دیندار را
عاشقان دارند دینی دیگر ایمانی دگر

از برای دستکاریهای جوش وحشتم
هر زمان می بایدم جیب و گریبانی دگر

آستینی گر نهی بر چشم خونبارم چه سود
غیر از هم نیز باشد زخم پنهانی دگر

گه بمهر و گه بقهر و گه بدارا گه بناز
دل ز هر کس می برد اتا بعنوانی دگر

در جنون هم نیست ناموزون مقالات عزیز
گوئی از بردار این دیوانه دیوانی دگر

هر زمان گردون دون با شوکت و شانی دگر
می نوازد نوبت شاهی بایوانی دگر

باغ گیتی را ببین کز نو بهار صنعتش
در بغل هر غنچه دارد گلستانی دگر

بگذر از بی برگی و بی طاقتی و بیدلی
بی سر و سامانیم راحت سامانی دگر

نی نمی در دیده ام ماند و نه آبی در جگر
هست خاک تشنه ام محتاج بارانی دگر

آب گل را کی بود سرمایهٔ این رنگ و بو
آن گل نوخیز باشد از گلستانی دگر

جان نثار جان جان مردن نمیداند که چیست
یار اگر جانی ستاند می دهد جانی دگر

از نیاز بی نیازان نیست واقف هر فقیه
کاین نماز دیگرست و دارد ارکانی دگر

جوش طوفان خجالتهای عصیانم ببین
هر بن مو بر تنم شد چشم گریانی دگر

بشکند ترسم که میزان قیامت ای عزیز
بار عصیان مرا باید میزانی دگر

ردیف زای معجمه

تناهی آنکه ز مردم نهفته است هنوز
کس از هزار یکی هم نگفته است هنوز

دو غنچه هست درعالم ز گلشن صنعش
یکی شگفته یکی ناشگفته است هنوز

جهان ز جلوهٔ حسن تو نیست مالامال
عجب که او رخ خود را نهفته است هنوز

صبا که صبح و مسا خاکروب خانهٔ اوست
غبار سینهٔ ما را نرفته است هنوز

سحر دمیده و او رفت من همان بگمان
که سر بزانوی من یار خفته است هنوز

حکایت من و او شد فسانه وین عجب است
که کس نگفته و نی کس شنفته است هنوز

گذشت کار بهشت است ناز رضوان را
ز راه او خس و خار مژه نرفته است هنوز

سزد که عقد ثریا کنند بر تو نثار
عزیز چون تو کسی در نسفته است هنوز

گره بگیسو و حلقه به پیچ و تاب انداز
نقاب از رخ تو در گیتی انقلاب انداز

بیا و خرقهٔ سالوس در شراب انداز
متاع ترشدهٔ خود بآفتاب انداز

نه جام جم طلبم ساقیا نه جام شراب
ز چشم مست نگاهی باین خراب انداز

صحیفه ایست جهان هم ز راز حقائق حق
بحرف حرف نظر اندرین کتاب انداز

ز کوثر آن طرفست آبجوی مقصد تو
عنان بجانب آب از ره سراب انداز

کنند شام و سحر سر ز حلقهٔ زلفت
بگردن مه و خورشید این طناب انداز

دلا بقصد تو شاید که او کمان زه کرد
تو هم خدنگ دعای مستجاب انداز

شب آخرست و نیامد هنوز یار عزیز
مگر بخواب درآید بنای خواب انداز

ردیف شین

دلے دارم بیابان گرد ناکامے کہ صد بارش
ز دریا تشنہ و پژمردہ آوردم ز گلزارش

وگر بر امتحان دل بود مژگان خونخوارش
ترنج ما بشرط کارد میخواہد خریدارش

ندارد احتیاج مشتری کالای حسن او
کہ چون خورشید گرم از جلوۂ خویش است بازارش

چہ پرسی از دل زار و حال پریشانم
گرہ زین زلف پریشان و لیست آن چشم بیمارش

ز درد بیدلی بگذشت از سود و زیان کارم
بکونین ار کسے دل می فروشد من خریدارش

دیگر

آنکہ خورشید جلا آئینۂ حسن ترا
مگر اندیشہ نمیداشت ز حیرانی خویش

آنکہ بشکست ز بیچشمی خود آئینہ را
آہ اگر در دل عاشق نگرد ثانی خویش

ہمچو پروانہ ز سر سوختنم شمع نداشت
آتش بال و پرم گشت پر افشانی خویش

آنکہ وارستہ و آزادہ مزاج است ای کاش
گردد آگاہ ز دلتنگی زندانی خویش

دیگر

مایوس گرچہ بودہ ام از کرد کار خویش
دارم امید مغفرت از کردگار خویش

تا کے تہی کنار من آخر ز یار خویش
خود را بجای یار کشم در کنار خویش

ناکام رفتہ خلقے ازین صیدگاہ و من
ہستم رہین منت عنقا شکار خویش

آگہ نیم کہ بر من ازین پس چہا رود
تا یار رفت رفتہ ام از اختیار خویش

منت کش بحارم و نے ابر نوبہار
خود رود بار خویشم و خود آبیار خویش

نے با زمانہ سازم و نے با زمانیان
معذورم از طبیعت ناسازگار خویش

یارم بخانہ منتظر از مدتے و من
من رفتہ ام ز خویش و کنم انتظار خویش

بیرون در ستادہ گروہے بانتظار
پایم بگل فرو شدہ در کنج دار خویش

باریکہ برنداشتہ روز ازل ملک
انداختم بدوش دل بردبار خویش

می سوزدم دل از غم و ضبط فغان کند — هر آتشی نگاه ندارد شرار خویش

خواهی شوی بصیر بخاک عزیز رو
هست آن مزار سرمه فروش غبار خویش

ردیف صاد

چه حسن هست خداداد گزره اخلاص — دل از عوام رباید بجلوه جان خواص

فضای کون و مکان زنگاه عشرتکیست — که ذره ذرهٔ خاکست بیوار رقاص

ز قید جسم شود جان رها پس از مردن — اسیر او نشود بعد مرگ نیز خلاص

کشنده گر طلبد دست فرد خویش رواست — بکشته نیست نیازی شرع عشق قصاص

چه قدر و قیمت سیمین تنان ساده رخش — کسے که می نشناسد نسیم ساده رقاص

هزار شکر به یار عزیز و جان عزیز
چو ربط فاتحه باشد بسورهٔ اخلاص

ردیف غین

بویت اگر نبرد صبا سوی باغ و راغ — گل از چه هست چاک گریبان و لاله داغ

دارم براه شوق تو از جستجو فراغ — پروانه را ز شمع که آخر دهد سراغ

از روی تست ثابت و سیاره را فروغ — روشن ز یک چراغ شود صد چراغ

بفرست دل از تمنائی یکس هست — مکتوب راز های نهان مهر و داغ

دلها ز دست بردن و انگاه پاس آن — کاریست بس عظیم مپندار دو لاغ

هم از دهان تنگ توام تنگ زیست — هم از دو زلف هست آشفته تر دماغ

از فرش تا به عرش چه خلوت چه انجمن — هر جا که باشی از تو دهد هر یکی سراغ

کم از نوای بد و ودان خارج از سرود — کوکوی قمریست اگر گاه گاه زاغ

از برگشت ابجد عشقم هنوز حیف — هرچند یافتم ز علوم دگر فراغ

پیغام یار هست که کن صبر ای عزیز
بر تست گوش کردن و بر من بود بلاغ

ردیف کاف

از آفتاب قیامت بباده خواره چه باک
هر آفتاب پرستی بود بسایهٔ تاک

ندیده‌ام صنمی با چنین جمال سواک
هزار جان گرامی فداک باد فداک

مرا ز کوثر و تسنیم و عیش‌های بهشت
بس این دو دیدهٔ غمناک و یک دل غمناک

خراب نرگس آن ساقیم که در بزمش
بجای گردش جام است گردش افلاک

بدین خیال گریبان نمی درم گاهی
که ترسم زخم مبادا رسد بسینهٔ چاک

چو آب در جگرم هست چشم تر غم نیست
بخاک تشنه بود ابر را اگر امساک

زهی گدای لیلی که قیس شاهی یافت
اریکانش شده گر خاک چه طلا اراک

برای خلق بود عشق کیمیای وجود
که آتش انچه درو هست غش بسوزد پاک

بترس از آنکه بدامان تو در آویزند
چو بنگرند بمحشر مرا گریبان چاک

همین نه ماهی زیر زمین بشست دلیست
غزالهٔ فلکش نیز هست در فتراک

ببند زلفش ار افتاد چون دلم صیدی
بعینه است که عنقاش هست در فتراک

عزیز جیب گریبان نمی درم گاهی
ز بیم آنکه شود فاش راز سینه چاک

ردیف لام

بهر ورق که نظر میکنی ز دفتر گل
بچون نگاشته فتوای کشتن بلبل

طمع ز وصل مبر بوسه را غنیمت دان
که هست در طلب کل یقین فوت الکل

کجا بکاکل و زلفت رسای او برسد
اگرچه سنبله باشد وگر بود سنبل

صدای قلقل مینا مکرر ای زاهد
بجای چار قل آید اگرچه هست دو قل

زپای سرو مگر کرده است خلخالی / نه طوق هست که بینی بگردن صلصل

مگر ز همت من میفروش سخن است / که نشأتش بخواهد بهای جز عسل

بدور نرگس مخمور ساقی نازم / که می خورند حریفان به بانگ طبل دهل

عبور کرده ازین بحر بیکران بشنا / نه من شناورم نی سفینه و نه پل

عزیز جوهری گنج گوهر حکم است
که مستفیض بود طبع او ز جوهر کل

برهم زنیم هر دو جهان از فغان دل / من عبد و دلبر و گنج نهان دل

از بس فتاده عقده بکار بیان دل / بر لب رسیده آبله گرد فغان دل

بسیار عقده‌ها که بدل دارم از غمش / گویی که صد دلست مرا در میان دل

عمریست خویش را به تمنا کباب کرد / ای وای گر غمت نشود میهمان دل

از عضو عضو خویش تراشید می دلی / بودی ز دلبران کسی از قدردان دل

سهل است کوه کندن و مردن چو کوهکن / ای وای اگر بصبر نشد امتحان دل

آن اژدها که شد ز کریا دو نیم ازو / آورد عشق بازی امتحان دل

خون کردی و هنوز نیامدی برحم هایی
جان عزیز تا بکجا امتحان دل

یکباره اگر بناز در آیی میان دل / دیگر قدم برون ننهی ز آستان دل

تا هست در لباس خموشی بیان دل / چون بوی گل صدا نبود در فغان دل

جان در بدن خوش است بصر در میان چشم / خوشتر از اینهمه که تو باشی میان دل

محمل سپهر بخاک افتاده است / در وادیی که راه رود کاروان دل

یارب چه پایه داشت غم او که عمرها / دل میهمان جان شد و جان میهمان دل

در وصل بیم و هجر بهجران غم وصال / بر یک روش گذشت بهار و خزان دل

بانگ درای قافله را زجای برد
اعضا تمام مضطرب اند از فغان دل

ردیف میم

چو دلبران همه خواهند دل چه چاره کنم
بغیر ازین که دل خویش پاره پاره کنم

شبی خوش است وصالت بمن ازان خوشتر
تو استشاره بخود کن من استخاره کنم

نشاط وصل تو محروم دارم از وصل
که در کنار چو آئی ز خود کناره کنم

بخلد ره ندهم روز حشر زاهد را
ز میکده این باغ را اجاره کنم

نمی شود بمن آن ماه مهربان هر چند
بچرخ عربده پرخاش با ستاره کنم

کنند روز جزا چون تلاش اهل جفا
خدا نکرده بسوی تو من اشاره کنم

ز انبساط نگنجد به پیرهن اخگر
که غنچه را ز دهان وی استعاره کنم

نماز شام بر آید اگر ببام آن ماه
زمین کوی وی از سجده پر ستاره کنم

بشیر خانه شیراز ما عزیز مخوان
که می خورند حریفان و من نظاره کنم

خود خونِ خود بریزم و جان خون بها دهم
زحمت بدست و بازو قاتل چرا دهم

تکلیف حضرتِ تو بباد صبا دهم
آفاق را ببوی تو برگ و نوا دهم

یارب بشا گر بدهی خوش وے چه میکنم
گر جان بپای مرد نسیم و صبا دهم

در حیرتم ز غمزه و ناز و کرشمه اش
هر شیوه دل فریب بود دل کرا دهم

تمنای روی خویش مگردان خجل مرا
صد جان صد جهان هم اگر رونما دهم

چشمم بروی لیلی و گوشم بحرف اوست
مجنون نیم که گوش ببانگ درا دهم

از پیر میکده نبود عجب که من
مے میکشم نبیل و بگیتی صلا دهم

شب همه شب دوش با پیاله صهبا زدم
صبحدم تا خنده زد من بوسه بر لبها زدم

دم ز مهر صاحب شق القمر شبها زدم — شیشه را بر سنگ زد ساقی و من صهبا زدم
در قیامت روشناس آفتاب رحمتم — کز سجود درگه او مهر بر سیما زدم
هر چه پیش آمد درین وادی گذشتن داشتم — پشت پا بر کوه طور و دوش بر موسی زدم
عاقلی دیدم غم امروز و فردا بود و بس — خویشتن را دیده و دانسته بر سودا زدم
یا اگر آرم بکف یا میدهم جان را بباد — هر چه بادا باد اینک غوطه در دریا زدم
یک بیابان لخت دل از جنبش زلفش بریخت — خون صد مجنون بهر رشته تار رگ لیلی زدم
لخت دل دوران بیکطرف اندوه و حرمان یکطرف — خویش را بر یک جهان لشکر تن تنها زدم
فقر خاک راه و دولت افسر اقبال بود — آن بفرق خویشتن این بر سر دارا زدم
گنج فیضی بود امشب باز دست من دراز — تا زد خورشید بر در قفل من یغما زدم
نقد یاران ناروا جنس شهادت بی بها — جان بکف خلقی بحسرت ماند و من سودا زدم

عشقبازی پیشه‌ام گر ترک می گفتم عزیز
تیشه بر پای خود آری شیشه بر خارا زدم

تن بخاک از سستی تکیه بر خدا دارم — سر روی خشت خم عرش زیر پا دارم
این قدر که می نالم تا که می کند یادم — در جهان نمی گنجم در دلی که جا دارم
ای عجب که خون خود ریختیم بدست خود — وین شگفت تر کز وی چشم خونبها دارم
هر که بر علو دارد در نظر حقیر آید — مهر هفتمین چرخم جلوه سها دارم
نی کمانم اندر دست نی خدنگم اندر شست — لب همیشه در یارب دست در دعا دارم
از دو کون بردم جان سکیم دلی قربان — مروه و صفا طی شد رو بسوی منا دارم
همچو زند و پازندش به که در بیم آتش — نیست مصحف آخر دل در بغل چرا دارم
تازه عاشقم از وی کام دل چسان خواهم — نو گدایم از ننگ در طلب حیا دارم
هر قدر روم نزدش دور می شود لیکن نزدیک — صید چشم صیادم کوی او ز قفا دارم

بر دلش گران هستم حرف پند گویانم — در مذاق او تلخم طالع دوا دارم

من عزیزم و دنیا در لباس زلیخا وار
دل بناله زد یعنی بی زبان گوا دارم

مصر است داغ از رشک مهتابی که من دارم — زلیخا کور شد در حسرت خوابی که من دارم
نه گلچین را بدامانست نه در جام ساقی را — بیاد دوست در دل آتش آبی که من دارم
دلست این کان حرف آتش عشقت بود ورنه — جهنم بر نمی تابد تب و تابی که من دارم
به تیغ کند عشقم تا قیامت نیم جان خواهد — دریغا کار با بیداد قصابی که من دارم
بود افسانه گر خواب باشد راحت مردم — بتلخی مرگ بهتر از شکر خوابی که من دارم
ببین آن روی و موی خط و خال و چشم و ابرو را — بدل دادن چه می پرسی اسبابی که من دارم

عزیز از هفت بحر و نه صدف بیرون بود جایش
بعالم جستجوی در نایابی که من دارم

ز هجران زخم سینه پر زنگین دارم — نماز می کنم و بت در آستین دارم
جبین بخاک و جهان نه تهِ نگین دارم — عزیز مصرم و داغ تو بر جبین دارم
بر آزرده که من نیز جامه گلزارم — تو رخ ببرقع و من جان در آستین دارم
به تشنه کامی من کس مباد در عالم — که تشنه میرم و دریا در آستین دارم
چه غم که دولت دنیا نداده اند مرا — خوشم بیاد تو خاطر چرا غمین دارم
تمام عمر زراه تو رفته ام خس و خار — که خانه پر گل و نسرین و یاسمین دارم
بهیچ رنجد و آزرده می شود به عبث — بسینه دل که بر یار نازنین دارم
بحسن او که گر از چهره پرده بردارد — فزون و کم نشود مهر و قدر یقین دارم
مپرس بنده که درگاه کیستم که مرا — تو آشنا شناخت ز داغی که بر جبین دارم
بدل همیشه ز تاراج نفس می ترسم — که کیسه لعل و دزد در کمین دارم

عزیز چشم براه خدنگ آن شوخم
وگرنه صدقدر انداز در کمین دارم

و جه که حاصل از در بتخانه می کنم
خم را شکسته ساغر و پیمانه می کنم
تا خود چراغ کلبهٔ تارکه بوده
چشم هزار شمع بسوی نشست من
شاید که جرعهٔ بمن بینوا دهند
لب بستن از طلب خودی نیست با خدا
دردا که نیست دست تراز دوست کس ولے
دست مرا حبیب و گریبان کشاکشے ست

سرور سر صراحی و پیمانه میسکنم
یک خانه بر هم از پے صد خانه میسکنم
در لیزهٔ فروغ زهی خانه میسکنم
پروانهٔ تو هستم و پروانه میسکنم
شد سالها که خدمت بتخانه میسکنم
پیش کریم ناز گدایانه میسکنم
من اہل آشنائی بیگانه میسکنم
گوئی بطرهٔ صنمے شانه میسکنم

شد سالها عزیز که بر ترک عاشقی
اندیشه می کنم که کنم یا نه میسکنم

دل را عبث بفرقت جانانه سوختیم
نه آفتاب سوخته مارا نه شمع لیک
باشد که شمع کلبهٔ تارم شود شبے
شرمنده همچو ژاله و داغیم لاله سان
شد سر گیاه خشک بسر سبزی آشنا
الیس شد است بسم می از چشم زاهدان
هر کس بخانه کرده چراغان براه او

غافل که او بخانهٔ ما خانه سوختیم
کز داغ رشک ذره و پروانه سوختیم
عمرے چراغ کعبه و بتخانه سوختیم
بگداختیم شیشه و پیمانه سوختیم
دردا که ما چه سبزهٔ بیگانه سوختیم
تا چون سپند سبحهٔ صد دانه سوختیم
ما خود بجای شمع بکاشانه سوختیم

بیرون نداد آتش ما یک شرر عزیز
بنگر که سوختیم و چه مردانه سوختیم

می طپم تا حشر زخم از تیغ جانان خورده ام
ای اجل رو از سرا کاب حیوان خورده ام

سبزهٔ رخسار خوبانم ز حیرت سوختم
گوئی آب از چشمهٔ خورشید تابان خورده ام

توبه کردم بعد ازین هرگز نگیرم نام وصل
گوشمالی کاینچنین از دست هجران خورده ام

عشقبازی در حقیقت جانگدازی بوده است
عمرها خون خورده ام این می آسان خورده ام

چشم بد دور از دو چشم من که جوی خون رود
چشم زخم تازه زان چشم فتان خورده ام

از سواد سایهٔ خود ار گریزم دور نیست
بسکه سیلیها ازان زلف پریشان خورده ام

رفتم از خود بو لیش صبحدم آمد شگون
در ره ادل با نسیم کوی جانان خورده ام

با مزاج من نسیم این چمن آمد سموم
نازپرورده م هوای باغ رضوان خورده ام

شرع باشد خورده گیر دعشق دار د داو گیر
خلق می پنهان خورد من غصه پنهان خورده ام

رند حکمت مشربم تن پرورم آرسے عزیز
روزه در فصل شتا مے در زمستان خورده ام

از نگاه وحشیی رم چون غزالان خورده ام
تا کجا افتم بره نخچیر پیکان خورده ام

سینه باید ریشتر مرهم چو باشد بیشتر
مے فراوان دیده بودم غم فراوان خورده ام

دورم از قرب تو دارد خانهٔ وحشت خراب
تا بصیدم آمدی رم از بیابان خورده ام

از شکست رنگ من باشد شکست دل عیان
جام یاقوتم لبنگ از دست دوران خورده ام

نیست اهل فضل را از طعن نااهلان گزیر
نخل پربارم که سنگ از دست طفلان خورده ام

کام دل در عین وصل از دیگرانم حاصل است
چون صدف در بحر آب از ابر نیسان خورده ام

لطف را نازم که بر ساحل رسانده کشتیم
لطمه کز موجهٔ گستاخ طوفان خورده ام

دیده ام خواری عزیز از دست ابنای زمان
یوسف مصرم که سیلیهاے اخوان خورده ام

وداع یار لازم بود و ترک زندگانی هم
شدم از ناتوانی شرمسار از سخت جانی هم

بیا ساقی که داغم از غم و از سرگرانی هم / بگردان شیشه که برگردد قضای آسمانی هم

خزان دیده و درد خمار دل گذشت از حد / رخی چون ارغوان خواهم شراب ارغوانی هم

چه الیاس و چه خضر آزادگی باشد غریب اینجا / بمعنی قید جاوید است عمر جاودانی هم

رسد از تیشه رانیهای انفاس این صدا هر دم / که کم از کوه کندن نیست قطع زندگانی هم

مکن دل را بد آموز نگاه مرحمت هر دم / نگاهی گاه گاهی سوی ما از نامهربانی هم

نه از پندم دل آساید نه در بندم قرار آید / زمام دل بدستم نیست عشقست و جوانی هم

نه بردم روز پرسش صرفه از قیل و قال اما / بکارم آمد آخر بینوائی بیزبانی هم

دلی بسپرده ام در دست آهی بر لب قاصد / سرت گردم بخوان این نامه بشنو زبانی هم

رخش می بینم و خود آن نگاه از دور میخوانم / نظر بازیست لازم عاشقی را دیده بانی هم

عزیزا ر طالب صادق ادا نهم ست مسید اند / که کم از فرده دیدار نبود لن ترانی هم

بذوق زخم کاری دوش در مقتل طپان بودم / که دست باز دار از کشتن من سخت جان بودم

خوشا عهدی که شبها با تو گرم داستان بودم / فسرد شمع شبستان تا خموش افسانه خوان بودم

اگر گستاخیی دیدی ز من رفت این بگذر / بنام ایزد تو بودی نوجوان من هم جوان بودم

زهمت گر نگشتم دشمن خود دل نمی دادم / تو بر من مهربان و من بخود نامهربان بودم

ندانم وصل و هجران چیست با اینقدر دانم / بکام دوست گاهی گر بکام دشمنان بودم

دماغ نازکی در بر نمی تابد خیالم را / سبکتر رفتم از یادش که بر خاطر گران بودم

قیامم چند روز خانقاهم کرد پیر آخر / دگر نه ساکن میخانه تا بودم جوان بودم

فغان کز تیره بختی همدم زاغ و زغن گشتم / بمرغان بهشتی مسلک عمری همزبان بودم

نخوردم گر فریب دانه از راه نادانی / چرا امروز اسیر دام و دور از آشیان بودم

چه افسون چشم مستش کرد کز خویشتم ربود امشب / دگر نه شیشه همان ساقی همان و من همان بودم

عزیز آن طالع بیدار یادم آید و آن شب
که سر بر زانوم خوابید او من دیدبان بودم

خاک را از خونِ دل گل میکنیم
پرده زان حسن جهان سوز افگنیم
قرب او خواهیم و دور از وے نه ایم
صنعفم از جنت بشارت می دهد
جلوه گاهِ لیلیِ ما هست دِل
سعیِ ما پرواز مرغ بسمل است

خون همیگرییم و دل دل میکنیم
داغ دل را شمع محفل میکنیم
سعی در تحصیل حاصل میکنیم
تکیه بر شمشیر قاتل میکنیم
ما نظر بازی بمحمل میکنیم
از طپیدن قطع منزل میکنیم

از خدا و خود نه ایم آگه عزیز
فرق چون در حق و باطل میکنیم

ز دردِ بیدلی بگذشت از سود و زیان کارم
مسلمان زاده انگشت از لب عقده در کارم
به تیمارم چه در دسرکشی بے سودا ے همدم
شبم روشن ترا از روز است بے شمع و چراغ آرے
پس از مردن با میدیکه در خوابم و ے آید

بگو نین ار کسے دل می فروشد من خریدارم
عجب نبود که گردد سبحه صد دانه زنارم
که من جان بر لب از عشقم نه رنجورم نه بیمارم
بود از طالع بیدار بهتر چشم بیدارم
نیارد کرد غوغاے قیامت نیز بیدارم

دیگر

گر بجنت ره نیابم خنجر اندازی کنم
هر چه بادا باد خود را می زنم بر فوج غم
دل بعشقش تا بستم شد دلیری شعارم

ورنه پس دیوار با حوران نظر بازی کنم
یا شهادت یابم و یا خویش را غازی کنم
سر دهم اکنون بر اهش تا سرافرازی کنم

ردیف نون

سخن تلخ مگو ئید بشیرین دهنان
تا توان رام توان کرد بشیرین سخنان

صف شکن قلب شکن قلعه شکن عهد شکن — هرچه گویند بود در خور این دل‌شکنان

نه تبسم نه تکلم نه ادای ز تبسم — حیرتم هست که چون برده دل از برهمنان

نگه شوق که پروانه شود نیست بعید — شمع فانوس نماید ز تنک پیرهنان

بی زر از سر سودای بتان نیست سوا — اکسیر اسمیه کند الفت این سیم تنان

وصف گلها بر خوبان به نزاکت نه کنید — که بود باعث آزردن نازک بدنان

عاشقی داشته چون کوهکنی گر شیرین — لب شیرین تو دارد لبی از کوهکنان

هر کجا معدن یاقوت بود کان عقیق — باشد این بر زمین منزل خونین کفنان

از عدم گریه کنان آمده ام گرچه عزیز — دارم امید ز لطفش که روم خنده زنان

آنکه از حیرت بود خاموش تصویر است و من — آنکه خاموش است در تقریر تحریر است و من

آنچه باشد بی ثمر نخل مرادم هست و بید — آنچه آمد بی اثر فریاد زنجیر است و من

میشوم دیوانه و جیب و گریبان میدرم — بعد ازین تدبیرها دامان تقدیر است و من

محفل اغیار و یار و دور می آهنگ نی — گریه‌های صبحگاه و آه شبگیر است و من

بیکسم هان ای جوان مردان خدا را همتی — دار و گیر چرخ پیر و بخت بی‌پیر است و من

عجلتی در ذبح من کن کز وفور ذوق و شوق — هر رگی گوش برآواز تکبیر است و من

از رقیبانم بپرس ورنه خجالت می بری — قطع و فصل کارها بس کار شمشیر است و من

از فراقش سینه داغ و دل بیادش باغ باغ — روز و شب صبح و مسا گلگشت کشمیر است و من

خاک راه آل پاک بوترابم ای عزیز — چشم بد دور این شرف مخصوص اکسیر است و من

دیگر

چشم بد در لسوم گذری بهتر ازین — گذری بهتر ازین نظری بهتر ازین

ای کماندار بسویم نظرے بهتر ازین
ناوک دیگر و زخم جگرے بهتر ازین

در خور خیل خیالت نبود هیچ سرے
بهر سودای تو بالیست سرے بهتر ازین

میرساند بتو حال دل من ناله که نیست
نامه بهتر ازین نامه برے بهتر ازین

هر سحر بوی خوشش پیک صبا می آرد
بو که می آید ازین پیک خبرے بهتر ازین

عالمے گر شده بیدل چه بعید ست که نیست
دلبری و دلشکنی دل شکرے بهتر ازین

از قضا گر نظر لطف تو افتاد بما
چشم داریم که افتد قدرے بهتر ازین

خواب و تلخ نگردید و بخوابم آمد
نکند ناله و فریاد اثرے بهتر ازین

مے دستے هر و مقصود رساند که نیست
رهبرے بهتر ازین رهگذرے بهتر ازین

طاعت پیر مغان خدمت دیرم فرض است
جبه سائی مرا نیست درے بهتر ازین

پرواز خود چه منی زند در راه حجاز
بهر رهرو نبود رهگذرے بهتر ازین

ایمن از داغ غم عشق تو دل نیست که نیست
از پی تیغ حوادث سپرے بهتر ازین

لن ترانی که جواب ارنی یافت کلیم
خواست نظاره او دیده ورے بهتر ازین

بیخودی راهبر راه خدا هست عزیز
پرواز خود که نباشد سفرے بهتر ازین

نخرد کس بجوئے شعر و سخن را چو عزیز
بهتر آنست که گیری هنرے بهتر ازین

چه دهی فریبم امشب بکرشمه ساز کردن
برخم ز بند برقع در صبح باز کردن

تو بقصد من چه داری سر ترکتاز کردن
پے قتل عالمے بس نگهے بناز کردن

ز تو گر چه بدگمانم که ربود دل ندانم
بهزار شیوه نتوان بهم امتیاز کردن

گرهے ز زلف بکشا که دهد فشار دل را
نرهد ز بند صیدے برسن دراز کردن

تو چو تیغ در کف آئی چه رسد بکست آهی
من و سر فرو نمودن تو و سرفراز کردن

به نسیم صبح ماند که سوی چمن خرامد
بسر نیاز مندان گذرش بناز کردن

چه عجب که باز باشد نه خاک چشم محمود — نظری نهفته خواهد به رخ ایاز کردن

بچنین جمال بخوبی نکنند خلق باور — من و دیده باز بستن تو دریده باز کردن

ز نظیری اندرین ره سبق ای عزیز خواهی
بخدا که واجب آمد ز تو احتراز کردن

تو بصدق گر درآئی ببر نیاز کردن — بدر تو کعبه آید ز پی نماز کردن

تو که بجروی عاقل ز گذشته گذ ابلیل — شب وصل کوته آمد گله دراز کردن

تو که می‌پرست وستی بگذر ز حق پرستی — که بحالت جنابت نتوان نماز کردن

هله ای غم محبت مکن آشتلم ازین بیش — که بحالت جنابت نتوان نماز کردن

ستم است اگر نشود خون رود از دو دیده بیرون — دل خون گرفته دار دگشت ساز کردن

در بهشت باغ رضوان نشود ار کشاده بر ما — در دیده بر رخ او نتوان فراز کردن

دو جهان دو رکعت آمد که گذارش بیکبار — چه نماز هست دیگر به ازین نیاز کردن

شب تار عاشقان را نبود بشمع حاجت — که کنند خانه روشن بجگر گداز کردن

ز غزای نفس کافر نکنی بخون وضو گر — بجنازه شهیدش نتوان نماز کردن

گرهی ز زلف مشکین گرهی ز دل گشایم — شب وصل هست خواهم سخن دراز کردن

برد ای عزیز شوقش ز حقیقت از مجازم
بره عراق بنگر سفر حجاز کردن

چون من جهانیان را است خراب گردان — هر جا که هست آبی یا رب شراب گردان

یا رب بسر حشرم با بوتراب گردان — جاده مرا بظل این آفتاب گردان

دور سپهر گردان هست آفتاب گردان — ساقی تو نیز ساغر پر از شراب گردان

پیری رسید باید دور شراب هر دم — دور شراب آمد باشد شباب گردان

دیوانه را چه پروا از آفتاب گرما — هر نخل سایه دارد هست آفتاب گردان

خواهی ز باختر سوی گر باز گشت خورشید — از روی رقیبان رخ در عتاب گردان

در خور دو دیدن کس وضع جهان نباشد — رو از جهانیان بر چون آفتاب گردان

سرچشمهٔ نشاطِ عقبی بود غم عشق — گر سلسبیل خواهی چشمی پر آب گردان

ای بخت خفته امشب بیدار شو خدا را — از جلوه اش منور چشمم بخواب گردان

ای در سخن پیمبر دیوان فراهم آور
یعنی عزیز خود را صاحب کتاب گردان

دو جهان هست ز جانان غم جانان از من — این و آن هر همه از آنِ وی آن از من

نی همین سر شد آن مهر درخشان از من — سایه هم هست شب و روز گریزان از من

چشم بد دور نخواهد که شوم شادی مرگ — نظر لطف بمن داشته پنهان از من

من بجائی و دلم جائی و چشم جائی — کیست آشفته تر ای زلف پریشان از من

دلربایان جهان جمله اگر جمع شوند — هست مشکل که ربایند دل آسان از من

چشم بینا دل دانا ز ازل آوردم — جام جمشید و بود مهر سلیمان از من

گر ببازار محبت سر سودا داری — هر چه خواهی ز دو عالم بخر ارزان از من

من و دست من و دامان جنون روز حساب — بزبان داده بسی جیب و گریبان از من

گر شکستی نرسدم نیست ز کس شکوه که هست — سینه و سنگ ز من شیشه و سندان از من

خلقی از گریهٔ من بادیه پیما شده اند — شهر ویران شد و آباد بیابان از من

جنس ایمان اگر این است که دارم بجوی — نخرد گبر نه ترسا نه مسلمان از من

معرفت گر طلبی رو بعزیز آر که او
هست معروف تر امروز بعرفان از من

ردیف واو

وعده اگرچه کرد او قابلِ اعتبار کو — در کنم اعتبار هم طاقت انتظار کو

جبر مکن که دل مده بر دلم اختیار کو / پند مده که صبر کن صبر کجا قرار کو

دل که تهی ز غیر شد مژده وصل یار کو / رفت خزان ازین چمن آمد نو بهار کو

باغ بنفشه پوش شد زاغ و زغن خموش شد / گل همه گوش هوش شد زمزمهٔ هزار کو

راز جهان نوردیم در ره عشق کرد گل / آبله های پای را نشتری ز خار کو

تا بدیار یار ما هست هزار ره دلی / رهبر ره‌نما کجا رهرو ره سپار کو

خستهٔ دل فسرده ام تشنهٔ عمر جاودان / دشنهٔ شعله ریز کو خنجر آبدار کو

تا شده ایم مستقر عمر گذشت در سفر / از وطنم دهد خبر یاری از آن دیار کو

هست بحشر خجلتم تا که کند شفاعتم / اینهمه کرده کار را راست کردگار کو

صاحب امر و نهی گو بر بشر گیر و دار باش / طالب حق سرای را جذبهٔ شوق دار کو

جز رخ ساده و لب لعل نگارم ای عزیز
آتش بی دخان کجا بادهٔ بی خمار کو

ردیف هاء هوز

دراز دستی آن گیسوان تاب زده / طپانچه بر سر و سیلی بر آفتاب زده

بروی او شده گستاخ زلف تاب زده / ببین که شب به شبیخون بر آفتاب زده

ستاره زار شده خاک آستانهٔ او / که بوسه ماه جبینان بر آنجناب زده

بچین او که نگردد سحاب و چین زده / جهان نقاب کتانیست ماهتاب زده

مدان ثبات بگردنده آسمان که قضا / بروی آب روان خیمه‌ای حباب زده

جماعتی که بدزدند معنی دگران / چه نقشها که چو کرمان بهر کتاب زده

بیا که آمدنت باز دارد از رفتن
اگرچه جان عزیز است بس شتاب زده

صلای بزم طرب بربط و رباب زده / سرود زهره و شان لب شیخ و شاب زده

بموی سنبل پیچیده کرده شانهٔ صبا
بروی نرگس خوابیده شبنم آب زده

بفرقت شود اسباب احتم آزار
نمک بزخم دلم بی تو ماهتاب زده

ببین که شبنم گلزار عکس لاله بجو
بر آتش آب بی دهم آتشی بآب زده

بغیر پیر مغان سدره که می گردد
شباب بهست بزلف گرستاب زده

گشاد کار چو زاهد ز خانقاه ندید
در سرای مغان بهر فتح باب زده

بچشم محتسب امشب عجز ز خاک ندامت
که می بصومعه بر باد بو تراب زده

گفتم که آیم سوی تو گفتا که بیکار آمده
گفتم روم از کوی تو گفتا که دشوار آمده

گفتم برد دل گیسویت گفتا که طرار آمده
گفتم زند تیر ابروت گفتا کماندار آمده

گفتم لبت چون مل بود گفتا که مل خوار آمده
گفتم رخت چون گل بود گفتا که گل خار آمده

گفتم که بیمار و چو سه گفتا که امشب نی نگه
گفتم ز چشمت یک نگه گفتا که بیمار آمده

گفتم که دل از دست شد گفتا که تیر از شست شد
گفتم ز جهرت مست شد گفتا که هشیار آمده

گفتم طپد از غم دلم گفتا که باشد بسملم
گفتم کن آسان مشکلم گفت که دشوار آمده

گفتم ببر جانم ز تن گفتا که جانت شد کهن
گفتم که بستان دل ز من گفتا دلت زار آمده

گفتم بسویم یک نظر گفتا حذر مسکین حذر
گفتم نظر دارد اثر گفتا در آثار آمده

گفتم که ماه چارده آید بسویت شام گه
گفتا که در زلف سیه مسکین گرفتار آمده

گفتم که چشم این و آن گفتا نخوابست این زمان
گفتم که بخت عاشقان گفتا که بیدار آمده

گفتم دل دیوانه ام گفتا که شد ویرانه ام
گفتم چراغ خانه ام گفت که دیدار آمده

گفتم عزیزت مست چون گفتا لب دارد جنون
گفتم دلش خون گشت خون گفتا ز گفتار آمده

ای روی تو و موی تو و خال تو سحر
شام و سحر و کوکب اقبال تو مهر

زلف و خط و خالت خط اجلال تو بس
تشریح تو تصریح تو اجمال تو بس

زاهد بجرم رند به می خسته بدل نیست
نقش تو و عکس تو و تمثال تو بس

عقل و دل و دین هرچه بخواهی بر از این
ملک تو و مملوک تو و مال تو بس

بر یک روش طرز و ادا نیست دریغا
افعال تو و حال تو و قال تو بس

زاری و زر و زور به یک حبه نیرزد
جان و دل و دین می طلبد خال تو بس

سرسبز و تر و تازه عزیز اشک تو دارد
باغ و چمن و مزرع آمال تو بس

نعت تو بود زلف و خط و خال تو بس
با ترجمه مصحف اجلال تو بس

تر دستی و زور قلم و صنعت نقاش
پیداست ز موزونی تمثال تو بس

زلف و خط و خال است نگهبان خرت لیک
خود چشم سیه داشته بر مال تو بس

گیسو سیهان مهر وشان ماه جبینان
چون سایه در افتاده بدنبال تو بس

زاهد بعصا رند بخم خسته بدلوار
یعنی که ز دو تکیه بافضال تو بس

در پرده تثلیث نهان ساخته توحید
گیسوی تو و خط تو و خال تو بس

شبنم بچمن شمع به بزم ابر بصحرا
گریند عزیز آه بر احوال تو بس

ای چشم و خط و خال تو بر روی تو بس
بسیار تو شیدائی تو هندوی تو بس

یک نفحه بود چین و خطا و ختن ای شوخ
از موی تو و بوی تو و خوی تو بس

ذوق و هوس و شوق شهادت سرم برد
آن زور دست و کف و بازوی تو بس

عید است و هلال مه عید شب عید است
روی تو و ابروی تو و موی تو بس

شمشاد لب جوی و سهی سرو و صنوبر
طوبی لک گوئی قد دلجوی تو بس

یک بوسه چه پرسی هم از رخ که و از لب
ای بوسه گه ات لب بجوئی تو بس

اي مهر وه و شمع رسالت که صفا یافت ‌‌ ‌ ملک و ملک و مملکت از روی تو هر سه
جای من و ملجای من و کعبهٔ من بس ‌ ‌ ‌ راه تو و درگاه تو و کوی تو هر سه
ایمای تو و عرصهٔ هستی کرهٔ خاک ‌ ‌ ‌ چوگان تو میدان تو و گوی تو هر سه

حقا که عزیزست و حبیب است و توکل
مداح و ثنا خوان و دعاگوی تو هر سه

خجل از جور و از جفا شده ‌ ‌ ‌ مگر آگه زحال ما شده
با چنان حسن این تنک روئی ‌ ‌ ‌ مهر تابانی و سها شده
عالمے را برشک خواهی کشت ‌ ‌ ‌ که دگر مهربان بما شده
زاغنایان کسے نماند بجا ‌ ‌ ‌ که به بیگانه آشنا شده
نتوانی بصد حجاب نهفت ‌ ‌ ‌ راز عشقے که برملا شده
قبلهٔ خیل کجکلاها نے ‌ ‌ ‌ الله الله چه کج ادا شده
صنعتے نه صمد آخر ‌ ‌ ‌ غائب از چشم ما چرا شده
کم نگاهے برائے ما کم بود ‌ ‌ ‌ که تو کج باز و کج ادا شده

ردیف یای

نظرے گر نه سوے از نظر افتاده کنی ‌ ‌ ‌ گذرے کاش بخاک من دلداده کنی
به که برگ طربی وقت گل آماده کنی ‌ ‌ ‌ کیسه از زر تهی و کاسه پر از باده کنی
نقد دارین زمیخانه بدست آر آنگاه ‌ ‌ ‌ سبحه باید زگهر جام زسجاده کنی
گرم سودائے تو هرگز نشود باده فروش ‌ ‌ ‌ رهن آتش اگر خرقه و سجاده کنی
دلے از کوه گران سنگ تر آور انگاه ‌ ‌ ‌ قصد نظارهٔ آن حسن خداداده کنی
ره عشقست که چون سبحهٔ صد دانه بهم ‌ ‌ ‌ طے این دائره باید که بیک جاده کنی
دل بخوبان مخطط چه دهی ای نادان ‌ ‌ ‌ به که در کار رخ ساده دل ساده کنی

طلب بوسه بود زان دهن تنگ عبث | طمع روزی خویش از در تنگ ستاده کنی
تا فرستند به پیام رضامند شود | به که تکمیل سخنهای فرستاده کنی

توگدای عجمی حد تو آن نیست عزیز
که ثنا خوانی سلطان عرب زاده کنی

چون بر سر خاک من افتاده ورودی | کن یاد با خلاص دم و بفرست درودی
سوز دل و جان تو باندوه فراقم | یا آنکه بخوری کنی از عنبر و عودی
بر خاکم اگر قطرهٔ اشکی بفشانی | جاری شود از چشمهٔ رحمت بتو رودی
گر فاتحه از سر اخلاص بخوانی | ما را ز در حق بهر تو خواهیم گشودی
از دیدن نادیدنی ار دیده نه بستیم | رضوان بر خ من در جنت بگشودی
جز ذات حق الحق همه هیچ است که بینی | بودی و وجودی و نمودی و شهودی
از نام الهی همه دارند نمودی | وز جود الهی همه را هست وجودی
هر چند که سر تا بقدم غرق گناهیم | چشم کرمم هست ز درگاه ودودی

اشعار عزیز است که خوانند بهرجا
در مدرسه یکدم با بربط و رودی

آنی که نهان و هم عیانی | بیرون ز جهان و در جهانی
دیدیم ز ماه تا به ماهی | آنی که بهیچ یک نمانی
ای کاش رقیب شب نشین را | یک روز بروز من نشانی
آن مهر و مروت کجا رفت | من نیز جهان تو هم جهانی
چشمان تو بی شراب مستند | حاشا من و از تو بدگمانی
رازی که میانهٔ من و تست | من دانم و دل دگر تو دانی
این عمر دو روزه دان غنیمت | جامی دو بکش به کامرانی

هفت بند نعتیه

صد هلالِ عید قربان میکنم — **بند اوّل** — بر هلالِ گوشهٔ ابروی تو

السّلام ای خطیبِ صاحبِ فصل الخطاب
خطبهٔ مجموعهٔ فضلِ تو بس امّ الکتاب

خامهٔ صنعت مگر بر صفحهٔ ذاتت نهاد
نقطه از مهرِ نبوّت از برای انتخاب

ناسخِ ادیانِ پیشین گشت دینِ روشنت
محو می گردد انجم چون برآید آفتاب

دین و دنیا هر دو گشتی محوِ یک نظاره ات
گر نمی فرمود حُسنت جلوه با چندین نقاب

از لبِ جان بخشت آگه چشمهٔ حیوان چو گشت
از خجالت آب شد حتّیٰ تَوارَت بِالحِجاب

خیمهٔ چرخ افتد از بادِ حوادث بر زمین
گر نه از حبل المتینِ مهرِ تو دارد طناب

ای فدای روضه ات جانها که در حُسنِ مکان
اِنَّ مِن جَنّاتِ عَدْنٍ رَوْضَةً حُسْنُ المآب

ما و اوصافِ تو بیهوشیست یارب یا که هوش
ما و سودای تو بیداریست یارب یا که خواب

طاعتی کان بی رضای تست باشد نادرست
خدمتی کان بی ولای تست آمد ناصواب

آن که چون شد ناصبِ رایاتِ دین کاینات
بود کسرِ طاقِ کسرائیش نخستین فتحِ باب

ای خوشا آن شب که گشت او رهگرای لامکان
جان پاکان در عنان خیلِ ملائک در رکاب

تا نفس از سینه و حرفی ز لب آید برون
رفت زین نُه خانه همچون دعای مستجاب

چون نگه آخر سکون در پرده های عین یافت
تیر جسته باز گشته جای در قوسین یافت

بند دوم

بگذر از معراج کان خود پایهٔ ادنای تست
جای نازست اینکه اینجا نیز با حق جای تست

عرش و کرسی مانده از حیرت چو نقشِ پا براه
رهگرای راهِ اسریٰ محملِ والای تست

جز تو وحق هیچکس آگه ازین اسرار نیست
بیخبر جبریل هم از سرّ ما اوحای تست

انچه در انجم ضیا وانچه در مردم صفا
لمعهٔ از روی تو یا پرتوی از رای تست

ای عجب با اینکه سرو قامتت بی سایه بود
هر دو عالم سایه پرورد قد رعنای تست

شکر لله کار ما از رشک با همچشمان گذشت
چون خدا خود والهٔ حسن جهان آرای تست

خاک کنعان خود کجا بود اینقدرها حسن خیز
گرمی بازار یوسف زآتش سودای تست

آن سجود قدسیان بر مشت خاک و نفخ روح
رمزی از خاک رهِ تو حرفی از لبهای تست

دیده و دل بهر تسنیم و کوثر باغ و راغ
هر کجا آبی بجو می باشد از دریای تست

گرچه با یاد تو در خلدم ولی دل می کشد
اشتیاق منزلی کان مسکن و ماوای تست

روی بنما وز ابرو جنبشی در کار کن
بخشش کون و مکان وابستهٔ ایمای تست

حرز بازوی اولی الایدیست نقش نعل تو
سرمهٔ چشم اولی الابصار خاک پای تست

چون توان دیدن باین آلودگیها سوی تو
دیده را از گریه شویم تا ببینم روی تو

بند سوم

خاست از راه تو گردی چرخ اخضر ساختند
سایه ات بردند وازوی مهر انور ساختند

در حریم قدس بهر خطبهٔ تعظیم تو
از سپهر تو بتو نه پایه منبر ساختند

نقش نعلین ترا کان نقش تسخیر جهانست
از برای پادشاهان تاج و افسر ساختند

اولین حرف کتاب آفرینش ذات تست
ای خوشا حرفی کزان طومار و دفتر ساختند

افسر جم را نثار دگمت از جام سفال
هر کرا از دولت فقرت توانگر ساختند

فتنهٔ یاجوج خوبان را ز تار عنکبوت
از برای حفظ تو سد سکندر ساختند

از خدا فرمان کوثر تا بنامت شد سجل
دفتر بی معنی کفار ابتر ساختند

حیف کان قوم گهرنشناس از سنگین دلی
درج گوهر را پر از یاقوت احمر ساختند

مزد دندانِ تو جنت بس که در راه خدا — گوهری دادی و زان قصر گوهر ساختند
هر کجا زان روی چون گل قطره های خوی چکید — روی و موی نوعروسان را معطر ساختند
چشم زخمی کان بتوقیع تو از خسرو رسید — سینه پر کینه اش را وقف خنجر ساختند
روز رزم از بیم تیغ غازیانت کافران — پیرهن از تن بر آورده و مجمر ساختند

چوب بی پیکان باعجازت کند کار خدنگ
حجت ناطق بدستت باشد از هر پاره سنگ

بند چهارم

ای هوای کوی تو با خسته جانان سازگار — خاک راحت دار و در دل امیدوار
صبح رویت دلگشا مانند صبح روز عید — شام گیسوی تو جان پرور چو شام روزه دار
سایه حق شهریار و سایه ات باشد جهان — با جهان دار و ازان دلبستگیها شهریار
موکبت می کرد با صد کر و فر عزم و غا — مرتضایت از یمین جبرئیلت از یسار
تاب میدانت که می آورد چون روز مصاف — حق بدستت بوده و در دست حیدر ذوالفقار
روز میلادت زگردش بازماندی آسمان — گر نمی فرمود طوف بارگاهت کردگار
تا نیفتد چشم جاسوسان بدین بر رخت — عنکبوتی را فرستد حق که گردد پرده دار
عقدها حل هست اینجا چون توئی مشکلگشا — کارها سهل ست در محشر چو باشد با تو کار
تشنه لب مگذار در صحرائی ناکامی مرا — ای روان از دست فیضت گشته چندین جویبار
دیده هر ذره از مهر تو خورشیدی ببر — سینه هر قطره از فیض تو دریا در کنار
زلف مشکینت کشد خیل ملائک را بدام — آهوی چشمت کند دلهای شیران را شکار
نیست نقشی چون تو در ارژنگ هستی دلنشین — آفرین بر دست و کلک مانی صورت نگار

کیستی یارب که در خوبی ز هر یک بهتری
دلبرها می کنی در پرده پیغمبری

بند پنجم

نی ز فردایم بود پروانه از امروز بیم — چون خدای ما رحیم است رسول ما کریم

مرکز اِنَّا فَتَحنَا نقطهٔ پرکار غیب — معنی حٰمٓ و مفهوم صِراطَ المُستَقیم

راندهٔ دست سخایت هرچه در کان از گهر — ریزهٔ خوان نوالت هرچه در خلد از نعیم

کوثری از پهلوی هر ریگ میدانت روان — جنتی در سایهٔ هر نخل صحرایت مقیم

در تجلی گاه اوصاف تو در کار ست — عقده که از رعب حسن افتاده در نطق کلیم

با جهان فیض درود نزهت آمود تو کرد — آنچه با گلشن کند باران و با گلبن نسیم

لعل نوشین تو هر جا می شود حکمت فروش — کاغذ عطار گردد کهنه تقویم حکیم

کیمیای کم عیار بهای قلب ما بود — خاک کویت را که دارم دوست تر از زر و سیم

مرکز پرکار روز و شب که باشد آفتاب — اوج جاهت را نماید نقطهٔ دامان جیم

من کجا وین نغز گوئی در سخن سنجی کجا — مدح تو ذوق صحیحم داده و طبع سلیم

چارهٔ من کن که حال درد نهان مرا — یا تو میدانی و یا داند خداوند علیم

در گروه انبیا ذات تو دارد با جهان — نسبتی کان در کواکب با سهیل ست ادیم

گرچه در خوش طلعتان هستند مستغنی بسی
نیست همتای تو جز یکتای بی همتا بسی

بند ششم

جان بیتابی و عشق جان جانم داده‌اند — وز برای شکر نعمتها زبانم داده‌اند

عشق صد صنم نمود و دل نشد مائل بهیچ — آگهی از یوسف این کاروانم داده‌اند

کوثر و تسنیم گر لبهای من جوشد چنین — اجر خدمتهاست کز پیغامم داده‌اند

روز و شب با ساکنان عرش دارم اختلاط
تا بدرگاه تو جا بر آستانم داده اند

از دیار قدس دست خالی آورده ام
دولت جاوید در کویت نشانم داده اند

بهر اثبات دل و دستم توانگر کرده اند
خامه چون دیده گوهر فشانم داده اند

از نمک پروردگان خوان احسان توام
کین حلاوت وین طلاقت در بیانم داده اند

تا بآسانی دهم جان در هوای کوی تو
خوش فریب وعده باغ جنانم داده اند

طاقت صید مضامین کس ندارد در رهت
دست و بازو دیده این تیر و کمانم داده اند

چشم آن دارم که خاک یثرب و بطحا شوم
گو رواج سرمه در هندوستانم داده اند

کی براهت پای همپائی من دارد ملک
تا قد شوقم که سرور لامکانم داده اند

هم ز اسرار خودم این آگهی بخشیده اند
هم بچشم خویشتن این عز و شانم داده اند

هست هر شئ مظهر انوار عشق و حسن پاک
لَیسَ فِی دَلقِی سِوَی اللهِ لَیسَ فِی قَلبِی سِوَاکْ

بند هفتم

ای خوشا آندم که گردم مست طیبت یا رسول
سیر دم از خویش و می آیم بسویت یا رسول

در کنار قطره حیرانم چسان گنجد محیط
کرد چون جا در دل من آرزویت یا رسول

گیتی از ذره تا انجم همه محو تواند
هر کرا چشمی بود باشد بسویت یا رسول

بسکه مشتاق حدیث دلنشینت بوده ام
بشنوم از پردهٔ دل گفتگویت یا رسول

می تواند شست هر کس داغ پیراهن ولی
کی رود داغ درون بی شستشویت یا رسول

هست خلقی شرمسار از کردهای خویشتن
روی بنما تا ببخشد حق برویت یا رسول

تا بحشر از دست تاراج خزان ایمن بود
گلشنی کش تازه دارد آب جویت یا رسول

هست از ربط گل و ریحان و نسرینت عیان
صنعت گلدسته بند رنگ و بویت یا رسول

هر زمان چشمم نوید سرمهٔ بینش دهد — می برد چشمم بشوق خاک کویت یا رسول

می کند از نکهتِ گلزارِ جنت اجتناب — هر که گیرد نفحهٔ از حسن خویت یا رسول

جذبهٔ کن از وفورِ لطف در کار عزیز — تا رود از خود براهِ جستجویت یا رسول

چشم و ابروی بود خوش طلعتان را خوشنما — دلربا باشد چو زلفت موبمویت یا رسول

قبلهٔ کوے تو هست امیدگاهِ عالمے
یک نگه کن سوی ما اے سویت نگاهِ عالمے

قصیدهٔ نعتیه

لوامع الالهام

دوشم بگوشم آمده کای بندهٔ خدا — از بند خود برآ ز درِ بندگی درآ

دستی فراز کن که نیازت شود قبول — صبحے نیاز کن که نمازت شود ادا

بردار سر ز پیش و ز جیب فلک برآر — بگذار پا بخویش و بعرش برین برآ

کبر تو خیبر است چرا نشکنی ز هم — نفسِ تو کافر است چرا نفگنی ز پا

طوفی بکوے عشق که هم کعبه هم حرم — سعی ز روی صدق که هم مروه هم صفا

رخشِ تو چرخ سیر چه پوئی بهفت خوان — دست تو دیو گیر چه ترسی ز اژدها

طبع تو دیو ریو مکن غفلت از غریو — نفسِ تو اژدهاست مده فرصت اژدها

تو صاحب یسار و ترا هر نفس همے — تو طالب شکار و ترا در قفس هما

در قعرِ چاه یوسفِ تو چند مضطرب — در بطن حوت یونس تو چند مبتلا

چشمِ تو پرده ایست بروی تو بسته دار — جسم تو عقده ایست بکارِ تو برگشا

رو کن بکنج عزلت و بگریز از هوس — ق — خو کن بترک لذت و پرهیز از هوا

این گوشه صبح حشر شود کوشک بهشت — وین روزه روز نشر شود روضهٔ صفا

کفرست در طریقت ما فکر ناصواب | ق | شرک است در شریعت ما شکر ناروا

حج و زکوٰة طی مکان بود این آن | صوم و صلوٰة کف لسان ترک ماسوا

آمد ریا ریاضت شب انبیی ریاض | باشد ریا عبادت بی از پی جزا

آهو گر فقیت بود آسان بجو نشتن | کز بس خطا وجود تو شد خطاء خطا

مرگوش را شنیدن نشنیدنی شنیع | مردیده را نظارهٔ نادیدنی زنا

برگوشمال گوش بکن کوشش ای فطن | بردار و گیر دیده بده فتوی ای فتی

کن تیز خنجر مژه خون دیده ریز | کاین شوخ دیده هست بخون ریختن سزا

جسم تو بارگاه و اساطین او عظام | قلب تو پادشاه و ارکان او قوا

دستور عقل و شحنه غضب کارکن حواس | دولت سرای سینه سراپرده اش حیا

در دار ملک قلب بود رخنه چشم و گوش | ق | در پای تخت این بود فتنه دست و پا

مگذار اینکه حمله ازان ره کند غنیم | بیند اینکه فتنه ازینها شود بپا

مائل مشو بعیش که لشکر کشد هوس | غافل مشو ز جنبش که شبخون زند هوا

از سر بنه غرور و مده تن باین سموم | از کبر شو نفور و ابا کن ازین عبا

بر قامت قباد قبیح این قبا بود | بر دوش مرد را دردی باشد این ردا

گر میروی زخویش زره وی بگیر زاد | ور هست عزم پیش بخضری کن اقتدا

فهمید باید اینکه وحل هست پیش پای | سنجید راه رو که اجل هست در قفا

یکره بچشم دل نگرای کاهل از خودی | یکره بگوش جان شنو ای غافل از خدا

کاوسیان زکاسهٔ تحقیق بی خبر | ناقوسیان زنغمهٔ توفیق بینوا

نیر پرست از درون سینه بی فروغ | آذر فروز را نه برون دیده بی ضیا

قدرے بهندسی نبود وقعت و وقار | قلبی بفلسفی نبود قیمت و بها

هرکس که راز دارم گنگ و گسسته دم | هرکس که ره سپارم لنگ و شکسته پا

غوغائیان ما را نقاره بی صدا | صحرائیان ما را جنازه بی جدا

کس حق پرست و بوده به تثلیث معترف | کس بت گر است و گشته به تکفیر مبتلا

آن غافل از حقیقت و من بود کائنات | وین جاهل از بدایت و مبدا و ماسوا

آخر نه فائق است یکی بر بد و سه | آخر نه سابق است الف بر به با و تا

زاید بحکم قدرت من بی پدر پسر | آید ز ابر رحمت من بی کیا گیا

نز موج خیز بحر وجود تو آم نمی | نز برگ ریز نخل نمود تو آم نما

بارد همیشه ابر و محیطم همان بجوش | آرد هماره خاک و نسیم چنان بجا

فیضان من محیط بارباب احتیاج | احسان من بسیط باصحاب مدعا

دریا بود سبیل بیک شهر تشنگان | صحرا بود کفیل به یک دشت چارپا

در غرش است بهر تو بارنده آسمان | در گردش است بهر تو گردنده آسیا

آن قطره قطره بارد و زان بستان | وین دانه دانه ساید و زان شود آن غذا

با دست سخت کوش کز ابر می دمد گیاه | رعد است در خروش که کاری کند کیا

آن کز پی نان بوادی کاین نشو این نشاط | وین وف زنان بشادی کاین آب این هوا

آن مید به نوید که شد جان خسته شاد | وین آورد کلید که شد قفل بسته وا

این بسط این بساطت و این کشت و این شب | این زرع وین زراعت و این فیض وین فضا

با آنهمه نعم که مهیا بود برت | با اینهمه حشم که میسر شود ترا

ما نان دهیم و تو ندهی تن ببندگی | ما جان دهیم و تو ندهی نان بی نوا

خوانت ز آن ما و تو خوانی ز خان دهر | نانت ز خوان ما و تو دانی ز نانوا

گر خدمتم نمی بری از خوان من مخور | در طاعتم نمی کنی از خان من برآ

ما غافر الذنوب تو مغرور بر عمل | ما ساتر العیوب و تو مستور در عبا

من می کنم علاج و تو میرانی | من می دهم شفا و تو میدانی از دوا

ما حاذق و ترا بحکیمان صد احتیاج | ما رازق و ترا به لئیمان صد التجا

میل تو بر کبائر و فخر تو بر کبار | چشم تو بر غوانی و گوش تو بر غنا

سر بر در امیر و سرت در سر امور | دل در کف قبا و دو دستت در برقبا

یکپائے در خلاف و دگر پای در کلب | یکدست در شراب و دگر دست در دعا

بوک و مگر بنسبت بی شبه بی عدیل | چون و چرا بحضرت بیچون بی چرا

شیر تو در کنام و غزالت بود بدام | تیغ تو در نیام و زبانت کند غزا

گاهی بزهد بر در مسجد گشوده رخت | گاهی بوعظ بر سر منبر نموده جا

گاهی ز تاب عرصهٔ محشر عرق فشان | گاهی ز آب چشمهٔ کوثر سخن سرا

جمعی بخنده از تو بهر سو به قاه قاه | خلقی به گریه از تو بهر کوی هائے ها

شرب مدام را به دلائل کنی مباح | اکل حرام را بمسائل کنی روا

دوزخ به طمع خام فروشی بمسکنان | جنت باخند کام فروشی به اغنیا

حوران کنیز تو که بهر کس کنی حلال | غلمان غلام تو که بهر خس کنی عطا

طبع تو در ریا مثل بوریا و نفت | نفس تو در ربا عمل کاه و کهربا

ق

تا کی ترا ز نشهٔ پندار در نهان | تا کی ترا ز ریشهٔ دستار بر ملا

باشد همیشه پشهٔ نمرود در دماغ | مانند مارهٔ افعی ضحاک در قفا

آخر ندانی اینکه بود مرده ارسول | آخر ندانی اینکه بود کرده را جزا

با این گنه بر عالم برزخ مقر چسان | با این خطا جز آتش دوزخ مقر کجا

هر چند هست طبع تو مائل باین عمل | هر چند هست نفس تو قابل باین سزا

شرم آیدم که هست شفیق تو محترم | ننگ آیدم که هست شفیع تو مصطفی

آن سرور یگانه که نگذشت و نگذرد | شهنشهی که هیچگاه در اندیشهٔ قضا

مصداق اسم اول و آخر که چون الف | آغاز انبیا بود و ختم انبیا

بحر الست عین یقین منبع فیوض | موج نجست جوشش بسین نبع عطا
درویش تاج بخش سلاطین با ولاست | سلطان باجگیر اراکین با لوا
ق در نقطهٔ دهانش بود نکته با که هست | درج رموز و باب شفاعت در صفا
هنگام خنده وقت خموشی دم سخن | صبح ازل حیات ابد چشمهٔ لقا
موی میان و روی نکو عنبرینه مو | کنه خدا و نور خدا سایهٔ خدا
بینی پاک و طرّهٔ پرخم دهان تنگ | لاریب هست شرح الف لام میم را
چشمان سرگین و لبهای شکرین | حق بین حق شناس حق گوی حق نما
بر خلقتش دو زلف سمنبوی او دلیل | بر معجزش دو لعل سخنگوی او گوا
در مصحف رخش همه آثار خوبی ست | آما جنبش آیت کبری ز کبریا
قدرایت الهی و سرّ آیت اله | عین هدایت آمده هم غایت هدا
تن عین جان جهان جهان و جهان جان | روح روان و راح روان سروران ما
از فرق تا بپا و زپا تا به سر همه | شان خدا صفات خدا قدرت خدا
خار رهش غبار غمش خاک درگهش | باغ ارم ریاض کرم روضهٔ صفا
با هشت استخوان نه خرد مر گدای او | بال هما و پر هما سایهٔ هما
موی ز ابروی وی صد جانه کمان | بوی ز گیسوی او دمی صد خطا ختا
مخمور چشم او نکند رغبت شراب | رنجور عشق او نکشد منت دوا
بی امر او بپاید گر چرخ در زمین | بی حکم او نتابد گر مهر در سها
ق ماهیکه بوده حاشیه پوش روی آفتاب | شاهیکه بوده غاشیه دار وی انبیا
یکشب همین نه کرد عزیمت آسمان | یکشب همین نه برد جنسیت در آن فضا
صدگه بحجره ماند و رفته بجلوه گاه | صدره بسدره راند و بگذشته ز منتها
صدگاه ز مهر و ز هره ز تهمتن دیچ | صدبار سدره صدگه ده مهرش کند قبا

گر با ہی ہستیِ تو نمی بود در میان ۔۔۔ ق ۔۔۔ اے قائم از وجود تو از ارض تا سما

جنبش نداشت چرخ برین و زمین سکون ۔۔۔ تابش نداشت مہر منیر و سُہا ضیا

صحرا شجر شجر ثمر و ہم ثمر شکر ۔۔۔ دریا صدف صدف گُہر و دُر قیمتی بہا

نازست ارض را از نزولِ تو بر فلک ۔۔۔ فخر ست فقر را ز قبولِ تو بر غنا

آفاق بر بسیط ولای تو در سلوک ۔۔۔ افلاک در محیط عطائے تو در شنا

این نیلگون (آسمان ۱۲) پرند بصد حلقہ نجوم ۔۔۔ ق ۔۔۔ وین مغربی (اشرقی مراد از آفتاب ۱۲) دُرست بصد شوشہ طلا

در حربگاہ قدر تو دِرعیست (زرہ ۱۲) نادرست ۔۔۔ در ضربگاہ بذل تو نقدیست ناروا

زخمی کہ در غمِ تو خورم میوہ بہشت ۔۔۔ زہرے کہ در رہِ تو کشم چشمہ بقا

عرفان خزینہ و رضای تو پاسبان ۔۔۔ ایمان سفینہ و ولائے تو ناخدا

ہر طالبے کہ با تو قرین با خدا قرین ۔۔۔ ہر ناکسے کہ از تو جدا از خدا جُدا

خاقانی آن بعقد بیان معدن گہر ۔۔۔ قاآنی آن بہ نقدِ روان مخزن غنا

بحریست بیکران چو شود آن گہر فروش ۔۔۔ ابریست درفشان چو شود این سخن سرا

آن بر فرازِ عرش بر انداختہ کمند ۔۔۔ وین در فضای چرخ برافراختہ لوا

ہر عہد را ز طبع سخنور رسد نوی (تازگی ۱۲) ۔۔۔ ہر باغ را ز مرغ نواگر بود نوا

امروز گشتہ خدمت نعت بمن بسر ۔۔۔ امروز گشتہ دولتِ مدحت بمن عطا

حسانم از عرب بتولّا کند خطاب ۔۔۔ سحبانم از طرب بہ تمنا زند صلا

من نکتہ ران و اہل یقین محوِ آفرین ۔۔۔ من مدح خوان و روح امین مست مرحبا

سازم بہ شعر از تو و سازم بود درست ۔۔۔ نازم بمدح از تو و نازم بود بجا

خورشید (یعنی ۱۲) را ز لمعہ من تاب در جگر ۔۔۔ ناہید را ز نغمہ من رقص بر سما

نے نے بہ شعر فہم و شعورم بود چنان ۔۔۔ نے نے بہ نظم سور (خوشی ۱۲) و سرورم بود کجا

نے نے مرا چہ بہرہ کہ گردم سخن طراز ۔۔۔ نے نے مرا چہ زہرہ کہ باشم غزل سرا

خرگاه مه کجا و کجا گرد رهگذار — درگاه شه کجا و کجا مرد روستا

لطفش دهد اگر نه جسارت دم رقم — ق — مهرش کند اگر نه اعانت گه ثنا

هم نامه ام ز فرط تحیر رود ز دست — هم خامه ام ز بانگ تاب و تب فتد ز پا

شاباش ای عزیز به نطق تو آفرین — شاباش ای عزیز به طبع تو مرحبا

وقت ست کز ثنای تو محظوظ شد نبی — وقت ست کز نوای تو خوشنود شد خدا

وقتست وقت این که کشای لب طلب — وقتست وقت این که برآری کف دعا

یارب بانکباری آدم که الامان — یارب به زار نالی آدم که ربنا

یارب به خوش بیانی گستاخ حضرتت — کش دست داده طول مقالات از عصا

یارب به آبدیده متاعی کز اهل مصر — دارد سر خریدنش از شاه تا گدا

یارب به اولین گهر آخرین ظهور — کز گوهرش زمین و زمان یافته بها

یارب به خوش عنانی شوقی که جبرئیل — در نیمه راه مانده ز همراهیش جدا

یارب به چار نامه نامی که هر یکی — نازل شده به چار گرانمایه انبیا

یارب به نقش بازپسینی که تا نشست — بر نامه‌های پیش کشیدست خط قضا

یارب به تشنگی لب آل فاطمه — یارب به خستگی دل پاک مرتضی

یارب به بیکسی شهیدی که در غمش — ماهی در آب می تپد و مرغ در هوا

یارب بحق آن تن در خاک و خون طپان — کش تکیه گاه بوده بر دوش مصطفی

مپسند بی وقار مرا پیش همسران — مگذار شرمسار مرا پیش اغنیا

داریم التجا بتو گر روز و شب ست — خواهیم بس ترا ز تو گر صبح و در مسا

گفتی منم غفور کند گر کسی گناه — ق — گفتی کنم قبول کند گر کسی دعا

آخر زما کجاست سیه کارتر دلی — آخر زما کجاست دل افگارتر کجا

گه چشم بر سما که کند رحمت نزول — گه گوش بر صدا که شود مقصدم روا

می نالم و ز نالهٔ من لرزه بر زمین | می گریم و ز گریهٔ من موج بر سما

در گریه آبرو ده و در آبرو نوید | در ناله رنگ بوده و در رنگ و بو نوا

هر قرض کان بنامهٔ من هست خط بکش | هر قرض کان بذمهٔ من هست کن ادا

از طاق کعبه ام بفگن طوق بندگی | وز روز روزه ام بنما روضهٔ رضا

از کان بکنتم بزکاتم بکن غنی | برخوان سلوتم به صلواتم بده صلا

خاموش ای عزیز نوای تو شد نوید | خاموش ای عزیز غنای تو شد غنا

خاموش ای عزیز که شد از میان خودی | خاموش ای عزیز که شد مهربان خدا

در عرصهٔ وداد سمند تو شد روان | بر ذرهٔ مراد کمند تو شد رسا

تا حوضهٔ قبول بپاست بر نسیم | تا روضهٔ رسول سلامت برد صبا

ق

از لمعهٔ سواطع اسرار افتخار | وز جلوهٔ لوامع انوار اصطفا

شد خامهات مصور والشمس والقمر | شد نامهات مفسر والفجر والضحی

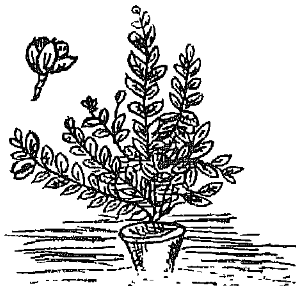
هر حرف ازین قصیده بود آیت مبین | هر سطر ازین جریده بود غایت منی

رخشنده گوهریست نه آتش نه اخگرست | ارزنده مصحفیست نه زند و نه اوستا

تکرار در قوافی اشعار ناپسند | اشعار در تلافی این عار خوشنما

نی نی درین صحیفه که مرآت معنی است | افتاده است قافیه را عکس بر قفا

این جامه را لوامع الالهام شد لقب
وین نامه را سواطع الاعلام شد لقا



قصیدهٔ دیگر

سروشی دوش با صد جوش آمد ناگهم از در | سراپا نوش صاحب هوش و دانش کوش و دانشور
چسان آمد چه وقت آمد چرا آمد کجا آمد | نسیم آسا سحرگه بهر تسکین پیش این احقر
چه احقر احقر مضطر چه مضطر مضطر بیدل | چه بیدل بیدل جانان چه جانان جان جان پرور
چو موسیٰ ع از قبس با خود قبس آمد بر موسیٰ ع | چو عیسیٰ ع از فلک با خود ملک آمد به پیغمبر
چو باد عاجل از مرتع چو آب سائل از منبع | چو ماه کامل از مطلع چو مهر انور از خاور
نه باد این هرزه پو هر سو مر آنرا پویه در پیتو | نه آب این مایه ور از جو مر آنرا بهره از کوثر
نه مه کش تیره از غم رو مر آنرا چهره در گیسو | نه خور کش زهره در پهلو مر آنرا زهره زهراتر
نوید رحمت از یزدان برید دولت از خاقان | عزیز مصر از کنعان خضر از پیش اسکندر
نزولش نزل را منزل وصولش وصل را اوصل | وجودش جود را موجد صدورش صدر را مصدر
همه خندان همه حیران همه در خدمتش نازان | ز پائین تا بصدر از دیده تا در خواجه تا چاکر
ز تائیدش بکف بهم ز تقریرش بلب مدغم | کلید قفل صد مخزن نوید فتح صد کشور
ز جا برجستم و رفتم چو گل بشگفتم و گفتم | تعال اهلاً و سهلاً مرحبا خوش آمدی خوشتر
خوش آئی خوشتر آ خوش نشینی خوشترک بنشین | بصد تزئین بصد تمکین چو گل بر سر چو دل در بر
عرق از چهره بر جبین تا شود آب از خجالت گل | غبار از مو برافشان تا برآید گرد از عنبر
تو و این رنج و این محنت من و این گنج بی منت | تو و این لطف بی غایت من و این دولت بی مر
گذشت و رفت و طی گشت و سر آمد دور غم هجرت | نه یک سال و دو سال افزون نه افزون بلکه افزون تر
چه پیش آمد کنون باری که یادت آمد از یاری | که می آئی ز در باری که خجلت باد بار آور
ولیکن هست این دیر آمدن سرمایهٔ سودے | درختی کش بدیر آید ثمر بسیار آرد بر
حدیثم را چو بشنفت او چو گل بشگفت می گفت او | چه می گفت او که می سفت او بدم لؤلؤ گوهر

نه آن گوهر که میخواند حکیمش نطفهٔ نیسان | که در بطن صدف گیرد ز صنع کبریا پیکر

نه آن گوهر که از موجی بجوشش می‌برد طالع | که گردد کوکب بخت بلند تارک افسر

نه آن گوهر که شاهان را بود سرمایهٔ نخوت | ولی چون بخت برگردد هم افسر می‌برد هم سر

نه آن گوهر که در گوش بتان از گیسوان بینی | که گوئی بیضهٔ گنجشک دارد زاغ زیر پر

نه آن گوهر که دانی شبنم گلزار جاه او را | وزین غافل که بینی ترا گلگشت امل آخر

بل آن گوهر که دامن از جیب نفس بر زد | که بهر خسروان بهتر بود از گنج بادآور

بیک خرمهره می ارزد بیک گل مهره می ماند | بارجش باج صد کشور بدرجش تاج صد قیصر

لبش زین گونه چون گوهرفشان در فروش آمد | دل و دست تمنا گشت گوهرچین و گوهرخر

زگوهر ریزیش همچون صدف شد خانه‌ام پر در | لب او بهره گوئی داشت از بحر کف داور

خلیفه آنکه انی جاعل زیبد بشان او | هر آنکس کرد یا از درگهش شد اندهٔ هر در

بهار دوحهٔ معنی نهال روضهٔ خوبی | فروغ دیدهٔ موسی چراغ دودهٔ حیدر

سعادت با سیادت در نهادش آب در لولو | فصاحت با بلاغت در مذاقش شیر با شکر

کف او منبع قلزم در او مرجع مردم | رخ او قبلهٔ انجم ضمیرش کعبهٔ خاور

نقود عشق و عرفان را وجود حسن احسان را | لبش مخزن دلش معدن رخش منظر دلش مصدر

بود الحق برون از حیطهٔ عقل و خرد وصفش | اگر حق گفته‌ام حق هست از وهم و گمان برتر

بوصفش ساکن و ساکت کمیت عاجز و قاصر | اگر آمه اگر خامه اگر نامه وگر دفتر

بود یادش شود ذکرش رود حکمش رسد فیضش | بهر محفل بهر منزل بهر کشور بهر بندر

بساط و بستر و فرش و رباط دشمن جاهش | پر از مار و پر از خار و پر از افعی پر از آذر

زهی درویشی و شاهی که دارد در نوع از دانش | اگر سجاده در مسند اگر اورنگ در منبر

عروس دهر را در عهد او زینت می دارد | مه و خور زهره بهرام و عطارد زاد و شو زاور

سپاهش تیغ جانکاهش غلامش خرگه جاهش | غضنفر فر زد اژدر در پلنگ گر سکندر در

گسسته خسته بر بسته شکسته شحنه عدلش
به پیش گلشن لطفش براه مطبخ قدرش
چه جای طبع بدخواهان که گردد موم در دودش
ز پنج انگشت او پنجاب جاری هست هر بخشش
فدای ناوکش جانها که آورد از ره شفقت
خلیل دعوت مورد ملخ کلکش بشهر وده
ز کلک و تیغ باشد مجمع البحرین دست او
ز تیغش خانمان هستی کفار سنگین دل
ز رخش مرات فتح هفت کشور آمد از تابش
چو هر هفت از سلاح حرب بیاراید تن خود را
فلک پیش از ظهور او بمندی بود بی راکب
بدست او قلم از بسکه می بالد عجب نبود
نگنجد اندرین بحر از بزرگی نام پاک او
رواق چار ارکان از دو رکن نام او قائم
گهر ها در کنایت سفته ام در بر بلا خواهی
محمد هست ابوبکر و عمر عثمان پس حیدر
محیط و ابر و کان فیروزه و یاقوت رمانی
کند بر تفتگان آن ابر فردا سایهٔ رحمت
عزیزا آو خ کزین رنگین بیانی بوی خون آید
ازین گفتار تن زن بازمی گو انچه میگفتی
بآهنگ خطاب اینک نوشتم مطلعی روشن

کمند زور بند و ز دست شور و پای شر
ارم یک بوته خار آمد فلک یک توده خاکستر
اگر فولاد اگر خاره اگر آهن اگر مرمر
فرات و آب حیوان سلسبیل و زمزم و کوثر
خط آزادی سنت گرفتاران بحر و بر
و کبیل بروزی زاغ و زغن تیغش بکوه و در
یکی اسود یکی احمر کفش عنبر تفش آذر
خراب از دست ابراهیم چون بتخانهٔ آذر
و مش فهرست مرگ هر دو عالم باشد از جوهر
سپهری دانکه هفت اقلیم را گیرد بهفت اختر
جهان پیش از وردداد عروسی بود بی شوهر
که نخلی گردد و باسدره و طوبی اشود همسر
نباشد در خور این باده سرشار هر ساغر
فروغ هفت حرفش هفت اختر را بود زیور
شمار پنجتن کن اول و آخر بهم آور
بود زین پنج دین از زیب دین جاه و عز و فر
بهار و باغبان و باغ و سرو و لالهٔ احمر
شود بر خستگان زان لاله گلزار آتش محشر
قلم بشکن که ترسم برگ جانها زنی نشتر
که باشد مدح قنبر نیز مدح خواجهٔ قنبر
که باشد از دو مصرع مشرقین نور محمد گیر

(مطلع)

الا ای کرده فیضت خاک را از قطره را گوهر
چو مهر و ماه باشد سایه پرورد تو بحر و بر

باوج علم و موج حلم هم عرشی و هم عرشه
براه فضل و گاه بذل هم سرّی و هم سرور

زر دیت پرتوی شمس و قمر پروانه و ذره
ز مویت نغمهٔ حور و ملک دیوانه و مضطر

مراد از مهر و ایثار تو گر مفلس و گر منعم
شود در کلک من نظم انچه گرد و در صدف گوهر

جگرافشردهٔ عشق تو گر فرهاد و در خسرو
نمک پروردهٔ حسن تو گر شیرین و گر شکر

تو خورشید جهان تابی مروت نیست گر فیضت
سحر گل در گریبان دارد و من لخت دل در بر

تو صدر بزم دورانی روا داری که در دورت
کند خون در دل من آنکه ریزد باده در ساغر

چو اجزایم ز هم پاشد بحکم جوهر ذاتے
شود آبم در آتش لعل و بادم الماس و خاکم زر

نه پنداری که زر جعفری دارم طمع از تو
که در فضل و سخایت داده ام ترجیح بر جعفر

نگویم یک ده و ده ده بدرگاه شهم ره ده
نخواهم صد ده و ده ده بده داد سخن گستر

ز تکرار قوافی لذتے دیگر دهد نظمم
سخن قندست و گردد قند از تکرار شیرین تر

فلک تا ژاله ریزد خار نشتر خیز تا هامون
چمن تا نغمه انگیز از طرب سرشار تا عبهر

بداندیشان جاهت را ابسال و ماه و گه بیگه
بدستی سنگ و دستی دشنه این بر سینه آن بر سر

هواخواهان بزمت را بباغ و در اغ روز و شب
بدامن گل بساغر باده این در کام آن در بر

فریاد عزیز

محضر حسن ترا مهر بعنوان شده است
مستفیض از لب تو عیسی مریم آمد
هر کرا لمعه بجبین داشته از بند گسیت
طاق کسری شده گلدستهٔ طاق نسیان

ختم خوبی بتو ای خاتم خوبان شده است
مستنیر از رخ تو موسی عمران شده است
مه تابان شده او یا مه کنعان شده است
شمسهٔ گنبد ایوان تو کیوان شده است

ایران ز حفاظ تو امان از نیران　　سر و شد آتش و آتشکده ویران شده است

با جهان کرد ورود ت اثر باد بهار　　هر بیابان ز قدوم تو خیابان شده است

یمن از یمن لب تست کان عقیق است هنوز　　طائف از مقدم تو رشک گلستان شده است

افغال بمجو همه ز امت سرزد　　که گرفتار به بند غم و حرمان شده است

منحوس بیفگنده اگر سایه چو بوم　　از چه ویران همه معمورهٔ ایران شده است

دولت مشهد اگر رفت به یغمای بدکیش　　خاک آن خطه همه گنج شهیدان شده است

گشته با عراب بنان دار الملی　　رو بهی چیره به شیران نیستان شده است

کوی که همه بوم و بر روم گرفت　　بام شام از اثر شومی ترکان شده است

آنکه از هیبت او لرزه فتادی بر کوه　　چون پر کاه بخود حیف لرزان شده است

آنکه کند از دهنش شیر زیان دندانها　　چون زبان تشنهٔ خورسی دندان شده است

شیرازهٔ مجموعهٔ اسلام گسست　　که چو اوراق خزان دیده پریشان شده است

گشته با لشکر دین دست و گریبان آخر　　گرچه بلقان جگرش پارهٔ خلقان شده است

یونان چه یونان و چه دونان حیف　　سرکش و منحرف از دولت عثمان شده است

رسر و به هم بر سر کین است ببین　　شاه بلغار به غارتگر ایمان شده است

یان خرم و شادند که کوه و صحرا　　لاله زار از اثر خون مسلمان شده است

و تار جهان گشته بچشم مردم　　که ز غم صبح وطن شام غریبان شده است

ستان بیشه بگوشند و بجای تکبیر　　جا بجا حیف است که ناقوس خروشان شده است

انور افق گشت چو پیدا ناگاه　　ماه کامل ز میان رفته و پنهان شده است

سی کو که برآرد ز عصا باز و مار　　بر همه کوه و در از اثر ثعبان شده است

سی کو که فرود آید از بن بام رفیع　　چار سو فتنهٔ دجال نمایان شده است

خواب خوش تا بکجا صبح قیامت بدمید　　شورش حشر بپا در همه گیهان شده است

صبح شد صبح تو هم اذن اذان ده بلال — گرم تسبیح سحر مرغ سحرخوان شده است

صبح سر بر زده بردار سر از بالش خواب — فتنه بیدار شد و خلق هراسان شده است

ناخدائی ز ره لطف خدا را بفرست — مبتلا کشتی اسلام بطوفان شده است

عمر هی تا بسر خیل شیاطین یکبار — زانکه از سایه آن ابلیس گریزان شده است

شام اسلام دگر بام شود کو علیے — که از و رجعت خورشید درخشان شده است

گوش کن نالهٔ فریاد و ده داد عزیز
که بداد تو و امداد تو نالان شده است

شائگان قافیه چون گشته مکرر این نظم — در خور پیش کش مجلس شاهان شده است

گشت موسوم بفریاد عزیز این اشعار — حکم فریادرسی از دمنان شده است

قصیده

سحر که گشت زمین و زمان همه روشن — ز در در آمده ماهی مهر از روزن

سواد کون و مکان گشت رشک گوی — که گشت نازل والشمس والضحی بر من

دو نور گشته ضیابخش سینه تا سینا — دو هور کرده پر از نور خانه تا بدن

یکی ز چهرهٔ او برقع آستین کلیم — یکی ز جلوهٔ او خانه وادی ایمن

یکی چو جام مل آمد عیان ز طاق بلند — یکی چو بوی گل آمد چمان ز طرف چمن

گر آن ز رخنهٔ در آمدم بخانه و رون — ز راه دیده مر این کرده در دلم مسکن

یکی بطلعت سقلابیان اطلس پوش — یکی بصورت اعرابیان عریان تن

یکی ز قند و شکر ریخت از لبان خروار — یکی ز در و گهر ریخت در میان دهن

یکی به ذره نوازی بمهر بسته کمر — یکی بعقده کشائی ز هم گشاده دهن

یکی سزاش بود شاه نیر ذرخطاب — یکی رواش بود ماه نیم مه گردن

انیس این به بهاران بود چه رند چه شیخ — جلیس آن بزمستان بود چه فرد چه زن

یکی بچهرهٔ رومی نشان خاور زای — باصل چینی ولیکن زلطف زنگی زن

جهان گشائی و لشکر کشی و رایت کش — عطش فزائی و سم تش وشی و آتش زن

یکی برخ چو مهش زیر گیسوان سیاه — فرشتهٔ شده سیلی خورد ز اهرمن

ندیده نرگس او چشم محرمی لیکن — کرشمه زاد و بشوخی مدام آبستن

گر آن ز پرتو او بر تنش بتن جلبا — مر این ز لف خم اندر خمش سر جوشن

یکی ز ظلمت او مرغ بام در فریاد — یکی ز رفتن او خلق شام در شیون

پر از عقیق رقیق ست گر ازین ساغر — پر از شقیق برنگ عقیق از دست دهن

بجلوه او ز فلک بازچیدهٔ گنج گهر — بخنده این ز لبان برفشانده دُرِ عدن

ز چشم زخم حوادث بخویش ترسیدم — که رخنه رخنه دل وار گشت چشمک زن

یکی ز شام بخلوت نشسته سر بسجود — صفا و صدق ز سیمای روشنش روشن

یکی بمجلس رندان نشانده شب بسحر — ز بهر دو نرگس مستش یکی دو شد این ظن

بترکتاز رسد آن ز پارس تا بپرس — به نیم ناز خرد این ز هند تا برلن

جهان فروز بچهر آن چو مهر قیصر سند — روان فزای بتن این چو چهر کرزن

بیار از دست عطار زرد سنبل پیر — یمین اوست ضیا پاش بر سهیل یمن

کهن مجاور درگاه اوست بخت جوان — کهین ملازم خرگاه اوست چرخ کهن

زباغ فضلش یک نخله و ثمر بی مر — ز بوی خلقش یک نفحه و سمن دو سمن

بزور بخت فریدون فر و سکندر در — بروز معرکه نیرم بروئین تن

ز خلق اوست که می‌رفقیر در مطبخ — بجای هیزم سوزند صندل و لادن

ز قهر و مهر بیست اینکه بهر دشمن و دوست — گهی زمانه بود گلخن و گهی گلشن

قصیدهٔ نعتیه

با این صفا که از زمی انسان برآمده
گوئی ز خاک چشمهٔ حیوان برآمده

زان چشمه قطره قطره بود بحر بیکران
زان بحر بیکران دُر و مرجان برآمده

هر دُرّ بیش قیمت یاقوت رنگ است
هر دُر کز آن برآمده غلطان برآمده

از خاک چشمه که بود فیض آن محیط
وز نار برق خرمن ایمان برآمده

چون باد و خاک و آتش و آب است ضد هم
ابلیس از آن مخالف انسان برآمده

آسان مگیر خلقت انسان که گوهرش
بسیار سعی رفت که از کان برآمده

گه با جمال عیسی مریم نمود روی
گه با جلال موسی عمران برآمده

گاهی ز گیر و دار گرفته ز پای دار
بر طارم چهارم کیهان برآمده

گه آب در رهش شده پایاب کوچه داد
با لشکری ز نیل چو سیلان برآمده

گاهی ز آبیاری فیض قدوم او
از نار شعله خیز گلستان برآمده

یونس ز بطن ماهی یوسف ز قعر چاه
نوح از بلای ورطهٔ طوفان برآمده

روشن سواد مصر ز فر فروغ کرد
ماهی که آن ز خطهٔ کنعان برآمده

شد مهر نیم روز خجل از فروغ جود
چون ماه نیم ماه ز گیلان برآمده

گه آبیار مزرع شرع شریف شد
گه چشمه سار بحر عرفان برآمده

گه فرخی فزای جهان شد چو مشتری
گه پاسبان خلق چو کیوان برآمده

هر کوکبی که جلوه همی کرد شد نهان
کز مکه آفتاب درخشان برآمده

فرّ فروغ آن همه عالم فرا گرفت
هر ذره همچو آئینه حیران برآمده

هر شش جهت ز پرتو آن رونقی گرفت
هر هفت هفت گنبد گردان برآمده

شد خاک مرده زنده سر سبز کوه و دشت
از هر کنار سنبل و ریحان برآمده

حسان ثابت از عرب آمد مدیح سنج
از ہند ہم عزیز ثناخوان بر آمدہ

قصیدہ

ہست در فقرم ز فیضِ دل بہ دولت دسترس
گرچہ درویشم ولے دارم ہمائے در قفس

نقش بر آبے چو آبے با سرابے بیش نیست
ہرچہ بینی فانیست اللہ بس باقی ہوس

ستا ہبا ز عالمِ قدسی شکارت دیگر است
عنکبوت آسا چہ ہستی در پئے صید مگس

چشمِ بینش باز کن بنگر کہ کلکِ صنعِ او
میکشد چندین صور در نقطۂ ہمچون عدس

شورشِ صاحبدلان دارد اثر در ہر دلے
کاروانے می رود از جا بفریادِ جرس

چند باشی مبتلائے رنج واندہ تا بکے،
پا بگل از انگبین و دست بر سر چون مگس

قطرہ تا دریای عمان از نوالش مستفیض
ذرہ تا خورشید تابان از جمالش مقتبس

محرمش را نالہ آمد نے نوا و نے صدا
محرمش را ناقہ باشد نے حدی و نے جرس

این شبِ وصلست یارب تا بیار دم زدن
صبح را کن مبتلائے علتِ ضیق النفس

جانِ پاک و تربتِ نفسِ دنی در کالبد
طوطی گویا کہ باشد با کلاغے ہمنفس

چون جمل دشت و جبل از شوق می آید برقص
خاصہ در راہِ حجاز ار باشد آہنگِ جرس

می رسانم خویش را در روضۂ سلطانِ دین
طے کنم چون نکہتِ گل راہ را در یک نفس

شہسوار عرصۂ اسرے کہ رفتی در رکاب
طرفہ گو جبرئیل پیش و اسرافیل پس

موکبش با برگ و ساز و منزلش دور و دراز
مرکبش بس بے بہا و راہ پاک از خار و خس

گرمی رفتار را نازم کہ بستر گرم یافت
حلقۂ در چشم در رہ داشت کامد باز پس

ایکہ آوردی رہ آوردے برای صالحین
بہرۂ من ہم ازان دارم ز الطاف ہوس

قصیده در نعت

ناکس و کس مانده بلبل نه گل نی خار و خس — یاد حق کن هر نفس الله بس باقی هوس

رفت از هر پایه بالاتر و بیهم بیشتر — همچون نقش پای از حیرت دو عالم مانده پس

میهمانی اینچنین و میزبانی آنچنان — یافته بر سفرهٔ اخلاص و خلعت دسترس

آنچه از راز و نیاز سیکاندران درگاه رفت — نی ملک بوی شنید از وی نه شد آگاه کس

از جهان باید گذشت و جابه می باید گذاشت — جا نه هستی عزیز از بسکه گشته مندرس

ای شفیع عاصیان رحمی باحوال عزیز — از تو دارد در قیامت بس شفاعت ملتمس

چند می نالد ز درد بیدلی شام و سحر — چون توئی فریادرس یا رب بفریادش برس

شد جدا آخر ز تنها رفت تنها آن مقام — سر تهی از هر خیال و دل تهی از هر هوس

جذبهٔ شوق الهی آستین او گرفت — برد تا جائیکه آنجا می نگنجد پیش و پس

مطلع ثانی

می رسد در گوش من از دشت و در بانگ جرس — می روم از خود که بخود تیز رو تر زین فرس

الله الله می روم راهی که باشد بی خطر — نی غمی از رهزنان نی گیر و دار از عسس

چون جمل دشت و جبل از شوق می آید بسی — خاصه در راه حجاز ار باشد آهنگ جرس

ذوق شیرین کام باشد توشهٔ منزل نورد — شوق بی پروا خرام آمد رفیق دور رس

می سپارم خویش تا روضهٔ سلطان دین — چون نسیم صبح این ره طی کنم در یک نفس

شهسوار منزل اسری که رفتی همرکاب — طرفه آنکو جبرئیل از پیش و اسرافیل پس

موکبش با برگ و ساز و منزلش دور و دراز — مرکبش بس راهوار و راه پاک از خار و خس

رفت از هر پایه بالاتر و هم پیشتر — همچو نقش پا ز حیرت هر دو عالم ماند پس

شد جدا آخر ز تن ها رفت تنها زان مقام — سر تهی از هر خیال و دل تهی از هر هوس

جذبهٔ شوق الهی آستین او گرفت — برد تا جایی که آنجا می‌نگنجد پیش و پس

سیر حاصل شد بسور و نور وصل شد بنور — این معانی باشد از آیات و نص مقتبس

میزبانی آنچنان و میهمانی اینچنین — سیر شد چون یافت از خوان الهی دسترس

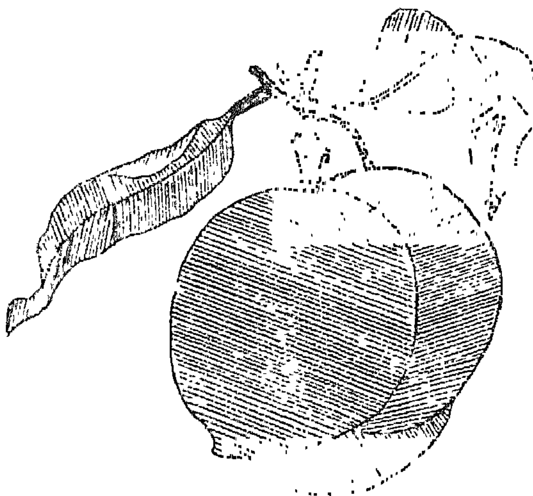
هر چه از راز و نیازی کاندران درگاه رفت — نی ملک بوی شنید از وی نشد آگاه کس

گرمی رفتار را نازم که بستر گرم یافت — حلقهٔ در جنبش و در ره وانشست کامد باز پس

ای که آوردی ره آورد بی‌سباجی صالحین — بهرهٔ من هم از آن دارم بالطاف هوس

ای شفیع عاصیان رحمی بحال عزیز — گر تو دارد در قیامت او شفاعت ملتمس

چند می نالد ز درد بیدلی شام و سحر
چون تو ای فریاد رس باری بفریادش برس



قصیده در منقبت حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه

کار هر کس نیست بار عالمی برداشتن | درد سر بسیار دارد بر سر افسر داشتن
خاک عالم بیختن با هم دگر آویختن | خون خلقی ریختن شمشیر و خنجر داشتن
خام و جام و رزم و بزم و کوس و کالش آستن | باج و تاج و بخت و تخت و زر و زیور داشتن
گرز و بار و زور و بازو دست و دل خواهی | تیر و ترکش تیغ و خنجر درع و مغفر داشتن
شربت از بهر حباب ضرب از بهر عدو | جام در یک دست و در یک دست خنجر داشتن
یک جهان دیو و پری گویا مسخر کردن است | این همه پیل و گوزن و اسپ و استر داشتن
تا چه خونها خوردن است و اشک حسرت ریختن | یک بدخشان لعل و یک عمان ز گوهر داشتن
هم عرقها ریخت با دیهیم و سها خاک کرد | هان ندانی سهل بحر و بر مسخر داشتن
رونق دنیا و دین در سایه هم خواستن | در پناه مهر گرد و هیم و منبر داشتن
بازو شاهین عقاب از نصفت انصاف و داد | دیده بان تیهو و کبک و کبوتر داشتن
پیکر فانوس از دامان عدل آراستن | شمع مصباح امین از تاراج صرصر داشتن
لیک با بدخویش را با این همه سعی و تلاش | خوفناک از بازپرس روز محشر داشتن
بار دنیا هر کسی برداشت گاو پیشه نیست | شیر مردست آنکه داند دل ازو برداشتن
چیست دنیا مشت خاک تیره بس گر دی بود | از برای مشت خاکی دل مکدر داشتن
شو برون از پرده صورت که دانی خویش را | چون نگه در عین عشرت پای بستر داشتن
بگذر از بیهوده گردی بگسل این رشته را | خویش را تا چند سرگردان چو چنبر داشتن
شو جهان افروز مهری نه که همچون آینه | میتوانی خانه خود را منور داشتن
گر سفر خواهی بشو از خویشتن چون بوی گل | از نسیم صبح خضری میتوان بر داشتن
یک دل پر درد برگ صد خیابان رحمت است | ورنه بی سود است صد دل چون صنوبر داشتن

دل منه بر سرخ و زرد باغ کاهل درد را
خوشتر آید دیدهٔ احمر چهرهٔ اصفر داشتن

عاقبت در چنگل شهباز خواهی شد اسیر
تا کجا سر در هوا همچون کبوتر داشتن

بگذر از سودای خودکامی که باشد عین غین
چشم بر نخچیر گاو از بهر عنبر داشتن

ایکه چندین خر کشد بار ترا غافل مباش
شب نخفته عیسی از تیمار یک خر داشتن

در لباس زر پرستی گشته آذر پرست
این کله تا چند چون زردشت بر سر داشتن

حرص آز اصحاب فیل و کعبهٔ خاص است دل
کعبه را باید مصون زین فتنه و شر داشتن

حرص جان کاه و تو میدزدی لب از حرف طمع
دزد نقاب و تو خواهی قفل بر در داشتن

خرقه پر از رقعه اما دل بمرقع باختن
جای بر سجاده اما جاده دیگر داشتن

گفتگو بر عظمت توریت و انجیل و زبور
مصحف اندر بر و باز انداز بر داشتن

آرزوی انهدام چار دیوار حرم
بهتر از بر کندن بنیاد خیبر داشتن

شام خفتن را ادا نا کرده نفل نیم شب
صبح و پیشین را نخوانده قصد دیگر داشتن

تا کجا بر پای ریو دیو گشتن ره سپار
تا کجا ابلیس را بتلبیس رهبر داشتن

چار چیز است آنکه از وی چار سوی هرا
میتوان با زیب دین و عزت و فر داشتن

پرتو صدق است و عدل و علم و آزرم و رزم
آدمی را لازم است این چار گوهر داشتن

هست بر چار دیوار سلامت ناگزیر
آب و خاک و باد و آتش برابر داشتن

پست هست در سعود این رواق چار طاق
در فرودین پایه باز از ننگ و لنگر داشتن

سوی پیش از هر سو که می‌بینی بچشم کم مبین
کعبه را از چار سو باید موقر داشتن

در ره مهدی خود باید که باشی چار چشم
نی که چون دجال خود را خواهی اعور داشتن

جوی شهد و شیر و جوی باده هم دارد بهشت
کفر نعمتهاست تنها دل بکوثر داشتن

بگذر از کثرت که دارد میل کثرت ناگزیر
از جناح و ساقه و از المین ایسر داشتن

نو عروسان را بسی آئینه باشد کار و بس
مرد را زیباست چار آئینه در بر داشتن

بایدت در چار موج زرق و زور و مکر و کید | کشتی ایمان خود را چار لنگر داشتن
با صفا و صدق و مهر و لطف کن دل را سجل | زانکه با مهر و نشان باید سجل محضر داشتن
مهر طهوری را چو از وی هست نور هم از دست | چشم لین دفرخی از سعد اکبر داشتن
جراتی در کار و باید بخت و دولت یار غار | رنج انا فی کشیدن گنج در بر داشتن
ظرف هر کس نیست با صد چشمه سار زندگی | ساغر جان پر از زهر آب خنجر داشتن
طاغیان شور بد بخت افتاده و رنه سهل نیست | نیل را چون پیل در طغیان مسخر داشتن
از در دین کن طلب دنیا که مستغنی کند | چشم امیدت ز درویش توانگر داشتن
شوق را امیرم گواه و مصحف دینیت | دیده بر قرآن و تیغ تیز بر سر داشتن
رو بسوی چار بند شهر علم آری اگر | اولت چشم گشایش باید از در داشتن
لیک بیدانی که در دار دنیا بر چار چوب | گر یکی داری نکبت باید سه دیگر داشتن
رهنمائی کرده ام در پرده این رمز و بس | بایدت راه مقصد زین در اندر داشتن
حیدر صفدر که نامش اسم اعظم هست ان | میتوان در کف کلید هفت کشور داشتن
بنده اش را بس بود نه شکست لشکری | در بغل شمشیر و بر لب نام حیدر داشتن
آن جهان پاک خواندش از بحارش بو تراب | خاک را می باید از افلاک برتر داشتن
نیست جز تائید وی در کی چون خیبر دری | کندن و برکنده را بر کف چو معبر داشتن
هم خدا اخر سند و باید بخت و طالع هم بلند | از نبی دختر گرفتن زان و اختر داشتن

قطعه

هم تکبدار و مرد هم باده و دستیز | تیغ در یکدست و در یکدست ساغر داشتن
زین جهان دشمنان غرقاب دوزخ ساختن | زین جهان دوستان سیراب کوثر داشتن
از وجود خویشتن بودن بشیر اندر سجود | وز کف بدبین منکر زخم منکر داشتن
پستی فکرست بهر خطبه تعظیم او | کرسی نه آسمان را زیر منبر داشتن
تشنه اش را روز محشر باعث خجلت بود | در زمین هم وان تسنیم و کوثر داشتن

گشته از منقار شکافی تیغ او انگشت کش
کز نبی آموخته مه را دو پیکر داشتن

دارد گیرش گر نیارد دشمنان مغز عدوست
در عدم عطف عنان از رحم مادر داشتن

زارع کشت شکوه او نبودی گر سپهر
از برای خوشه چیدن گاو و دو گاو در داشتن

رحمت خورشید یکسو نه که او جنبش مدام
رحمت او زازل بایست باور داشتن

جان بقربان سراپایش چو معراجست این
سر بعرشش و پای بر دوش پیمبر داشتن

عرش و کرسی آن زمان لرزید از هیبت بخویش
طاقت کس نیست این بار گران بر داشتن

هر کرا در سر هوای عرش پیمایی بود
باید از مولان رسانش خم آهش بر داشتن

شب چو آبستن بمهر او بود زان در خور است
نام زنگی بچه خورشید انور داشتن

چون بمهر مهر او آورده خط بندگی
مر قمر را مهر خوان بایست قنبر داشتن

نسبت فرش رهش با عرش کردن ابلهی ست
آسمان را با زمین نتوان برابر داشتن

هست اکسیر وجود و کیمیای معنوی
خاک راه آل را گوگرد احمر داشتن

پادشاها ای سرا تو خواجه و من چاکرت
خواجه را چشم کرم باید بچاکر داشتن

بنده‌ام کم خدمتی سالها از خویش طالعیست
خواجه مسکین نواز از بنده پرور داشتن

جان که از جور فلک رنجور و محزون آمده
در جوار روضه‌ات خواهم مجاور داشتن

میرسد گر سر بوادی این وثوق نازد عزیز
آسمان بر خود چرا باید ز اختر داشتن

نامه شوقی که دارد آن سوادی از خلوص
بایدش بهتر ز صد طومار و دفتر داشتن

گر نه از وصف فلک خواهد ز رسنجیدنم
در ترازو از چه هست این خیره زر در داشتن

نی غلط گفتم فلک را نیست سنگ این عیار
گوهری نتوان خریدن از نگنج گوهر داشتن

گر تو با خاک رهت خویشم بسنجی از کرم
پیش من بهتر بود از گنج سنجر داشتن

خوش بهشتی هست بهر مدح گستر روز حشر
جا بزیر آن لوای سایه گستر داشتن

قطعه مشتمی بفریاد غیر

ایکه رای تو بود روشن و طبع تو بلند — جای آنست که نظمت به ثریا ماند
سطر سطرش بسر زلف دل آویز شبیه — حرف حرفش بخط و خال دل آرا ماند
هست انگارهٔ دلخواه ترازانگلیون — یا که با پارهٔ از زند و زاستا ماند
نکته‌ها هست بهر نقطه و هر نکته بود — دلنشین نقطه که گوئی بسویدا ماند
قبلهٔ پارسیان ست همانا هر بیت — کز دل آویزی خوبی بکلیسا ماند
معنی و لفظ ز مجنون نشان دل برد — که به لیلی و سیه خیمه لیلی ماند
بقلم هر که درین راه قدم بردارد — بعصا را رود و لیک باعمی ماند
صد چو خورشید درین بادیه پی شد افتد — صد چو جمشید درین مرحله شیدا ماند
جادهٔ پیشروان سپری از تو ظهیر — پیشتر رفته و حیف است که پس وا ماند
سر برافراز که ملک سخن از ملک تو شد — بسکندر برسد انچه ز دارا ماند
چشم دارم که کنی کلبهٔ تارم روشن — ایکه با رای تو خورشید بحربا ماند
چشم بد دور بود طرفه سوادی چشم — کز خیالت بسیه خیمهٔ لیلی ماند
چاه کنعان بخیال تو بود گر چشم — دل بخلوتکدهٔ خواب زلیخا ماند
اگر از دیدهٔ مشتاق من آموخته است — که براهت در غمخانه من وا ماند
ده که مشروط باین شرط بود آمدنت — که فلان همسفر دهره و هیجا ماند
هوش و صبر و خرد از آمدنت باز آید — چو نو زینجا بروی کیست که برجا ماند
باهی رشک ار چه نبودی بمیان میگفتم — که خدایا تو چه پنهان و چه پیدا ماند
ای خوشا چو تو حریفی نه پیچی پی من — باده پیماید و هم بادیه پیما ماند
چون شود از من و تو جمع بحرین برکها — جام گردد چمن و کنگ بمینا ماند

وندران مجمع بحرین وجود من و تو — فاش گوئیم که با خضر و موسی ماند

باز میگردم ازین راه بمقصد پویم — موسی و خضر همان به که همین جا ماند

بزم آرا چو شود فرقهٔ روشن رایان — مهر رخشان خجل از پرتو آن را ماند

جادو و شعبده و مکر فسون پردازان — همه باطل ز عصا و ید بیضا ماند

تشنگان را بدهد ساغر و سیراب کند — لطف ساقی که بتردستی سقا ماند

نشئهٔ اخروی و نشئهٔ دنیاوی را — بیکی جرعهٔ مے نشئه دوبالا ماند

گه گرانمایه سحابی ز افق برخیزد — قطره ریز آید و هر قطره بدریا ماند

گه روان بخش نسیمے بچمن آویزد — نفحه بیز آید و هر نفحه طرب زا ماند

گه ادیبے ز فصاحت بدر آرا آید — گه طبیبے ز حذاقت بدوا وا ماند

گه خطیبے ز میان خیزد و استد بر پائے — تا در افتادگی آن طائفه بر پا ماند

اشک هر دیده شود سیل و به بطحی برسد — آه هر خسته کشد قد و بجوزا ماند

اینهمه گفت و شنو باشد ازان سو که بقوم — دل و دانائی و دین مانده و دنیا ماند

دین و دولت و دنیا همه توام باشد — پس همان به که هم اینها و هم آنها ماند

لیک هر کس که بدنیا بفروشد دین را — بے هوا و دبا خوان بیهوده ماند

وانکه دنیاش بکام است کشد رو در هم — ناسپاسی ست نفور از من و سلوی ماند

دین و دنیا همه آنست که تا جان دارید — غم امروز و هم اندیشهٔ فردا ماند

ور همین مکتب و ملا و همین طفلانند — هر کجا ز دانش و از داد معرا ماند

گر همین فتوی همت بود ای ساده دلان — نه فتاوی و نه مفتی و نه افتا ماند

گر قضا و قدر اینگونه تقاضا دارد — دور باشد که نه قاضی نه قضایا ماند

هیچ زین باغ و ازین راغ نماند سهیا — لیک داغے بدل از بهر دلاسا ماند

گرچه اسلام غریب است و شما نیز غریب — ای غریبان نگذارید که تنها ماند

آخر از خانه خرابی خود اندیشه کنید — مپسندید که این خانه بصحرا ماند

دل بران لعل گران مایه چرا خون نشود — که بره خوار تر از خورده مینا ماند

یوسف اندر دهن چاه رود وا اسفاه — یونس اندر شکم حوت دریا ماند

کعبه لرزد بخود از حمله پیلان تا چند — زیر صد کوه محن دامن بطحی ماند

گر آن طائر فرخنده کند باز مدد — عزت و حرمت مرغان حرم تا ماند

ماهی آن طائفه کو طائف بیت الحرم است — دور از قافله سرگشته بیدا ماند

کوکب دولت این کوکبه عز و وقار — حیف کز اوج ثریا به ثری وا ماند

عیش از خیرگی این وقت بماتم ارزد — روز از تیرگی افسوس که شب را ماند

اتفاقست که شیرازه جمعیت است — ورنه دشوار که این نسخه مجزا ماند

نیک مرد آنکه ره و رسم نیاگان گیرد — آب مند آنکه برسم ره آبا ماند

نیست بی داغ ازین غصه و غم هیچ دلی — گل درین گلده با لاله حمرا ماند

یاد آن خطه آباد که خوانی بغداد — داد از آن باغ کز و داغ بدلها ماند

رفت آن عهد شد آن مهد که از زیبائی — خار آن با گل و خارش بدیبا ماند

میتوان گفت جهان خلعت عباسی یافت — روز روشن که کنون بلکه شب یلدا ماند

اگر این نخل کهن پرورش از نو یابد — برگ و بار آرد و با سدره و طوبی ماند

گر از آن نافه که از ناف زمین خاست دگر — نفحه گل کند این بادیه بویا ماند

مدد ای کوکبه طالع و ای بخت بلند — که دگر رایت اقبال فلک سا ماند

با جهان بی سروپائی چنین پست و بلند — سر فلک سا و قدم بادیه فرسا ماند

از زمین باز بافلاک رسد این کف خاک — سیر اگر بر اثر سالک اسری ماند

آن زمان هر دو جهان وی سبک قبله بود — در نظر چار جهت جای مصلی ماند

هان مهان تن زن و بشکن قلم ای معنی سنج — دست و دل چند بانشا و بانشا ماند

بنده شو بنده گرت خواهش آزادی هست — رستگاریست گر این سلسله برپا ماند
بنده آنست که خرسند بصد بند بود — بنده آن نیست که دلگیر ز مولی ماند
هست هر نقش و نگاری بجهان نقش بر آب — مگر آن نقش که از سجده بسیما ماند
ما نمانیم و نماند بجهان هیچ ز ما — بجز این ماند و ماند که همانا ماند
نی غلط اینکه نماند زجهان هیچ عزیز — همه ماند که خداوند تعالے ماند
گشت موسوم بفقر باد غریب این اشعار — اسم باید ز حقیقت بمسمی ماند

مخمس در منقبت حضرت غوث اعظم رضی الله تعالی عنه

شاه خوبانی و خوبی بتمامی زیبد — چتر شاهی بسر از ظل خدامی زیبد
با چنین صدق و صفا مهر و وفا می زیبد — با چنان روی چنین لطف و ثنا می زیبد
خط ترا خال ترا حسن ترا می زیبد

همچو سرو از چمن حسن بسے خاسته اند — قد رعنای ترا دیده ز غم کاسته اند
تا سراپای تو روز ازل آراسته اند — جامه زیبی تو از درگه حق خواسته اند
خلعت ناز بغیر از تو گرامی زیبد

هیچ سروے چو تو از گلشن ایام نخاست — زانکه نخل قد رعنای تو احق افراشت
چون قضا بهر تو تشریف بکارم آراست — جامه زیبی خوش اندر است ازانید خواست
خلعت ناز بغیر از تو گرامی زیبد

نور اطلاق چو شد دائره پیمای وجود — حلقه میم ز آغوش احد روے نمود
احمد از پرده توحید تجلی فرمود — ذات الاهی تو شد مرکز پرکار شهود
قطب حق گو نیست ار قبله نامی زیبد

نور عین نبی و عین علی قرة عین — مظهر خلق حسن مرکب چشم حسین
لطف حق داده سر الهی از زیب و زین — جلوه گر شد بلباس تو جمال حسنین

این قبائیست که بر قد شما می زیبد

خُلقِ احمد دمِ عیسی کفِ موسی داری — طلعتِ یوسفی از چهرهٔ زیبا داری
در یکتایی تو بر تاجِ شهان جا داری — آبرو از صدفِ حضرتِ زهرا داری

همه اوصافِ نکویان بشما می زیبد

خادمِ درگهِ تو درخورِ شاهی باشد — زیرِ فرمانِ تو تا ماه ز ماهی باشد
سینه ات مخزنِ اسرارِ الهی باشد — چهره ات منظرِ انظارِ الهی باشد

لاجرم نامِ تو محبوبِ خدا می زیبد

گردنِ اهلِ ولا از قدمت طوقی بست — نقشِ پای تو درین راه بگیتی بنشست
نرسد هیچ کسے را بقدمگاهِ تو دست — دستِ پاکت که در آن نورِ یداللهی هست

دستگیرِ منِ افتاده ز پا می زیبد

نالم از حرص و هوا روز و شب و صبح و مسا — گوش کن گوش فغانِ منِ بی برگ و نوا
دادخواه آمده ام پیشِ تو فریادرسا — مشو آزرده ز فریادِ من و این غوغا

بر درِ اهلِ کرم شورِ گدا می زیبد

هست پر نور ز انوارِ رخت ارض و سما — ماه و خورشید ز حسنِ تو کند کسبِ ضیا
روشن از تابِ جمالِ تو بود هر دو سرا — کرده در دیدهٔ دل عکسِ رخِ خوبِ تو جا

هر دو جا جای تو ای بدرِ دجی می زیبد

دمبدم از طرفِ ناظمِ بیچاره کلام — خاصه بر جدِ کریمِ وی و اصحابِ تمام
بر وی و آلِ کرامِ وی و آبای عظام — برسان شام و سحر تازه تحیات و سلام

(ناتمام)

عرض حال در درگاه حضرت خواجه معین الدین چشتی علیه الرحمه بحالت بیماری

صبا بجانب اجمیر رو بصد تگ و تاز / سلام من برسان با هزار عجز و نیاز

دهند بار ترا گر بندگان آن درگاه / بده ز جانب من عرضه گاهی غریب نواز

غریب نادری شوکت عزیز بے سر و پا / نوشته عمر روانش بسے نشیب و فراز

ولے دریغ که از بخت نارسا نرسید / بدان دیار که باشد بهشت نعمت و ناز

نرفت راه حجاز و نراند ناقه شوق / نیافت ره بحقیقت ز عرصه گاه مجاز

جمال کعبه ندید و طواف خانه نکرد / نه سعی و عمره نه رمی نه با نیاز نماز

نه نفس را بمنا کشت و کرد قربانی / نه فدیه که بران شرع داده حکم جواز

حدیث شوق برمز و کنایه کرد ادا / به بندگان تو پوشیده کے بود این راز

هنوز هست گرفتار حزن و رنج الم / هنوز هست اسیر هوا و حرص و آز

دلش بدست غم جان شکار از عمرے / بود بحالت گنجشک اسیر چنگل باز

چه نسبت است شب افروز شمع را با وے / که روز و شب بود او مبتلای سوز و گداز

ظهور سوز درون را بناله حاجت نیست / که بے فتیله دهد روشنی چراغ گاز

چنان ز خارش جسم نزار وے فرسود / که ناخنش نتوان کرد عقده ها را باز

روان ز دیده او سیل اشک تا بکجا / ز چشم لطف نگہے بسوی او انداز

اگر نوای قبولی ازین نواح رسد / ز پرده خودی آید برون چو نغمه ساز

اگر صلای حضوری درگه تو دهند / رسد بمنزل مقصود پیش ازان آواز

اگر ز جانب این روضه باشدش کششے / چو برگ کاه بیال هوا کند پرواز

تو نیک آگهی از حال او چه گویم من / که عمر کوته و می باشد این فسانه دراز

بخدمت تو چو امروز التجا آورد — بحضرت تو چو آمد کنون مدیح طراز
امید هست ز لطف و عنایت و کرمت — که از غریب نوازی شوی عزیز نواز

امید هست که در دهر و گیتی از مهرت
بعز و عزت و اعزاز می شود ممتاز

عرض حال دیگر

ای طبیب دردمندان عیسی دوران ما — لطف فرما کن علاج درد بیدرمان ما
جان ما جانان ما ای دین ما ایمان ما — آگهی از حال زار ظاهر و پنهان ما

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خسته را لطف تو مرهم تشنه را ماء معین

ای درت ملجای من ای بذاتت مولای من — در دل خدام درگاه تو بادا جای من
در طریق مستقیم آنکه که لغزد پای من — که نگیری دست من ای وای من ای وای من

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خسته را لطف تو مرهم تشنه را ماء معین

ایکه هست اکسیر اعظم خاک پاک کوی تو — خشک مغزان جهان را تر دماغ از بوی تو
روز و شب در جستجوی تشنه کامان جوی تو — دردمندان را شفای کامل از داروی تو

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خسته را لطف تو مرهم تشنه را ماء معین

ایکه خیل انس و جان دارد طواف مدفنت — عرشیان رو بند شام و صبح فرش مسکنت
روز و شب افلاک اگر دش بود پیرامنت — فرق ما و آستانت دست ما و دامنت

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خسته را لطف تو مرهم تشنه را ماء معین

کرد حکم عرض حال خود مرا وارث حسین
آفتاب اوج عرفان عین اعیان نورعین

آنکہ از وی مسند شرع است با صد زیب و زین
از جمال باکمال او منور مشرقین

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطف تو مرہم تشنہ را ماء معین

پیر دلگیرم ضعیفم خستہ جان و ناتوان
تاکجا از بینوا ئیہا ہی خورد یا شم لوان

دہ مرا تاب و توان شاہا بحق این جوان
تا بکے در سینہ دل باشد طپان در تن روان

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطف تو مرہم تشنہ را ماء معین

باو نورِ اضطرار و باکمال اضطراب
بر دست آمد عزیزا امید از فتح باب

باد لے پر تب و تاب و با روانی پرشتاب
آرزو دارد کہ گردد باریاب آنجناب

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطف تو مرہم تشنہ را ماء معین

قصیدہ در مدح حضرت شاہ موسیٰ جی[1] رحمۃ اللہ علیہ موسوم بہ فیض موسوی

ای کہ ہے موسیٰ بنام و ای جہی موسیٰ عصا
موسیٰ کش بود تسلیم و رضا بس تکیہ گاہ

من عصیٰ و من غوی گردید زرق از وہا
اتکایش بر خدا و نے عصایش متکا

رہ دہد موسائیان را نیل با نیل مرام
میکند فرعونیان را غرق امواج فنا

موسیٰ عیسیٰ دمے خضر مبارک مقدمے
زہر را دادے دمش خاصیت آب بقا

باد لائے کز ولائے حق نشد غافل گہے
باخد لئے کز خدا یکدم نمی گشتی جدا

نقش بند دلپسند کارگاہ لا الٰہ
مانی صورت نگار معنی الا و لا

باکمالی کز کمالش ماہ را کامل فروغ
باجلالے کز جلالش مہر را حاصل ضیا

[1] سرور شد حضرت مولانا حافظ حاجی شاہ عین القضاۃ صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

در شریعت در طریقت کرده حال روز و شب   گر صفا از مصطفیٰ و گر رضا از مرتضیٰ

والی ملک ولایت الخاص رسول   سرگروه اتقیا و اولیا و اصفیا

در حقیقت غیر حق با هیچ یک کاری نداشت   حق پرست حق شناس و حق بین حق نما

تاجدار ملک فقر و تاج فخری بر سرش   شهریار شهر عشق و تختگاهش بوریا

کجکلاه بی سپاه و لشکرش خرب آله   پادشاه بی کلاه و افسرش ظل خدا

بستهٔ زنجیر او تازی و سگ ابلیس و نفس   کشتهٔ شمشیر او فربه و گور آرزو هوا

ذرهٔ ناچیز یعنی بندهٔ مسکین عزیز   گر بظاهر غائبی میداند او حاضر ترا

از توجه آبروانیش بود بس آرزو   از تو میخواهد دعا اینش بود بس مدعا

آفتاب اوج عرفان مولوی عین القضاة   جانشین و لشفنت مسند آرای قضا

کرد مامورم باین خدمت که گشتم شادور   از تناهی خاک درگاهت که هست آن توتیا

صحبت او کیمیا باشد برای طالبان   بر تو سیمای او بهتر بود از سیمیا

سینه اش گنجینهٔ سر خفی هست و جلی   باید آئینه که هر دو سو دارد جلا

علم ظاهر علم باطن را وجودش سند است   فیض جاری فضل ساری هست بهر ما سوا

پایهٔ بخشانیم بخشیدن احسان دیست   از نبی سرگروه امت خیرالوری

اندرین اشعار کلک من ید بیضا نمود   گر به فیض موسوی موسوم شد باشد روا

بر دعا این چامه را کردم تمام ای طالبان
سایهٔ او باد یارب بر سر ما و شما



قصیده تهنیت مشتمل بر فتح یونان بحضور پر نور حلقه بگوشان باب عالی متعالی و خاص بوسان عتبه علیه عالی امیر المؤمنین و خلیفة المسلمین سلطان البحرین و خاقان البرین خادم الحرمین الشریفین زادهما الله شرفا السلطان عبد الحمید خان غازی خلد الله ملکه و سلطانه

و افاض علی العالمین بره و احسانه

ای طراز لشکرت از تاج شاه دین / رایت انا فتحنا آیت فتح مبین

مهر دست دولتت بس مهر ختم الانبیا / چتر فرق صولتت بس ظل رب العالمین

حکم انصار ترا پیوسته نصر الله نصیر / فوج جرار ترا همواره حزب الله معین

اشهبت دارد بدم گوی فلک در صولجان / ادهمت آرد بسم یونان زمین زیر نگین

هست بر دورت مدار آسیا و آسمان / هست بر امرت قرار اوروبا و یوربین

زانحرافت سرکشان عصر فی عسر الیم / وز خلافت خسروان عهد فی خسر مبین

آسمان بین که باشد جبهه سائی درگهت / از نشان چون هلالش کرده حق زیب جبین

نازش فغفور بر چین ابلهی باشد که هست / زیر دستان ترا پیوسته چین در آستین

پیش ایوانت بسر افتاده شهر الانشان / گرد اورنگت بپا استاده هر کرسی نشین

چون نخندد اهل دین بر سواد فتحی آنچنان / چون نگرید اهل کین افتاده کسری آنچنین

گوئی این فتح است مفتاح بقا آتنیع / گوئی این فتح است مفتاح فتوحا مبین

حق چو این مفتاح دادت خیز و بکشا در آن / چشم بر دست هر جا هست قفل آهنین

وقت آن آمد که کوس موکبت آرد خروش / گوش بر آواز دارد هر مهین و هر کهین

کرد یونان هیچ و دنان شوخ رشتی بر ملک روم / مشت سگ عوعو زنان جستند بر شیر عرین

جمله بی هنر و نامستحق سرشار به حینا / دل همی از درد بین در دون بیاکگین

عاقبت این سرکشان انگریزی از دست حص / پا بگل افتاده مانند مگس در انگبین

جای حیف است اینکه شد ناکس چو ناس — سرکشی کردند از امیر المومنین

سرکشی شد باعث لشکرکشی ورنه نداشت — هیچ سربازی سر پامال جمع اهل کین

فوج یونان آن طرف [illegible] این طرف — آن چو اصحاب شمال و این چو اصحاب یمین

کوکب مسعود با منحوس کرد آیسے قران — موکب منصور با مقهور شد باری قرین

شیر جست از کنام شیرمردان از خیام — تیر بیرون از کمان تیر افگن از کمین

نعرهٔ یا حی زنان و نغمه چون نی زنان — بر یونان هر زمان وهان هین آن و این

شور شش پاشی نبرد و غلغل قتال دوق — بر شد از میدان کین تا آسمان هفتمین

ابر باد آورد برق و رعد بر اهل عناد — توپ و تیپ افگند تا شد تحتها مفسدین

از خلیده نهای تیز از شگاف تیغ تیز — سر بکے صاحب بدن شد سر جدا صاحب بسرین

جسم و جان آمد بدون آن ز تفنگ — دست بی تیغ آمد بدن بی انداز آن

در رماح از حرب هم شد القتال الامر الصف — در سیوف از ضرب هم

جا گرفته گردنان بر سینه‌های دشمنان — خنجری در دست ایشان خنجری اندر زمین

فهد و شیر آویخته باهم دگر چون فهد و شیر — شور و شر آمیخته باهم دگر چون ما و طین

گردنان یکبارگی استاده بر خون خوارگی — دشمنان از بارگی افتاده اندر بارگین

کرد چندان دست و پا زدستی که قلم — کز کتابت گشت شل دست کراما کاتبین

تا هتاب دولت یونان در آمد در افول — اندر احلی گفت هر یکی احب الآفلین

آفتاب نور سلطانی که ظل ایزدیست — تا فتح چون بر مومنان هم آمنو هم آمنین

هست مشهور اینکه یونان در سلف شد غرق آب — حالیا هم غرق شد غرقاب سیل آتشین

قصه کوته بر غنیمت دستها آمد دراز — پوستها از شیران کشیدند زره سینه پوستین

زان هزیمت از غنیمت شد نصیب غازیان — تیغ و خنجر و درع و مغفر جل و استر و زین

بنده آزاد کو از بند فرمان سرکشد — هر سزای او همین است مکافاتش همین

می شود درد دیده خوار افتد ز اوج اعتبار | ز اتفاق و بخت گردد بی شود گردون نشین
داد این گشتگان را خود طبیب روزگار | عاقبت سوداشکن صفرافکن سرکنگبین
لطف را نازم که با این کار زار و کرد و کار | ملک شد لین که فاتح داد امان فی شد این
بر چنان مهر و مروت مرحبا صد مرحبا | بر چنین لطف و فتوت آفرین صد آفرین
این تلطفها که دیدند آن همه مست خوردگان | خسته را سکنگبین شد تشنه را ماء معین
شد عیان در خلق آثار غنا جاجا غنا | شد بلند از خلق آوای چنین جاجا چنین
گشت شاد از عهد رافت هر صغیر و هر کبیر | کرد جا در دهر راحت گر بنات و گر بنین
نغمه خوان مرغ خوش الحان به سینه هر چمن | گلفشان باد بهاری آمد از هر گلزمین
خاک قسطنطنیه از جوش بهار خرمی | یک خیابان یاسمن شد یک بیابان یاسمین
شاد و خرم دوستان و تازه و تر بوستان | دوستان از فرودین و بوستان از فرودین
تهنیت خوان تهنیت گو گشت بلبل با گل | چنگ زن آهنگ زن شد باربد با رامتین
داور دین پرورا سلطان دین پرور دادگر | قهرمان خشک و تر فرمان روای ماء و طین (نام سلطان ۱۲)
عرصهٔ هندوستان زیر و ابستان شد بوستان | دوستان و ستان برای فتح شاه راستین
راند بر خصم ادهم از روم و عزیز از لکهنو | این شمشیر زبان آویخت آن با تیغ کین
چشم یونان شد سپید از لمعهٔ شمشیر آن | روز دونان شد سیاه از خامهٔ تحریر این
این به تقریر آن به شمشیر این چه آورد آن چه کرد | تر زبانها بین و سر فتنها ببین
اجرت این خدمت آن باشد که گیتی پرورش | آفرین صد آفرین بر کلک معنی آفرین
آنکه از آرایش عهدش زر بخشیست | هست گیتی گردن و گوش عروس نازنین
روشن است از کهکشان و گلدنها | شاخ زرین از کف گاو زمین گاو برین
مرغ زرینی به آب و تاب آید در نظر | هر سر آن شاخ زرین هر طرف کاخی برین
هست این از رنگ هم برنگ آن خسم سودا | بیت ستیش و کشاد و نشین چین نقش چین

گر تصرف در قوافی رفت و تکرارے درو
چیده ام خوانی که گیرد بهره زان نکته چین

چند لافی ای عزیز از تر سپا نهانی خود
کن دعا اکنون که آمین میکند روح الامین

تا مه نو ضو فشان خورشید تا پرتو فشان
آن ز چرخ اولین این از سپهر چارمین

چتر مهر و تیغ قهرت سایه گستر در جهان
آن بفرق مسلمین و این بفرق مشرکین

قصیده در تهنیت ورود مسعود شهریار کامگار سراج الملة والدین امیر حبیب الله خان
بادشاه دولت خداداد افغانستان خلد الله ملکه و سلطانه

جهاندارے ببر اعظم هندوستان آمد
سپهری در سپهرے یا جهانے در جهان آمد

ز شمشیرش ید بیضا بجان بخشی ید طولی
کلیم از طور سینا یا مسیح از آسمان آمد

منوچهرے جهان افروز با چهر منور شد
فریدونی در افشان با درفش کاویان آمد

بکف مهر سلیمانش هوا پامال جولانش
زمین زیر نگین و آسمانش زیر ران آمد

سحابے در ره هر خشک و تر گرم گهر ریزے
بهارے بر سر هر خار و خارا گلفشان آمد

صدائے کامیابی از لب ساغر بگوش آید
صلائے فتح باب از درگه پیر مغان آمد

مدام از شرق سوئے غرب آید آفتاب اما
عجب کز باختر امروز سوئے خاوران آمد

نشاط آمد آمد بین که از هر سو بگوش آید
خوش آمد خوشتر آمد شاد آمد شادمان آمد

کے آمد روز فیروزی چه ابر دل افروزی
عیان چون باد نوروزی کجا در گلستان آمد

الا ای نکته سنج نکته پرداز سخن پرور
کنایت تا بکے آخر که بهمان و فلان آمد

سراج ملت و دین آفتاب مطلع تمکین
امیر المومنین یعنی حبیب الله خان آمد

وجودش آیت رحمان چه حرف جزو ثانی قرآن
چه قرآن حافظ ایمان و حرز مومنان آمد

سلیمان فر اولی الامرے که توقیع جلال او
سجل با مهر مهر خاتم پیغمبران آمد

خور از بہر کلاہش گاہ زر گاہے گہر آرد | مہ از بہر سپاہش گہ سپر گاہے کمان آمد

جہان گیر و جہاندار و جہان بخش و جہان پرور | جوان دولت جوان ہمت جوان طالع جوان آمد

سر و خیل سرداران کہ در تاب و تب ہیجا | بسر ظل حبیب کردگارش سایبان آمد

تہمتن گیر و شیر افگن سپاہے کہ در میدان | بہ بر حفظ خدایش بہتر از ببر بیان آمد

زمین از رمح و سنان و نیزہ لشکرگاہ او باشد | نیستانے کہ پر از بچہ شیر ژیان آمد

بفوج جان نثاران وفادارش بود نازم | کہ جان در آستین از شوق و سر بر آستان آمد

بباد و قہر او کوہ گران کاہ سبک باشد | بباد حلم او کاہ سبک کوہ گران آمد

دبستانے بود میدان مشق لشکرش گویا | کہ ہر رمح و سنان شہنامہ بر نوک زبان آمد

لوای سر بلندش آسمان سائش بود نخلے | کہ بر وے نسر طائر را درین باغ آشیان آمد

بعہد حکمتش ہر کودکے بوذرجمہر ستے | ز شہد نصفتش نوشین روان نوشیروان آمد

نگاہ منتہے افزا گر افتادش بر بیابانے | غبارش سرمہ چشم غزالان سرمہ دان آمد

زمین شد سبز و خرم اکبرآباد از قدوم او | پے گلگشت آن گویی کہ خود باغ جنان آمد

فضائے تاج گنج در روضہ گوہر نثار آن | بجنبش ذرۃ التاج عمارات جہان آمد

سوئے مسجد چو از بہر نماز آمد مؤذن را | تعالی شانہ اللہ اکبر بر زبان آمد

ہمہ کو بستہ اند آئین و ہر سو یافتہ زینت | کہ مہمان عزیز قیصر ہندوستان آمد

فلک کے دید سامان چنین مہمان توانا شد | کہ یک یک غالہ و یک برہ اش سفرہ خوان آمد

چہ فرخ محفل و فرخندہ بزمے ہست این منزل | کہ ناہید از فلک این جا پے نغمہ خوان آمد

مطلع ثانی

ہمایون میہمانے کاین چنین میزبان آمد | مبارک میزبانے کاین چنین مہمان آمد

ازین سو نائب قیصر از آن سو صاحب کشور | بیا سعدین را بنگر بیک منزل قران آمد

دو جمشید دوران افزا بہم گردیدہ بزم آرا | دو خورشید جہان پیما عنان اندر عنان آمد

ز بخت و اتفاق است این وفاق و اتحاد آری
دو دولت متفق شد یا دو عالم توامان آمد

دو دل چون شیشه و پیمانه یک جان و دو قالب شد
دو تن از یک ضیا چون مهر و مه روشن روان آمد

ازین صدق و صفا آرایش کون و مکان باشد
وزین مهر و وفا آسایش جان و جهان آمد

الا ای شهریار شهرپرور شهره گیتی
که صیت دولتت آویزهٔ گوش شهان آمد

خوشا گاهی که شاهی چون تو بهر جلوه گر گردد
خوشا ماهی که ماهی چون تو مهمان آمد

عزیز آورده از بهر نثارت گنجی از گوهر
که به از گنج باد آورد و گنج شایگان آمد

نه آن گوهر که گیرد رنگ از خورشید در معدن
بل آن گوهر که کانش در فضای لامکان آمد

رگ ابر زر پاشی سخاییست کلک او
که مانند کف شام و سحر گوهر فشان آمد

بجز این گنج گوهر سنج آسان کز بهرت
نصیب گنج روان و رستم این گنج ان آمد

بسیم و زر اگر سنجی مراد از تم بیفزاید
هوا خواه خودم سنجیدنت بهتر از آن آمد

عیار سنج از قدردانی تا فتد غوغا
که گاهی سخن من هم پلهٔ کوه گران آمد

نه زر این ذرهٔ ناچیز میخواهد نه سیم اما
ز ماه مهربان امیدوار مهر خوان آمد

عروسان معانی را که کلکم موکشان آرد
ز هر سطر این زمین آئینه دار کهکشان آمد

درختی طرفه بنشاندم در باغ اوصافت
که هر یک میوه زان خواهی بذلت شیوه ان آمد

ببوی این دستهٔ گل را که از باغ دگر باشد
بنوش این ساغر مل را که از دیر مغان آمد

ز تکرار قوافی لذت دیگر شود حاصل
ازین قند مکرر علمی شیرین بیان آمد

دعا من میکنم اکنون ملائک میکنند آمین
اجابت چشم در راه دعایت این زمان آمد

صبوحی میکشد از ساغر خورشید تا دوران
صبوحی کان روان بخش و توان افزای جان آمد

شهان سرشار از جاست جهان سرخوش ز انعامت
جهان باد ابکامت کز تو خلقی کامران آمد

قصیدۂ مطبوعہ اورنگ حضوری در تہنیت جلوس مسند نشینی حضور پرنور نظام الملک نظام الدولہ آصف جاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ والی ریاست حیدرآباد خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کہ ہم از ہر مصرع تاریخ جلوس ۱۳۰۱ ہجری برمی آید۔

نازم بکلکِ قادرِ نقش آفرین دلا	۱۳۰۱	نقشِ مراد عہد نشاندہ بجا
دیدی چہ نقش ناز بکرسی نشاندہ اند	"	یا گشتہ نازل آیۂ کرسی بصد دعا
گویا نواز تازہ نشیدے برآورد (آوازے)	"	زین نقش نو چو یافت نئے کلک نوا
از مشرقِ شکوہ بزیب و صفا و حسن	"	طالع شدہ ستارہ چہ نیکو بعہد ما
ہند آسمانِ عزت و جاہ است زین سبب	"	سر برزد آفتاب ہمی از مطلع صفا
پرگار دہر بودہ بکامش اگرچہ لیک	"	حقا کہ حق بمرکز اینک گرفتہ جا
بارے شد آن وسادہ نشین کز فلک تمام	"	داد از ادب صدا کہ علی عرش استوی
باشد باوجِ مسند کالشمس فی النہار	"	زان ہر دو زلف وی کاللیل فی الدجیٰ
گلدام دولت آمد شاید گیسوش	"	گلبانگ دام ظلہا می زند ہما
گشتہ روان فزا بدلم مژدۂ جلوس	"	قربانِ آن جلوس چو شد دلنشین ما
ناہید بس بشوق ہمین جشن نغز خوان	"	کسب سماع کرد شب و روز بر سما
طالب نہ مہر بودہ با نثار او اگر	"	می پرورد بکان گہر و لعل را چرا
آمد از این بہار رنجان و تن سرور	"	افزود زان نوید دل و دیدہ را ضیا
عالم از این امید بود انبساط بخش	"	گیتی بآن نوید نوے شد نشاط زا
ہر کس بنالۂ نوش درین عہد با طرب	"	ساقی قدح کش و نئے مطرب کشد نوا

سلہ کلمات [illegible] آخر [illegible] ملاحظہ [illegible]

به ربط صفت سجو زمن نالہ می کند	١٣٠١	حاسد که خورده دائم از و بهجو دف قفا
آری برانبساط دلیل است ناطق این	״	کامد زبان ما بادب تهنیت سرا
زیبد کنیم لب بسپاس نظام باز	״	از بس کز آن نظام بود ملک با نوا
از ما ثنا بباید از خواجه دلدهی	״	کز بنده مدح آید از دست او سخا
اکنون که دست او در گنجینه ها کشود	״	نشناس باطل اینکه محال آمده خلا
وانگه که زرفشان گهر بانثر آید او	״	قارون بجمع گوهر و زر می شود گدا
صفرے نماند خانهٔ او چونکه گاه جود	״	خالی بود از آن برقم از نقط عطا
هر گل براه دوحهٔ لطفش شود نهال	״	هر کس میان قلزم جودش کند شنا
خور از نوال بجود ز مهر عام او	״	بر خوان او باهل جهان ورد هد صلا
باشد زلال لجهٔ عدلش بهر ورائے	״	زیبد نسیم گلشن لطفش طرب فزا
در شهر و ده ز تازگی عدل وی بود	״	باد سحر همیشه وزان صبح تا مسا
از عدل او بدان که به نخجیر گاه دهر	״	باهم سگ و میش بود شیر آشنا
لطفش ازین حقیر نوازی بهر دیار	״	نامی شده چو از کشش کاه کهربا
شرح دلیریش چه دهد ساز کلک کس	״	کز تاب و کو توان ز نجباز ورو کو قوا
زان رو که راهی دشت آئینه وار دهر	״	گوئی که رفته رونق جام جهان نما
شد ملتجی دکن بهر بارگاه او	״	بل هند نیز برد بعهدش شوق التجا
مقصود شد همی آمده با خوبی و کرم	״	مطلوب شهر همی آمده محبوب خوش لقا
زیبد زمین کند بسما فخر از علو	״	از بس گرفته عالم از و رونق و بها
بر نام خود چو سکه زن آید ز رو جاه	״	ماه و خور آید ازپی او نقره و طلا
با عهد [illegible] سخن از عهد کسری	״	جائے که مصطفاست چه گوید از ادعا
در عهد وی رواج چو با شرع را بود	״	صد شکر دیده رونق از او دین مصطفی

هر شعر کامیاب نگر دیده ز اسم آن	۱۳۰۱	صافی آفتاب کجا شعری از کجا (نام ستاره ۱۲)
از نام او چو هست عیان کبر پادشان	″	کاش بود بدولت محبوب کبریا
خلقی شود بسایه ام آسوده دائما	″	بر سر بود چو سایهٔ این سایهٔ خدا
آیا نگه بلطف باین ذره هم کنی	″	ای آنکه آفتاب زهرت بود سها (نام ستاره)
ای آفتاب اوج بهرت که مدعی	″	چون صبح کاذب آمده امروز بی بقا
دارد امید آنکه روان درد بدتمن	″	بگشاد گل چو ماه نسیم ورت قبا
خوش آنکه زود آید از آنسوی من بزیر	″	زود از ده نور صدق درین آستان بیا
خوش آن زمان بود که هم از عز و ناز و جاه	″	خواهم درین قصیده بگوئی که مرحبا
امروز کاب رفته در آید میان جوی	″	مدح تو یا بدم که شود چشمهٔ لقا
هر جا که وصف لعل تو می آورد عزیز	″	شد زنده گوئی انوری آنجا پی ثنا
در نطق آن کلیم تو شاه جهان وی	″	یکره بزر بسنج سنجش گران بها
وز مهر مهر خانی چون سیدی باد	″	نازد همی که باید ازین مهر خوان صفا
باشد کلیم وی چو درت طور آمده	″	هم کلک و نامه هم ید بیضا و هم عصا
بینی درین قصیده زهزار دو دو بیست	″	از رنگ بمثال اگر گوید از صفا
هر مصرعی بسال جلوست گواه بس	″	بر هیئت گواه و بدولت هم او گوا
اعداد بمثال چو با وی کنی شریک	″	تقویم عیسوی بود و طرز دلکشا
هر بیت از آن جلوس همایون نشان دهد	″	فرهنگ حال شاهی داورنگ پادشا
آسوده می شود ز سخن جان کجا و لیک	″	اکنون تمام می کنم این قصه بر دعا
تا دانه دانه تاک بی آورد نمو	″	تا جرعه جرعه آب بجو ریزد از سما
احباب تو مدام ز جام مراد مست	″	اعدای تو بکام ز سر چشمهٔ فنا

قصیده در تهنیت صحت باسعادت حضور پرنور نظام الدوله نظام الملک آصف جاه نواب میر محبوب علیخان بهادر فتح جنگ ظفر الممالک والی ریاست حیدرآباد خلد الله سلطنته الی یوم التناد که از هر شعر چهار تاریخ بر می آید یکی از مصرع اول و دوم از مصرع ثانی و سیوم از حرف منقوطهٔ هر دو مصرع و چهارم از حروف غیر منقوطهٔ هر دو مصرع

سنه ۱۳۰۱ھ

طرب باید بکن شکر و سپاس داور منان — بگفتش یونس از ماهی رها شد یوسف از اخوان

خود از احکام حق آمد بموسیٰ گر سراب آن آب — ز لطف وے با براهیم گه گلزار شد نیران

بامر الله بگو آصف ز رنج جان نجات او دید — بحمد الله بناگه رسته نوح از ورطهٔ طوفان

به بے باکی بسے گویا نگه کرد ست سوی شه — بگلشن دیدهٔ عبهر ازین هر دم بود حیران

چمن گر روزگار این گل بر این گل آید آن بلبل — زمین باشد فلک ماه او جهان تن آمد آن جان

هم او شاهی ست داد آموز و هم ملجے سما آرا — هم او مهرے ست دل افروز و هم او سایهٔ یزدان

بحمد الله از این موسم که آمد جشن صحت هم — دکن را نو شده دیگر مهیا از طرب سامان

شده صحت بدو حاصل تو گوئی جلوه آن دارد — بر آمد از سحاب ابدر جهان آرا مه تابان

جهانے باد داد او را سراسر بین با لطافتش — بود هر یک ز رنج ایمن شده از جود او شادان

علو آستانش هم سپهر آمد بجا و ده داد — بطوف درگهش هر دم دو این گنبد گردان

چه گردون چه زحل اینهم بفر بالش مدام آنهم — بحکم او بود گوئی یکے خادم دگر دربان

هم او مرجود را آصف عزیزش باد چو آصف — عزیز ار هست قاآنی و آصف آمده قاآن

بموئے آن و بر قدّ و بر آن گیسو بر دوش هم — سمن آباد و سرو آزاده سنبل شاد و گل شادان

بدهر الحق نماید راهی و در عقده ها را حل — مدد وے از خدا باید که مشکلها کند آسان

بمحبوب خدا هم نام شه بهم بهر شوے شرے — مبارک صحت این باد از بهر آصف گیهان

قطعه در مدح هر هائنس نواب شاهجهان بیگم صاحبه سریر آرائے ریاست بھوپال

نازم گزین سه عقد همایون بچارسو | محکم نظام سلسلهٔ چار گوهر است

از فرخی عهد ز فرخندگی عهد | هر کوکبی که جلوه کند سعد اکبر است

تنها نه رشک هشت بهشت است شش جهت | هر هفت هفت چرخ هم از هفت اختر است

پیمانهٔ بلور و صراحی زرنگار | مانند پروشنک که حریف سکندر است

هر صلصلی بطرز و ادائی ترانه زن | هر بلبلی ببرگ و نوائی نواگر است

ناهید را براه خوشی دف بکف بود | خورشید را ببزم طرب پیاغر است

از تهنیت سرائی مرغان باغ و راغ | هوش ملک پرید و گوش فلک کر است

در وجد سار و ساری کبک و تدرو هست | در رقص ساج و سنبل و سرو و صنوبر است

یکسو چلی کبک خرامان ترانه زن | یکسوی زنگها که بپائی کبوتر است

از جیب باغ و راغ معطر زمین هرس | بنگر بسوی لاله که عودش بمجمر است

خوش گفت دل بسفت پئی سال آنکه گفت | این عقدها منعقد عفت گوهر است

وین چند دانه گوهر یکتا که سفته ام | پیوسته چشم دوخته بر گوش داور است

شاهجهان که ماه جهانست چهر او | چشم و چراغ اختر و شمع خاور است

هست او کلاه دار و بود فارغ از کلاه | گاهش سپهر و ظل الهیش افسر است

خان ختن نخوان نوالش وظیفه خوار | خاتون خاورش کنیز محقر است

ثانی رابعه بود از پاک دامنی | وز پیروان اول اصحاب اکبر است

او تاجدار و تاج محل پایهٔ تخت او | وان پایهٔ تخت سجده گه هفت کشور است

بنگر خود بهفت پرده مقیم ست چون بصر | اما سپهر ولیکن این هفت منظر است

مهدش بسیط ارض بجای خویش — چون آسمان که دائره سائر محور است

کنه خدا و شان خدا هست ذات او — پیدا بمعنی آمد و پنهان بظاهر است

یا آنکه هست مظهر ستّار پاک او — هم پرده پوش هر کس هم خود مستّر است

بگذر ز فکر جدش ای دل که حصر نیست — مانا نگنجانه ایست که بی وزن و در است

از گوهرش چه شرح دهم بارِ جوهرش — آئینه ایست کائینه دار سکندر است

بلقیس اقتدار که در بارگاه او — هر کرسی ز تخت سلیمان فراتر است

هر کس که بار یافته چون مه از ادب — از پا کشیده موزه گرش جقّه بر سر است

نامش بهفت حرف گرفته شش جهت — پیداست کش به زیر نگین هفت کشور است

هم روز و شب دو توسن جا پا ز آخورش — هم مهر و مه دو روزن دیوار منظر است

آسوده هست در کنف رأفتش جهان — مانند کودکی که در آغوش مادر است

باشد شعبده تماشا گهش فلک — گر شب هزار چشم سحرگاه اعور است

تا نیز خلق اوست که آرند نافه بار — آهوی ماده هست وگر آهو نر است

از پرتو عدالت و نصفت عجب مدان — گر روز و شب بمملکت او برابر است

نازم بشهر و شهر پناهش که در نظر — مانند نو عروس که گوئی بمعجر است

هم شرع را روائی و هم ورع را رواج — هم شهر پادشین و هم شهر دین ور است

شد خوار طاق کسری و تخت خسروی — از بسکه زیب و زینت محراب منبر است

هر باده نوش تائب و خائف ز ناهی و نوش — هر خرقه پوش گوش بر الله اکبر است

هر قطعه هست بسکه گهر خیز هر مکان — گوئی دکان جوهری و کان گوهر است

آبش بتاب قطعهٔ الماس آبدار — خاکش در اصل سوده یاقوت احمر است

بهوپال تال جامع هر ناز و نعمت است — بهوپال جنت است اگر تال کوثر است

آسوده از فزایش و کاهش بود مدام — ماه اندرین دیار بخورشید همسر است

او آسمان قدر و زریش بود چو بدر
بدری که صدر انجمن خیل اختر است

اما مدار آن بد قطب ست و در دو قطب
خطی ست اتحاد که مصداق محور است

آن ماه چار ده اگر این مهر نیمروز
آن سعد اصغر است گر این سعد اکبر است

زا خوان با وقار و زخانان روزگار
هر منزلی مرقع اشکال دیگر است

سیارگان سوار و ثوابت پیادگان
بهرام قلعه دار و سپهدار لشکر است

شیرش بزیر و افعی پیچان بدوش بر
عقرب بکف حمائل جوزاش در بر است

از بره تا بتره همه خورد و برد او
مه تا بپا همیش همه در شصت اندر است

در پرسی از عطارد و از خدنش نشان
آن خود دعز زیست که با کلک و دفتر است

سنجد ز بسکه اهل سخن را بزر چو چرخ
پیوسته در ترازوی او خورده زر است

ای آنکه با نوال و جلال تو در جهان
هم پله معن ست و نه هم سنگ سنجر است

تو در زمانه شاه جهانی و من کلیم
سنجیده نم بسیم و زر امروز درخور است

نی نی نخست قلب و عیار مرا بسنج
طبع گهر شناس تو معیار سر زر است

از زنده گوهری که ارزان همی و هم
حاسد اگر گران بشمارد سبک سر است

ورج خود و مان گهر افشانم عجب
درج دهان ز جود تو ام پر ز گوهر است

سی و دو دانه گوهرم از حق بود بکام
صد گنج گوهرم ز تو در دامن اندر است

چون مایه ور ز فیض دو گنجور بوده ام
این گونه در فشانیم ایدر از این در است

شکر حق و سپاس تو با هم سرشته ام
صد شکر اینکه هر دو بهم شیر و شکر است

شیرم بکام هست که دندان کنم سپید
شکر بکام زانکه بشکرم زبان تر است

تکرار قافیه همه از شان مصحف است
مانند آیتی که بتنزیلش مکرر است

وحی ست وحی آنچه که می جوشد از قلم
قائل خدا انخاطر آن چون تو مشتر است

او در دل ست هر سخنی کان ز دل بود
گر نیست از خدا ز کمی سخنور است

هان ای بهشت فیض که لطف عمیم تو — از تشنگان جگر تفته کوثر است

شو تر زبان بشکر که کوثر شدت عطا — خصم تو ابتر و ثمره تا دیدنش تر است

بس کارنامه بین که چو علوی صحیفه ها — منسوخ و محو و سهو و تحریف مر است

منشور جاه تست که چون مصحف مجید — محفوظ در حفاظت یزدان بر تر است

این هدیه کان بتهنیت پیش کرده ام — هر چند با جمال و جلالت محقر است

در معنی از دفور گرانمایگی و قدر — بهتر ز باج کشور و از تاج قیصر است

نی خواهش زر و نه تمنای گوهرم — رنگ شکسته بهترم از زر و زیور است

لعل و گهر بجای عرض هست الغرض — در معنی انچه جوهر ذاتیست گوهر است

در شکر آنکه ذات تو با این صفات پاک — از بندگان خاص حق و بنده پرور است

در سلک بندگان خودم ساز منسلک — کان جمع درگهه از اهل جوهر است

اکنون که داد خواجگیم چاکری تو — صد بانوم کنیزک و صد خواجه چاکر است

تا شد عزیز بندهٔ درگاه دولتت — فارغ ز بندگی خدا وند اکبر است

لا بلکه بندگیست بود بندگی حق — وین دعویست حق که ثبوتش ز مصحف است

یعنی سجل نص اولی الامر منکم است — فرمان بندگی که ز دارای داور است

دست دعای من که لوای ظفر بود — بر هر چه هست همچو ید الله مظفر است

دستم مرا بگیر که دست دعای من — تعویذ بازوی تو ز هر فتنه و شر است

مختص قلم ولیست که معموریش تست — هر خط عاملی ز تو در وی مقرر است

وصف تو بر لب است و دعای تو بر زبان — یاد تو در دل است و هوای تو در سر است

باشد دعای تو بحقیقت دعای خلق — کاسودگی خلق بعهدت مصور است

کون و مکان ز عدل شهانا که روشن است — جان و جهان ز مهر جهان تاب انور است

یارب که ردهی شاه جهان باد در جهان
ماه جهان که چشم جهان زان منور است

قصیده در مدح سلطان عالم واجد علی شاه

زبسکه پست بنا است سقف این خرگاه — بوقت رفتن بیرون ازان شوند دوتاه

هجوم کرده چنان غم بدهر کز تنگی — ز لب نفس نتوان شد برون ز دیده نگاه

نه تاب رفتن پیش و نه پای برگشتن — ستاده ایم بیک پای چون الف در راه

بود بحجرهٔ تنگ فلک وجود من — چنانکه جسم کسی در فشار تنگ قباه

بروزگار بود از حوادث انبوهی — چنانکه در دل افسردگان ز غصه و آه

زمانه جام ز خونم کند لبالب و پیچ — بمن بلطف بگوید بنوش و بسم الله

اگر بسمت گلستان قدم نهم گاهی — وگر بسوی بستان گذر کنم ناگاه

دمد ز خاک گیاهی که پیچدم چون مار — جهد ز سنگ شراری که سوزدم چون کاه

سیاه کاری گردون ز بس عیان پرس — گردیده آتش شده بی نور گشت روشن چاه

از آسمان همه سو برق فتنه بارد و من — به پنبه روز نه گیرم مجلس در خرگاه

ز وهر جان بسلامت نمی توان بردن — که شیر از عقب و پست چاه اندر راه

بزور عهده براید که توان شدن از زور — ببین که رستم دستان فتاده اندر چاه

بذوق کفر نه زنار بر میان دارم — مگر بعشق بتان بسته ام خدا است گواه

خورم همیشه ز رخساره های زهره وشان — همان فریب که از مهر خورد خلیل الله

ز سبزهٔ خط نوخیز یار می شنوم — کلیم آنچه شنیده است از زبان گیاه

ولی چه سود مداوا چو نیست حکم شفا — طبیب را چه گنه چون مرض بود جانکاه

تو خود لباس سیه کن اگر خوشی و کس — مدار چشم که پوشند بماتم تو سیاه

فغان ز چرخ که تیغ جفا او رنگین است — ز خون عاشق ... گاهی ز خون بیگناه

غلط نگویم و بهتان نمی کنم دارم — بدین مقاله ز شیرین بتا که کوهکن دو گواه

شبی که بود و ظلمت فزون تر از شب گور — شبی که بود سیه تر ز فرد اهل گناه

مثالِ اشک رخ زنگیان ستاره نمود — حریف پنبهٔ داغ سیاه جلوهٔ ماه

چنان نمود کواکب میان تاریکی — که تیره دودهٔ دارد شیرازه ها همراه

فلک ستاره بدامان من ز ننگ نجیب — شهاب ثاقب از آنسو چو جست زین سو آه

دلم ز غصه شکسته چو جام می از سنگ — سرم بخاک رسید چو نقش پا در راه

که ناگرفت در آمد ز در پری روئے — بناز بسته میان و شکسته کلاه

ز جلوهٔ رخ او در تحیّر اُفتادم — گهی بدو نگرستم گهی بجانب ماه

کشیدم آه وَ از جای خویش برجستم — بگرمی که سپندی جهد ز آتشگاه

بناز دست مرا برگرفت و گفت افسوس — بخشم چین بجبین کرد و گفت واویلاه

شراب تو همه صاف و تو مست دُردی دُرد — نوای تو همه ساز و تو وقف ناله و آه

بیا دو پای ز سر کن که رهبرت کنم — بدرگهی که ز خاکش منورست جباه

بگفتمش تو خود انصاف کن برای خدا — روم چگونه بدست تهی بآن درگاه

بگفت گر طلبی زر پی نثار آنجاست — و گر ز تحفه بپرسی بس است مدح شاه

فرو شدم ز تحیر بخویش کاین مطلع — برآمد از دل بی ناگه فتاد در افواه

مزین آمده تاج شهی تبارک شاه
چنانکه یافت تشدید بر سر الله

شه توی دل واجد علی که طاقت او — برآورد ز زمین کوه راسک چون کاه

بوادیی که بود شحنه بیم سطوتش — کمند گردن شیران شود دم روباه

بگلشنی که بود سبزه زار اسرارش — شگفت نیست که روید زبان بریده گیاه

بمنزلی که برد کاروان حشمش راه — بجای آب برآرند یوسفی از چاه

ز دار و گیر نهیبش بعرصهٔ عالم — ندید فتنه بجز چشم یار جای پناه

بشوق حلقهٔ فتراک شاهوان حرم — ستاده اند همه سر دوش چشم براه

نگاه و تاب رخ او کلیم و شعلهٔ طور
خیال و جلوه گه او خلیل و آتش گاه

چو باد تند بریزش نه آسمان کف خاک
چو برق قهر بتیغش دو کون مشت گیاه

سپهر و تاب نگاهش ترنج و کزلک تیز
جهان و جلوهٔ تیغش کتان و پرتو ماه

نگاه چون نشیند ز چرخ پا انداز
بسر چو تاج گزارد ز عرش مسند گاه

وجود حاتم طائی بجنب جود او
چنان بود که کنار محیط باشد چاه

کف عطاش بجام شراب می ماند
که می کند پر و خالی نمایدش صد راه

همین بدست نه داد سخا دهد هست
هزار دست دگر از اشاره های نگاه

به تیز گامی رخش سکر وشش نازم
که گشت عمر سفر در زمان او کوتاه

فشانده بر دو جهان آستین دوش بدم
زده بهفت فلک پشت پا سمش صد راه

سمش فراخ و کفل فربه و میان لاغر
جبین کشاده و یالش دراز و دم کوتاه

ز بسکه پیکر او همچو جان لطیف آمد
توان گذشت ز افلاک چون ز شیشه نگاه

بکوه طور تجلی هر آنکسی که ندید
بگو که بنگر بر پشت رخش جلوهٔ شاه

برد برزم گهش رنگ از رخ بهرام
شود به بزم گهش زهره را فراش راه

چه بزم هفت فلک خرده زمینایش
چه بزم هشت بهشت پیش او دست گیاه

ستاده جا بطرف جم هوشان ز مهر جبین
نشسته شاه میان بزم چو در کواکب ماه

تمام ذره نواز و تمام مهر پرست
تمام غصه گداز و تمام عیش پناه

پیاله نوش نه از باده بل ز مستی حسن
ردا بدوش نه از زهد بل ز زلف سیاه

جهان چنین و جهان بان چنین تعال تعال
شه اینچنین و پرستندگان چنان خواه

تو آفتاب جهانی و آفتاب آری
همیشه عود نیاید نه دیده سینه نگاه

قریب هست که آئی و جشنگاه شود
خرابه که ز هجر تو هست ماتم گاه

شها منم که وجودم چو خاک تشنه لب است
شها توئی که کف جود تست ابر سیاه

بگو بابر که بارد همه بکشته امن
ببین بخاک که آرد تمام مهر گیاه

عطا ئشخص تو مضمر چو در محمد میم
کرم بذات تو مدغم چو لام در الله

به بحر و کان که پراگندگی دهد کف تو
زر و گهر که فراهم کند ترقی خواه

برزم بزم که فردوسی نظامی من
بجنگ و جشن که اسکندر و فریدون شاه

تو ئی که نقش سجود در تو شام و سحر
برند قیصر و خاقان پی شرف بجباه

سخن که بر در سن صد سلام عجز آلود
رسد زخط تر دان چه شامگه چه پگاه

ز وصف تست که شعرم رسید شعری
ز مدح تست که نامم فتاد در افواه

عزیز بس کن و تن زن که از مدایح شه
ز هند صیت کلامت رسید تا بهراه

ثنای شاه کجا فکر نارسات کجا
حذر که بام بلند است و نردبان کوتاه

فرو به بند دو لب از سخن که وقت دعاست
فراکشای دو دست و هر آنچه خواهی خواه

همیشه تا که منقش بود صحیفهٔ باغ
همار تاکه مجدر نماید این خرگاه

دل محبش خندان چو غنچهٔ گل باد
تن عدویش بیجان چو صورت دیباه

قصیده کشمیر جنت نظیر

شاه انجم چو شود انجمن آرای حمل
شب بخور رسے کند و روز فروزد مشعل

آن گداز دلبنا لے که ز آتش بخشت
وین فروزد بجا لے که ز روغن مشعل

گرم گرم آهن خود سرخ در آتش کند آن
نرم نرم آئینهٔ خویش زند این صیقل

آن چو میشی که به بند برج شیرانی در
وان چو شیری که خود خون بره ای المثل

شب نه ندبر محک خویشتن از بهر عیار
روز چندانکه گداز زر خالص نه دغل

خون شب بسکه شود فاسد و ناقص مینی
صورت زنگی بر رص نه نقصان و خلل

روز را با همه بهروزی و اقبال بکام
دولت روز فزون صورت ابادوَ ل

وقت آنست که قاروره زنیخ بر سنگ — وقت آنست که خرگاه کشد گل بر تل

برف را پنجهٔ خورشید فشرد دست گلو — خاک را نشتر ایام کشاد دست اکحل

آن ز روسیدن گل داشته آتش نه پا — وین ز جوشیدن مل بادیه مینا به بغل

بیضه از هم بشگافد که رسیخ بگذار — طوطی از بیضه برآید که دمد سبزه زتل

از در و دشت فراچید بساط قاقم — بر تر و خشک فرو هشته بساط مخمل

بارش و باغ بود روغن و آتش باهم — آتش و موم بود برف و شقایق بعمل

دسته در دسته ریاحین چه نشیب و چه فراز — نشته در نشته شقایق چه بیابان چه جبل

چون گل امروز نگنجد بلباس از فرحت — تو بتو خرقه برداشته هر کس چو بصل

شمع فانوس گریبان و می امرد گل است — هر کرا بود جسیلغ ته دامن بنقل

آن در مدرسه سیاد سبق جامی را — این زمان جا هی صرحست صراحی به بغل

ریش قاضی بکف باده پرستان پرشست — فرق صوفی همه از دست حریفان شده کل

قلقل شیشهٔ می صبحک الله بالخیر — نغمهٔ ناله نی حیّ علی خیر العمل

بلبل از گل مترصد که نهد گوش بهوش — گل ز بلبل بتمنی که غزل بعد غزل

چشم بر مکر مست و مرحمت باده فروش — زاهد آید سوی میخانه بکف نقد عمل

گرد مے ابر بهاری بچمن می بارد — می شود رنگ گل و لاله روان در منخل

گل ز خلوتگه بر شاخ کشید دست سرے — بمثالے که برآمد کف موسی ز بغل

پنجه ها گشته حنائی دم دوشیدن شیر — لالهٔ و گل بود از لبس خم رش حدیث و حل

خامهٔ صنع بشنجرف مگر آلود دست — کز گل و لاله نهاده دو نقطه بر سر تل

جلوه گر در دل سالک بود انوار خدا — یا بود عکس گل و لاله که افتاد بدل

سبزه از نسبتش ار فخر کند آب حیات — کابرو یافته از خاک در حضرت بل

ماهی هر کس ازین بحر بدام آورده — من بهم انداخته شصت هوس از طول امل

بسکه این قطعه مودون بهمه مضمون خبرست
میتوان گفت ز هر گوشه رباعی و غزل

از حدی خوانی مرغان سر کوه مدام
آسمان در ره کشمیر کند رقص جمل

در جهان ره به تنهائی چنین تاز که هست
ریسمان باز صراط آمدم از طول امل

چون نسیمی که گذارش بسمن زار افتد
بر سر برف زدی گام خرامنده کحل

گاه از حملهٔ او مویه کنان شیر فلک
گاه از صیحهٔ او نوحه زنان جدی و حمل

گاه از خوشه پر نیش همی جوید هن
گاه از اختر تابانش شدی جوی بکفل

گاه مائل شده بر عرش چو اعمال شریف
گاه نازل شد از چرخ چو وحی منزل

مرکز قلهٔ هر کوه که گشتم دیدم
دو جهان را به مثال دو نقطه زیر جبل

هر تمنا که بدل داشتم از غایت قرب
عرضه دادم همه در حضرت حق عز و جل

پرده‌های همهٔ افلاک بر ویم شده باز
عقده‌های همه اجرام بچشم شده حل

مشتری را بسر سند فتوی امسکن
وز برش فر احکام عطارد بعمل

دید و خندید و بسنجید مرا دو چه داد
سند فضل با بنا و دبیران اجل

گفتم این فضل نیرزد بجوی در کشمیر
گفت آوخ که فضولی تو و تکبیر عقل

گفتم آخر تو خود انصاف بفرما که هنر
طبق لعل و گهر هست نه مشت خردل

گفت تا حال تو هم سخت گهر نشناسی
که وهی نسبت معقول بسوی مهمل

گر بمیزان خرد علم و هنر را سنجی
در دگر کفه نهی کان جواهر مثل

رسد این کفه ز راه سبکی تا افلاک
باشد آن کفه بدان سان ز گرانی بمحل

علم اگر روز ترقی به تنزل آرد
کوه را کاه نماید به براهین و دلل

جام در دست جم آنگه که موافق بخرد
مهر در دست سلیمان چه مرافق بعمل

گفتم آخر چه کند با من عاری ز خرد
گفت با شخص کند آنچه که دیبا و حلل

گفتم اینک من و قاموس فضیلت در پیش
گفتم اینک من و قانون سعادت به بغل

گفت بجناسی چه به رنگ معانی و هنر — گفت بنویس چه از رنگ مضامین غزل

گفتمش خامه کجا کرد اشارت بدبیر — گفتمش آمده کجا داد اجازت بزحل

گفتمش نامه مرتب شده گفتا که بسر — گفتمش پیش که گفتا بر مسعود ازل

گفتم آن کیست بگو گفت سحاب پر فیض — که ببارد همه بر مزرع امید و امل

گفتم آن ابر که آید گهر افشانی — گفت آن دم که سخن پرداز علم و عمل

گفتمش برق درخشان که ازو می تابد — گفت آن دم که زند تیغ تمکبت به جدل

گفتمش سایه فگن کے بسر کوه شود — گفت زیرش چه بود خیش تنا در هر کل

چشمه جود و کرم بحر سخا و بخشش — که ز دست کرمش عقده گوهر شد حل

آنکه در کاخ جلالش بفلک مهر منیر — عنکبوتیست که مسکن بود پس در غطل

ناوکش چون بکمان لوله در ارض و سما — توسنش چون ته ران زلزله در دشت و جبل

علم و فضلش زکجا تیره سوادان زکجا — کور را بهره چه باشد ز چراغ و مشعل

مطلع نو کنم انشا و بآهنگ خطاب — که ازو تازه شود روح جریر و حنظل

ای جهان را نشو و عقده تو صیف تو حل
در جهان هست وجود تو جهان مجمل

حلقه زلف ترا هفت فلک حلقه بگوش — سرو آزاد ترا هرد و جهان عبد قبل

خامه نے در کف تو رایت فتح است و ظفر — یا بود سرو روان چمن علم و عمل

رگ ابر است کزو کشت تمنا سیراب — میل سرمه است کزو دیده بینا اکحل

مشک آمیز بکافور بصد طرز و ادا — زلف آویزه به رخسار بصد رنگ و حیل

نافه هر گام فشان آهو لیلی تمثال — زلف دربائی کشان لیلی مجنون هیکل

شاهبازے بسر دست شهان ساخته جا — شرزه شیرے نیستان بنان کرده محل

امرغ مضمون شکری طائر دست آموزے — دست پرورده دستور شناسان اجل

عقل را هست نهادش بخزائن مفتاح
علم را هست وجودش بسفاین کوتل

مگر از شوق کفش گشته سپید ام
که بهر گام فرو میروش پا به وحل

داورا قدر شناسا بتو عرضی دارم
گوش کن گوش که گویم بطریق مجمل

عرفی و انوری این راه نکو پیمودند
که نکردند تجاوز بره از هیچ قبل

آن یکی مسئله آموز دبستان هنر
وین دگر مشعله افروز شبستان امل

من که در بار چنین جنس عزیزی دارم
کو زلیخا که بیجا نه دهد دل اول

نشماری که بی کسب زر است اینهمه قال
قالم انگاره حال است نه نیرنگ جدل

دل چو برخاست ز دنیا نکند خواهش زر
نشود دامن برچیده ما مستعمل

می گریزد ز زرش روئی دونان طبعم
باده را هم خللی هست ز آمیزش خل

سزد ار شهپر جبریل مگس ران گردد
کانچه ریزد ز لب من همه شهد است و عسل

نکنی عیب که زیبنده چو انعام تو است
گر تکرار شده قافیه ها مستعمل

هله آهسته عزیزا اینچه طریق است چه راه
بگذر از خویش ستائی که نیفتی بوحل

باده با نشه بود تا که بهم شیر و شکر
نوش با نیش بود تا که بهم دست و بغل

سر احباب تو سرشار تر از جام شراب
تن اعدای تو سوراخ تر از شان عسل

قصیده در مدح عالیجناب نواب گورنر جنرل بهادر ملک هند

بر چرخ برین چون علم افراخت سکندر
با خاک برابر شده چون سایه بلندگر

گردید کلاغ سیهی طعمه شاهین
شد گنجه داران همه روزی کبوتر

آورد تباشیر بمشک ختنی تاخت
کافور مظفر شده بر غارت عنبر

بی دلو و رسن یوسفی از چاه بر آمد
بی بدرقه گرد از سیهی عود سکندر

خاتون ختن نازکنان جلوه گر آمد ‏ ‏ با حسن خدا داد نه با یاره و زیور
ترکانه بر آمد بت چینی وش شب را ‏ ‏ چون طرهٔ آئینه رخان کرد پس سر
از رفتن تاریکی شب روز عیان شد ‏ ‏ زان سان که ز بستردن خط چهرهٔ دلبر
سلما رخی از حجلهٔ شرق آمده بیرون ‏ ‏ لیلی وشی ار شد بدر از محمل اخضر
گر از خم نیل آب سیه ریخته دوران ‏ ‏ می یافت بدل چرخ سیه کاسه بساغر
آن می که بود صاف تر از چهرهٔ حورا ‏ ‏ آن می که بود پاک تر از چشمهٔ کوثر
آن می که زند گل بگریبان فلک از وی ‏ ‏ آن می که مه نو کندش گرد بساغر
آن می که بود رنگ ز پیرهن گل ‏ ‏ آن می که بود سرمه کش دیدهٔ عبهر
آن می که شود پخته ازو میوهٔ نورس ‏ ‏ آن می که دهد نخل کهن را رطب تر
آن می که کند رنگ بخارهٔ یاقوت ‏ ‏ آن می که دهد پرتو آن آب بگوهر
آن گوهر و یاقوت فلک کرده فراهم ‏ ‏ آرد به نثار سر نواب گورنر
آن داور جمجاه که در بزم گه او ‏ ‏ گردیدن افلاک بود گردش ساغر
از عجلت چرخش عجبی نیست که گردد ‏ ‏ هر قطرهٔ نیسان بصدف ناشده گوهر
با سوخته بختان سیه روی عتابش ‏ ‏ آن کرد که با خار و خس خشک کند آذر
برگشتن این قوم ز فرمان خداوند ‏ ‏ از طالع برگشتهٔ خود بود مقدر
در کشتن و گشتن چه تفاوت برقم نیست ‏ ‏ برگشتن شان رفت ازان کلک مقدر
پندار که این سوخته بختان صفت شمع ‏ ‏ بگداخته زان شعله که سر بر زده از سر
جز باد نبوده بکفش عاقبت کار ‏ ‏ گر خواهش بادی گل دانسته صرصر
گر خجلت بسیار ندارد ز چه گردون ‏ ‏ بر کردهٔ خود هست پشیمان و نگون سر
ترسم که ز خجلت بشود آب و بریزد ‏ ‏ زین گردش بیجا که ازو صادر شد اختر
وین فسخ فرح بخش که رو داد جهان را ‏ ‏ از دانش او دانش شد از درش او در

آن اهل جهان را شده فتوای ره عشرت
زین جشن خوشی را ز طرب گشته نواگر

با جلوهٔ خورشید مه افتاده مقابل
در بزم خوشی همدمی شیشه و ساغر

از مژدهٔ این عید مبارک گلستان
مصروف بغل گیری هم سرو صنوبر

زین نشو و نمای که جهان از سر نو یافت
سنبل شده از لطف هوا دود مجمر

ز اقسام نعم گشته جهان مائدهٔ شاه
ز انواع گل و لاله زمین دلق قلندر

سرسبز شده استاده بطرف لب جوی
برخاست غباری اگر از جنبش صرصر

هرچند اگر تیرگی آئینه بداشت
شد از اثر پرتو خورشید منوّر

آن بزم که برهم زده بودش فلک دون
میخانه شد از کثرت پیمانه و ساغر

آن مرغ نوا زن که ملقب بحزین است
هم اجر خزان یافت که گردید نواگر

آن غمزده کش اشک بدامن همه شب بود
امروز بدل یافته گنجینهٔ گوهر

آن پیر کهن سال که از ساده مزاجی
میداشت کفش عار ز انگشتری زر

هم غازه برو کرده و هم وسمه بابرو
همدوش برخویش گرفتست بزیور

با قامت خم دیده هنگام تماشا
دلچسپ تر آید ز خم ابروی دلبر

آنکس که سر عجز برین بارگه آورد
اکنون ز سر رتبه بگردون شده همسر

وانکس که بگردن کشی افراخته سر را
صد پایه ز قارون بزمین رفته فروتر

خاری که خراشید کف پای نگاری
تاراج لگدکوب ستوران شده یکسر

بیمار جگر خسته دوا خواست ز عیسی
مظلوم زبان بسته امان یافت ز داور

شد مرتبهٔ دولت و آئین عدالت
بالاتر و افزون تر و نیکوتر و بهتر

وقت است که از فرط خوشی باز نگنجد
بو در گل و گل در چمن و باده بساغر

هم از ره عشرت دل دیوانهٔ ما را
شد سلسله جنبان هوس مطلع دیگر

ای نصرت و اقبال از آن روی منور
پیداست هر آئینه چه از آئینه جوهر

آنجا که روی با رخ چون گل تماشا / از نقش کف پای تو دیده چو عبهر

شمع از پی پروانگی بزم جلالت / نبود عجب ار وام ز پروانه کند پر

صد مایه ز مهمانی خوان تو بخاقان / صد پایه ز دربانی قصر تو به قیصر

بیجاست بدیوان تو جا دادن جمشید / زیباست بدربان تو سنجیدن سنجر

در نامه فضلت نبود حرف فضولی / وز خامه جاهت نچکد لفظ محقر

شمشیر تو یکپایه ز مریخ فراتر / گو هست بجا نسبت اعداد برابر

کان چار حروف آمده و پنج ز بیست / یکتا ده از آن پنج دم سرکشند در

شمشیر بدین پایه توان گفت / موجیست که برخاست ز بحر کف داور

یک مصرع و صد معنی رنگین نهانش / یک سطری و طومار جواهیست ز جوهر

هنگام فرو بردن و افراختن تو / گردیده پر ماهی و دنباله اختر

وانگاه که اندر حسد خصم در آید / گویند که شد منزل مریخ دو پیکر

رهوار فلک سیر ورا ای چو بجولان / زنهار که گردش نرسد فکر سخنور

در چرخ زدن با تن خوی کرده تو گویی / گردنده سپهری بود جلوه اختر

آن رخش سبکپای و سبک تاز که نشکست / افتاد گرش بیضه به پا چو کبوتر

گر ساغر لبریز بود بر کف راکب / یک جرعه نریزد لب خاک ز ساغر

در بحر نهنگ آمده بر باد عقابی / بر خاک پلنگ آمده در نار سمندر

در دیده تن خود صفت رشته توان رفت / گر راه بود تنگ تر از روزن گوهر

در تیز روی برده سبق پای ز دستش / در چرخ زدن گرده دمش مروحه بر سر

از خوبی این عهد عجب نیست که از دهر / برخیزد اگر فتنه شود قامت دلبر

شد مومن هند دغنی از جود تو چندان / کان سبحه ز گوهر کند و آن صنم از زر

جایی که دهی تاب سکون مضطربان را / سیماب کند عربده با شعله آذر

آنجا که شوهی مانع نزدیکی اشیار　　با شیر محال آمده آمیزش شکر

وانجا که در مخزن انعام کشائی　　زیبد که گشا در زشود صاحب کشور

گر سایهٔ حفظ تو بود بر سر اسپند　　چون خال برخ یار بود امن در آذر

از سپهر فلک مقصد اعادی تو جستن　　دوشیدن شیرست همانا ز نر بز

قصیده در مدح هز آنر نواب لفٹنٹ گورنر مسٹن صاحب بہادر صوبه متحده آگره و اوده

آنکه از وی چشم مردم حرم انجم روشن است　　آفتاب عالم آرائش هز آنر مسٹن است

داور بینا و دانائی که ذاتش در جهان　　چون بصر در چشم و دل در سینه و جان در تن است

هر پیام جان فزای او نوید دولت است　　هر کلام دلکشای او کلید مخزن است

سرفراز و سربلند از مقدم او شد اوده　　بر سر این ملک ذات او بجای گرزن است

نی همین هرگز همین باشد گل افشان در رهش　　آسمان بهر نثارش هم گهر در دامن است

نظم و نسق عهد او نازم که در صحرا و کوه　　رهنمای رهروان گردیده هر جا رهزن است

امن گیرد و مسلمان مخزن لعل و گهر　　آستان مسٹن است و آئین مسٹن است

از شمیم خلق او هر خشک مغزی تر دماغ　　وز نسیم لطف او هر گلخنی گلشن است

نی همین گل در سماع از نغمهٔ بلبل بود　　ارغوان هم گوش بر آوازهٔ این ارغن است

گرچه هر کرسی نشین را پایگاه برتر است　　تکیه گاه او فضای قلب هر مرد و زن است

پایگاهی بهر او خواهیم بالاتر از این　　این دعا از من اجابت از خدای ذوالمنن است

با چنین احسان عام و با چنان حسن نظام　　هر چه بخشد حق بمسٹن احسن و مستحسن است

گفته ام این چند گوهر در ستایش ای عزیز　　زانکه او گوهر شناس و قدردان هر فن است

نائب جم پایگاه جارج پنجم که او　　قیصر هندوستان و شهریار لندن است

هست ذات با صفاتش سایهٔ یزدان پاک　　ربع مسکون را بظل رافت او مسکن است

یارب این شاهنشه و این نائب جم پایگه　　جاودان باشند کزیشان ملک و ملت ایمن است

قصیده در مدح نواب سر آسمان جاه بهادر وزیر اعظم مملکت آصفیه حیدرآباد دکن

مستانه پیکی صبحدم با نامهٔ یار آمده   ساغر بکف گویی که جم از دیر خمار آمده

گیتی نما جام از کجا دارد بدین خوبی جلا   آئینهٔ جانان نما از بهر دیدار آمده

مهر از سحاب آمد بدر ظلمت نهان شد از نظر   ماه از افق شد جلوه گر روشن شب تار آمده

آبم بجو تابم بمو رنگم بمے در سبو   بی آرزو بی جستجو یکبار هر چار آمده

گل از چمن لعل از یمن گوهر ز دریای عدن   بو از سمن مشک از ختن نافه ز تاتار آمده

باشد تفاوت سر بسر از مصر تا کنعان اگر   جذب زلیخا را نگر یوسف ببازار آمده

مکتوب یار با وفا آئینه با صدق و صفا   زان آئینه گویی مرا طوطی بگفتار آمده

آن خامهٔ گوهرفشان مفتاح گنج شایگان   وین نامه خضرت نشان مرآت انوار آمده

از چشم زخم این و آن بستم چو در تن جان روان   این حرز جان دارم نهان گر یار غمخوار آمده

آن نامه بر قطره زن وان جامه پیش چشم من   از ابر پرچین و پرن گویی پدیدار آمده

خوش نامهٔ گوهرفشان آمد بسوی من روان   یا آنکه موجی بر کران از بحر زخار آمده

از مهربانی آیتی فهرست مهر و الفتی   یا آنکه ابر رحمتی سوی گنهکار آمده

یا حقهٔ بربسته سر آورد پیک ره سپر   زان حقه عقد سی گهر در سلک اظهار آمده

نی حقهٔ بازیگران بل شقهٔ دولت نشان   یا حقهٔ عنبرفشان چون طبع عطار آمده

آن قطعهٔ شعری ضیا مشعر بسی شعر از صفا   سی پارهٔ مصحف با گویی ز دادار آمده

سرخوش دل آزاده شد تا جام جم پر باده شد   ساقی چو خود شهزاده شد پیمانه سرشار آمده

هوش و خرد بیکار شد زهد و ورع یکبار شد   دست و دلم از کار شد ساقی چو در کار آمده

ساقی بده می از سبو نائی بزن کن گفتگو   چنگی بزن مطرب بگو یار آمده یار آمده

بیگانه از خویش را دیوانهٔ دلریش را   جنس من درویش را سلطان خریدار آمده

لعلش چو شکر بیز شد نطقش حلاوت خیز شد   طبعش چو گوهر ریز شد کلکش گهربار آمده

در خدمتش افلاک خم با همه جاه و حشم — در حضرتش دارا و جم چون من پرستار آمده
شیدا بود شیدایی و صائب جو صائب رای او — طبع بلاغت زای او معیار اشعار آمده
رنگینی طبعش ببین حیران از رنگ چین — این هست نقش دلنشین یا نقش دیوار آمده
سلطان بشیر الدین ان بهره شده زحسن بیان — رای منیرش در جهان خورشید انوار آمده
ای آنکه نظمت بیبها سلک گهر هست از صفا — پیداست کان یک دانه با مشتی زخر دار آمده
عمر یست لب بربسته ام از شعر گویی رسته ام — آزرده و بخسته ام زان دیده خونبار آمده
نی لذتی از نی مرا نی رغبتی با می مرا — امروز نی از کس مرا از نیکار انکار آمده
لیکن با مرت ز نهو شد صوفی صافی درون — ناچار دل خون گشت خون پیمانه سرشار آمده
خون گریه از بس متصل گلهای رویید گل — جان عزیز خسته دل افگار افگار آمده
امرت بود فوق الادب همت نمودی کرد طلب — در سلک تحریر از طرب این چند اشعار آمده
آخر بی حسن عمل انشا و کردم این غزل — کامم پر از قند و عسل در نعت مختار آمده

قصیده در تهنیت غسل صحت جناب راجه صاحب جهانگیرآباد

چشم بد دور ای جمالت آیت کبری بنور — مصحف فضلی و مصحف را بود صحت ضرور
گرد و روزی مصحف ذاتت جمعیت نداشت — آن پریشانی شده منسوخ چون حکم زبور
در نصیب دشمنان چندی مکدر بوده — منت ایزد را که از آئینه شد آن زنگ دور
آنچه میدانست یوسف جاه آن خود بود جاه — وانچه می پنداشت موسی زان تجلی بود نور
دور فروردین رسید و سر و شد بالا رسی — باد نوروزی وزید و ختم شد دور دبور
از وفور فرخی هر منزلی بیت الشرف — وز ظهور سرخوشی هر خانه بیت السرور
گل کند از داغ خیری بسکه جاری گشت خیر — سر کشد از باغ سوسنی بسکه ساری هست سور
پای کوبان بر زمین از عشرت انگیزی حوش — دست افشان بر هوا از بال جنبانی طیور
عقد پروین چرخ آورد و من این سلک گهر — بهر ایثار و بشارت هر یک از نزدیک دور

زیب و زین این سماوی نامه انگه که هست … آسمانش کهکشان چون من آمد عطارد چون تو هور
کردمش تحریر چون با صد وداد و صد خلوص … نقش صد در صد شمار آنرا پی دفع شرور

هم دعای دولت ست و هم بپایانش تهنیت
دیدهٔ بد دور از تو چشم اعدا باد کور
۱۲۹۶ = ۱۳۰۵

قصیده در مدح تشریف آوری جناب نواب لائق علیخان صاحب بهادر سالار جنگ ثانی مختار الملک از حیدرآباد در لکهنو

هست روشن اینکه از فیض دو روشن آفتاب … خلق دارد لعل و گوهر لعل و گوهر آب و تاب
آن دهد نیسان و عمان از بذل خود زکوٰة … وین دهد اعلی و ادنی را ز فضل خود نصاب
آن ز روی خود گرفته راه را در سیم خام … وان بموی خود نهفته ماه را در مشک ناب
این یکی در چهرهٔ مردم ز مهرش آب و رنگ … وان یکی در چهرهٔ انجم ز مهرش رنگ و آب
هم عنان موکب آن میرسد فصل بهار … همرکاب مرکب این امید و عهد شباب
شاخ از آن گل در کنار و کاخ ازین از نگار … راغ از آن خلد اعتبار و باغ ازین مینو قباب
مهر این بر همگنان و قهر آن بر همرهان … مهر این در پرنیان و چهرهٔ آن اندر سحاب
این چو جنت آن چو دوزخ این چو فیض و آن غضب … این چو کوثر آن چو آذر این ثواب و آن عذاب
می شود مهر لب هر مومن آن از روی صوم … وا کند قفل در هر مخزن این بهر ثواب
چون پرند قیرگون بر روی گیتی گسترند … آن رود در قعر آب و این رود در قصر خواب
آن بهفت اورنگ یک سرهنگ اندر جلو … وین دو صد سرهنگ یک آهنگ دار در جناب
ماهی آن از شصت هست و ماه این را بدام … صید آن یک شیر و صید آهوش صد شیر غاب
آن ببزم سور او یک زهره از هر لباس … وین بجشن عیش او صد لولی احمر ثیاب
لشکر این می رود قلب سلاطین از سهام … عسکر آن میکند رجم شیاطین از شهاب

آن بود مصروف در تسخیر اطراف جهان — وین بود مشغوف در تعمیر دلهای خراب

زان فلک را اختر ست و زین زمین را گوهر ست — زان ثمر را شکر است و زین لبم را شهد ناب

آن کند سیر دو شش منزل بسالے از درنگ — وین کند گشت دو صد محفل بیاهے از شتاب

از حمل تا حوت از آن منزل بمنزل بهره ور — وز دکن تا لکهنؤ زین ده بده شد کامیاب

از وصول آن بود برج حمل را عز و جاه — وز نزول این بود موتی محل را آب و تاب

یعنی آن لائق علیخان کش بود صبح و مسا — آفتاب اندر عنان و ماهتاب اندر رکاب

آن که هست از بس سرافرازی والا گوهرے — تاج فرق آسمان و خاک پایے بوتراب

هم بود سردار بزم و هم بود سالار جنگ — هم بود مختار ملک و هم بود مالک رقاب

مصرع سال ورودش از سروش آمد بگوش

صبح دولت جلوه کرد و لکهنؤ شد کامیاب

سنه ۱۳۰۳ھ

قطعه روز تقسیم انعام در کیننگ کالج ۱۶ ستمبر سنه ۱۸۸۷ع مطابق سنه ۱۳۰۴ھ خوانده شد

در این عهد مبارک عهد پنجه ساله دارائی — ترقی کرد علم و فضل و عقل و فهم و دانائی

چه دارائی و دانائی کند مشاطگی هردم — عروس دهر را زیبد که می نازد برعنائی

رعایا پروری موقوف دانش پروری باشد — بود به دانش افزائی مدار دولت افزائی

ز روی مهربانی داوری شد ماه این مجلس — که گشت انجم فروز این انجمن در جلوه فرمائی

از این انجم که هر یک نیر برج شرف آمد — زمین چون آسمان هر هفت شد از فرط زیبائی

زهے بخت و خهے دولت که آمد عدل این داور — اوده را تا بدین پایه بخشش از ملک پیرائی

اوده ۱۲

تواند کرد وصفش بے زبانان زبان آور — تواند داد لطفش ناتوانان را توانائی

هنر آموز این کالج محیطے هست کز فیضش — کند هر قطره دریائے و هر دریا گهر زائی

نه تنها انگریزی فارسی تازی که هر علمے — از این دار العلوم آمد علم در عالم آرائی

بمیل سرمه گویا سرمه سائی میکند اینجا | که روشن شد سواد هند هر یک یافت بینائی

الهی صاحب این مجلس و ارکان این مجلس
بکام از دور جام مهر و دور چرخ مینائی

ایضاً

نایب دولت آمده صاحب حشمت آمده | کان مروت آمده بحر سخاوت آمده

صاحب خیل و الحشم خیمه جود و الهمم | چشم مروت و کرم عین عنایت آمده

مهر جلالتش بدست مهر سپهر قدرت است | ماهی دولتش نصیب ماه لطافت آمده

دیده وران بیاب او بهر همه کامیاب او | خاک ره جناب او کحل بصیرت آمده

عدل از او عیان شده ظلم از او نهان شده | روشن از او جهان شده صبح سعادت آمده

علم و هنر بها گرفت چشم خرد ضیا گرفت | کالج از او صفا گرفت اختر دولت آمده

آب گهر فزود او حسن هنر نمود او | دست کرم گشود او مخزن همت آمده

ملک فروز مشعل است ظلم زدای مصقل است | صاحب جود طبل است اینکه بشوکت آمده

جاه و جلال و قدر بین قدر و کمال او ببین | بدر جمال صدر بین مهر صدارت آمده

مهر وشی زهره طرف نازل منزل شرف | خیل ستاره صف بصف محو بحیرت آمده

سرو و صنوبر و سمن سعدی و لاله نسترن | گلشن گلشن و چمن چمن با همه نزهت آمده

سر اکابر اجل گال لقب برنیل | قلزم علم و افضل فیض حکمت آمده

سرور سرو پیکرا گلبن سایه گسترا | بلبل داستان سرا بر سر مدحت آمده

چند کنم ثنای تو گرفته دل برای تو | بر لب من دعای تو وقت اجابت آمده

ایضاً

بین داور اعظم با جاه و حشم آمد | کاین سده در عالم از جلم حلم آمد

یک باغ گل و نسرین از رائحه امشکین | یک چرخ مه و پروین از خیل و حشم آمد

جم بر سرِ راهِ او خم قامتِ جاهِ او | یم پیشِ نگاهِ او ناچیز چو نم آمد

می دہ کہ سر آمد دے طومار خزان شد طے | سرسبز اودھ از وی چون باغ ارم آمد

از ناقد این کالج شد نقد ہنر رائج | وصفش نہ رقم خارج معیار حکم آمد

آثار نجوم اینجا پیدا ز رقوم اینجا | اقلیم علوم اینجا در تحت قلم آمد

دانشوری و فطنت دانا دلی و فطرت | علم و ہنر و دولت ہر ہفت بہم آمد

ہر نامہ ہنر عنوان سرمایۂ بحر و کان | ہر خامہ گہر افشان چون دست کرم آمد

ہر حلقۂ این پرکار گوئی کہ فلک کردار | با ثابت و با سیار از کلک و رقم آمد

این داور دوران این مجلس و ارکانش
آباد کہ فیضانش عام ستاعم آمد

ایضاً

نوید عشرت افزا از زمین و آسمان آمد | کہ زیب روزگار و زینت کون و مکان آمد

بناز اے چرخ کاینک آفتاب عدل طالع شد | ببال اے ملک کاینک موکب نوشیروان آمد

پرافشانی کن اے قمری کہ سرو آراست گلشن را | غزلخوانی کن اے بلبل کہ گل در بوستان آمد

بیارا می فلک خوانی بگیر از مطبخش نانے | رسید از راہ مہمانے کہ خود او میزبان آمد

مشام دوستان محو شمیم بوستان باشد | شمیم بوستان وقف مشام دوستان آمد

فروغ طالع ہر دیدہ و ہر دل نمایان شد | چراغ خانۂ ہر دودہ و ہر خانمان آمد

ہوا سرد و زمین خرم مبارکباد مستان را | ز کہسار ابر آذاری بسوی بوستان آمد

بمیر ای یاس حرمان زندہ شو ای عافیت کاینک | پئے تیمار رنجوران مسیح از آسمان آمد

فلک نقش مراد ہر کسی بنشاند بر کرسی | کہ با صد عز و شان کرسی نشینی نہ نشان آمد

زمین لکھنؤ خرم کہ دید از نو نوی ہمسیم | اودھ شد با ابد ہمدم کہ عمر جاودان آمد

خوشا آن باغ کش ہر سو گل بیخار شد خندان | خوشا آن گلزمین کانجا بہار بیخزان آمد

شود شاداب باغی کانچنانش باغبان باشد
بود آباد زمینی کاین چنینش مرزبان آمد

چه می پرسی فلان آمد که بهمان فاش میگویم
جهان خود انچه از عمری تمنا داشت آن آمد

بوجد آمد ز شور آمد آمد هر کسی اینجا
چو پرسندت کدام آمد کجا آمد چسان آمد

بگو لفٹنٹ سر الفرڈ لائل آفتاب آسا
عنان از باختر گرداند و سوی خاوران آمد

بنازم شوکت و شان که آورد هر جانب
جهانش در رکاب و آسمانش زیر ران آمد

منور کرد ملک مغرب و ملک شمالی را
چراغ بزم این آمد فروغ بخت آن آمد

شمول این دو کشور چون قران اختران آمد
شگون آمد که اینک والی صاحبقران آمد

ز عهدش گرگ و میش افتاده هم پهلوی هم بستر
بعهدش باز و طوطی همدم و هم آشیان آمد

بود اکسیر هستی کیمیای عشرت اخلاقش
به پیشش رفت گر صد ساله پیری نوجوان آمد

بعهدش خوابگاه فتنه چشم دلبران باشد
بدورش تکیه گاه خواب چشم پاسبان آمد

شود خود روشن اینمعنی که با این روی و با این خو
بانجم مهر تابان و بمردم مهربان آمد

ترکیب بند

مشتمل بر سپاسگزاری قدوم میمنت لزوم ندوة العلماء در لکھنؤ بتحریک خان بهادر جناب منشی اطهر علی صاحب و خان بهادر جناب چودهری نصرت علی صاحب نگارش یافته

یارب این بزم دل افروز چه منظر آمد
که سپهری ز فراوانی اختر آمد

هر گرامی نگرم غیرت خورشید بود
هر کجا می گذرم روکش خاور آمد

هر یک از ذهن و ذکا عقل مجسم یابی
هر یک از قدر و بها روح مصور آمد

هر یک از علم و عمل قاعده آموز بود
هر یک از دین و دل مائده گستر آمد

هر یکی گاه سخن منبعِ دریا باشد ‌ ‌ هر یکی وقت بیان معدنِ گوهر آمد
باعثِ رونق این عهد درین فرخ عهد ‌ ‌ دولت قیصره و صولت قیصر آمد
هیچ دانی زچه این بزم مرتب گشته ‌ ‌ هیچ دانی زچه این خانه منور آمد
از چه این کارگه آراسته از نو باشد ‌ ‌ از چه این بارگه افراخته از سر آمد
از چه این باغ پر از نرگسِ شهلا بینی ‌ ‌ از چه این راغ پر از لالهٔ احمر آمد
بدل از دیده فرود آمده این تازه خیال ‌ ‌ گل بباغ آمد و لیک از رهِ دیگر آمد
فردین با حشم دیبور و دیندار رسید ‌ ‌ فردین با علم سرو و صنو بر آمد
عهد آراستن مسند و دیهیم گذشت ‌ ‌ وقت آرایش سجاده و منبر آمد
هله ای اهلِ طلب از ته دل گوش کنید ‌ ‌ اطلبوا العلم اشارت ز پیمبر آمد
علم بحرے است که پر از گهر شهوار است ‌ ‌ علم نخلے است که پر از رطب تر آمد
آن گهر باعث پیرایه افسر گردد ‌ ‌ وان رطب موجب سرمایهٔ شکر آمد
علم نهرے است لبش منبع کوثر باشد ‌ ق ‌ علم شهرے است درش حید رصفدر آمد
اے خوشا آنکه درین نهر شناور گردد ‌ ‌ وے خوشا آنکه درین شهر ازین در آمد

چشم بد دور فراهم شده اند اهلِ علوم
یا درین بزم فرود آمده از چرخ نجوم

این چه ایوان رفیع و چه وثاق است بساق ‌ ‌ حبذ یک طاق اطاقش نبود این نه طاق
این چه حال است محال است چه گفت است و شنود ‌ ‌ این چه قال است مقال است چه سوق است و سیاق
اندرین پرده دگر سامعه سر کرده سماع ‌ ‌ اندرین عرصه دگر ناطقه بر بسته نطاق
شام شد بام که لامع شده شمع اقبال ‌ ‌ روز نوروز که ساطع شده نور اشراق
پرتوِ طلعتِ این جمع و فروغ این شمع ‌ ‌ همه آفاق منور کند از نور و فناق
همه والا نظران و همه عالی منظر ‌ ‌ همه صاحب بصران و همه روشن احداق

حرف شان ضرب مثل از پی اصحاب مثال
نطق شان شان عسل از پی ارباب مذاق

جامع جملهٔ افراد کمالات علوم
چون الف لام که باشد ز پی استغراق

زود باشد که زُدایند ز رُخ رنگ حسد
زود باشد که زدایند ز دل رنگ نفاق

مهر امروز مصون ماند از آثار زوال
ماه امروز امان یابد از آزار محاق

دانش و جهل دو طفل اند درین فرخ عهد
که یکے زان دو رشید است یکی دیگر عاق

مهر و کین هست درین دور دو کوکب گوئی
بهبوط این متصعد بصعود آن مشتاق

نیست دور از اثر تربیت آب و هوا
یابد ار مرتبهٔ کامل النبی و قواق

بو که امروز چه گلدسته ببینی هر جا
دسته در دسته صحف بر سر هر طاق اطاق

بو که زین مژده ببالد به نیستان اقلام
بو که زین نغمه برقصد بگلستان اوراق

همچو بختی حجاز آمده در رقص ملک
از حُدی خوانیم امروز به آهنگ عراق

بر فلک خیل ملک نوبت شادی زده اند
کز بهم آمدن ندوه منادی زده اند

فاش گوئیم که حکم و حکم از ما باشد
عالم از ما علم از ما قلم از ما باشد

شرق تا غرب ازل تا ابد از ما آمد
روم تا شام عرب تا عجم از ما باشد

در عرب رایت علم ادب از ما علم است
در عجم هیبت شیر اجم از ما باشد

هم رعایت بالوف ملل از ما مرعی
هم عنایت بصنوف امم از ما باشد

باهم آمیزش شیر و شکر از ما یابی
باهم آرامش شیر و غنم از ما باشد

سینه آئینه صفا دیده جهان بین داریم
تخت اسکندری جام جم از ما باشد

هم اساتین دول مرتفع از ما آمد
هم قوانین عمل منتظم از ما باشد

حفظ یزدانی و امداد سماوی داریم
حیار آئینه و تیغ دو دم از ما باشد

از خدا صد کرم و یک طلب از ما آمد
از گدا یک طلب و صد نعم از ما باشد

ای خوشا هجرت ما خوشتر از آن قرن ما
هم حریم حرم و هم ارم از ما باشد

ماه و مهر یم و سیه تا به سپید از ما هست
رونق شامگه و صبحدم از ما باشد

گو همه روی زمین باش پر از فتنه و شر
دار الامن حرم محترم از ما باشد

نیست ما را سر ترصیع کلاه و دیهیم
ورنه لعل و گهر کان و یم از ما باشد

سرنوشت من و تو هست همه صفحهٔ خاک
اندرین راه سر هر قدم از ما باشد

آنچه با ما کند و کرد نه از بخت بود
آنچه بر ما رود و رفت هم از ما باشد

می کند دیو و پری گریه بنادانی ما
رفت آه از کف ما مهر سلیمانی ما

چشم بد دور که از گردش چرخ دوار
طالع خفته بیک چشم زدن شد بیدار

چمنی از پردهٔ غیب آمده شمعی برکف
روز روشن شده از روشنی آن شب تار

سبزه می روید و گل بوید و بلبل گوید
نوبهار آمده امسال نکوتر از پار

می خلد در دل مرغان غزلخوان از رشک
مصرع تازه که بر نوک زبان دارد خار

گر چنین نشو و نما می کند این تازه نهال
هست امید که تا سال دگر آرد بار

بو که این گلبن نو خیز شود گلزاری
گر بدینگونه بود ابر بهاری درکار

آب این چشمهٔ جاری برود تا پنجاب
فیض این ابر بهاری برسد تا به بهار

لکهنؤ یافته خوش برگ و نوائی از نو
مژده ای لکهنؤیان مژده بهارست بهار

نیست یک بلبل رنگین سخنی همچو عزیز
ورنه در باغ بود مرغ نواسنج هزار

نافهٔ ناف زمین نفحهٔ این باغ بود
بو که این نفحه برد باد صبا تا به تتار

کانپور است نگر کان سعادت گردی
گوهری زاد که شد رونق هر شهر و دیار

چشم دارم که کند سند سوادی روشن
گر همین شام و سحر هست و همین لیل و نهار

داعی ندوه که بود قدوهٔ ارباب همم
زبدهٔ اهل کرم عمدهٔ جمع احرار

منشی اطهر علی است آنکه بنا ریم آمش
برزبان تا که نشونیم زبان را صدبار
خانه پیراسته آراسته خوانی از نزل
خان خانان بود و آمده خود خوان سالار
هست حق ناصر و حامیش درین کار اهم
نصرت از جانب یزدان بودش از انصار

یارب این ندوه و این نادی این بادی باد
شاد تا یوم تناد این ازار باب عناد

مخمس بر غزل جامی علیه الرحمة

راه خلاص از چمنم آرزوست
رخنه بزندان تنم آرزوست
سیر فضای وطنم آرزوست
باز هوای چمنم آرزوست
جلوهٔ سرو و سمنم آرزوست

کرد مرا پند و نصیحت چه کار
از می و میخانه گرفتم کنار
عاقبت از کرده شدم شرمسار
توبه زمی کردم و آمد بهار
ساقی توبه شکنم آرزوست

دل ز کجا و این همه ذوق حضور
ذره و آنگاه تمنای هور
موسی عمران و کجا کوه طور
من کیم و زمزم تو لیکن ز دور
دیدن آن انجمنم آرزوست

کرده بهشت الزم تا مستقیم
همچو ترنج است دل از غم دو نیم
فارغم از جنت ناز و نعیم
نکهت گل را چه کنم ای نسیم
بوی از آن پیرهنم آرزوست

فصل بهار است و زبان شباب
بلبل و گل هر دو ز مستی خراب
محتسب و شحنه و قاضی بخواب
شیشه شراب است و شب ماهتاب

در لعلم گلبد تم آرزوست

بی رخ تو دیده منور مباد — بی لب تو باده بساغر مباد
بی سر سودای توام سر مباد — زیستنم بی تو میسر مباد

بی تو اگر زیستنم آرزوست

ای بکلامت دم عیسی فدا — مهر سکوت از لب خود برگشا
گر دهنت هست خموشی چرا — پرسش اگر نیست بگو ناسزا

گر دهنت یک سخنم آرزوست

بیش بهاهست سخن زان دهن — چون ز عدن در و عقیق از یمن
پیش عزیزا اینهمه دم بر مزن — هیچ مگو جای از آن لب سخن

کاین سخنان زان دهنم آرزوست

قطعه رسید دیوان شهزاده مرزا فریدون قدر

بنام ایزد مشرف گشتم امروز — به تشریف شریف خاص سلطان
چه تشریف آفتاب عالم افروز — چه تشریف آسمان انجم افشان
چه تشریف افتخار هر سخن سنج — چه تشریف اعتبار هر سخندان
بخود می زیبد م نازش که آمد — ز دیوانگاه خاصم خاصه دیوان
چه دیوان کز فروغ گوهر خویش — بود چشم و چراغ معدن و کان
چه دیوان از ضیا مصباح تحقیق — چه دیوان کز صفا مرآت عرفان
چه دیوان سر بسر انگاره ناز — چه دیوان یک قلم تصویر جانان
چه دیوان یک گلستان ارغوان زار — چه دیوان یک خیابان سنبلستان

ز انداز خرام کلک مشکین — عیان موج رم وحشی غزالان
ورود این مقدس نامه باشد — نزول آیهٔ رحمت ز یزدان
ثنای خاقان اقلیم سخن هست — کلام ابن خاقان ابن خاقان
فریدون قدر روشن صدر کامد — بصدر قدر همچون بدر تابان
جلال او شجاعت را دلیل است — جمال او سعادت راست برهان
توان عالم و هم جان عالم — جهان جان و هم جان جهانبان
ببزم معدلت شمع شب افروز — بباغ سلطنت سرو خرامان
لب او آبروی چشمهٔ خضر — رخ او نور چشم ماه کنعان
بود از پرچم رایات جاهش — بروی ماه گیسوی پریشان
فریدون گر درفش کاویان داشت — درفش این بود کلک درافشان
اگر او افعی ضحاک را کشت — ازین ست اژدر افلاک ترسان
بهر وقت و بهر ساعت بهر دم — عزیز آمد ثنا خوانش بصد جان

الهی تا سکون باشد زمین را
بکامش چرخ گردان باد گردان

دیباچه داستانی که آغا صاحب نگاشته است

سپاسی که لوح طلسم دل ست — کشاینده حسن آب و گل ست
سپاسی که ذوق بیان می دهد — زبان را بگفتن توان می دهد
سپاسی که گنجینهٔ گوهر است — نفس را به از گنج باد آور است
سپاسی که دادار خشنود ازوست — بهر بود و نابود بهبود ازوست
سپاسی که کام حلاوت دهد — صلا بر سر خوان نعمت دهد

سپاسی که رنگین از و گفتگوست | نفس با که گلدستهٔ رنگ و بوست
خدارا سزاوار و درخور بود | که روزی ده و بنده پرور بود
شد این نه سراپرده هفت از و | بهر پرده نیرنگها رفت از و
ز داروی هوشی که در کار کرد | بسا خفته کز خاک بیدار کرد
بدان گونه بست این طلسم شگفت | که کس خورده بر وی نیارد گرفت
ز بس هر کس از فیض انعام یافت | سکندر گر آئینه جم جام یافت
ملک را بتکلیل سر بر فراز | ملک را بتهلیل جان تازه ساز
نوا بخش ساز مناجاتیان | نمک پاش زخم خراباتیان
غمش داد دلدادگان می دهد | برد دل بشوخی و جان می دهد
شبستانیان بینش افروز از و | دبستانیان دانش آموز از و
زمین تا زمان بنده فرمان او | سمک تا سما جمله از آن او
ز نازش نیفتد بچیزی نیاز | بجود باشد از بی نیازیش ناز
بهر وخشور خاصیم داد اختصاص | با خلاص کرد از عقوبت خلاص
محمد که از نام او نقش بست | درین خانه نقش و نگاری که هست
زهی دلنشین نقش مانی فریب | هم او رنگ زیب و هم او رنگ زیب
گرامی تر از هر گران سایهٔ | بلندی گرا تر ز هر پایهٔ
چراغی که تا محفل افروز شد | شب تیره روشن تر از روز شد
بود ز آبخواری ز خوانش خلیل | مگس ران آن شهپر جبرئیل

عزیزه آورد از ره سوز و ساز
خدا را نماز و نبی را نیاز

خاتمه سفرنامه مولانا شاه محمد حسین اله آبادی رحمة الله علیه

نخستین شود خامه ام تیزگام / براه خداوند بیت الحرام
خلیلش بنا کرد آن خانه را / برون کرد زان خانه بیگانه را
چه زاوش چه زاور چه مهر و چه ماه / همه بسته احرام آن بارگاه
فلک تا ملک قاف تا حد قاف / بآن بارگه روز و شب در طواف
ازینجا شوم سوی یثرب روان / فلک ناقه گردد ملک ناقه ران
که آن بقعه شهر پرده نشین / نشیمن گه خاص سلطان دین
ازان پس روم راه مردان حق / سخن رانم از رهنوردان حق
دم از اولیای خدا می زنم / صلای ولا بر ملا می زنم
که گم کرده در راه او خویش را / ولی رهنما شاه و درویش را
خصوصاً محمد حسین آنکه بود / بعلم و عمل شاه ملک شهود
بصورت ربودی دل از اهل دل / بسیرت دمانید گلها ز گل
بکسب ضیا از وی اهل علوم / که بود آفتابی میان نجوم
شریعت ازو رونقی تازه یافت / طریقت ازو طرفه آوازه یافت
روی شوق چون زخمه بر ساز او / بوجد آمدی عرش از آواز او
بتار نفس زخمه زن چون شدی / نواسنج اسرار بیچون شدی
چو بربست احرام ملک عرب / نگنجید در جامه از بس طرب
بچشم تر و با لب خشک تر / گذشت از ره خشک و از بحر و بر
سیاهی چو آن خانه از دور کرد / دل و دیده اش را پر از نور کرد
خوشا آنکه این هفتخوان در نوشت / که مهمان آن خوان و آنخانه گشت
صلای که بر خوان الوان زدند / بمهمانی اهل ایمان زدند

بلب بود لبیک و در دیده اشک | چو اشک آب حیوان بران برد رشک
چو داد اشک او دیده را شست و شو | تو گوئی که کرد هی بزمزم وضو
وضو تازه کرد و روان تازه کرد | بشکر الهی زبان تازه کرد
مشرف بطوف حرم آمد او | ز طوف حرم محرم آمد او
بصد شوق و روز و شب صبح و شام | ادا کرد ارکان حج را تمام
ز سعی صفا مروه گوئی که وی | بیکبار کونین را کرد طی
بسوی منا رفت با جان ریش | که شد فارغ از کشتن نفس خویش
پس از حج ازان خطه شد رهسپار | سوی خاک یثرب چو باد بهار
ز باد صبا ناقه رهوار تر | ز سیل خرد تیز رفتار تر
بران محملی بست و در وی نشست | چو بشکست طی کرد بالا و پست
ز وی هر نفس شوق بر ناقه بانگ | که باشد درنگ اندرین راه ننگ
درا با حدی خوان شدی هم نوا | که اینجا خموشی بود ناروا
بیکبار ره کاروان اوفتاد | روارد بکون و مکان اوفتاد
ز بانگ حدی خوانی آن محل | برقص آمدی چون جمل هر جبل
بهر خیمه ساربان فرود آمدند | بکام از سرود و درود آمدند
دران بحر امواج کشتی شکن | چو کشتی شده جنبش قطره زن
چه غم کشتی را ز موج هوا | اگر ناخدا کش بود با خدا
تو گوئی که بی باد وی بادبان | شدند از مساکن سفائن روان
چو او روضهٔ پاک از دور دید | تجلی چو موسی ازان طور دید
ازان روضه گل چید شد باغ باغ | وزان بوستان تازه و تر دماغ
ورا آشفتگی خاطرش گشت جمع | چو پروانه می گشت بر گرد شمع

اگر شام در بام چون ماه و هور
به نظاره کرد نظر کسب نور

ز بس توشه از خوان نعمت گرفت
بر حجت سوی هند رخصت گرفت

سفرنامهٔ خویش تحریر کرد
به ره انچه روداد تصویر کرد

سفرنامه هرچند باشد بنام
بمعنی بود خضر راه انام

پرست از نکات علوم و فنون
بود شرح مجموعهٔ کاف و نون

سوادش بعلم و عمل جاویست
تو گوئی که تفسیر بیضا ویست

بیاضش بود صبح عید نظر
سوادش شب قدر هر دیده ور

مناجاتیانند از وی بکام
خراباتیان را از وی بجام

بود هر ورق پردهٔ ساز عشق
که خیزد از و نغمهٔ راز عشق

بهر سطر سطری ز راز نهان
ز هر نقطه صد نکته باشد عیان

کسی را که عالی بود ظرف وی
محیطیست بس ژرف هر حرف وی

دریغا که آن رهبر ره نورد
سفرنامه بنوشت و خود کوچ کرد

که از لکهنؤ سوی اجمیر رفت
پی خاکبوس در میر رفت

مگر جذبهٔ شاه چشتی لقب
سوی خود کشیدش ز ملک عرب

دران بقعه روزی به بزم سماع
که صاحبدلان داشتند اجتماع

نوازن نواسنج قدوس بود
که در رقص گیتی چو طاؤس بود

بوجد آمد از قول قوال او
که سرخوش شد از نشهٔ حال او

سخن چون ز قید رهائی شگفت
مکرر همان گفته را گفت و خفت

بآزادی بیش شد کار بند
رها کرد خود را ازین چار بند

بیکدم زدن جان بجانان رسید
که یوسف ز زندان بکنعان رسید

بدریا بود بازگشت آب را
بجان جهان جان بیتاب را

الهی بحق اسیران خویش
بوارستهٔ بند آئین و کیش

بزندانیان گرفتار دست
که گردند آزاد از قید پوست

بآزادهٔ کز ره اختیار
شود خود گرفتار خود رستگار

که فردا دهی رستگاری مرا
نسازی گرفتار خواری مرا

عزیزی که بخشیده عزتش
نگهدار از خواری و ذلتش

گر آزادم و گر اسیر توام
بهر حال فرمان پذیر توام

عزیز از تو چیزی ندارد عزیز
جان از تو و جان ز آن تو نیز

اگر گوهر جان نثار تو باد
وگر نقد دل هم بکار تو باد

به بخشای هر لحظه جانی دگر
که در جان نثاران شوم نامور

کنم ختم این نامه را بر دعا
دعا از من است و قبول از خدا

خدایا بحق نبی فاطمه
که بر قول ایمان کنی خاتمه



مثنوی ید بیضا

که هر بیت آن ذوبحرین ذوقافیتین مع التجنیس ست بلکه اکثر ابیاتش سه سه چار چار قافیه دارد و بعضی سراپا مقفی و مسجع ست و منقوط و غیر منقوط و فوق النقاط و تحت النقاط و قلب مستوی و حسن تعلیل و استبتاع وغیره

ای ز تو اندر سر من شورها — نام تو هست افسر منشورها

ای قلم از حال تو معنانگار — وی رقم از نال تو رعنانگار

گر ز تحمید تو دارد کتاب — بر در توحید تو آرد کتاب

می تند این بسمله ارطیلسان — می کند این بسمله مرطی لسان

بشمل این بسمله منزل رسید — در اصل این مرحله کامل رسید

در بن این نخلهٔ تر ریست ست — تشنهٔ او شیئی و هر ریست ست

از نم احسان تو سرمستیم — وز نم فیضان تو سرمست ایم

لایق اوصاف از انصاف نیست — لایق اوصاف از آنها و نیست

اینهمه از نام تو بید النشان — بیخبر از جام تو بید انشان

می رود اوصاف تو هان کی زیاد
می شود الطاف تو زان می زیاد

مزرع انعام تو بی مرزبان
بهره ور از نام تو بی مرزبان

درگه اجلال تو آن سوی ظن
درک در احوال تو آن سوی ظن

بندهٔ درگاه تو فرمان بران
راندهٔ درگاه تو فرمان بران

ذرهٔ خاک در تو ذره تاب
فر تو بر کافر تو دیره تاب

مظهر انوار تو هر تاجدار
منظر انظار تو در تاجدار

از در تو حاجت هر شه روا
وز بر تو شهرت هر شهر وا

باشهٔ پران تو با شهپرست
خاشهٔ سیدان تو باشه پرست

خنجر تو خنجر شمشیر برد
آتشت آب از دم خنجر برد

نه فلک از جاه تو در رو اهمر
ق
بر در خرگاه تو در و اهمر

هر یک از اینان ز شعر پرکار تست
بندهٔ فرمان بر پرکار تست

اشک من از عفو تو تکثیر لیشه
وه که شکر آمده در خور لیشه

قهر تو هم راتبه از مهر تست
ق
آتش و نور آیتی از مهر تست

آب یک آبد شیرین و شور
جوشش آن واسطه تسکین شور

زمزم فیضان تو طوفان کند
محرم ایوان تو طوف آن کند

جاری از احسان تو خاک نیل
پر ز تو اندر خم افلاک نیل

خاک از انعام تو زر گشته چون
قلبش از احکام تو برگشته چون

کامده از گلشن جان خوشه چین
بر زمین افتاد ازان خوشه چین

نار هی از آن خاک در آبی شده
کاروی از باد فر آبی شده

هر که از او تافته رو آفتاب
آمده بر مزرع او آفت آب

یافته از لطف تو جان بایزید
آتش قهرت بود آن بایزید

فیض تو بس هست برین رهروان / قهر تو ره بست برین رهروان

نسبت تو نامده جائز بشر / قادر مطلق تو و عاجز بشر

باشد از ایوان تو کوته کمند / انس و جن از شان تو آگه کنند

خطاب بحضرت باری با عجز و زاری

ای رخ زیبای تو در دلبری / ذاتت از اندیشهٔ باطل بری

جای تو اندر دل ما هست و بس / کلبهٔ ما منزل ماه است و بس

عکس تو در دیدهٔ تر دیده است / مردمه جنبان شره بر دیده است

شمع دل از روی تو برکرده ایم / جمله سر از کوی تو برکرده ایم

وادی شوقت همه ایمن ست / موسی آن بادیه رای من ست

راه تو خوابیده و بیدار تو / جای تو هر دیده و بیدار تو

ما همه در راه تو تا زنده ایم / بندهٔ درگاه تو تا زنده ایم

طاعتی از ما بتو زیبنده است / رحمتی از باب تو زیبنده است

بر تو تا بر من ما مور هست / دانه کش از خرمن با مور هست

در بر یک نیکی باده ده هست / مسکنتی این ناسره را ده

بغیش از اکسیر تو شد قلب من / واله تدبیر تو شد قلب من

فکر تو بس طاعت هر روزه ام / ذکر تو بس شربت هر روزه ام

یاد تو چون خواهش شبخون کند / خاطر من کاهش شب خون کند

پیش تو راز دلم آئینه هست / صیقلی آخر دلم آئینه هست

گشته دل از صدمهٔ نیرنگ خورد / شیشهٔ این میکده بر سنگ خورد

از شب و روز اگر و بسیار رفت / محمل بس یار و رو بس یار رفت

ناقهٔ ام از قطار تنها فتاد | دور از این مرحله تنها فتاد
می شود از محمل ماره سپار | توشه و زاد و دل آگه سپار
کشتهٔ ما را بده از رحمت آب | رشتهٔ ما را بده از رحم تاب
دولت علمم ده و هم درک فن | تا شود او دافع غم در کفن
تشنه لب از بهر لب جوی عزیز | بردر تو آمده جویا عزیز
سر تو در مخزن در جان او | نی دُر از وهست نه در درج آن او
در ره احمد قدم از سر دهش | توشهٔ ملک قدم از سر دهش

در نعت سرور عالم صلی اللّٰه علیه وسلم

مشعلی از سوز دل آرم بدست | رهروی اندر شب تارم بدست
طاقت رفتن نه و منزل دراز | همره من همدم من دل در آز
هادی ما حادی راه هدی است | حادی ما هادی راه خدا است
فتنهٔ ما میرود از خویشتن | غارت خجلت شود از خویش تن
از در باغ آمده فرخنده باد | غنچهٔ دلها همه در خنده باد
بوی گل آورده از آن گوشمال | غصهٔ دغم خورده از آن گوشمال
عشق برآنست که میگوی دوست | دیده ور آنست که میگوید اوست
آمد او جان پی تکریم خواست | در دو دل از جا پی تعظیم خاست
درد دل آورد دل آرام را | داور آورد دل آرام را
صدق دل اظهار کن ایمان بیار | نقد خود ایثار کن ای جان بیار
او نبی و شاهد حق نیست پیش | هسر او آمده کس نیست پیش
وعدهٔ او محکم و هم عهد او | محرم او همدم و همعهد او

محضر دین مستند از شاه دین | اشهد آن بود از شاهدین
احمد بی میم احد القاب او | ابجد بی جیم ابد الفبا او
علم وحی از دفتر و درسی نبود | یک قلم آن از بری در سینه بود
مرسله بند آمده بر مرسلان | مرصله زو یافته هر مرسل آن
بیشتر از عالم و هم زادم اوست | توشهٔ عقبایم و هم زادم اوست
از پس پرده شده چون رونما | نقد دو کون یافته چون رونما
تا که خود این آئنه در خانه بود | ناطقه طوطی شکرخا نبود
روضهٔ او جنت عشاق بس | حوضهٔ او جنت عشاق بس
خادم آن روضهٔ فردوس باش | الحذر ای بیخبر از دور باش

سراج معراج

نیمشب از خوابگه آن شاه خاست | طالع بیدار از او ماه خواست
شب نکو ز کثرت ضو روز بود | روشن از او طلعت نوروز بود
حلهٔ صد نور بر آن دوختند | نور از او ماه و خور اندوختند
جلوه گر آنگه بر رخش آن شده | از نظر آن اختر رخشان شده
جانب حق داشته چون رو ز مهر | شد رخ او آینه را زو مهر
گشت از این منزل و مسکن روان | چون نگه از دیده و از تن روان
در ره او آمده مژده ور باد | از تگ او دیدهٔ بد دور باد
یک تگ او کرده طی آنسب جهان | دائره بر دائره مرکب جهان
همره او مانده گرا و بر درخت | بگسسته از سده مرا و برد رخت
رفته در این صورت و شکل ای سفیه | نیست بر این شبهت و شک لیس فیه

بنگرد آنکس که از دین منکرست منکر اندر رهِ دین منکرست
دیدهٔ او دیده ازان در گشاد دیدهٔ دیگر دیده ازان در گشاد
راهِ نه افلاک پرّ او باز گشت پاک شد او پاک ترا و باز گشت

بسبیل خطاب در آنجناب

ای نبی امّی ابی امّی فداک وی ابی امّی نبی امّی فداک
ای دل و جان زانِ تو ایمان ما وی همه قربانِ تو ایمان ما
بر لب جو جا بود ار سرورا جای تو در دیدهٔ تر سرورا
نامِ تو طه بس و حم بس یاورِ هر بیکس و حامی بس
منفعل از روی تو یارای تست اینهمه نیروی تو یارای تست
جان و دل از فکرِ تو برهم خورد کام و لب از ذکرِ تو زمزم خورد
گریهٔ جویای تو نیسان بود نالهٔ شیدای تو نیسان بود
هیچ تو روشن شد از او نامِ بدر دست تو بشکسته از او جامِ بدر
رونقِ هر بتکده بالات برد برقِ هر بتکده بالات برد
طبعم از افضالِ تو خرمن درود بر تو بر آلِ تو از من درود
واهیم از بلبلِ هندوستان دامنم از جنگلِ هندوستان
بخششی از اخلاص و از انعام بخش یا بد از آن خاص و از آن عام بخش
لطفِ تو بر ما شده تا سائبان خواسته از سایهٔ ما سایه بان

ساخته تا سایهٔ تو با عزیز
آمده همسایهٔ طوبا عزیز

مستی خوش نوائی در ذکر ساقی و نائی

ساقی از آن جمجمه کان جم خورد — نائی از آن زمزمه کانجم خرد

خوشه از این تاک در افگن بزیر — زهره از این طاق برانگن بزیر

ساقی ما ساقی دوران ماست — ساقی و هم باقی دور آن ماست

کشتی ما جانب ساقی روانست — تا که در این میکده باقی روانست

ق

از کف او ساغر و گردن کشی — بر سر میدان سر گردن کشی

نائی ما گر تنه در تن تند — پرده صد طنطنه بر تن تند

دمدمه گر همه ور زنده رمست — از لب او آن همه مر زمزمست

زمزمه زین دخمه دبر رخ فزن — یک تنه بر نغمه دبر زخمه زن

زمزمه زا آمده تا تار از او — غالیه سا آمده تا تار از او

گر قره پر خون شده بی نائیم — از نیش افزون شده مینائیم

هر که مر این نائی و ساقیش هست — بر سر آن ملکت باقی نشست

ذکر اهل شیرازی مصنف سحر حلال و سبب تالیف این قیل و قال

ساقی از آن ساغر چینی نژاد — گرچه دورنگی دو دو بینی نژاد

صیقل آن می بردار زنگ ما — نقش دورنگ آوردار زنگ ما

اهلی من منبع فردوسیان — بانی فن مرجع کردوسیان

جادو او جایز و سحر حلال — در کف او معجز و سحر حلال

دیده ما نامه هم آن آمده دید — دیده هم آن نام هم آن نامه دید

معجزه خوان گر همه جادوستان — طالب آن سر همه جادوستان

شعر تر آورد خوش اندر دو بحر | منبع صد مخزن گوهر دو بحر

از پی او تازه بر آمد دو رود | وز دم او نغمه بر آمد دو رود

قافیه شد در سر تجنیس تنگ | هم ره قید و در تاسیس تنگ

اهل ادا و اهل در آن کار بود | مشکل ما سهل در انکار بود

لیک بد آمد سر از اسباب تافت | تار سخن از شمسه این باب تافت

رشته تابیده او تافتم | پنجه تابیده او تافتم

پنجه ام آن زلف دو تا شانه کرد | رنجه ام آن زلف دو تا شانه کرد

او که گل افشان شده بر نام جم | گل کند از نامه من جام جم

کرد گر او در خور حسم آفرین | تارک ما در خور جم آفرین

هست گر او مونس میخوار جم | من خود از آن مجلس میخوار جم

کی دم از اسکندر و کی بزم | کی زدم این ساغر و کی بزم

نی سر سر پنجه دستان مرا | دل شده خود رنجه دستان مرا

کی سخن از لیلی و یا حی زنم | نعره یا محیی و یا حی زنم

با سخن ار کمتر از او ساختم | باره محکم تر از او ساختم

حاجب در آمده هر مصرعی | تیغ دو سر آمده هر مصرعی

بیهده گو بس کند از لاف تا | کلک دو سر دم زند از لاف تا

مو شده در دیده او تافتم | زان سبب این زلف دو مو تافتم

یا در ما داور ما صفدر است | سرور ما حیدر ما صفدر است

کلکم از این معرکه صد گوی برد | بل حد از خاطر بدگوی برد

شاه هم دشمن نامه من صوبه ایست | در کف من خامه منصوبه ایست

چیده ام از فکرت خویش انبساط | یافته بیگانه ز خویش انبساط

شاطر من خرقه شطرنج یافت | خاطر من غرقه شطرنج یافت

هر که در انگند در این رود بار | زورق خود راند بر این رود بار

حافظ این غمزده بینا خدا | کشتی ما نامده بی ناخدا

حدقه چشم شده تا ماهی هو | رفته ام از مدرسه ماهی هو

خواند هر آن دل شده چون ما سبق | شسته بسی از گریه خون ما سبق

تلخی غم با مزه تر دیده ام | دامن دل تا قره تر دیده ام

خاکم از اشکم گل و گلزار شد | وز غم من بلبل و گل زار شد

گل همه تن گوش بر آواز ما | بلبلی از بهت در آواز ما

گر چکید از خامهٔ من یاسمن | گل کند از نامهٔ من یاسمن

نفخهٔ از خامهٔ من در دمد | دوزخ از نامهٔ من در دمد

خامهٔ من زخمهٔ آهنگ زاست | خامهٔ من نغمهٔ آهنگ زاست

تیشهٔ من کافته مر این دکان | پیشهٔ من یافته مر این دکان

کان دو کون آن من از تیشه کن | صیرفی ای دل سود اندیشه کن

لعل و در آن یکسره در کان ماست | سیم و زر اینک سره ترکان ماست

آتش و آبی بدم آمیختم | باده نابی بدم آمیختم

ساقیم آمیخته می با گلاب | می شود از خجلت دستی ما گل آب

شیشهٔ ما هست پر از شهد و شیر | بیشهٔ ما هست پر از فهد و شیر

باده ناب است در این جام بین | آتش و آب است در اینجا ببین

مجمع بحرین از این آبجوست | مطلع سعدین از این تا بجوست

سبحه در رنگ ست در این شاخ زر | رد و بد و سوست این کلک در

خامهٔ من سود بر این در جبین | نکتهٔ هر سود در این درج بین

حکایت

ساقی از آن بادهٔ حیرت فزا / مستی دل دادهٔ حیرت فزا

آینه از پیکر آن جام کن / روشن از آن گوهر انجام کن

گوش کن از بلبل رنگین نغم / قصهٔ عیش و طرب آگین نغم

مه وشی از زمرهٔ مه پیکران / در رهِ او هر که و مه پیکران

تافته هر ماهی از آن ماه رخ / یافته هر شاهی از آن شاه رخ

در سر هر کس سر سودای او / هر همه سوداگر سودای او

رخ چو مه آن سنبل تر ابروش / چون رگ ابر آمده ابروش

روکش صفر آمده بیشک دهان / خوبی حسنش شده از یک دو آن

خامهٔ هر قابل او اوصاف تر / چشمهٔ حیوان بل از اوصاف تر

کن سوی چهره و مه لو رو کنون / نور حق آن رو برش ابر که لون

چهرهٔ او لاله دل آرا کلام / زلف بر آن لالهٔ حمرا که لام

خواهر و زن مادر و بابش نبود / مسکنی اما در و بابش نبود

دل همه چون ساخته خون بهر ریش / سینهٔ او داشته خون بهر ریش

چون ره صبرش زده از دهر جوع / جانب شهرش شده از ده رجوع

رخصت از آن منزل ویرانه یافت / کلفت از آن منزل ویرانه یافت

بهر پی دریوزهٔ نان آن جلا / شغلی آئینهٔ جان آن جلا

غمزهٔ او عشوهٔ شهر آمده / رونق هر ذرهٔ شهر آمده

شد سگ آخر بر صیقل گران / سرخوش و گلشن بر صیقل گران

غمزده صیقلکده را گرد گشت / همدم محرم شد و شاگرد گشت

در سر کار آنهمه پرداخته ‌‌ ‌ جان و دل از واهمه پرداخته

سنگ شد از صیقل او آینه ‌ ‌ ‌ رنگ شد از هیکل او آینه

دید بر آن آینه در روی خویش ‌ ‌ ‌ بر محک او یافته زر روی خویش

نادکی از دستِ خود آن مست خود ‌ ‌ ‌ شیشهٔ دل گشت از آن دست خورد

آب کز آب جگر آن خسته داد ‌ ‌ ‌ این همه برگ و ثمر آن خسته داد

نور شد از پرده نور آشکار ‌ ‌ ‌ گرد دل آزردهٔ نور آشکار

خاطر او بستهٔ اذکار شد ‌ ‌ ‌ ظاهر او خستهٔ انکار شد

هم مژه تر آمده هم دیده تر ‌ ‌ ‌ شد دل آن غمزده غم دیده تر

تشنهٔ حیرت زده دید انچه دید ‌ ‌ ‌ دشنهٔ حیرت زده دید انچه دید

رهرو رعنا شده واصل بدوست ‌ ‌ ‌ پرتو معنا همه حاصل بدوست

زنگ دل از آینه داری زدود ‌ ‌ ‌ کلبه اش آمد تهی آری ز دود

کلفت آیینهٔ دل صاف شد به ‌ ‌ ‌ شربت نوشینهٔ دل صاف به

از رخ او گر شوی آیینه زار ‌ ‌ ‌ بیدل و مضطر روی آیینه زار

سرمه کش از طلعت او سرکش ‌ ‌ ‌ سرکش از طاعت او سرکش

چشمهٔ آبی دو در آتش نهان ‌ ‌ ‌ هان سوی سرچشمهٔ در آتشنه هان

دین که درین درس گه استاد است ‌ ‌ ‌ خوار درین خانقه استاد است

سوختن آموخته آذر پرست ‌ ‌ ‌ ساخته هر سوخته را زر پرست

صاحب دین مالک دینار شد ‌ ‌ ‌ طالب کین مالک دینار شد

خاک شو ای پاک که تو زر شوی ‌ ‌ ‌ پاک شو ای خاک که تو زر شوی

بهر تو آرایش باغ جنان ‌ ‌ ‌ تو پس افزایش داغ جنان

زینت جنت پی زینت جبین ‌ ‌ ‌ زینت ظلمت پی زینت جبین

بنگری از جز من وجز ما صفا | از من و ما تن زن و خذ ما صفا
دعوت دع ما کدر را بشنوی | نفحهٔ از نافهٔ تر بشنوی
خصم تو جز کثرت اعداد نیست | جامع جمعیت اعداد نیست
تفرقهٔ جمعیت اعداد دان | داشته تبعیت اعداد دان
طبع تو در این دو ششش در شده | بهر تو مر این دو ششدر شده
پردهٔ وحدت بود اینجا دوئی | گردهٔ کثرت بود این جا دوئی

حکایت

ساقی از آن مستی نخوت شکن | رونق تر دستی کثرت شکن
عینک وحدت بود آن جام بین | دیده ور از وی شود انجام بین
احولی احوال وی این گونه هست | بر رخش از خال وی این گونه هست
خواجه اش آوازه در پیش خواست | بندهٔ فرمان بر سر پیش خاست
گفت در این قصر بر آن طاق هست | شیشهٔ صهبا و مر آن طاق هست
رو سبک آن شیشه در آور برم | تا که از آن بهرهٔ در خور برم
احول از او چون شد با طاق جفت | دیده وی یافته آن طاق جفت
آمد و گفت آورم آیا کدام | دانهٔ تو میخواهی از او یا که دام
گفت که مشکن به رخ اندر شکن | رو یکی ای بیدل مضطر شکن
بشکن و هم بفگن از آن هر دو یک | قرعهٔ سنگی زن از آن بر دو یک
چون سخن از سنگ بر آن گوش خورد | وز لب شکر شکن آن نوش خورد
در تگ و تاز آمده سنگی بکف | کف بلب آورده و رنگی بکف
آمد و آن شیشه پر می شکست | بت شکن او گشته در این کی شکست

بعد از آن دیده نه زان دو یکی | یافت از آن نفخه نه جان بو یکی
تازه از آن گلکده بینش شد | چید از آن گل که ز دو بینیش شد
بهرهٔ تو گر خودی و گر دوی است | دورتر ای راه رو از رهروی است
خودشکن آن بت شکن آمد درست | رائج از آن سکه زن آمد درست
همتی ای آرش خیبرشکن | باره ات از بازوی خیبرشکن
در شکن این شیشه و نشکن نهار | تا دمد از جیب تو روشن نهار
رخنه در این بارهٔ تن درفگن | طنطنه چون نعرهٔ تندر فگن
کز در اخلاص هر آن کو شکست | منزل او خاص در آن کو شکست
بر در او جسم تو در پرده هست | ذات وی از اسم تو در پرده هست
خیز و درو این پردهٔ هستی بدر | تا شوی از پردهٔ هستی بدر
طفلی و استاد تو گردان فلک | کیت کند او صورت طفلان فلک
عاقلی از صورت گردون مترس | کو همه ترس آمده همچون مترس
سر بسر آن پرده بازیگریست | عقل بر آن پرده بازی گریست

حکایت

ساقی از اندیشهٔ آن شیشه باز | بند کن از شیشهٔ اندیشه باز
شیشهٔ افلاک در آور بچرخ | رشتهٔ ادراک بر آور بچرخ
فرقهٔ از مردم بازی گران | قیمت شان مردم بازی گران
شعبده در کیسه و با ریشمان | آمده با ریسه و با ریسمان
بر در شه مشغله آرا شده | روشن از آن مشغله آرا شده
طرفه ره آن شعبده آرا سپرد | کودک و زن هر همه شه را سپرد

گفت کہ جمع آمده سر در ہوا ... لشکرِ دیو از رهِ شر در ہوا

منکه دم از داورِ دیوان زنم ... یکتنہ بر لشکرِ دیوان زنم

آیم ازین رزمگه ارزنده ام ... بنده و از لطفِ شه ارزنده ام

ق

میکند ار شورشِ شان کشته ام ... میکند ار شورشِ شان کشته ام

صبر برین کشته و کشتار شاه ... رحم برین کشته و کشت آر شاه

خاک ہم آب آذر از آن تو باد ... این صدف این گوہر از آن تو باد

شفته انداخته پس در ہوا ... شد ز کف آن فاخته پس در ہوا

داد سر از نطره رد نکیرش ... داشته در قبضهٔ خود نکیرش

باز شد این رشته گر آن باز شد ... نسرهٔ چرخش مگر آنباز شد

یافته زان رشته کش آن رشته تاب ... جادهٔ خود ساختش آن رشته تاب

جادهٔ رهٔ بدیٔ آن مرغزار ... رشتهٔ باشدیٔ آن مرغ زار

چون رهِ آن مرحله بابیت وا ... زان شده همسلسله با استوا

پس زره آن مرد در اندام کرد ... جای خود آن مرغ در آن دام کرد

خواسته ہم تیغ و ہم از شه سپر ... برخطِ آن رشته شد او رهسپر

در صفِ جنگ آمده با صد غرض ... ناوکِ شان را شده تا خود غرض

از نمِ خون گشت پس از دیرگاه ... آن در و درگه همه نخچیرگاه

حمله اش آویزشِ نمرود شد ... بارشِ دم ریزشِ نمرود شد

خورد در آن معرکه بس سخت لخت ... ریختش اعضا همه پس لخت لخت

ریخته آن بابی گه آن دستگاه ... یافته آن پایگه آن دستگاه

خسته غم تفته هم همسرش ... شد دلش آشفته غم ہم سرش

از دمن آورد یک انبار خار ... گل شده در حسرت آن بار خوار

جمع دمنه بمعنی آثار خانه ۱۲

چون دل و جان سوخته هندو زن آ   آتشی افروخته هندو زن او

واله آن آذر و پروانه شد   شد همه خاکستر و پروانه شد

پرتو علوی کده بالاش تافت   کو همه آتش شده بالا شتافت

آتش او کان زده بود اشتعال   گوش زد از شو شده زود انتقال

داشته باد در ره ذرود در هوا   زن شده در آتش و شو در هوا

منتشر آن سلسله مویان شدند   هر همه چون سلسله مویان شدند

فتنه از آن راغ بر آورد دود   دود چه آن باغ بر آورد دود

سوز دار آن غصه چه صندل چه عود   نالد از آن قصه چه صندل چه عود

گفته آن کز غم و هم چون گذشت   گوش کن اینهم دو سه دم چون گذشت

آمده با صد شده مدرشته باز   بر خط آن رشته که خود رشته باز

گرد ره اندر صف دربار شاه   ریخته دُر بر کف دربار شاه

کای نمی از بحر تو همچون محیط   فیض تو بر دجله و جیحون محیط

خنجر کین آخته خون ریختم   بر سر شان تاخته چون ریختم

صرصر من چون شده ناورد گرد   آتشم از آب بر آورد گرد

زاده جا نباز ده انبار ده   داده مان باز ده آن بار ده

پرده شه از راز بر انداختم   باز و شهبا زیر انداختم

زان زن آتش زن و آتش زدن   زان در گلخن زن و سر خوش زدن

هر همه گریان شده با هایها   هر همه نالان شده با هایها

گفت هی این ها غلط آن ها غلط   خود غلط اینها غلط آنها غلط

می شود از رزمی تو مهر آتشکار   کرده دو گیسوی تو مه را اشکار

زهره هم اینجا و هم این جامه هست   شاه جم از پیش جم این جام هست

همسر من گر بود آن پیش شاه — میکشد این سوخته جان پیش آه

بو که از آهم کچه گل میکند — گل کند آهم که چه گل میکند

آه من از خانه اش آرد بدر — آه من از کشمکش آرد بدر

پس بعزم او نعره و فریاد کرد — وز زن با فره و فریاد کرد

ناگهی آن گم شده پیدا شده — وز رخ او گلکده پیدا شده

بر در شه از ته جان بوسه زد — غنچه اش از گل شده زان بوسه زد

هر مهی اندازه حرفت گرفت — هر مهی از کثرت حیرت گرفت

کرد پس آباد شه از جود شان — زان همه داد و دهش افزود شان

نیک در این طرفه ترافسانه رس — میوه ما آمده مرخانه رس

نقش نو آراسته دستان نگار — یافته ناخواسته دست آن نگار

آمده این واقعه بر ناس پند — شد دل هر کهنه و برنا سپند

هند از این پند و از این پند باد — خرم و خرسند از این پند باد

صورتش آئینه اشکال دهر — یا دز رو ئینه اشکال دهر

فاتح این قلعه محکم حصر — کم خرد آن کاین سخن ا کم خرد

هست گر این غمکده زیبا طلسم — رد مکن ای غمزده زین باطل اسم

پرده ور افتاده مر این پرده باز — پرده خلق و در کین کرده باز

هر خط فرضی که تو جوئی ز چرخ — رشته آویخته گوئی ز چرخ

بر سر هر رشته در قواپیچ — خود بود از رشته در واپیچ

هست مر آن رشته پیچان کمند — رسته از او مردم دوران کمند

آمده هر رشته پیچانش مار — دشمن جان ست ته پیچان شمار

دنبه و بازی ستو کاین سان دهد — لشکر انجم بی کین سان دهد

گردده گردان درد این شهر زه تیر | خون تو آن تشمه دان هر زه تیر
اولت از جذبهٔ مهری کشد | عاقبت از جر به قهری کشد
بشمری از حاصل این باک مال | گم کنی ای مائل این مل کمال

در مذمت دنیای بدنهاد و رجوع بتوحید و اتحاد

مملکت آن چیست جز این یکدو کشت | سلطنت آن نیست جز این یکدو کشت
حاصل این مزرعه در دام مات | مائل این معرکه در دام مات
حسرت و غم کشتهٔ این کشت زار | با غم و هم کشتهٔ این کشت زار
سرکشی از جانب او گر کسی | می نشوی از طالب او گر کسی
نیست جز آب رخ و این آسیاب | خون دهد او خواهد از این آسیاب
حرص برادر گرسنه چون آردست | می دهد آغشته بخون آردست
آرد شد آمیخته دان با سبوس | با هم آویخته دان باس و بس
سفرهٔ پر نعمت پرویز نیست | بلکه تن صورت پرویز نیست
نیست جز این یک تره خوان دهی | نیست جز این یک تره در خوان دهی
تره و بزغاله اش اندر حرا | قحط در این دشت و در آخر چرا
سنبله آبستن جو زاب بین | یک جو و یک خرمن جوزا ببین
حاصل این مزرعه کان گاو خورد | دفتر پارینه تان گاو خورد
کودکی و دندهٔ دندان شیر | بهر تو شد دشنهٔ پستان شیر
افعی خونخوار تو خرچنگ اوست | دشنهٔ آزار تو در چنگ اوست
کرده زه از بهر تو محکم کمان | خون خورد از پیکر تو کم کم آن
مائل دلو تهی و مر این کو تهی است | دل منه ای تشنه بر این کو تهی است

نی دهد او آگهی از ماهیت — نی بتو فلسی گهی از ماهیت

بلکه میزان بود از قلب سنج — دشمن جان خود و هر قلب سنج

تو شده از آن وی میزان وے — خوشه از آن وی و ئی ان وے

باده از او خواهی و در سر خمار — الحذر ای چشم تو بر سرخ مار

مسکن انجم شده هر هفت چرخ — دشمن مردم شده هر هفت چرخ

این شب و روز افعی ابلق بدان — بسته دل از سادگی احمق بدان

حمله بر رستم کشد آن اژدها — این اگر از دم کشد آن اژدها

آه از این هفته در این هفت خوان — و آنچه از آن رفته بر این هفت خان

هفته و صد هفته از آنگونه رفت — دوره آن رفته از این کوز رفت (مراد دنیا ۱۲)

چشم رود از چشم تو هم کی رود — لیک وی از دیده هم کی رود

خلق از این منزل و این کوچه رفت — لیک از این محفل و این کوچه رفت

باقی و هم مستقل الذات اوست — ساقی و هم راوق لذات اوست (شراب)

جنبش دوری همه اسرار یست — گردش نوری همه آثار یست (نور نام)

هست بر این بارهٔ فیروزه ماه (مراد آسمان، قمر ۱۲) — صاحب گهوارهٔ سی روزه ماه (بچه ۱۲)

عقدهٔ امروزه و دی وا نشد — عقل از این مرحله دیوانه شد (رفت ۱۲)

گیتی و چیست مر این چیست آن — چیست هم از کیست مر این چیستان

زادهٔ خاک اینهمه خاکی نژاد — جوهر پاک اینهمه خاکینه زاد

در به هر مرغ دو صد مرغزار — در پی هر مرغ دو صد مرغزار

زیر دل آزار به از صد هزار — زار نی هر زار به از صد هزار

اینهمه یک شعبه از کار اوست — اینهمه یک حبه از کار اوست

آب یک آبست و از او صد حباب — لجهٔ حب تست از او صد حباب

حبهٔ حب ازل احباب راست | کار حق الحق شده زین باب راست

حکایت

ساقی از افشردهٔ تاک آبی آر | کامده در پردهٔ خاک آبیار
پس سوی هر عامی و هر خاص بر | تا بر از دو حبهٔ اخلاص بر
مردی از اصحاب هم ارباب صدق | صادقم از دمی زنم ارباب صدق
در کف او کز کرم آن گور بود | خوشهٔ خرما و هم انگور بود
در بر آن یار که بودش روان | هدیهٔ او داشته زودش روان
او لا او شکر بر آن هدیه کرد | پس سوی یار دگر آن هدیه کرد
او هم از نیسان رشهٔ اعطا نمود | جانب یار دگر اهدا نمود
همچنین آن تحفهٔ ارشاد بار | هدیهٔ یاران شده هفتاد بار
تا بر صاحبدل اولی رسید | در حد سر منزل اولی رسید
حبهٔ حب ازل این بار داد | نعمت نعم البدل این بار داد
خوش ثمر آن غورهٔ اخلاص داشت | خوش اثر آن سورهٔ اخلاص داشت
هر که شد او پیرو این مخلصان | آمده از پرتو دین مخلص آن
باعث بهبود تو بخشش وجود | یافته از جود تو ارزش وجود

خاتمه

ساقی از آن ساغر دوری ببین | ق | مستم و سرمستی غور پس این
به همه کس پیش کن این جام را | بیخبر از خویش کن این جام را
بگذر از این تا همه تن فن عزیز | نشمری این زمره طنز اعزیز

راه براین معدن سربسته به — دوری ازاین مخزن سربسته به

نظم خوش آن یکسره گنج رواست — دُر بود آن ناسره رنج رواست

جنس تو کاسد شده بی قدردان — وز کف حاسد شده بی قدردان

طالب جوهرخری اینجا کهست — طالب جوهرخری اینجا کهست

خامهٔ تو خاتم دستان شده — خامهٔ بی خاتم دست آن شده

ازکف تو کاین گل معنا شگفت — فکرت رنگین گل رعناش گفت

رای تو ناگه ید بیضا نمود — نامش ازآن ره ید بیضا نمود

دست تو زین نخله ترچیده به — طبع تو زان خرم و بالیده به

شاد از انشاد تو شد شاخ شاخ — سینهٔ حساد تو شد شاخ شاخ

یافتی ازمحنت و رنج این ترنج — رنج تو شد دولت و گنج این ترنج

هرروی از قافیه دارد خلاف — معجزه باشد که برآرد خلاف

مختلف اعراب گرآمد روی — نشمری از تفرقه آن خود روی

بنگر و ارباصره زیر و زبر — نیست دراین دائره زیر و زبر

هرسو این دائره گردید نیست — دیدنی ای باصره گردید نیست

از در این باغ درآسیب خواه — چارهٔ هر رنج و هرآسیب خواه

در سر تو گر سر گلچینی ست — تشنگی این ساغر گلچینی ست

از در این میکده جامی طلب — بر سر این مائده جامی طلب

لالهٔ و نسرین بر اندر کنار — چشمهٔ فیضی نگر از هر کنار

تشنه لب آبی دم آبی بکش — خاطرت از ورطهٔ تابی بکش

از پی این خرمی افزا بهشت — روضهٔ خلد آدم و حوا بهشت

نفحهٔ مشکین دهد این گلزمین — هست پر از نافهٔ چین گل زمین

خاک پر از سوزشی و در سور باد
یارب از او دیدهٔ بد دور باد

مثنوی هدیهٔ ثقلین

ما یم و ثنای او تعالی — بنّای بنای پست و بالا
گردنده چو چهار ساخت افلاک — زد مهر سکون بشقهٔ خاک
آن حقه پر از حقائق او — وین شقه پر از شقائق او
شد شهرهٔ شهریاریش عام — کز مهر فگنده مهره در جام
از کار جهانِ ظلمت اندوز — شد عقده کشا بناخن روز
گلخن کنِ جوف جیفه خواران — روشن کن روز روزه داران
مرآت نظر فروز ذرّات — مصباح زجاجه تاب مشکوٰة
مرغولهٔ موی مشک مویان — گلگونهٔ روی لاله رویان
هم خاک ذلیل ازو مکرم — هم گردنِ علویان ازو خم
بر عرش نهاده پایهٔ خاک — افگنده بنای کبر از افلاک
هر هفت نمای هفت گردان — شش سو گردانِ هفت مردان
بر بستر خاره و بنِ غار — یارانِ بخواب رفته یار
آویزهٔ گوشش حق نیوشان — آوازهٔ کوس پرخروشان
کشتی شکنی به سُنجره در حال — دیوار بر آر مال اطفال
قوت دهِ جان و قوتِ انسان — دندان ده و نیز مزد دندان

در جام تو آفتاب از وی   در کام تو شهد ناب از وی
کور و بینا و ماه و خورشید   زو داشته جمله چشم امید
چشم ست و چراغ هر کسی را   باغ ست و بهار هر خسی را
هر ذرّه بمهر او سحرخیز   هر صعوه بیاد او شب آویز
عالم که پر از بدائع اوست   پیکرکدهٔ صنائع اوست
فرهاد تراش تیشهٔ او   مجنون آهوی بیشهٔ او
شکرش شکر فرشتگان ست   زخمش نمک برشتگان ست
وصفش نه مجال گفتگو هست   او هست بدان صفت که او هست
اندر قدمش قدم بلد نیست   ملکیست وسیع و هیچ حد نیست
پیش از همه هست و بود بیباک   هیچست شمار اول از یک
دارد حرمش بلند اساسی   کانجا نرسد صد شناسی
انداخته دست برد شیطان   در ششدر چهرهٔ سخوانان
آتش شده غول ره مغان را   در داده تمام خانمان را
هندو زده باده بر لب گنگ   غافل که ز دست شیشه بر سنگ
بت گر دل سنگ می خراشد   از دست خود او خدا تراشد
ای خاک برین فراست هنگ   آتش هست او که خواهد از سنگ
مومن سوی کعبه رانده محمل   اما ز خدای خانه غافل
هر کس ز هوس نکشتنش مست   هر یک بخیال خویش خوش هست
وین کیش کنش بجز هوس نیست   سر رشته بدست هیچکس نیست
صدسال زمانه گر سر آید   عارف از صد یکی بر آید
اندیشه براه او بود لنگ   میدان وسیع بر خرد تنگ

برخیز عزیز و راه سر کن | گر مرد رهی قدم ز سر کن
بسم الله کن به ره گرائی | کاین بس انگشت ره نمائی

پیش آمدن اولین مرحله در صفت بسمله

هر مرغ بیان که کرد پرباز | از بسمله یافت بال پرواز
بام حرم مکرم است این | یا کنگرهٔ عرش اعظم است این
از بسمله کرده ام جو چوگان | اینک من و خصم و گوی و میدان
هم تیغ من است و هم کلیدم | صد گنج گشاد اگر کشیدم
هست از ید قدرتش نمایان | انگشت اشاره سوی قرآن
نازم بعطای او که بیرنج | بنهاده کلید بر در گنج
بردار کلید و گنج بگشای | پس از ره معنی اندر آی
ان مایه از آن خزانه بردار | کز تو دگران برند در بار
هر کس که ز بارگاه سلطان | بیرون آید گهر بدامان
چون شکر عطا شگون بداند | مشتی بیرون در فشاند
تو نیز که یافتی چنین گنج | شو در ره مفلسان گهر سنج

گهر پاشی خامهٔ دو زبان در صفت قرآن

سی گنج بیک خزانه اندر | هر گنج هزار عقد گوهر
هر گوهر آن پر از صفا هست | آویزهٔ گوش اصفیا هست
یک خطبه و عالمی خطیبش | یک باغ و هزار عندلیبش
یک روضه درود و صد گلستان | یک مائده و هزار مهمان

خوش رنگ بجلوه هر گل او / خوش زمزمه هفت بلبل او
مکی مدنی بگفتگویش / هندی عجمی بآرزویش
ابریست شرر فشان گهربار / آن از پی خصم و این پی یار
نقد هر کس که قابل اوست / این یوسف دلوی دل اوست
زد مملکت زمانه حاصل / هفت اقلیم اند هفت منزل
هر هفت بحسن خویش هر هفت / نی همچو عروس زیر زربفت
آنرا که بود بسینه اندر / بحریست بیک سفینه اندر
بر رحل چو واعظی بمنبر / آورده سخن ز خلد و کوثر
گویا و خموش و پر ز نوش است / نور بصر و بهار گوش است
قرآن مجید و رحل پر نور / گویا که کلیم هست بر طور
مسند خوش و جا گزین او خوش / خاتم خوش و هم نگین او خوش
پیداست ز اهل عرش تا فرش / کالرحمن استوی علی العرش
معراج بود با وج طاقش / وز رحل اولی مجنحه براقش
اعراف بهشت مفلحون ست / انعام انفال و مومنون ست
در سایه اش از گناه بگریز / کاین کیس پی توبه دست آویز
دشمن بتصرفش زبون ست / کاندر کنف لحافظون ست
این گنج روان چه مستطاب ست / با بسمله ام سزد خطاب ست

خطاب به بسم الله و رجوع بآن بارگاه

ای موج نخست بحر عرفان / وی جسر عبور هفت عمان
بر سفره اگر گدا و گر میر / اول ز تو گشته چاشنی گیر

بس غنچه که گردد از تو خندان — مکتب ز تو می شود گلستان
از باد تو آتش آب گردد — زائل همه تب و تاب گردد
آبی که ز باد تو شود سرد — شاید که شود دوای هر درد
هر کس که کند سخن سرائی — دُرجِ دهنش تو می گشائی
بس نامِ خدا معظمی تو — باالله که اسم اعظمی تو
شد مردمِ حشمت آن یگانه — کش چشم بره بود زمانه
ذات تو که حجله گاه ذات است — آرائش حجله از صفات است
سر را که حجاب از کتان است — گوئی که نهان و هم عیان است
لیلی که نهفته در عماری — مجنون نگرد ز پرده عاری
گو هست ببام عرش جایش — طالب نگرد بدل ضیایش
بر اهلِ نظر حجاب هیچ است — چون ماه و شما نقاب هیچ است
تا دیده چه دید الله الله — یا دل چه شنید الله الله
تا نام که رفت بر زبانم — کان رفت فرو بمغز جانم
دل یافته بوی آشنا را — آویخته دامنِ صبا را
صد شکر که با د شرطه آمد — کشتی بامان ز ورطه آمد
جودیست وجود عشق نوح است — گرداب نه پیچ و تاب روح است
زورق دل و ششش چو بادبانش — دریا خوش و تیز رهروانش
تسلیم و رضا بود دو ساحل — شد غرقه هر آنکه گشت غافل
وحدت که محیط بیکرانست — یک موجه از وی آسمان است
طوفانِ کرشمهٔ ادا هست — عالم نمِ عین دلرباست
هر چیز بخویش می فریبد — آخر دلِ هست چون شکیبد

این جدول و جو که بر بسیط اند | گر جمع شوند خود محیط اند

آن غمزه که کرد گل در آغاز | از نرگس مست شوخ طناز

بلبل شد و گل دمید از خاک | مست آمد و خوشه سر زد از تاک

هر غنچه درو دو صد گلستان | هر قطره درو هزار طوفان

زه کرده کمان کشان کمانے | آراسته هر مکین مکانے

تا یار کرا بجا نه آید | یا تیر که بر نشانه آید

یک ساقی و صد هزار ساغر | یک ناظر و صد هزار منظر

یک جلوه کجا بجا نه بینیم | یک دیده کرا کرانه بینیم

ذاتیست که گر بلند و گر پست | از خویش بخویش جلوه گر هست

آن زیرک مرغ باغ رضوان | وان دانه و دام مکر شیطان

از دست خلیل بت شکستن | بر گردن بت بحبل بستن

فرعون و غرور پادشائی | در شاهی دعوی خدائی

وز دست طفل خانه پرورد | غرقاب شدن بر آمدن گرد

ناگاه بخواب رخ نمودن | وز دیده ز دست دل ربودن

آن جلوه و آن نظاره کردن | وان دست و ترنج پاره کردن

رفتن در پای ناقه از دست | گشتن از چشم آهوان مست

با سنگ ستیزه ساز کردن | راهے سوی دوست باز کردن

ایام بهار و جوش لاله | بلبل بے صبر و منع ناله

رازی در گوش در دمیدن | پیش از گفتن زبان بریدن

لعل و در و کیسهٔ لئیمان | اشک غم و کاسهٔ یتیمان

دریا دستان و العطش گوهی | صحرا گردان و آب در جوئی

این جمله و هرچه از صفاتست
حرفی ز کرشمه‌های ذاتست

محروش عزیز ازین سخنها
خامش که خوش است تن زدنها

این درد مگو به ناصبوران
آئینه مده بدست کوران

افسانهٔ عشق و خاطر خوش
هشدار که هست موم و آتش

نی نی ز کسی چرا هراسم
گویم ز خدا خدا شناسم

با بانگ بلند راز گویم
می گویم فاش و باز گویم

دیرست که گردم اندرین دیر
اما اثری نیابم از غیر

با خاطر خوش درین چمنها
با خویش نشسته ایم تنها

باغ ست شراب چون ننوشیم
نوشیم و دگر چرا نجوشیم

گل بیند کس چرا نچیند
چشمی دارد چرا نه بیند

از گل بگذر که چیدنی هست
می بینم انچه دیدنی هست

برقی که نظر فروز موسی است
امروز چراغ خانهٔ ماست

خاکی تو و خاک خود حجاب است
ورنه شب و روز آفتاب است

عالم همه عین عالم آراست
گرداب و حباب و موج دریاست

هرشی که بکائنات بینی
آئینهٔ حسن ذات بینی

سرمهٔ بینش و آئینهٔ آفرینش

آن تشنهٔ موج جلوهٔ خویش
میخواست نهادن آئینه پیش

از جوش هوای خود پرستی
آبی آمد بجوی هستی

برخاست کفی و آسمان شد
بنشست کفی و خاک انسان شد

افروخت چو شمعها بافلاک
میسوخت ز رشک آن دل خاک

طوفان ز تنور گرم برخاست — آب بحر و بهار برخواست

زین طرفه که شد ز جوش طوفان — آباد همه زمین ویران

چون جمله زمین گرفت جوشش — از عرش برین گذشت اوجش

اکنون نه زمین فلک بود تنگ — وز رشک بدامنش بودا تنگ

تکمیل این احوال تفصیل این اجمال

سنگین جگری بخاک زد چنگ — گز سنگ دلی نیامدش ننگ

بر بود چنان دل از کف خاک — کش سینه ز آه و ناله شد چاک

در دهر کسی مباد بیدل — ور هست بخاک باد واصل

زین ست که در جهان پرپیچ — دل را از کف دهند بر هیچ

مژگان کسی که تیز چنگ است — در بردن دل چه بیدرنگ است

القصه ز دست صنع و ایجاد — شد از دل خاک کعبه بنیاد

ابلیس ز راه دور بینی — آمد ما بین او ز بینی

هر چند بهر طرف همی کافت — در کعبهٔ خاص ره نمی یافت

زد بر شکمش بامتحان دست — دانست بسنگ شیشه بشکست

پس روح دران وجود آمد — خود خانه خدا فرود آمد

گل کرد بهار جان ز باغش — گلبانگ ز عطسه زد دماغش

وا کرد نسیم غنچه راز — شد گل شکرش بشکر دمساز

چون شکر شکر فروش آمد — بحر رحمت بجوش آمد

مسعود یگانه گشت مسجود — مردود زمانه گشت مردود

شد علم نهان همه بر و عرض — یعنی هذا خلیفة الارض

چون کرد ز خوشه توشهٔ خویش / زان کو شک شد ز گوشهٔ خویش
بشکست بخوشه عهد بسته / رنگ رخ خویشتن شکسته
افتاد برون از آن گلستان / چون شاخ خزان رسیده عریان
از شرم گناه شد تنش آب / میداد چکیدنش به سیلاب
آخر که خلاص از آن بلا یافت / از دولت نام مصطفی یافت
زان روی حق آبرویش افزود / کان گوهر پاک را صدف بود

پرده کشائی ظهور بدری جلوه افروز نور محمدی

آن پرده نشین حجله راز / میخواست که پرده را کند باز
شمعی پی انجمن همی خواست / پروانهٔ او شدن همی خواست
در سر عشق باختن داشت / از خویش چو خویش ساختن داشت
بگزید مهر پارهٔ نور / پس کرد به بندگیش مامور
در سجده بزیر عرش ماند او / بر کرسی نقش خود نشاند او
هر جاهی که او نماز می کرد / آن جاهی بخویش ناز می کرد
از پرتو آن سهیل اعظم / شد رنگ پذیر ادیم آدم
آن روز او را خلیفه کردند / کان گوهر بی بها سپردند
یونس را اندران سه ظلمت / شد شمع فروز از هدایت
هم نار خلیل گلشن از وی / هم چشم کلیم روشن از وی
منت ز حفاظتش سراسر / بر گردن این ابن آذر
در پشت پدر بامست او / بس هست دلیل همت او
بر نیت فدیه قرعه افتاد / انگه که بصد رسید اعداد

در ملک وجود تا سر افراشت ‎ ‎ سر در سر سجدهٔ خدا داشت

روشن شده و موی نشانه کرده ‎ ‎ در کتم ازل خطا نه کرده

این ز گزند کار و نافش ‎ ‎ ابر کرم ابرهٔ لفافش

ایزد بجفا ظلتش به پرداخت ‎ ‎ از هفت ستاره هیکلش ساخت

از مهر خدا ز عهد عهد او ‎ ‎ شد عهدی هفت عهد عهد او

عالم که بپا رسائی افروخت ‎ ‎ دفتر کدہاے پارسی سوخت

شد خامه چو رانده کف پاک ‎ ‎ زان هست هنوز سینه اش چاک

جبریل امین بدرس پرداخت ‎ ‎ گنج آیهٔ اقرا ابجدش ساخت

حق داده ز گرمجوشی اورا ‎ ‎ تشریف گلیم پوشی اورا

سیراب عطای کوثر آمد ‎ ‎ ممتاز خطاب وانحر آمد

فتح مکه ز چالشش او ‎ ‎ کعبه شده چار بالش او

در احمد میم در میان نیست ‎ ‎ این راز بدیده ور نهان نیست

چون دید محمدش شد از هوش ‎ ‎ بگرفت احد سرش در آغوش

الحق مشهود و شاهد است او ‎ ‎ احمد محمود و حامد است او

خطاب بجناب ابجدیت رجوع بحضرت نبوت

ای لوح تراش تختهٔ خاک ‎ ‎ هفت آیه نگار لوح افلاک

بر ابجد خوان این دبستان ‎ ‎ روشن شده راز این شبستان

این روضه که با همه صفا هست ‎ ‎ تاریخ ظهور مصطفیٰ هست

گردون که بیاض نه ورق یافت ‎ ‎ شنگرف کتاب او شفق یافت

این نسخه هفت باب در اصل ‎ ‎ ترتیب شد از دوازده فصل

هر باب ازین ورق کتابیست — هر فصل ازین کتاب بابیست
کشاف سواد این شبستان — شد علم آموز این دبستان
حلال دقائق و نکات او — وصاف صفات کائنات او
از فر فروغ کاشف کان — آئینهٔ شرح هر گلستان
صاحب سیری ز بس ارادت — زو یافته خلعت خلافت
کیوان که ز دود دوده راز دود — بگرفت از ان سواد ها سود
زان دوده که تیر از زحل یافت — هم نامه و خامه در بغل یافت
بهرام که جنگ نامه خوان شد — ناهید بشوق چامه خوان شد
اندوخته مشتری سعادت — از نسخهٔ کیمیا سعادت
نسر طائر همی کند سیر — در نسخهٔ نظم منطق الطیر
یک مکتب و صد هزار کودک — در کار بزرگ لیک کوچک
ترسان همه از نگاه تیز اند — زاستاد همیشه سیگر یزند
لرزند بخویش یک بیک شان — ترسند که میکند فلک شان
این جمله اگرچه بس نکو است — یک سطر سواد آن دو حرف نیست
کن گفتنی و گشت کان پدیدار — بس گوهر راز از ان پدیدار
ای نقش نگار نامه ترکن — پاک از دل من سواد شک کن
دل را بهوس مخواه غمناک — این لوح ز حرف سهو کن پاک
هرگام این طالع سیاهم — چون خامه در افگنند بجاهم
عالم از پیچ و تاب هردم — چون خط شکسته هست درهم
از بسکه زمانه رخنه کرد است — دل نیست کتاب کرم خورد است
رحمی که ز دست درد و غم تنگ است — آخر دل هست این نه سنگ است

مشکن که بیاد تست محفوظ
پیوند شکسته لوح محفوظ

طی مراحل در وادی دل

دل کعبهٔ فیض مطلق آمد
حق ست که مظهر حق آمد

وادی زرع فضای وادی او
عشق است عصای هادی او

بندد احرام اگر گدایش
خرق عادت بود ردایش

آنکه که رود ز خود مراقب
گویا که شود بخویش راکب

ناقه زانوی و سر عماری
مژگان پرده است بر عماری

لاتوشهٔ قطع راه باشد
اثبات فرودگاه باشد

دارد بشمار جاده جاده
چون دست کرم همه گشاده

هم جاده و هم رهی که او راست
با صدق و صفاست نقش او راست

پنهان نه چنان که گویش هیچ
پیدا نه چنانکه نیست بر هیچ

نی راست نه کج نه پست و بالا
نی بیم سر و نه ترس کالا

نزدیک و بعید و سهل و مشکل
یک گام نی و هزار منزل

از هیچ یک ضرب هر انش
در شورش کوس کاروانش

وز زیر لبی نوای پنهان
باشد جرسش همیشه نالان

احرام گذشتن ست از خویش
میقات فگندنست سر پیش

بستردن موز سر گذشتن
فدیه است فدا بشوق گشتن

رفع وسواس رمی شیطان
صبح عید است نور عرفان

سعی ست دو کون در نوشتن
طوف ست بگرد خویش گشتن

حاصل چو شود طواف خانه
از شکر و ثنا بود دوگانه

صد شکر که باز سوی‌ت آییم | لبیک زنان بکوی‌ت آییم

احرام حریم خالق کائنات بسبیل مناجات

ای کعبهٔ جاودان وصالت | وی قبلهٔ راستان جمالت
ای قبله نمای کج نگاهان | وی زنگ زدای روسیاهان
من در گذر و ترا مقام است | من در سفر و ترا قیام است
بگذر که بطا علیم قاصر | قصر آمده فرض بر مسافر
از من که ضعیف و ناتوان تر | وز تو که رحیم و مهربان تر
زین بیش مخواه سینه ریشم | زین بعد مران ز پیش خویشم
جان هست بزیر بارم از غم | دامن نه کوه دارم از غم
غم آه مرا ز کار برد است | این تیغ تمام زنگ خورد است
در گریه نمک در آه اثر نیست | از حال منت مگر خبر نیست
غم مونس من مدام بادا | ور نیست غمت حرام بادا
زخم کهن مرا رفو ساز | یعنی که بدوز دیدهٔ آز
زاهد بنماز طالب حور | عابد بهوای خلد مسرور
اینها همه هست سر بسر هیچ | خواهم ز تو بس ترا دگر هیچ
از شوق سوی تو هر شب آئیم | بکشا در جلوه را که مائیم
در بسته بر آشنا نشاید | بیگانه به نیمه شب نیاید
هستیم چو سایه بر در تو | مائیم و گدائی در تو
نقش در تست بر جبینم | کونین بود ته نگینم
از خاک در تو تاج من بس | وز ملک سخن خراج من بس

سگالش بر احوال خود

من آئینه دار گوهر ستم — داراب لقب سکندر ستم

کلک دو زبان ست تیغ تیزم — طغرای نگین هو العزیزم

تحت العرش ست مخزن من — فوق العرش است مسکن من

با نغز چه فتنه دست دادم — کز عرش بفرش اوفتادم

تا زین سپسم کجا شود جا — در تحت ثری که بر ثریا

چون پایه نردبانست بیخ — ترسم که بیفگند بدوزخ

دنیا کوهیست راه پرپیچ — مانند گیاه هیچ بر هیچ

این کوخ کهن نجس کلوخ است — پیداست که قلب خوک کوخ است

این آس روان کف فسوس ست — آری همه آردش سبوس است

خطاب بنفس خود

ای گرسنه دونان شب و روز — دل را بغذای جان بیفروز

طباخ هوا و سفره چین آز — وز دیده سماط کرده باز

شرب تو حرام و اکل مردار — کردار تو بتر ز دروغ گفتار

آن کار بجن که نیک خویان — وان بذله بگو که راست گویان

آن باده بنوش کان مباح ست — وان چیز بخور که عین صلاح است

ساقی همدم نی چو میخوری مے — زان رومی که مے خوش است با نی

نی کردم خویش جان فزاید — با بانگ بلند می سراید

در عشق بکوش و می پرستی — خوش باش که هست نیست هستی

نی خامۂ مشق راز باشد
نی نغمۂ تر در آستین است
من کم نیم از نی تهی مغز
اکنون که بود دلبا زسازم

نی شمع رہ نیاز باشد
در زمزمۂ نی آفرین است
آه از نم ترانۂ لغز
آخر چو نیم نی نوازم

اظهار عشق حقیقی

ای سازدهِ شکسته سازان
دلها شکنی بدرد مندی
شادیم بجان نوازی تو
سرگرم تو آتشین بیانان
موسی بتو محو خوش بیانی
از زخمۂ عشق خسته ام کن
یا چارۂ زخم کاری من
اندک صبری باین دل ریش
اندازۂ طاقت و توان کن
کوه از نظر تو خاک گردد
بنمای یکی به پارسا رو
لطفی کن و جلوه گر شو از دور
گو همدمی منت سزا نیست
از بهر سخن بها نها هست
از بادۂ عشق در خمارم

وی پرده کشای بسته رازان
کاهنگ شکست دل پسندی
نازیم به بی نیازی تو
در آتش از تو ژند خوانان
مرغوب تو شعلۂ شبانی
و ساز دل شکسته ام کن
یا گوش بنه بزاری من
یا پرده بر افگن از رخ خویش
خود را بنمای و امتحان کن
دل را چه گنه که چاک گردد
تا در دم را کند قیاس او
پندار که موسی ست بر طور
شایان تو پرس و جوی ما نیست
گر نیست ز موسی از عصا هست
بگذر که ز ادب گذشت کارم

عمریست که در رهت خرابم | نگذارم اگر ترا بیابم
زین گونه که با تو همزبانم | پندار که من همان شبانم
پرواز می وصل تست کاسم | کز خویش ترا نمی شناسم
مستم که تو میدهی شرابم | سوزم که تو میکنی کبابم
آن مے که تو خوردهٔ بن هم | وانگه بتمام انجمن هم
سرمست شراب سرمدم کن | سرشار غم محمدم کن

بیان معراج

بگذار که خامه ام شب داج | مستانه رود براه معراج
آن شب که سواد روشنی بود | عالم چو شگفته گلشنی بود
همزلف سواد او شب قدر | هم چشم ستارگان آن بدر
شب بود سواد دیدهٔ حور | بل چشم و چراغ لمعهٔ طور
خورشید سیاه خانه زادش | مه هندوک حبش نژادش
عرش از ره سرخوشی دران سور | پوشیده ز فخر برقع نور
هم نافهٔ شب بمشک سائی | هم ناف زمین بنافه زائی
کونین شگفته چون چمن بود | تا سدره بهار موج زن بود
آسوده طیور در نشیمن | ازانده دام و دانه ایمن
هر سوی چو شاهدان طناز | مرغی اولی اجنحه به پرواز
هم یاسمن از سپهر درجوش | هم خاک برهنه یاسمن پوش
کز درگه خاص خاص درگاه | بر درگه شه رسید ناگاه
زد حلقه بدر چو زخمه بر چنگ | با حلقهٔ در شده هم آهنگ
بگشاد زبان که خواب تا چند | ای چشم براه تو خداوند
زد پر در گوش حلقه آواز | وا گشته در کرشمهٔ ناز

پیغام وصال گوش کرده | پیمانه ز شوق نوش کرده
برخاست و خویش را بیاراست | آراسته شد چنانکه دل خواست
بیعت چو بدست او وضو یافت | سرچشمهٔ کوثر آبرو یافت
آنگه که ز سجده سر برافراشت | سجاده گذاشت جاده برداشت
رائض ز ریاض هشت جنت | آورده براق برق سرعت
در آخور نه فلک یگانه | از جلوه برش ابلق زمانه
در خرقه جبل چو خور نهٔ ابر | در برقع ابر برق بی صبر
لعلین لب و هم زمردین سم | مشکین دم و نیز عنبرین دم
کوچک دهنی فراخ بالی | کوتاه دمی دراز یالی
مانند عروس شو ندیده | تنگش بکنار درکشیده
در معرض ناز همچو خوبان | گیسو بدهن گرفته رقصان
حق داده ز داغ ران فراغش | بر دل ز غم حبیب داغش
کودک حرکات و هم جوان روی | با عهد شباب در تکاپوی
از شوق برهنه پا دوان تر | وز وهم جریده رو روان تر
تا دم زنی از فلک بدر بود | گویا که دعای با اثر بود
خور آمده شانه کش دمش را | مه شد فوه نگین سمش را
چون شاه دو کون جا برین داشت | زان جا جهت نگین داشت
مه بود سیاه پوش راهش | وین سبز قبا کتان ماهش
ناهید زبهر رنگ در باخت | دف را بدرید و مقنعه ساخت
از آهن نعل آن سبک گام | بربست طرف ز تیغ بهرام
زاوش زده بوسه در رکابش | شد خاتم زر او در رکابش

کیوان بفزود عز و شانش — منسوب چو شد بداغ رانش

از جستن پایه پایهٔ او — در ره نفتاد سایهٔ او

پا کز پی قطع ره فراداشت — در نفی دو کون نقش لا داشت

هر سو ملک کشیده صفها — افروخته شمعها بکفها

کردند وداع همرهانش — او مانده و عزم لامکانش

زان پایه نهاد پا برفرف — شد دست بدست همچو مصحف

نشنید بجز شنیدنی او — نی دید بغیر دیدنی او

بگذاشت همه زمینهٔ راه — خود نیز نماند تا بدرگاه

وا ماند چو رفرفش ز رفتار — افتاد بپای شوق این کار

طی کرده بره حجابها را — برداشت ز رخ نقابها را

چون پای جهات ازمیان رفت — حیرت زده تا کجا توان رفت

نی جرأت آنکه پا نهد پیش — نی راه چنانکه رفتی از خویش

زین سوز تحیر انتظارے — زان سوز درنگ اضطرارے

زین رو شده راه بسته بر هوش — زان سوی گشاده شوق آغوش

زان سوی گشاد اگر نبودے — این عقدهٔ بسته چون گشودے

زان جا کششی که بی بجان برد — تا حجله گه آستین کشان برد

در کعبهٔ بی جهت رسید او — وان زمزم معرفت کشید او

هم شاهد حسن با همه ناز — هم حجلهٔ وصل با همه ساز

شد ناز و نیاز را یک آهنگ — امکان و وجوب گشت یکرنگ

فرقی بمیان نماند باقی — میخوار که و که بود ساقی

در حضرت ساقی محبت — می خورده بهم دمی امت

نازم بوفاق و اتحادش
کو رفت و زرفتگی نیادش

کارش همه چون بباز آمد
زان گونه که رفت باز آمد

گردیده بعرشیان عطاریز
آورده پی جهانیان نیز

همگشته با نبیا گهر سنج
هم داده باولیای دین گنج

غاشیه داری خامه بسبیل خطاب بآنجناب

ای آمدن تو از ره دور
جان بخش جهانیان مهجور

شد چشم زمانه باز روشن
باز آمده جان رفته در تن

یک ره گذری باین دل چاک
ای رانده ز خاک تا بافلاک

یک لحظه ازان بکار من هم
کاوردی ازان ریاض خرم

خلقی ز جدائی تو مخمور
تو از می وصل گشته مسرور

بنما رخ و این خمار بشکن
بکشا لب و گل بدامن افکن

بشکن سر زلف پرشکن را
بت بشکن و کفر برهمن را

خوی کرده بچهره زو تب و تاب
آتشکده ها بده بسیلاب

هنگامهٔ زردهشت کن سرد
چون زر رخ زردهشتیان زرد

دستی بدو زلف خم بخم زن
یعنی که دو کون را بهم زن

برخیز و بمنبر آر آهنگ
کایند فرو شهان اورنگ

از چهرهٔ خود نقاب واکن
صبحست بلال را ندا کن

برخیز که ملک فتنه خیزست
برخیز که دیو در ستیز است

نشیند فتنه تا نخیزی
نگریزد دیو تا نریزی

ملک از تو و باج از تو بستان
تخت از تو و تاج از تو بستان

وقتست که رستخیز خیزد / وین سقف کهن ز هم بریزد
رگهای زمین کشیده گردد / افلاک ز هم دریده گردد
برخیز که رستخیز برخاست / هر کس ز زمین برهنه برخاست
شاه است ز خود خجل گدا هم / درمانده بخویش انبیا هم
برخیز و بسوی خاکیان پوی / از خلوت خاک امتی گوی
مانند نسیم نوبهاران / بگذر بصف گناهگاران
کز خویش ثمر ندیدگانند / یعنی که خزان رسیدگانند
یک ره گذرے سوی سقر کن / بر سوخته اختران نظر کن
خط بر سر جرم جمله درکش / دست همه را بگیر و برکش
بکشای لب ای شفیع امت / تا باز شود در شفاعت
وقتاست که هرچه باز جوئی / بخشند بتو حق که خوبروئی
دارم ز تو چشم یک نگاهت / ای جان عزیز خاک راهت
از مهر تو هست چون سرشتش / بے شبه برند در بهشتش
از لطف تو گر سوادی آرد / افسانهٔ شوق بر نگارد

بیان آغاز سخن برای نامه نگار و بیاری بخت بیدار حصول سعادت دیدار

شد ذوق سخن چو شمع راهم / زان یافته روشنی نگاهم
عشق آمد و خضر راه من شد / بر عرش فرود گاه من شد
هم قصر ورع ز پا در آورد / هم دلق ریا ز سر بر آورد
از مدرسهٔ عقل نکته میراند / عشق آمد و آن ورق بگرداند
واگشت زماه تا بماهی / دیدم که گداییست شاهی

رود اد چنان صفای ادراک — کائینه من ز زنگ شد پاک
از مدرسه برد در خرابات — کانجا شده حل نفی و اثبات
کرداد بسخن مرا گهر سنج — برداشته مهر از سر گنج
دل چشمهٔ فیض از سخن گشت — شد قطره محیط و موج زن گشت
هر قطره کزین محیط زد جوش — شد گوهر تاج یا دُر گوش
روزے پی مثنوی گرفتم — زاد رہ مثنوی گرفتم
با خویش بگوشهٔ نشستم — خون خوردم و نقش تازه بستم
آن پیکر نازنین دل افروز — پیرایه گرفت در دو سه روز
چون دود چراغ خورده شبها — بگداخت دماغ من ز تبها
ناگاه بسنگ خورد پایم — زد عطسهٔ وحشتی دماغم
سیلاب جنون بسویم آمد — صحرا بطواف کویم آمد
خود در رفتگی مقیدم کرد — زندانی کلبهٔ خودم کرد
من خسته و پا بزنجیر بود — وین درد ازان زیاده تر بود
وان درد نصیب کس مبادا — خاص از پئے بوالهوس مبادا
القصه شبی ز غایت درد — می سوخت تنم ز نالهٔ سرد
گردون ز شب ستاره آمود — چون خانه پر شراره و دود
کوکب بنظر ز تیره رنگی — همرنگ بخال روے زنگی
تاریک و تنگ بچشم ناظر — چون چشم غراب نسر طائر
هر گه که شرار من طپیدے — پیراهن سنگ را دریدے
گه دست دعا بلند کردم — وز ناله گہے کمند کردم
سینه خست نفس ز حدت تب — چون دود چراغ گشته بر لب

از هیچ دری نشد گشادم   آخر سوی قبله رو نهادم

دل میل طهارت و وضو کرد   چشم ز سرشک پر سبو کرد

جان گفت بنالهٔ گلو گیر   برخیز که هست وقت تکبیر

پشتم بنماز چون دوتا شد   صد سجده بیک نیاز ادا شد

دل سرخوش گلفشانیم کرد   سرمست درود خوانیم کرد

گشتم چو بکوره ورد بلبل   غلطید نفس بخرمن گل

افسانهٔ گل زبس شنفتم   در سایهٔ نوبهار خفتم

دیدم که روان سبک چو آهم   بر سر شده چتر زن سحابم

هم قافلهٔ بهار گشتم   بر نکهت گل سوار گشتم

جان ناقه براه دوست میراند   غوغای نفس حدی همی خواند

ره بود همه زخار و خس پاک   وز ابر بهار خاک نمناک

ناگاه ز لطف کردگارم   افتاد بدرگهی گذارم

کیوان ایوان و عرش پایه   خورشید فروغ و چرخ سایه

قندیل درش دل فرشته   پروانهٔ او دل برشته

سکان رهش فلک مسیران   دربان درش ملک نظیران

خورشید بمنظرش ز تنویر   یک ذرهٔ روز تاب و شب میر

پا کرده ز دیده پیش رفتم   با خاطر خوش ز خویش رفتم

دیدم که بر آستانهٔ خاص   استاده یکی ز روی اخلاص

بحر عرفان در آستینش   ملک وحدت ته نگینش

طومار وفا عمامهٔ او   پیرایهٔ صدق جامهٔ او

ملک ملکوت ملک خاصش   در سلک سلوک اختصاصش

لب کرد رسید چون مرادید | دیدم که رسید صبح امید

پیش آمدم و سلام گفتم | گفتا ز کجا تمام گفتم

فرزند عراق و دنی وشتم | یعنی که غریب شهر عشقم

دستم بگرفت و کام جان داد | لعلینی بر درم نشان داد

تاج سر عرش و سقف دادم | برداشتم و بسر نهادم

در پایهٔ عرشیان رسیدم | تسبیح سبحان شنیدم

کاین زمزمه از سروشم آمد | وین مژده بگوش هوشم آمد

کز خویش بفز سنجی برون آی | وانگاه ز بیرون اندرون آی

جان کرد ز جسم خلع نعلیک | دل آمده نعره زن که لبیک

چون گشت درست جمله کارم | وادند به بزم خاص بارم

بزمی که غبار آستانش | ریزند بعرش ساکنانش

بزمی که ز روشنی جاوید | فارغ ز فروغ ماه و خورشید

یکسوی نشسته مه جمالان | یکسوی ستاده نونهالان

در کسب صفا ز مهر چون ماه | در نشو و نما ز ابر چون کاه

آیات صفا خط جبین شان | دعوات کمال و رنگین شان

موسی قبان شوق دیدار | عیسی نفسان جان بیمار

دیوانهٔ وادی دل خویش | پروانهٔ شمع محفل خویش

خوش سیرت و خوشجمال و خوشروی | خوش طینت و خوشخصال و خوشخوی

در غزوهٔ عشق خنجر کین | از کشتن نفس کرده رنگین

بی می همه می پرست گشته | بی باده تمام مست گشته

بر یاد حق از کهن رساله | نوشیده می هزار ساله

سلطان رسل بلند ناز — چون مهر سپهر جلوه پرداز
پیرامن او ستاده جمعی — پروانه صفت بگرد شمعی
خوبان زمانه دست بسته — چون اختر گرد مه نشسته
از هر بن موی اهل مجلس — در شوق نظاره رسته نرگس
من هم ز نشاط اندران سور — از بخت رسای خویش مسرور
اما چو گدای روستائی — غافل از داب پادشائی
کز گوشهٔ چشم مهربانی — ممتاز شدم بمیهمانی
آمد بمیان بزم درگشت — چون مهر مه آفتابه و طشت
برخاستم از مقام خودمست — بنشستم و شستم از جهان دست
سیراب ز شهد و شیر گشتیم — خوردیم چنانکه سیر گشتیم
دادند ز بزم خاص انعام — نوشیدم و چاق شد دماغم
چشمم که ز جلوه طرف بستی — از هر قدم ام نگاه رستی
کز شومی بخت خفته ای آه — بیدار شدم ز خواب ناگاه
چشمم چو ندید آن رخ پاک — زد موج سرشک سر بافلاک
تا حشر بخواب بودمی کاش — کاین درد بکس نمی شدی فاش
زان روز که آن جمال دیدم — یک لحظه بخود نیارمیدم
این دیده که بود جلوه گاهش — عمریست که هست وا براهش
هر شب بهمین خیال خوابم — کان دولت رفته باز یابم
وانگاه که دل بدرد آید — از شدت شوق می سراید
ای یوسف حجله گاه خوابم — بنگر که چها به تب و تابم
ای دولت رفته زود باز آی — باز از ره مهر جلوه فرمای

چشمم که مدام خون بگرید   یکره بنگر که چون بگرید

یا بر سر جلوه آے پیشم   یا زود بخوان بسوی خویشم

بے روی تو گشته بزم دوران   تاریک چو چشم پیر کنعان

آه از دل و آه ز اشتیاقت   آه از من و آه از فراقت

یکبار ز راه لطف بارے   بر خاک عزیز هم گذارے

شد مصر خراب از سر نو   برخیز و عزیز عالمے شو

دل بے تو که بار بار نالد   بنگر که چه زار زار نالد

روزے که عزیزا دل چاک   داغ تو برد بخویش در خاک

گویند ز رشک سے فلان مرد   آرائش عالم از میان برد

یا رب ز جهان چو بار بندم   چشم از خود و روزگار بندم

از داغ غم تو توشه ام بس   وز خاک در تو گوشه ام بس

بر نام تو باد اختتامم
لبریز ز باده تو جامم



قیصر نامه که از آغاز فتنه جنگ بغاوت تا اختتام صلح فیما بین شهنشاه روس و سلطان روم و جمله اتفاقات بیگار و حالات کارزار بسبیل اختصار درین نسخه مرقوم ست

بنام خداوندگار آفرین / هزار آفرین صد هزار آفرین
جهان پادشاه خدیوان خدیو / ازو به پیش او چه گاو و چه گیو
نه او را نگاهے بدیهیم و گاه / نه او را نیازے بخیل و سپاه
ازل تا ابد بارگاه وے است / کران تا کران در پناه وے است
ورش را بدربان سرکار نیست / ولی ناکسان را برش بار نیست
ستایش سرایان ستایش گرش / سر سربلندان نیاز آورش
قضایش برآرد بهر جا که تیغ / که آرد که دارد سر از وی دریغ
اگر از جلالش زند دم زبان / بلرزد سپهر و بجنبد جهان
به یکتائیش هر که دم می زند / نه دم بل دو عالم بهم می زند
خرد را بدرگاه او راه نیست / زبون کوشش اندیشه آگاه نیست
ازو کوس کاوسیان پر صدا / وزو نای ناقوسیان پر نوا
بعثمانیان روم را رام کرد / بلی شام آن بوم را بام کرد
رخ غازیان را انجمن غازه ساز / بآب دم تیغ جان تازه ساز
بشمشیر کشور کشائے دهد / بتدبیر کار آزمائے دهد
بجلمش ابابیل چون پر زند / صف ژنده پیلان بهم بر زند
کند قطره را در صدف در ناب / دهد سایه را پایه آفتاب
بهدهد نهد بر سر خوان نصل / مگس را کند خانه پر از عسل
دل و جان دهد تاب و طاقت دهد / عجب اینکه بخشد ست اجرت دهد
اگر چرخ گردان بود ور زمین / بقهرش نه آن بازماند نه این

هم او هست و هم او بماند بجای که جاوید مانست و جاوید پای

بهر جا که منزل کنی کوی اوست بهر سو که رو آوری روی اوست

مرا هست یادش بخورد و بخواب بروز آفتاب و بشب ماهتاب

عزیز از خدا مصطفی را شناخت چو بشناخت او را خدا را شناخت

در نعت سرور عالم صلی الله علیه وسلم

سزد اینکه خود را ستایش کنم که وخشور را او ستایش کنم

چه وخشور دستور دستوردان پیام آور ایزدی ترجمان

فرستنده را می برم چون سجود فرستاده را هم فرستم درود

فروزنده خورشید تابنده وار شب افروز شمع ره کردگار

یعنی ز رحمت نخست آیتی بظاهر ز دولت لبین رایتی

زمین تا فلک روشن از دین او ز آئینه روشن تر آئین او

نشسته شرف داده آدینه را بهم بر زده دین دیرینه را

ز مهر نبوت که بر پشت زد بمهر سلیمان زد انگشت رد

ز گردان و گردن کشان در نبرد بیک مشت خاکی بجا آورده گرد

حبش از غلامی او داغدار به بویش سواد یمن مشکبار

کلیمش برازنده بکوثر برات خضر را ز آب حیاتش زکات

بود برتر از نه فلک پایه اش نیفتاد ازان بر زمین سایه اش

چو از پیشگاه خداوند آمد او سزد گر پس از انبیا آمد او

کسی کآفتابش بود بر قفا رود سایه اش پیش و خود در قفا

ولی روز محشر باقبال او همان سایه باشد بدنبال او

جهانش سایه وا و سراپای نور | بلی سایه از نور دارد ظهور
بمهرش صلا چار سو میزنم | دم از آل و اصحاب او میزنم
بود بر درم آسمان جبهه سا | که دارم سرے پا در مصطفا

در اظهار شوق و تمنای دلی

خوشا آنکه من رو بمنزل نهم | بصد شوق بر ناقه محمل نهم
فلک ناقه و ناقه رقصان شود | ملک ناقه ران و حدی خوان شود
چو خورشید خاور بمغرب روم | ز هندوستان سوے یثرب روم
نخستین بزمزم وضوئی کنم | دل و دیده را است شوئی کنم
بطوف حرم چون نیاز آورم | بشکرانه آنجا نماز آورم
کنم از در کعبه رو سوی او | برد دل ز کف یاد ابروی او
بدیدار آن روضه شادان شوم | اگر خار باشم گلستان شوم
بخاک درش کاش خاکم کنند | کز آلایش خاک پاکم کنند

در عرض حال خود

دلا حاجت از راست کیشان طلب | دوا ای دل از سینه ریشان طلب
در عشق زن رو گشادی بخواه | گشا دار دهر رو مرادی بخواه
کسی کز درشان گدائی کند | بملک سخن پادشائی کند
من از خاک شان همتی خواستم | چو افلاک از خاک برخاستم
بود دولت از دولت شان مرا | دهد خواجگی خدمت شان مرا
نظامی بود بزم افروز من | برد آفتاب آتش از سوز من

من از خاکش اکسیر آموختم / زشمعش چراغی برافروختم

هنر و گنر چو اسم چراغان کنند / ز خاکم جهان را گلستان کنند

بود لکهنؤ گنجهٔ من گنج سنج / وهم بی ترازوی بی دست رنج

بود آنچه در بحر و کان آن ماست / که دریا و کان هم بداماں ماست

هر آن گوهری کش من آرم بکف / ندیدست آلایشی از صدف

اگر گوهر از لامکان آورم / وگر گل ز باغ جنان آورم

خوشا آنکه جا در جنان داشتم / ز کونین دل برگران داشتم

بعالم مرا آدم آورده است / ز دیر مغانم حرم آورده است

بلی هست کشمیر جنت مرا / بدو نسخ در افگنده غربت مرا

ازان گلزمین ست چون شاخ من / بود سبز و خرم ازان کاخ من

زمینی چو فردوسم آمد وطن / که خوانند فردوسیم در سخن

ملقب به داراب در گوهرم / که آئینهٔ حال اسکندرم

بلی فیض داراب چو یاستی / که چون طوطیم طبع گویاستی

عزیزم چو دارند اهل تمیز / سزد خوانم ار خویشتن را عزیز

مرا یوسفی هست در کاروان / ندانم که باشد زلیخای آن

نشد کس خریدار جنس درسے / مگر آید از آسمان مشترے

درین خانه تا خم نشین گشته ام / فلاطون بیک اربعین گشته ام

ز من رونق می پرستی بود / همین فرد چل ساله مستی بود

چو امروز عمر من از چل گذشت / پی ناقه از رهٔ منزل گذشت

هنوزم سر دست پیمائی ست / فرشش در پی نعل فرسائی ست

بر آنم که چون ترکتازی کنم / بترک فلک گوی بازی کنم

چو داود دارم نفسهای گرم ‏ ‏ که پولاد در دست من گشته نرم

ازان درع سازم که در بر کنم ‏ ‏ سپس ساز شمشیر و خنجر کنم

که هر کس درافتد براندازمش ‏ ‏ وگر سر برآرد سر اندازمش

پس از رهروان نخست آمدم ‏ ‏ چو دیر آمدم زان درست آمدم

بتکمیل نفس من این بس گواه ‏ ‏ که ماندم دران بارگه دیرگاه

کسانی که آیند دنبال من ‏ ‏ ببینند قال من و حال من

بجائی خطائے اگر بنگرند ‏ ‏ بود چشم آنم کزان بگذرند

بیا ساقی آن آتش تابناک ‏ ‏ که باشد چراغ شبستان خاک

بمن ده که از خود بجانم دهد ‏ ‏ پس از مرگ آب حیاتم دهد

در تالیف کتاب

کهن آتش پارسی مرده بود ‏ ‏ دل و جان گبران هم افسرده بود

نه آتش بجا و نه آتشکده ‏ ‏ در دیر را قفل محکم زده

من آوردم آن قفل را چون کلید ‏ ‏ در بسته را شد کشادی پدید

نگه کرد در تیره خیره گے ‏ ‏ درخشید برقی دران تیرگے

بهر گوشه خاکستری یافتم ‏ ‏ ز بس کافتم اخگری یافتم

بدان اخگر این آتش افروختم ‏ ‏ چو افروختم خویش را سوختم

بمن تافت تا آن درخشنده نور ‏ ‏ بگفتارم آورد چون نخل طور

کنون قال آتش زبانی زنم ‏ ‏ بموسی دم لن ترانی زنم

مرا این آتش از آتشی دیگرست ‏ ‏ نه از سنگ و از تیشهٔ آزرست

زمن یافت چون آتش مو جان ‏ ‏ مر آوازه او زنده جاودان

مگو آتش آب حیات است این | روان تن کائنات است این
من آتش پرستی بجان میکنم | بخاکستر آتش نهان میکنم
گر آید بآتش گرفتن کسی | برافروزد از آتشِ من خسی
الهی چراغش پر از نور باد | دم باد صرصر ازو دور باد
مرا آفریدند چون سنگ بخت | بسوزنده آتش نشانم درخت
گدازم گر افتد تفتیده کشت | کند خرمم آن را نسیم بهشت
چراغم بود روشن از برق طور | ایاغم پرست از شراب طهور
بخون جگر تازه دارم دماغ | شدم فارغ از فکر جام و ایاغ
نواهای نوی در سخن میزنم | دمادم شراب کهن میزنم
شب تیره و راه تاریک پیش | برافروختم شمع از سینه خویش
شدم قطره زن تا حد کائنات | دران تیرگی جستم آب حیات
سر چشمه سار سخن یافتم | سکندر طلب کرد و من یافتم
دلم شاد ازین سال فرخنده شد | باین نامه نو سخن زنده شد
باندیشه چون سر بزانو نهم | ز کونین خود را بیکسو نهم
نهم سر بزانوی و پا بر سپهر | زنم پشت پا بر سر ماه و مهر
چو من سر بجیب قبا می کنم | در خلد بر خویش وا می کنم
گلی گر بخواهی گلستان دهم | وگر لعل جویی بدخشان دهم
گر این نسخه از هم گشائی بهوش | صدای در خلد آید بگوش
دران روضه باشد گر راهی کنی | بهشت و قصورش نگاهی کنی
اگر در خماری شرابی خوری | وگر تشنه کامی که آبی خوری
هوس گر بخوان ودادت برد | نعیم جهان را زیادت برد

چو در سایهٔ طوبی آیی فرود
برضوان آن روضه خوانی درود

اگر طبع من نخل طوبا بود
که هر میوه خواهی مهیا بود

بلی هست این سبز سنگلاخ
شد از آبیاری من سبز شاخ

گشادم بجو داز دری چون دری
سزد گر بگردون برآرم سری

چو در پهلوی پهلوانی کنم
چرا چون خران قلبه رانی کنم

کسانی که زخم سنان میخورند
همانا بشمشیر نان میخورند

مرا هر زبان کم ز شمشیر نیست
نی کلک من کمتر از تیر نیست

سزد اینکه من هم بشمشیر و تیر
شوم همچو اسکندر آفاق گیر

خدارا عزیزا نهم لاف چیست
بدین فضل این هنر انصاف نیست

گرفتم که سالار لشکر شوی
بکشور گشائی سکندر شوی

سکندر چه برد از جهان چون بمرد
کفن خاک برداشت آنهم نبرد

تو آن کن که هنگام عزم راه
شود صبحگه بر تو آن شامگاه

بگیر از جهان آنچه با خود بری
که روزی ازین خاکدان بگذری

بیا ساقی آن جام کیخسروی
بمن ده که از ساز و برگ نوی

کنم تازه آئین جمشید را
دهم تازگی باغ امید را

خطاب بآسمان و رجوع بستایش ملکهٔ معظمهٔ وکتوریا قیصر هند

ببارای فلک تازه کن خاک را
برآرای زمین بر فلک تاک را

بده ای نو شاخ را توشه
سرای خوشه بر کش ز هر گوشه

بگیر ای کدو تو ازان خوشه آب
بتاب ای آفتاب آب را کن شراب

برآ ای شراب از ته خم بجام
که باشی بجام شهنشه مدام

شهنشاه فرزانه و کشوریا ‌ ‌ ‌ که آمد شهنشاهی او را سزا

ز عدل وی اقلیم هندوستان ‌ ‌ ‌ بود خرم و سبز چون بوستان

چو خلقش خدا داده ملکش وسیع ‌ ‌ ‌ چو اقبال او بارگاهش رفیع

نگرید بعهدش کسی جز سحاب ‌ ‌ ‌ ننالد بدورش ولی جز رباب

نه بیداد صرصر رسد بر گلی ‌ ‌ ‌ نه گل بشکند خاطر بلبلی

چو از عدل او داد پیرایه اش ‌ ‌ ‌ بود برتر از آسمان پایه اش

نمی عیشش دارد جهانی بکام ‌ ‌ ‌ تو گویی بود دور او دور جام

فلک عهد جنبان زمین مهد اوست ‌ ‌ ‌ چو شهزاده و ولیعهد اوست

ز دانش نیوشان عالی مقام ‌ ‌ ‌ که کرسی نشینند و منبر بنام

چو انجم یکی انجمن داده ساز ‌ ‌ ‌ بدان مید سلطنت را طراز

گوارنده که صاحب کلاهی کند ‌ ‌ ‌ بحکم شهنشاه شاهی کند

بود هند را شاه داور وزیر ‌ ‌ ‌ گر این ماه آن هست مهر منیر

شهنشاه آری بود آفتاب ‌ ‌ ‌ که هر ذره را هست از و آب و تاب

بود فیض او دهر را همچو نهر ‌ ‌ ‌ که هر شهر دارد از آن نهر بهر

پری چهرگان فرنگیش نر ‌ ‌ ‌ بخدمت کمر بسته پیشش کمر

فلک در نگاه بکار وی است ‌ ‌ ‌ کهن سال خدمتگذاری است

نهیبش بهر جا که لشکر کشد ‌ ‌ ‌ که دارد سر آن که سر برکشد

زند فوج بحریش آتش در آب ‌ ‌ ‌ شود مرغ و ماهی بدریا کباب

جهان را مسخر بتدبیر کرد ‌ ‌ ‌ که تدبیر او کار شمشیر کرد

نهد آسمان سر به پای هند ‌ ‌ ‌ که در ظل مهرش بود جای هند

برانداخته رسمهای کهن ‌ ‌ ‌ برآورده نخل ستم را ز بن

نشست آتش فتنه در عهد او — نسوزد زن هند از مرگ شو
ز بیمهری و جهل دوران گذشت — ز دختر کشی رای آیان گذشت
زمینی نه بینی بجز کار و کشت — شده هند خرم چو باغ بهشت
بهر شهر طرح مدارس نهاد — کزان هند اگشت روشن سواد
بهر جا شفاخانها ساختند — که بنیاد صحت در انداختند
طلسم دگر ساخت از تلگراف — که گر خود ندیدم شمردم گزاف
ز شهری بشهری تنیدند تار — سخن را بره راست شد آشکار
هم از باختر تا بخاور زمین — پل و راهها ساختند آهنین
روان گشته کالسکهای بخار — جهانی برومی شود رهسپار
بکشتی دودی (دخانی) بادی مدام — توان رفت از هند تا روم و شام
بپیمان دیرین زراه وداد — بسلطان رومش بود اتحاد
بهر جا معین و مددگار اوست — بزور و بزر یار و غمخوار اوست

فیاضی اهل هند

بلی شاه با هر که دارد وفاق — رعایا کنند بیشتر اتفاق
خصوصًا درین عهد فرخنده عهد — که با روم میان روس بشکست عهد
بدولت پژوهی بپرداختند — بنام کسان دائره ساختند
بهر شهر وده مجلس آراستند — ز هر خرمنی دانه خواستند
که کار آگهان صرف بیجا کنند — بدان خستگان را امداد کنند
سعادت زده حلقه بر هر دری — ز هر کشوری شد فراهم زری
سوی روم گنجی ز هندوستان — روان شد چو برگ گل از بوستان

فیاضی نیر اوج اقبال صدر آرای دولتکدهٔ بهوپال

هم از فیض والی بهوپال هست ... که خرم از و کشت آمال هست
درین کار بذلی که بر داد بکار ... نیارم شمردن یکی از هزار
جهانش بانو د بانو بانوان ... که در خدمتش زهره بندد میان
کلاهش نه ولیک صاحب کلاه ... محاقش نه ولیک مانند ماه
بود جای حیرت که این آفتاب ... جها زاگرفتست خود در حجاب
بلی مظهر کردگارست او ... که پنهان و هم آشکارست او
سزد اینکه باشد زمردم نهان ... که جان جهانست شاه جهان
ز اقبال این بانو عالم ست ... که در سایهٔ قدسیه بیگم ست
زهی بیگم پاک دل پاک ذات ... که چون نام خود هست قدسی صفات
سحابیست دستش گزین مرز و بوم ... رسیدست فیضش بدریای روم

نام ممدوحه ۱۲

فیاضی حضور پُر نور والی ریاست رامپور

زهی همت والی رامپور ... که چشم بد از دست او باد دور
درین کار چون بخشش آغاز کرد ... در چاره بر خستگان باز کرد
ز دینار و درهم فرستاد گنج ... که رنجیدگان را رهاند ز رنج
سحابی که آن گوهر افشان بود ... کف جود کلب علی خان بود
درش کعبهٔ اهل امید هست ... رخش قبلهٔ ماه و خورشید هست
بصورت ز یوسف بود یادگار ... بمعنی خود او سایهٔ کردگار
خداوند ارباب اخلاص هست ... خداوند را بندهٔ خاص هست

گه سجده اش روشن ست از جبین / که دارد دو عالم بزیر نگین
کف او که داد سخنور دهد / بهر نکته صد گنج گوهر دهد
بلندست چون آسمان پایه اش / جهانی ست آسوده در سایه اش

فیاضی نواب عالیجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر

بلی اینهمه فیض نواب هست / که بر روی امید از و آب هست
چه نواب سرخیل نام آوران / کهین چاکرانش مهین سروران
جهانگیر باشد چو احسان او / جهانی بود زیر فرمان او
بگاه خموشی محیطیست ژرف / بگوهر فروشی سحابی شگرف
بعلم افتخار گران مایگان / بحلم اعتبار گران پایگان
ز خوش نطقی حکم این داورست / که بهبال را رونقی دیگرست
بیا ساقی آن باده فتنه سوز / که گیتی فروزست هم جان فروز
بمن ده که بر یاد سلطان زنم / صلائی بگردون گردان زنم

خطاب بآسمان و رجوع بمدح سلطان

الا ای فلک پهلوانی بکن / به پیرانه سالی جوانی بکن
سبک تر بیاور قشونی گران / به تیر و کمان رو کش ترکمان
بشمشیر آتش بجیحون زنان / بشبگیر شبها شبیخون زنان
بخون کسان دیده بر دوخته / جهان سوخته رخ برافروخته
سحر کرده خود را نهان در کمین / شبانگه سری بر کشیده بکین
چو گرد آید آن فوج آفاق گیر / بگو خال و خط شان نگار دبیر

بزاوش بفرما که از سرخوشی ... بده فتوی از بهر لشکر کشی
درافش درافشان بخورشید وه ... دهل جای بر سطح بناهید ده
بکیوان ره دیدبانی سپار ... که ناید ز هندو جز این هیچکار
باسپهبدی گیر بهرام را ... که او هست سالار ایام را
به پیغمبری برگزین ماه را ... پس انگه خبر ده شهنشاه را
که بخت غلامست من چاکرت ... عدو پست همت بلند اخترت
بااین خیل و این لشکر بیشمار ... که آرد که با تو کند کارزار
بدینسان چو این فوج راسان دهی ... نشان با چنین شوکت و شان دهی
عجب نیست کز حکم سلطانیت ... بنجشند لمغای عثمانیت
شود از تو خوشنود چون پادشاه ... دولت انچه میخواهد از وی بخواه
ولیکن همین ست راه صواب ... که از باب عالی طلب فتح باب
چو آزاد گردی ز آوارگی ... در آنجا فرود آی از بارگی
درین کهنه سالی و فرسودگی ... کنی زندگانی باسودگی
بیک گوشه در کوشکی جا کنے ... جهانی دگر را تماشا کنے
بهر پایه از سرفرازان چو خویش ... به بینی سران را سر افگنده پیش
مگر آنکه روزی ز راه نیاز ... بپابوس سلطان شوی سرفراز
ز همت طمع دارم این داورے ... که آنجا مرا نیز یاد آورے
بپوزش ز من هم گذارش کنی ... ستاینده را هم سپارش کنی
که دارم غزلهای هندستان ... چو بلبل نواسنج در بوستان
مرا خواجه هست و ترا چاکرست ... چه چاکر که بهتر ز یک لشکرست
به تیغ زبان خصم را سرفگن ... ببازوی دل قلب لشکر شکن

کلید در فتح کلکش بدست ‌‌ ‌ زبر جبهٔ معنیش باهی نشست

گهه داستان رستم داستان ‌ ‌ ‌ دهم راستی همدم راستان

چو بر رخش اندیشه گردد سوار ‌ ‌ ‌ بردن آرد از برق رخشان دمار

خیالش کند دیو را در کمند ‌ ‌ ‌ سمندش و مد شیر را ابلق بند

ترا جان نثار است و جانان مرا ‌ ‌ ‌ ترا بنده و خواجه تا شان مرا

ازو منتی هست بر جان ما ‌ ‌ ‌ که او شد برین درگهم ره نما

سزد کش چو من پایگاهی دهے ‌ ‌ ‌ رهی را درین بزم راهی دهے

نیازی برین در فرستد ز دور ‌ ‌ ‌ بصدقی که گوئی بود در حضور

برین گفته خواهد اگر شه گوا ‌ ‌ ‌ بر آر از بر این نامه و بر کشا

ستایش خاقان معظم سلطان عبد الحمید خان

مرا هست حیرت با حوال شاه ‌ ‌ ‌ گهی مهر گویمش گاه ماه

کجا ماه را هست افسر بسر ‌ ‌ ‌ کجا تیغ خورشید را بر کمر

کند مه گر از مهر کسب ضیا ‌ ‌ ‌ دلش هست روشن ز نور خدا

بقسطنطنیه پایهٔ تخت او ‌ ‌ ‌ بچرخ برین تارک بخت او

فلک بهر خدمت کمر بسته بست ‌ ‌ ‌ که بر تخت عبد المجید او نشست

ملک گفت سال جلوس سعید ‌ ‌ ‌ شدش جای گوئی بعرش مجید ۱۲۹۳

باورنگ شاهنشهی جای اوست ‌ ‌ ‌ ولی در دل عالمی جاے اوست

بود دست خالی ولی وقت جود ‌ ‌ ‌ کند سر فرو لیک گاه سجود

نهین پاسبان کهن خانقاه ‌ ‌ ‌ کهن دیدبان نهین خوابگاه

زیشتش قوی پشت اسلامیان ‌ ‌ ‌ بدورش بلند اختر شامیان

درش مرجع هفت ملت بود ‌‌ ولی مرکز پنج نوبت بود

شود کاربند او بخشنود پند ‌‌ که از دین و دنیا بود بهره مند

گه حمله چون بر نشیند بزین ‌‌ باستد سپهر و بجنبد زمین

محیطیست دستش دم صلح و جنگ ‌‌ که گاهی گهر آرد و گه نهنگ

نهنگی ست تیغش بهنگام زور ‌‌ که افگنده شوری بدریای شور

بفرعونیان لطمهٔ رود نیل ‌‌ بموسائیان سایهٔ جبرئیل

دو دستش دو شاخ از یمین و یسار ‌‌ یکی باردار و یکی خاردار

هوا خواه را زان یکی بار و برگ ‌‌ وزین خصم را در جگر بند مرگ

کند گنج از ان صرف تیغ و تفنگ ‌‌ که ظاهر شود گنج از قلب جنگ

سلح میخرد آب و تابش دهد ‌‌ بدست انچه آرد بتابش دهد

بیان نسب دودمان آل عثمان

چو من سکه بر نام سلطان زنم ‌‌ دم از دودهٔ آل عثمان زنم

کسی گوید از عیص اسحاق شان ‌‌ کسی میدهد از قطوره نشان

نگارندگان کرده اند اختلاف ‌‌ ولیکن درین گفته نبود خلاف

که عثمان غازیست بابای شان ‌‌ ز آبای شان جد اعلای شان

بهشتصد نود بود و دو نه در شمار ‌‌ که چون حق بمرکز گرفت او قرار

چو عثمان بتخت خلافت نشست ‌‌ به تسخیر بر شه کمر چست بست

بسی از نصارا مسلمان شدند ‌‌ بسی کشته بر دست غازان شدند

از ان روز این دوده باشد بکام ‌‌ در افزایش این دولت مدام

بلی بود هر یک بیاری بخت ‌‌ پدر بر پدر صاحب تاج و تخت

چو بر هشتصد پنج و پنجه گذشت — مراد دوم رخت هستی نوشت

بسلطان محمد خلافت رسید — جهان را از و زیب و زینت رسید

چو قسطنطنین آن قیصر ملک روم — ز سلطان مخالف شد از بخت شوم

بر آشفت سلطان و لشکر کشید — بقسطنطنیه شد قیامت پدید

پس از زد و آویز پنجاه روز — ظفر یافت بر لشکر کینه توز

چنان بر فصیلش شده گوله بار — که لشکست و شد فتح باب آشکار

در آمد از آن ره سپه تند و تیز — بر آورد سر فتنهٔ رستخیز

بکف تیغ قیصر بناموس و ننگ — بزد خویشتن را به تیغ و تفنگ

سر از دوش قیصر جدا یافتاد — نه سر کنگر قصر کسرا فتاد

چو سلطان لوای ظفر بر فراخت — درون رفت و بنشست جا گرم ساخت

سن هشتصد بود و پنجاه و هفت — که از دست نصرانی آن ملک رفت

از آن روز این گلزمین گلشن است — بدان دوده این مملکت روشن است

کنون هادوی را که از سروری — نشانند در مسند قیصری

بود سی و چارم از آن دودمان — بمانا داد تا بماند جهان

بر آرد فلک گرچه شام و سحر — مه دیگر و آفتاب دگر

بچشم کسی کو دل آگاه هست — همان آفتاب و همان ماه هست

بیا ساقی آن ساغر لاله رنگ — بمن ده که باشد دل از غصه تنگ

چو نوشم آن می بیکتائی کنم — دل از غم با فسانه خالی کنم

آغاز داستان فتنهٔ دوم

نباشد چو بر یک روش روزگار — قرار جهان نیست بر یک قرار

شب و روز خورشید و ماه آورد / لبی زین سپید و سیاه آورد
یکی را نشاند بشاهی تخت / یکی را نهد بر سر خاک رخت
بگرید چو آباد بیند کسی / بخندد چو ناشاد بیند کسی
نگر بوم سیرت بود چرخ شوم / نمی خواهد آباد یک مرز و بوم
در آزار مردم فلک انجمست / حذر کن که این خانه پر کژدمست
شکر جام دلوی در آویخته / ولی زهر در آبش آمیخته
همانا که صیاد بحر و برست / که تیرش دامست و ماهی نشست
چو زنبور در مهر سرگرم کین / بکف نوش و نیشش در آستین
کند زهره گاهی بغنج و دلال / بود گاه بهرام گرم قتال
بتاراج گیتی زحل مائلست / شود دزد اگر پاسبان زحلست
مر این خم نیلی که وارون بود / پر از خون چندین فلاطون بود
گذارنده قصهٔ روم و روس / چنین زد دوال گذارش بکوس
که در عهد شاهی عبد العزیز / چه شد آتش فتنه در روم تیز
باطراف بلغار و سرحد سرب / بهر سوی هر سگ چه شرق و چه غرب
هم از بوسنه تا بکوه سیاه / نه کوه سیه بلکه کوه گناه
بپا کرده هنگامه نصرانیان / که بیداد کردند عثمانیان
ز حکم شهنشاه سر تافتند / مکافات آن پیش پا یافتند
ولی شاه می کرد از آن در گذر / وزان در گذر داشت رای دگر
دل افسران سیه شد ز جای / بجستند از شیخ الاسلام رای
سگ هر یک از جای خاستند / نهانی یکی مجلس آراستند
نشستند و دادند داد مراد / بکرسی نشاندند نقش مراد

ولی بیخبر زین که نقشی بر آب — کشیده بخواهد ازان فتح باب
بنقش و نگار جهان دل مبند — که باشد نگارین بچشم این پرند
ز دنیا و دولت وفا چون ندید — عزیز جهان آخر از جان برید
موافق چو تدبیر و تقدیر شد — سرآن گوشه گیر این جهانگیر شد
همین بود آری مراد جهان — گر این داد گر داد داد جهان
مرادی بچندین دعا خواسته — بصد آرزو از خدا خواسته
به تخت پدر جای عبدالحمید — بود سایهٔ حق بعرش مجید
بگو فتنه بنشین که برخاست او — فلک پشت خم شد که شد راست او
مه و خور ز اورنگ نیلی فتاد — که او پای بر تخت زرین نهاد
دم فتنه خیل دجالیان — چو عیسی فرود آمد از آسمان
بروزی که صبح قیامت دمید — مر این آفتاب از افق سر کشید
فرستاد لشکر پی گوشمال — سر سرکشان تا کند پایمال
سران بر سر سرکشان تاختند — بیک تیغ تا کار شان ساختند
بلغار راندند بلغاریان — همه آورده دود از تن ناریان
ز پولاد شمشیرشان گاه حرب — شده خرد چون سر اسپاه صرب
هنوز این همه فتنه بنشسته بود — که ناگه بلائی دگر رو نمود

حمایت شهنشاه روس بحال سرکشان

شهنشاه روس ار گذر زد بنام — که باشد بکشورستانی مدام
اگر قاف خود قاف اقلیم اوست — وگر ماه آن حلقهٔ سیم اوست
زبس تیغ تیزش که خونریز هست — بچنگش نگر روح چنگیز هست

ز عمری که شد گروه حبشی بروم — ولی ایمن از جنبش آن مرز بوم
برون سینه گو همچو آئینه داشت — ولیکن درونی پر از کینه داشت
ز ترکان شده خیره در کوه و دشت — گهی چیره گشت و گهی خیره گشت
گهی بر بارانیان ریخته — پس از ریختن باهم آمیخته
گهی فوج شاه بخارا شکست — تو گوئی که خارا بخارا شکست
چو دانست کز حکم سلطان روم — کشیدند سر زیر دستان روم
به پیمان شکستن کمر چست بست — نه پیمان دل عالمی را شکست
بسلطان نوشت از ره داوری — که عیسائیان را دهد خودسری
دران خودسری خود پسندیش بود — که در سر سر بلندیش بود
گره خواست از کارشان کرد باز — ولی خود دلش بود در بند آز
بود چشم صیاد بر مرغ بام — که گر خیزد از بام افتد بدام
دگر نامهٔ همچو خرم بهشت — بکشور خدایان دیگر نوشت
که از دست ترکان حق ناشناس — بود جان عیسائیان در هراس
نه اندر جگر آبشان نی بجوی — نه تابی برخسارشان نی بموی
رسد آه شان تا بچارم سپهر — ولی گوش ننهد کس از راه مهر
چه باشائی آید ز درگاه میر — نه پاشا بود باشهٔ صیدگیر
دلش در کمین نصارا بود — شکارش همه مرغ عیسا بود
دریغا که با اینهمه زور و زار — جهان بنگر و شان چنین خوار و زار
چه ما داد کشورکشائی دهیم — ازین بندگی شان رهائی دهیم
اگر صلح ما را سر جنگ نیست — دگر جنگ ما را ازان ننگ نیست
نه من ملک خواهم نه دولت نه مال — ولیکن بترکان دهم گوشمال

اگر باب عالی ندارد قبول — سخن گوی میدان اسلامبول

چو دیدند شاهان فرخنده خوی — که سر بر زده فتنه از چارسوی

فرستاد هر یک ز کارآگهان — هنرمند دانا دل کاردان

که در باب عالی فراهم شدند — بکنگاش هم بزم و همدم شدند

سخن آمد از هر دری در میان — ولی هر یکی شد برین همزبان

که سلطان اگر داد دولت دهد — کسی را ازینان حکومت دهد

که هم کیش و هم دین ایشان بود — گر اینسان بود کار آسان بود

پذیرا اگر نیست این داوری — ز ما کس ندارد طمع یاوری

اگر در میان نیست آمیزشیم — دگر در میان نیست آویزشیم

برآشفت از ایشان شه آموزگار — که ما را بود بس خداوند یار

اگر چشم یاری مراهست زو — دگر شهریاری مراهست ازو

نه پابند ایمای ما — نه وابسته رای کس رای ما

کجا رفت آن عهد و پیمان کجا — کجا رفت آن دین و ایمان کجا

کجا رفت آن عهد پنجاه و شش — کجا آن حکایت چانه و ریش و فش

ز آیین خود برنگردیم ما — نگردیم از هر چه کردیم ما

گشاد آنچه باید ز بست و گشاد — بفرمان ما جمله دادست و داد

گذشته قریب است دوران ما — که این مملکت هست از آن ما

جهان جمله زیر و زبر کرده ایم — بشمشیر این ملک سر کرده ایم

ز ما هر که سر تا بد افسر دهد — نه افسر که خود عاقبت سر دهد

نهد هر که سر پیش تختم بتاج — بگیریم ساده نخواهیم باج

درین خانه بیگانه را بار نیست — ور آید بمهر و وفا عار نیست

ز سلطان شنیدند چون این سخن ‌‌ پراگنده شد آن همه انجمن

بجایی خود رفت بی تک شتاب ‌‌ شود محو انجم بر آفتاب

بماندند اندر زمین در شگفت ‌‌ که آسان پی کار نتوان گرفت

چه دانست کان نونهال بلند ‌‌ به نخل کهن میرساند گزند

چه دانست کان کوکب خانه تاب ‌‌ بعالم فروزی شود آفتاب

چه دانست کان تازه مسندنشین ‌‌ سر خود رساند بعرش برین

چه دانست کاین نوبکار آمده ‌‌ دم کار چابک سوار آمده

چه دانست کاسکندر فیلقوس ‌‌ کمند افگند جانب پورروس

ولیکن از آن گفته ننگ آمدش ‌‌ که پا اندرین ره بسنگ آمدش

چو از جنگ هرگز گزیرش نبود ‌‌ بکف حیله جز تیغ و تیرش نبود

برآمد چو خورشید با عزم جزم ‌‌ بمیدان رزم از شبستان بزم

برآراست فوجی ز انجم فزون ‌‌ دم جان گزائی ز گژدم فزون

ازین سوی سلطان باهنگ جنگ ‌‌ کمر بست و شد بر جهان کار تنگ

بلشکر شکستن کله برشکست ‌‌ که رنگ رخ مهر و مه در شکست

بهر سو فرستاد فرمان جنگ ‌‌ که آمد سپه سوی میدان جنگ

آغاز جنگ روم و روس

دو جمشید لشکر برانگیختند ‌‌ بخون ریختن می ز کف ریختند

دو اسکندر از راه از زندگی ‌‌ بخون کرده پر چشمهٔ زندگی

دو شمع از دو سو رخ برافروختند ‌‌ نه پروانها خانها سوختند

دو صیاد گوئی که افگنده شست ‌‌ که داند که ماهی که آرد بدست

کرامیه ۱۲ ‌‌ بیانیه ۱۲ ‌‌ کرامیه ۱۲

دو لشکر روان شد بمیدان کین / بجنبش درآمد زمان و زمین

درآمد بجنبش دو فوج گران / دو کوه از دو سو گشته گویی روان

شهنشه چو آماده کار شد / بیلغار خود هم بیلغار شد

یکی داشت لشکر فزون از شمار / دگر سرکشان را بخود کرده یار

ز سلطان کسانیکه سرتافتند / بپابوس او سروری یافتند

بدرگاه او در پناه آمدند / ستم کرده و دادخواه آمدند

چو انجم ز خورشید رو تافته / به پیرامن ماه جا یافته

بدریای دینوب آمد چو شاه / بماهی گرفتن چو رخشنده ماه

مر این شور و غوغا بسلطان رسید / که سیلاب سختی بنعمان رسید

بجنبید از جا دران اضطرار / که می داشت چون حق بمرکز قرار

زایوان بمیدان ز رفت از شکوه / که کوهست وی کی جنبد از جای کوه

بعبد الکریم از ره سروری / اشارت شد از درگه قیصری

که با لشکرے همچو سیل دمان / شود سوی دریا چو دریا روان

بفرمان سلطانی آن سیلتن / بدینوب چون ابر شد قطره زن

تو گویی که شد رهنما جبرئیل / که موسی روان شد بسوی رود نیل

دوید و رسید و رسانده بافوج / ز صحرا بدریا حصاری ز فوج

گرفتند ترکان چنان راه را / که دلتنگ شد زان شهنشاه را

دو فوج از دو سو گشته سرگرم کوشش / دو دریای آتش درآمد بجوش

رمیده ز باران توپ و تفنگ / ز صحرا پلنگ و ز دریا نهنگ

برین جنگ آهنگ خوبی گذشت / که پیر فلک آن ورق در نوشت

ببستند بر آب یکبار پل / بسیلاب و اندر بسیار پل

سبک بسته آن جسر آهن سیاه / ز بهر کان نشد هیچکس سنگ راه
فرو هشته رو بینه خمها بر آب / بزنجیرها بسته باهم شتاب
به پرتاب تیر آهنین تیرها / برو راست کرده بتدبیرها
بدم آن عمارت بپایان رسید / قضا گفت شو آسمان شد پدید
بتوپ عراده بخیل و ستور / اندرو سپاه کرده ناگه عبور
ازین سو خذنگی و سنگی بجست / نه یک سینه خست نه یک سر شکست
ندانم که این تازه نیرنگ چیست / سپه را ز جنگ این همه ننگ چیست
دراینجا بود رای رن ادورای / که بر جای خود هست هر یک بجای
یکی از طمع افسران گشته کور / که افتاده در گور از صید گور
فلک حرفتی طرفه ایجاد کرد / که در جنگ نر کار پولاد کرد
دگر اینکه سالار آن رزمگاه / بدین حیله و مصلحت داده راه
که گر لشکر روس زور آورد / ازان سو بدین سو عبور آورد
چنان حمله آرند بر وی شتاب / که یا غرق خون باشد و غرق آب
ولی مرد بیکار هم وقت کار / همان میکند کان کند کردگار
سپاهی که در طاعتش هست اوج / نه از فوج کمتر بود نی ز موج
کسی را که اقبال شد همرکاب / نه کوهش بود سنگ راه و نه آب
ازان پس چو روسی سپه پیش رفت / بهر جا که شد شهری از خویش رفت
چه گویم چها بر رعایا گذشت / تو گویی ز سر آب دریا گذشت
به برگ گلی گلشنی سوختند / پی دانه خرمنی سوختند
نگاه غضب کرده هر سوی باز / در مهر بر روی هر کس فراز
اگر کالکی ره سپار از برد / ز زن معجر از مرد دستار برد

اگر غارتش کرده تاراج گشت
وگر مطبخی برده چوب گشت

ستمها باهل وفا کرده شان
نه بر کس که بر خود جفا کرده شان

نه شرم از مسیح و نه ترس از خدا
نه عار از جفا و نه بیم از سزا

بدین ملک گیری چو سیری کنند
بترکان چرا خرده گیری کنند

خود این مملکت را و هشند
ستم بین که تهمت بترکان نهند

اگر داور این ست گر داد این
نه دنیا بماند بجا و نه دین

بلی پادشاهی شبانی بود
نگهبانی گله رانی بود

ز موری که پامال دوران شود
چه دانی چها بر سلیمان شود

ز کشور خدایان بود باز خواست
که کار جهان نکردند راست

بیا ساقی آن می که زور آورد
دماغ جهان را بشور آورد

دمادم ازان می بده ساغرم
که با لشکر غم ستیز آورم

مقابلهٔ روم و روس در پلونه

دریغا که در خواهش ملک جم
جهانی بود تشنهٔ خون هم

کمانها بخون ریختن کرده زه
ز بهر چه از بهر این چند ده

هوس پروران آکند پامال
چه سرها رود در سر ملک و مال

پا بند گره بر جبین جبین مزن
در کین مزن هین مزن هین مزن

دل پادشاهان بود ریش تر
که دارند حرص و هوا بیشتر

چو جا بر سر تخت زرین کنند
عجب نیست گر قصد پروین کنند

هوس را بسر چون نمرود شد
بسوی فلک فتنه در دود شد

کجا تا کجا راند این مشت خاک
ز آب و آتش سمک تا سماک

هوس هر کجا دانه خرمن کند — بخود آید که پروین بدامن کند

گذارش گر داستان ستیز — بدینگونه نوک قلم کرده تیز

که چون روسیان هر طرف تاختند — بهر ناحیت فتنه انگیختند

برآشفت سلطان ازین دار و گیر — بفرمود بنوشت فرمان دبیر

که سالار عثمان جنگ آزمای — ز ایوان بمیدان شود ره گرای

برآراست سپاه صف شکن — قشونی ز ترکان شمشیر زن

همه کاروان و قواعد شناس — چو ایمان خود جمله محکم اساس

همه نوجوانان باهوت پوش — بجا گستری جامه آتش فروش

بدشمن کشی جمله صاحب شکوه — پر از کر و فر و مار مانند کوه

بفرهنگ آهنگ ناموس و ننگ — سبق برده در جنگ از اهل فرنگ

براه شکار آمده درع پوش — چو صیاد پیوسته دامی بدوش

پیاده سواره چه شیخ و چه شاب — نه آن را شمار و نه این را حساب

پیاده چو آب و سواره چو باد — باعدای نوح و باشرار عاد

بطرز فسون پیشگان وقت کار — بیکدست مهره بیکدست مار

گهی مهره از کیسه بیرون نهند — گهی مار را بر هوا سر دهند

سپهبد هم از شوق روز نبرد — سلح بر تن خویشتن راست کرد

زره را فگنده در بر ز جنگ — سراپا شده دیده در راه جنگ

برش را ز ببر بیان عمار بود — تن آگنده هم در برش بار بود

ازان از سپر کرد خشش کنار — که می بود در سایه کردگار

سپر را که داغ دل انگاشتی — همه نقطه باطل انگاشتی

نخستین سوی باب عالی شتافت — اجازت طلب کرده و بار یافت

چو پر تاب تیر از کمان دار ماند | ادب یکقدم پیشتر زان نماند
کمان کرد از راستی تیر را | که بوسید خاک در میر را
چو خود خواندگارش بر خویش خواند | تو گوئی ز فرشش بعرشش رساند
بسی رفت در کار تا درگاه | نیایش ربا بنا نواز خسرو شاه
سپس بر کف شاه بیعت گرفت | زمین را ببوسید رخصت گرفت
بصدق و صفا از ره کسب نور | درآمد چو ماه و برآمد چو هور
به پشت هیونی برآمد شتاب | چو بر آب خاک و چو بر آتش آب
درآمد بسوی پلونه دمان | قضا در رکاب و قضا در عنان
حصاری بگردی از خاره ساخت | بیکباره محکم تر از باره ساخت
بلند ید کشته آورا چمند | یکی کنده برگرد آن کندمند
نه کوهی و برزن بدشمن گرفت | نه باسیم و زر بل باهن گرفت
بهر پایه لشکری را گذاشت | بهر لشکری افسری را گذاشت
بهر افسری اژدها پیکری | بهر اژدها پیکری لشکری
بهر سوی آن کنده توپی بزرگ | چو بالای چاه اژدهای سترگ
چنان توپها با چنین تاب و تب | بگردون گردنده راس و ذنب
ارابه چو پیلی و آن پای پیل | که خرطوم پیلی ببالای پیل
تو گوئی که درهای دوزخ تمام | شده باز بر حاصیان صبح و شام
شهنشه ازان سوی با جزلان | برآراسته لشکری از یلان
ملیکوف و گرگوی و اسکوبلوف | بلشکر کشی برکشیدند نوف
بسی افسران دگر بی شمار | نه صد نی دو صد بل هزاران هزار
جهانبان و لشکر جهان در جهان | عنان در عنان و سنان در سنان

همه نیزه بازان گردن فراز | به بهرام خونخوار سرگرم راز
بنوک سنان در فلک رخنه گر | به تیر و کمان بر هوا جانشکر
به تیر و سنان حمله غیراوژنان | چو شیران بر حمله در نیستان
برآورده از توپها پیش روی | یکی آهنین باره از چارسوی
دهن کرده وا توپها همچو غار | که از وی برآید تفی دمار
تو گوئی نهنگان دریای شور | گرفتند و بردند آنجا بزور
که گوید که توپ افعی خفته است | که این فتنه را اژدها گفته است
زنندش تنش این اژدها پیکران | بشورند چون کاه کوه گران
رفلها چو مار و چو سوراخ مار | درو مهره چون کژدم نیش دار
غذا نیش شب روز آهن بود | که آهن دل و آهنین تن بود
شود نرم در روده پولادکی | کند خورده را همچنان بازقی
نشسته دلیران به پشت گرنگ | چو چقماق کش جا بود بر تفنگ
اشارت چنین شد بفرمان شاه | به اسپاه و اسپهبدان سپاه
که یکبارگی بر بلونه زنند | که همچون بلونه زهم بشکنند
اگر ارمنی بود در جوشنی | برآورده بازوی آهرمنی
قدم بر قدم بر سر کف بکف | کمر در کمر کش بکش صف بصف
بهر تکتازی تفنگی زنند | بهر جست و خیزی تفنگی زنند
نماند کسی یکقدم پیش و پس | همه همره و همتک و همنفس
چنان گشته از هر طرف گرم فیر | که دست از عنان رفته پا از رکیب
نکردند در حمله یکدم درنگ | سپهبد زدی بانگ اسپه تفنگ
گهی خفته بر خاک مانند مار | گهی ره گرانیده چون سوسمار

گهی راست گه خم چه برنا چه پیر — گهی چون کمان گاه مانند تیر
گهی حلقه مانند ماری شده — گهی گرد همچون حصاری شده
کفل بر کفل گاه باهم چو گور — پی هم روان گاه مانند مور
دو صد فیر کردند بریک نفیر — بر آورده هم را باهنگ زیر
ازین سوی ترکان طاعت گذار — بکار خداوند سرگرم کار
وضو کرده هریک بخوناب پیش — بشوق سجودی سرافگنده پیش
نمازی بخون جا بجا سوختند — دل از مهر و آرزم پرداختند
گهی در رکوع و گهی در سجود — گهی در قیام و گهی در قعود
یکی گرم سعی و یکی در طواف — یکی فدیه گردیده خود در مصاف
شمردند محراب شمشیر را — رسانند بر عرش تکبیر را
به پیگار کار یکه تکبیر کرد — نه شمشیر مسکر دو نی تیر کرد
چنان سوی شمشیر عریان شدند — که گویی هم آغوش حوران شدند
روار و در افتاد در آتش و آن — یکی در سفر شد یکی در جنان
ز بس آتش افروزی رسم و درس — شده رزمگه قبله گاه مجوس
بدینگونه چندی در آویز و ریز — یکی در کمین و یکی در ستیز

تحریض شهنشاه زار بجنگ و پیگار

شهنشاه روزی بعرض سپاه — زخرگاه آمد سوی قلب گاه
زمان در زمان هر طرف در گفت — گران تا گران صف بصف بر دو گفت
دریغا که با اینهمه ساز و برگ — باین تیغ و تیر و باین درع و ترگ
باین یال و گوپال این رزم و بار — نمی آید از دستتان هیچ کار
بلونه خار است نی بی ستون — چرا گشته چون تیشه سر ها نگون

گر آن هست آتش شما موج آب — بکوشید کآتش نشیند شتاب
ز طعن شهنشاه و تشنیع وی — چو شد رنگ شان زرد و رخ پر خوی
چو دارا بهر یک مدارا نمود — نهان آنچه بود آشکارا نمود
که فردا بیاری اقبال و بخت — بکوشید در کار و پیکار سخت
بنالید هر یک که تا زنده ایم — شه و حکم شه را بجان بنده ایم
ببینی که فردا چها می کنیم — چه پیکارها بر ملا می کنیم
شهنشه قوی دل چو شد از سپاه — شد از رزمگه جانب خوابگاه
بیا ساقی آن می که هوش آورد — بیک جرعه خونم بجوش آورد
بمن ده که تنها بگردون زنم — بخورشید تابان شبیخون زنم

شب آمدن در رزمگاه

چو خاقان چین را حبش کرده زیر — بسی لعبت چینی آمد اسیر
ازان دلربا لعبتان شگفت — پری چهره جای خاقان گرفت
کواکب درخشان شب تیره بود — چو زنگی که در خنده دندان نمود
خزیده بسوراخها مار و مور — بر آسوده در آشیانها طیور
بتیره ز شوریدن آمد خموش — نقیبان برآورده هر سو خروش
شب از تیرگی همچو بیچاره بود — سگان را ز عوعو گلو پاره بود
فرو رفته شمشیرها در نیام — چو شیران پی حمله اندر کنام
دو لشکر بر آسود از ترکتاز — بآرامگه هر یکی رفته باز
شد از خواب و خور هر کسی تلخکام — که فردا همان آتش باشد بجام
یکی را ز دل رفته صبر و قرار — نمی برد خوابش درین اضطرار
که فردا چه بر روی کار آورند — چه سرها که بالای دار آورند

کرا جای باشد ببالای زمین　　کرا افگند آسمان بر زمین
کرا دست باشد نگارین بخون　　کرا جامه در بر بود نیلگون
یکی بود بیدار چون بخت خویش　　بنالش کنان سر درافگنده پیش
که یارب شبم را سحرگاه کن　　درازست این قصه کوتاه کن
بصبح شهادت برآرم بده　　درین ظلمت آب حیاتم بده

فتحیابی عثمان پاشا سپهدار سلطان

چو فغفور چین سر زخاور کشید　　بعالم گرفتن علم بر کشید
نه آن زنگیان ماند و نی پیک زنگ　　سترند ازین لوح فیروزه زنگ
دو لشکر بهم دیگر آمیختند　　چو سیلاب سخت از دو سو ریختند
دو دریای آتش بجوش آمده　　دو ابر سیه در خروش آمده
چه رومی چه روسی دو لشکر بهم　　چو سیاره و ثابت افزون و کم
خروشید از هر طرف طبل و کوس　　که بیدار بخت شهنشاه روس
دهل زن بروی دهل زد دوال　　که بدخواه سلطان خورد گوشمال
برون آمد از نای ترکی خروش　　کزو خون ترکان درآمد بجوش
درآمد بهر نیزه درای درا　　که ای مرد میدان بمیدان درآ
زهر سو جرس نالهای کشید　　که در سینه دلها از آن می طپید
نقیبان بهر سو خروشان چو میغ　　که باشد کلید در فتح تیغ
بمیدان دویدند از چار سوی　　نکرده نهار کس و نی شسته روی
خروشید رعد و درخشید برق　　یلان چون نهنگان بخون گشته غرق
صف ژنده پیلان ستوه آمده　　بپرواز چون کاه کوه آمده
زهر سوی روسی سپه زور کرد　　جهان را پر از فتنه و شور کرد

روان پیش پیش اژدها پیکری — چو انبوه گرد دم زبس لشکری
پس توپ میرفت هر یک دلیر — چو درد یه که باشد بدنبال شیر
عنان بر عنان و کفل بر کفل — سنان بر سنان و رفل بر رفل
رفل کرده خالی و پر دمبدم — چو اهل کرم کیسه پر درم
بدین رسم وره پیش میتاختند — بهر وا وصد چهره می باختند
قضا گر کسی را زپا می نشاند — قدر دیگری را بجایش رساند
فلک بانگ میزد که هان پیشتر — سپه پیشتر می شد و پیشتر
رسیدند پیرامن روسیان — بگیرند تا دامن روسیان
زبس گوله در قلب گاه افتاد — هراسی بترکی سپاه اوفتاد
بیکبارگی مسکن در گرفت — زمین تا بچرخ برین در گرفت
باین در گرفتن که دلگیر بود — گرفته مزن کان ز تقدیر بود
دل از دست دادند تیر افگنان — که گردند پهلو تهی چون کمان
شهنشه بجوهی چو رخشنده هور — بکف دوربینی و دیدی ز دور
نظر کرد در طالع روس و روم — فراز رصد همچو اهل نجوم
چو دید اینکه رومی سپه گشت پست — برو لشکر روسیان یافت دست
گهی دستها بر سرین میزدی — گهی پاها بر زمین میزدی
سپه آن طرف گولها می فگند — شه اینجا کله بر هوا می فگند
بنازم که ناخورده می مست شد — نگو مست شد بلکه از دست شد
بترا فسری شاه را بر گرفت — که رومی همین همچو مه در گرفت
ولی غافل از بخت فرخنده فال — که [illegible] زود آید برون از وبال
سپهدار عثمان جنگ آزمای — خرد مند دانا دل تیز رای

محیطی بلند و چون کوه آتش بجوش — نهنگی بکف اژدهای بدوش

بجز رسید از پشت گرمی بخت — که دیوار سست و سیلاب سخت

یکی جا نه پیچ در بر کشید — چو خورشید سر از شفق بر کشید

دوگانه ادا کرد و بگریست زار — سپه هم شد از گریه اش اشکبار

رخ از عجز مالید بر خاک پاک — کلید در فتح جستی بخاک

سپه مقتدی گشت او مقتدا — شهید دعا کرد اجابت خدا

نیایش کنان با رخ تابناک — چو شمشیر برداشت سر از خاک

ندانم بگوشش چه شمشیر گفت — که برخاست از جای و تکبیر گفت

ز جا جست و استاده شد بر رکیب — بر عیبی که بالای منبر خطیب

سرانش شنید و فتاده چه گفت — نه گوهر که گوش جهانی بسفت

بجوش شد و جست بر تگاور نژاد — گهی در ازل بود و گه در ابد

گهی در یسار و گهی در یمین — گهی بر سپهر و گهی بر زمین

سمندش که می گشت در کوه و دشت — ز بس تیز رفت از جهان در گذشت

دگر باره بر شد برخش دگر — درخشان درخشی حمائل ببر

ز بس بود اسپش برفتار چست — روان شد بس را هوار نخست

بر آمد دگر بر هیون سوم — که طاوس دم بود و لولا دسم

بدم اختری بود و بنا که دار — گزدان روش آینه شد زنگار

بسم سنگ آهنگران میزدی — که بر آهنین سپاران میزدی

درخشنده رخشی چو آذر گشسب — که سبز آخور او سبز بود اسب

ز بهر چنین توسن شاهوار — ببایست آری چنین شهسوار

سپهبد چو بر پشتش آرام یافت — فلک را بقربان خود رام یافت

بدان فحلی آمد سوی فوج رس | که داماد در حجله گاه عروس

قضا شد کمان و قدر گشت تیر | زمین گفت بالا فلک گفت زیر

گهی بر صف راست دیدی که فتح | گهی جانب چپ دویدی که سیر

گهی بر یسان بانگ بر زد که بس | گهی بر صف پیش راندی که پس

گه آمد بقلب و دلاسا نمود | عیار هنر آشکارا نمود

گهی بر صف ژنده پیلان دلیر | شدی حمله آور چو بر گله شیر

بیکسو براهیم با تیغ و ترگ | بد اندیش را کرده دعوت بمرگ

بهر حملهٔ قلب لشکر شکست | که تنها براهیم آذر شکست

بیکسوی غالب پی از راه زور | بخندق شده سنگ راه عبور

سواری ز روسی سپه شد پدید | چو مغلوب نزدیک غالب رسید

یکی نیزه میداشت غالب بمشت | بناخنش سپر دو بر آمد ز پشت

چنان بر هوایش ربود از سمند | که افغان ز روسی سپه شد بلند

چو بر نیزه مرد گران ساق بود | مگو نیزه کان نخل ذواق بود

دلیران که بر توپ سر ریختند | چو موران بباری در آویختند

زدی هر یکی خویش را بر سنان | چو بر شعلهٔ شمع پروانگان

خدنگ و سنان خورده بر یکدگر | بذوقی که اهل هوس نیشکر

بترکی سپه بانگ بر زد نقیب | که نصر من الله و فتح قریب

ز هر سوی ترکان بخونخوارگی | شده حمله آور بیکبارگی

یمین زد بایسر بر ایمن یسار | پیاده بر آورده گرد از سوار

دو لشکر در آمیخت چون نار و نور | دو دریا یکی شد چه شیرین چه شور

بهر لطمه طوفانی انگیختند | بهر لمعه برقی همی ریختند

ولی اختر روسیان گشت پست   که دل رفت از دست و از کار دست

نشد هیچ منصوبه سودمند   که بشکست فرزین بسی پیل بند

سواری که میجست راه نجات   اجل اسپ پیر اندر برده که مات [یعنی عثمان پاشا ۱۲]

هر آنکس که می تافتی روز سیف   تفک بیز وی تف بریش گر حیف

دل از دست داوند توپ افگنان   ولیکن سلامت نبردند جان

کس از دست آن تیز دستان نرست   بجز تیر کان جست و جها نجست

بهر سو ز آسیب آن باد سخت   سر از تن فتادی چو سیب از درخت

ز بس گرز بر ترک جوشن زدند   مگر سکه چون زر با آهن زدند

یکی ناله سر کرد و دیگر تفنگ   گر این مشت بر سینه زد آن خدنگ

ز بس کشته شد پشته از خوب و زشت   نه جا در سقر ماند و نی در بهشت

از آن تیز دستان هنگام کار   چه مزدور کاهل اجل شرمسار

ز برگشتگیهای بخت زبون   شده رایت روسیان سرنگون

در آمد ز پا سرو موزون شان   علم گشته فواره خون شان [بلند گشته ۱۲]

لوای ظفر کرده ترکان بلند [ای کاست ۱۲]   که شد در جهان نام عثمان بلند [پاشا ۱۲]

بسا کس شد از شربت مرگ سیر   بسا کس که آن زنده آمد اسیر

بسی خانه کان روز برباد شد   بجز اینکه زندانی آباد شد

مضطرب شدن شهنشاه روس

شهنشاه چون از سر کوه دید   که روسی سپه را هزیمت رسید [شکست ۱۲]

فرو ریخت از چشم غمدیده خون   دلش خون جگر خون شد و دیده خون

در انداخت بر چهره خود نقاب   جهان تیره شد چون گرفت آفتاب

سبک از سر کوه آمد فرود   بلی آفتاب سر کوه بود

پی صید آهو در آمد دلیر	چه دانست کاهو کند صید شیر
بماهی گرفتن در افگنده شست	همش شست و هم رفت ماهی ز دست
رُخ چون گلش زعفران زار بود	ولیکن لب از خنده بیزار بود

خبر دادن عثمان پاشا از فتحیابی بسلطان رُوم

سپهدار عثمان چو شد فتحیاب	غنیمت بدست آمدش بیحساب
بسر رشتهٔ تلگراف از مصاف	بسلطان خبر داد پاک از گزاف
که اقبال سلطان چو شد یار من	عدو کرد گم پی به پیکار من
و مهر کسی را که عزت دهند	سزد گر چنین فتح و نصرت دهند
ازان مژده سلطان چو گل تازه شد	جهانی ز شادی پر آوازه شد
ز بس لائق سرفرازی شد او	مخاطب بعثمان غازی شد او
بیا ساقی آن دارو درد من	که گلگون کند چهرهٔ زرد من
بمن ده که دل شاد و خندان شود	وزو بر من آتش گلستان شود

خالی شدن پلونه از عثمان پاشا

چه نیرنگ دارد جهان دو رنگ	که گه لعل و گه خیز د آتش ز سنگ
ز خمخانهٔ چرخ بیجاده فام	یکی می بکام و یکی خون بجام
یکی را بود پای اندر رکاب	یکی را دهد جای اندر خلاب
دهد گرگ را پنجهٔ صید گور	سگان را بشیران در آرد بشور
خسان را بود روز بازارها	گل از خار می بیند آزارها
کند مشق صیادگی صبح و شام	بسی مرغ زیرک در آرد بدام
ولی نیست کز وی هر آزار نیست	نه آزاده کو گرفتار نیست
گهی یوسفی را بزندان برد	ز زندان بر آرد بایوان برد

گهی صلح را جنگ گرد سبب — بود دارو تلخ تیمار تب
ز خونریزی آسایش آرد پدید — شود خون چو فاسد بباید کشید
گشایش پدید آرد از بستگی — کند کار مرهم جگر خستگی
گزارندهٔ سرگذشت نخست — چنین می گزارد سخن را درست
که چون خورد روسی ز دشمن شکست — بجنگ الکزندر کمر باز بست
برابر و گرده ز دبلین جمع استن — بفرمود لشکر بر آراستن
ز شهر و ده و دشت و در بحر و بر — شده لشکری جمع بیحد و مر
بجای کس از اهل لشکر نماند — و گر ماند جز پیر لاغر نماند
ز دی لو به چندانکه بیک نظر — نشد در شهر جز به تیغ و سپر
چه گاه و سپهر چه گاه زمین — ارا بکش آمد بمیدان کین
هوا آنقدر گرم شد از هجوم — که بگداختی سنگ مانند موم
ز انبوه فوج بسیار و یکین — نیامد برون دست از آستین
شد از بسکه در عرصه گاه نبرد — زمین را ز گردان هوا را ز گرد
ق
گل از خاک جائی دمیدن نیافت — نم از ابر راه چکیدن نیافت
دگر کرده گرد بلو نه هجوم — شود از هجوم آمد آن مرز و بوم
عاجز ۱۲
ز یک سوی روسی سپه صف بصف — کلهدار رومانیه یک طرف
ببستند بر رومیان راه راه — گرفتند از هر طرف ماه را
از آن گشته بر رومیان کار تنگ — که آخر شده جمله سامان جنگ
نه باره و چندانکه بهر مصاف — کند روز کی چند دیگر کفاف
تهی کیسها گشته از کار توس — ولیکن پر از شور سرها چو کوس
نه از خوردنی ماند در خورد شان — دلی همچنان زور بازو ز دستشان

زنا خوردن از جان خود گشته سیر | بخون خوردن بدسگالان دلیر

نشد هیچکس بیدل از قحط نان | که خوردند بر سینه زخم سنان

تهی از علف آمد آن عرصه گاه | ستوران چون کوه گشته چو کاه

سپهدار عثمان چو این حال دید | بیکباره آتش ز چشمش پرید

یکی با سران سپه شد دوچار | چنین کرد راز نهان آشکار

که در وقت طوفان و سیلاب سخت | ازین ورطه بیرون توان برد رخت

شدن غرقه در آب تیغ و سنان | بود بهتر از مرگ بی آب و نان

شود بخت اگر یار چون جبرئیل | دهد کوه چه در راه مار و دلیل

بهر سو کنم حمله با این سپاه | اگر کوه باشد توان کرد راه

بسی رفت زینگونه گفت و شنفت | نه پرنده پذرفت و گوینده گفت

نماند چو در پرده آواز کوس | شد آگه ازین حال جاسوس روس

ازان حلقه آمد برون چون نظر | دوید و رسید و رساند این خبر

شهنشاه چون زان خبردار شد | تو گوئی که از خواب بیدار شد

برآراست فوجی بزرین جرس | چو هفت آسمان توپ تو پیش و پس

جناحی برآورد با صد خروش | چو دیوار اسکندر از هفت جوش

ز فوج یمین و گروه یسار | کشیده چو دژ تنگ محکم حصار

به پرتاب تیری ز هر یک طرف | کشیده بدنبال هم چند صف

بهر پایه لشکرے بی حساب | بهر گام توپی بصد آب و تاب

بدنبال هر توپ از هر کنار | بیکسو پیاده بیکسو سوار

از آن سوی رومی سپه در شتاب | چو بر صید دراج و تیهو عقاب

ز توپ و تفنگ آنچه در کار بود | بسی از ارابه که پر بار بود

هم آنانکه مجروح بودند زار
دگر رخت و اسبابها بیشمار

گرفتند و بردند همراه خویش
سپه از پس و توپها پیش پیش

چنان آمدند از پلونه برون
که از هر دو سو شد روان جوی خون

بروسی چنان آنچنان تاختند
که پیشینیان را پس انداختند

شده برهم از بسکه میدان کین
یکی گشت اسپر شد اسپرین

ز بس تیر و ناچخ دمادم زدند
چو مژگان چه صفها که برهم زدند

نه از توپ بیمی و نی از تفنگ
نه از اژدها ترس و نی از پلنگ

ز هر مورچالی گذشته چنان
که از هفت خوان رستم داستان

چو بر قلب روسی در آمد شکست
به پیگار ساقه گشادند دست

یکی صاعقه مرز ساقه کشید
بساق سپهدار عثمان رسید

در آمد سپهدار بالای زین
تو گویی فتاد آسمان بر زمین

فلک گرچه افگند او را ز پای
ولیکن چو پایش نشد دل ز جای

چو دیدند نام آوران سران
که از پا در آمد سر سروران

نمودند هر یک گزین ترکتاز
بسوی پلونه توان رفت باز

برین گفته هر یک بکار آمده
ستیزه کنان ره سپار آمده

بناگاه جاسوس آگاه کرد
که ناگاه تاراج بدخواه کرد

چه از ما تهی یافت ملجای ما
درون رفت و بشکست جاهای ما

پذیرا نباشد اگر حال من
رسد لشکر اینک بدنبال من

که ناگاه آن فتنه هم رو نمود
پراگنده شد هر طرف [illegible]

تکو لشکر از هر کنار آمده
که از سیصد تا الف یار آمده

فرو ریخت روسی از هر کنار
همی ده ده صد صد بصد صد هزار

چنان فوج روسی نمود از دحام | که شمشیر نامد برون از نیام
شد آن فوج پرکار میدان جنگ | ز پرکار بر نقطه شد کار تنگ
سپهدار فرزانهٔ هوشمند | بدانش دران کار شد کاربند
بخود گفت کاین وقت فرزانگیست | که فرزانگی عین مردانگیست
نه پیچید سر از حکم تقدیر کس | رهِ سیل نتوان گرفتن بخس
بجایی که سودی نباشد بجنگ | نه جنگ است بلکه ننگست و ننگ
چه حاصل که هنگام مردن مرا | بود خون خلقی بگردن مرا
خصوصا کسانیکه از وقت کار | نه شب خواب و نی صبح کرده نهار
چرا لشکری را بکشتن دهم | همان به که خود را به دشمن دهم
گر آزرده دل خسته جانی شود | از ان به که ویران جهانی شود
بهر حال چون جنگ بهتر ندید | بجز صلح اصلاح دیگر ندید
بترکان بزد بانگ بس تند و تیز | که با بخت و طالع نشاید ستیز
کشیدند یکیک ز پیکار دست | نظر بر نشان بند و پیکان نشست
دو لشکر برآسود از ترکتاز | در مهر از هر دو سو گشته باز
سپهدار روسی در آمد دلیر | چو شیری که آید بنزدیک شیر
بدو تیغ خود داد عثمان زاد | که نشت بجان جهانی نهاد
نهاری ازو خواست بهر سپاه | که کاهیده بودند مانند کاه
دویدند در رفتند از هر طرف | غلامان روسی طبقها بکف
کباب تر و نان گرد و پنیر | گرفتند و خوردند و گشتند سیر
شکم شد پر از خورد و دل پر ز درد | کشیدند هم آه و هم آب سرد
زبس گرمی و سردی دیدند شان | بدان خورد و نوش آرمیدند شان

فرستاد گردون چار اسپه شاه
که شد اختر روم را جلوه گاه

روان شد سپهبد براه نیاز
ببابوس شاه آمده سرفراز

شهنشاه بستود و بنواختش
بکرسی زر جایگه ساختش

بدست خودش داد شمشیر را
که شمشیر زیبد چنین شیر را

نشد بر کسی آشکار آن نهفت
شهنشه چه گفت او چه از وی شنفت

چو این دولت تازه اشاه یافت
سوی خیمه گه شاد و خرم شتافت

سپهدار را نیز همراه برد
که دوران بد این امانت سپرد

برآنند دانشوران یک قلم
که او کرد در صلح اصلاح هم

میانجی بباید هما نا چنین
که انگشت صفرا چو شد کانگبین

چو صفرا و سودا بهم جمع بود
قضا هفت اندام اول کشود

سپس داد داروی نوشینه
که تحلیل شد درد دیرینه

بقیهٔ حال بعد از خالی شدن پلونه و صلح باهم

کجا رفتم از عرصهٔ کارزار
که باشد هنوزم بدان عرصه کار

سخن باز رانم ازان پای لغز
برون آورد کاکلم از پوست مغز

که روسی سپه چون پلونه گرفت
همان صورت باز گونه گرفت

بفوج سلیمان درآمد شکست
که شهر سلیمانیش شد ز دست

ز شپکا شبها شب برون آمده
ولی کس چه داند که چون آمده

رعایای قارص بدل کینه داشت
که مختار پاشا گذشت و گذاشت

بهر جای آورده روسی هجوم
چه در ارضروم و چه در زروم

خسک در ره روسیان کس نریخت
بجز باد کس خاک میدان نه بیخت

بهر جا که رومی سپه داشت جای
بآن پای مردی نیفشرد پای

ز هر منزلی جنگ ناکرده رفت ندانم چها در پس پرده رفت
ندانم خود این مصلحت بود شان که سلطان بدینگونه فرمود شان
بسنج خرد هست اینجا چه هیچ بگفتار هرزه گوئی مپیچ
بر اندازه هر کس قیاسی نمود که داند که در پرده پنهان چه بود
ولیکن شود اینقدر آشکار که بر صلح و اصلاح افتاد کار
بهم بخت و طالع چو دمساز شد ره آشتی از دو سو باز شد
بسر رشته تلگراف از دو سو بجنبش درآمد رگ گفتگو
دو قیصر بهم مهربان آمدند سخنها بسے درمیان آمدند
فرستاد هر یک امینان خویش که ظاهر کنند از نهان خویش
سخن چین طراز گذارش گرفت گذارش سواد نگارش گرفت
سران از نگارش چو پرداختند مسجّل بمهر و نشان ساختند
چو من خود نبودم بمیدان جنگ چه گویم که باشد چه تاوان جنگ
که خواهد شد ع بعد ازین سودمند کرا آسمان میرساند گزند

رخصت گرفتن عثمان پاشا از شهنشاه روس و آمدن در روم

شهنشاه را این زیان نیست کم که نخچیر آواره داند رم
همان ماهی کش درآید بشست بناچار بایست دادن ز دست
چو او کارهای جهان کرد راست جهان داد و خود ازو باز خواست
بناچار دستوری بار داد که رخصت بعثمان سپهدار داد
نوازش بسے کرد در کار او نمود آنچه آمد سزاوار او
زبس شاد و خرم سپهدار شد سهی سرو او شاخ پربار شد
سر عزت او بگردون رسید که پابوس خدمت بجا آورید

سوی روم آمد از آن مرز و بوم | بهر سوی کرده هجوم اهل روم
دگر آب رفته بجو آمده | مگو آب، جو آبرو آمده
همه فوج بحری بگاه سلام | سمک تا سما از صلای بعام
گروهی بهر سو پذیره شدند | کواکب بنظاره خیره شدند
سپه هم بطبل و درا آمده | نوازندگان در نوا آمده
فلک انجم آورد بهر نثار | هوا لاله و گل پره کرد بار
چو از مرکب دودی آمد فرود | روان گشت گوئی که دریای جود
نخستین بپابوس سلطان رسید | بلی قطره آخر بعمان رسید
مه و مهر را داغ بر دل نهاد | که سلطان به پیشانیش بوسه داد
بگو بوسه تمغای اخلاص بود | که تمغای عثمانی خاص بود
جهاندار از بسکه شد شادمان | جهان نیز شد از سر نوجوان
بهر منزلی کوس نوبت زدند | بهر محفلی ساز عشرت زدند
بهر خانه بزمی بر آراستند | بر امشگری زهره را خواستند
چو حاصل بترکان شد آسودگی | بیاسود کلکم ز فرسودگی
چو شمشیرها رفت اندر نیام | کشیدم زبان من هم آخر بکام
بیا ساقی آن می که مستی برد | نه مستی که از خودپرستی برد
بمن ده که جامی پر از می کنم | که طومار اندوه را طی کنم

خاتمهٔ کتاب

الاهی سخن سنج دانش پسند | زبان در کش و تن زن از چون و چند
قلم از ره نکته رانی گذشت | رگ ابر از درفشانی گذشت

زبان آوری تا کجا بید ریغ | ستیزه نباید چو شد کند تیغ

عنان ورکش و هی برابرش مزن | درین عرصه خود را بر آتش مزن

کمان را مکن زه که نخچیر نیست | نه نخچیر در جبه یک تیر نیست

چه گویم که شرمم ازین گفته باد | بنا گفته عذرم پذیرفته باد

هنوزم بترکش دو صد تیر هست | جهان پر ز هر گونه نخچیر هست

هنوزم بود همچنان تیغ تیز | هنوزم جهان دستگاه ستیز

زبان تا بگفتار شد رام ما | چه نخچیر کان نیست در دام ما

من این داستان را که گشتم نگار | همانا زبانی بود یادگار

ز اخبار ها آنچه اندوختم | سواد دل افروز افروختم

ز تقدیم و تاخیر بر من مگیر | گزو نیست اهل سخن را گزیر

چو پذرفت این نظم از من نظام | بنام آورانم بر آورده نام

چه خود نام این نامه قیصر است | اگر قلب آن مسکنی بهتر است

مرا این داستان را که خوانیم ما | بماند ز ما دُر نسیم ما

ز ارژنگ نقش و نگار عزیز | همین بس بود یادگار عزیز

بسالش نوشت اینچنین کلک من | گزین نامه افزود قدر سخن

هزار و دو صد هست و پنج و نود | ١٢٩٥ھ که دادم درین نامه داد خرد

امیدم چنان هست از کردگار | که باشم براهش مدام استوار

بود آرزویم ز درگاه او | که رو برنگردانم از راه او

بیا ساقی آن باده ته نشین | که ماندست باقی ز دور پسین

بمن ده که تاراج هوشم کند
بتاراج هوشم خموشم کند

فی التشریحات

مثنوی ید بیضا

کہ ہر بیت آن ذوبحرین ذوقافیتین مع التجنیس ست یکے بحر سریع مطوی مکسوف یا موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلات دوم رمل محذوف یا مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات بلکہ اکثر ابیات سہ سہ چہار چہار قافیہ دارد و بعضے سراپا مقفےٰ و مسجع ست و قطع نظر ازین صنائع و بدائع صنعت مقطع و منقوطہ و غیر منقوطہ و فوق النقاط و تحت النقاط و قلب مستوی و حسن تعلیل و استتباع وغیرہ از محاسن فصاحت و لطائف بلاغت نیز ایرا دیافتہ کہ پرتوے ازین تمثال در عالم مثال بر طبع کسے نتافتہ ۔ چونکہ فہم حقائق این مثنوی و دقائق این نقش نوی موقوف بر تعریف تجانیس بود لہذا ضبط آن درین جدول لازم نمود :-

شمار	اقسام تجانیس	تعریفات	امثال کہ اکثرے ہم ازین مثنوی ست
١	تجنیس تام مماثل	دو متجانس در نوع و عدد و ہیأت و ترتیب متفق و در معنی مختلف بود	شُور شُور - رَوان رَوان
٢	تجنیس تام مستوفی	در عدد و ہیأت و ترتیب متفق و در نوع مختلف بود	رَوِی رَوِی - مَدار مَدار
٣	تجنیس مرکب تام متشابہ	دو تجنیس متحد الکتابت مرکب باشد یا مفرد و مرکب	بالات بآلات - کمند کمند
۴	تجنیس مرکب تام مفروق	دو لفظ مختلف الکتابت مرکب باشد یا مفرد و مرکب	دلبری دل بری طیلسان طی اللسان
۵	تجنیس مرکب مختلف	متفق الحروف والترتیب و مختلف الکتابت و التلفظ	از انصاف - از ان صاف
۶	تجنیس مرفوّ	دو لفظ مرکب از کلمہ و جزو غیر مستقل کلمۂ دیگر	نور آیتی - رایتی
٧	تجنیس صوتی	دو لفظ متحد التلفظ کہ در یکے حرفے مکتوب غیر ملفوظ باشد	جامہ بین - بجا مبین
٨	تجنیس محرّف	دو لفظ از حروف غیر منقوطہ متحد الکتابت و مختلف الحرکت	مُحرِم مَحرَم - درواہمہ درواہمہ
٩	تجنیس ناقص متوّج	در اول یکے از دو متجانس حرفے زائد باشد	سر افسر - جود وُجود
١٠	تجنیس ناقص متوسط	در وسط یکے از دو لفظ حرفے زائد بود	برق بیرق - دراز درآز
١١	تجنیس ناقص مطرّف	در آخر یکے از دو متجانس حرفے زائد باشد	بسل بسملہ - موی مویہ

۱۲	تجنیس ناقص مذیل	در آخر یکے از دو لفظ دو یا سه حرف زائد باشد	یم یمین - نوا نوائین
۱۳	تجنیس مضارع	حروف هر دو متجانس متقارب المخرج بود	هادی حادی - راه راح
۱۴	تجنیس قلب کل	از قلب حروف لفظی علی الترتیب لفظی دیگر حاصل شود	نستیح حتف - رام مار
۱۵	تجنیس قلب بعض	از قلب حروف غیر مرتب لفظی لفظی دیگر حاصل آید	مرحوم محروم - قمر رستم
۱۶	تجنیس جامع	آنچه دران قلب بعض و حرفے زائد بود	آزر - آرزو
۱۷	تجنیس مقلوب مجنّح	قلب لفظ اول مصرعی یا بیتی لفظ آخر آن واقع شود	مار زلف او دلم را گرد رام
۱۸	تجنیس مقلوب مستوی	از قلب حروف مصرعے یا بیتے علی الترتیب همان مصرع یا بیت برآید	دیدهٔ ما نامه هم آن آمد دید
۱۹	تجنیس مُزدوَج	دو متجانس در یک مصرع با هم متصل باشد	خنجر تو خنجر سنجر برد - احمد احمد
۲۰	تجنیس خطی تصحیف	دو لفظ متحد الخط و مختلف اللفظ مرکب از کم منقوط یا بعض بود	یم نم - پیدا نشان بیدا نشان
۲۱	تجنیس اشتقاق	دو لفظ از یک ماده حروف مشتق باشد	شکیب - شکیبد
۲۲	تجنیس شبه اشتقاق	دو لفظ مشابه از ماده مختلف مشتق باشد	گشد - گشاید
۲۳	تجنیس اشاره	مجانست لفظی باشاره حاصل شود نه از لفظ	ریش موسی باسم خود اشاره شد (یعنی اشتره)
۲۴	تجنیس متداخل	در هر یکے از دو متجانس دو تجنیس مختلف باشد	بوذر توزر - قد با طوبا
۲۵	تجنیس مرصّع	از تکرار مصرعے متحد اللفظ والکتابت معنی دیگر حاصل شود	طالب جوهر خری اینجا که هست
۲۶	تجنیس لاحق مثال	سوائے حرف اول همه حروف متجانس باشند	روضه حوضه - فرگاه درگاه
۲۷	تجنیس لاحق اجوف	سوائے حرف درمیانی همه حروف متجانس بوند	قصر - قبر
۲۸	تجنیس لاحق ناقص	سوائے حرف اخیر همه حروف متجانس باشند	آزار - آزاد

تشریحات

۱۵ ای حرف ندا جناب کبریا منادی سر بالفتح فرق درا سن معروف و بمعنی فکر و خیال و زدرو قوت میل خواهش و فوق و زبده و خلاصه و خالص و بالضم بمعنی شرابے کہ از برنج سازند و نوعے از رقص باشد شبیه با رغشتک، شور بواو مجهول نمکین و نمک طعم و لذت معروف و آشوب و غوغا و فریاد و عشق و جنون و سعی و کوشش و دوزش کردن و شستن و پاکیزه ساختن و نام روسی کر افیر باشد پس این زمعنی شور را در نه معنی سر مذکور ضرب دهند در یک مصرع هشتاد و یک معنی بحسب تحقیق لغت بر محل تصحیح جلوه نماید منشور فرمان بادشاهی درین شعر دو تجنیس مرکب و مفروق ست و تا قافیه انسر و سر تجنیس زائد حاصل آنکه سر از شفقت در تابست زنامت زینت ترکیب

یا آنکه سرم که عنوان کتاب در وجود ست از سواد سودا یت آرایشے و سر بهر نامه از نامت تاج پیرایشے دارد

۵۲ ید آنکه این شعر تمام مقفی و مسجع ست و پنج قافیه دارد و معنا بر عایت قافیه رعنا بالف نوشته شد معنا نگار اسم فاعل یعنی اے نگارندہ معنی نگار رعنا نقش و کنایه از معشوق رعنا و رنگ خال نقطه سیاه و بر دو یائی حاصل آنکه قلم خالق معرفت تو می نگارد و رقم از خال تو جلوهٔ معشوق رعنا دارد و از خال مراد زینت ست یا بر دو سیاه باعتبار سواد نکته لفظ رقم و رعنا نگار دو خال دارد یعنی دو نقطه دارد و نیز این شعر مضمون لوح و قلم ظاهر می کند یا از قلم قلم مصنف مراد ست و رعنا نگار همین مثنوی که باعتبار دو بحر رعنائی اے دو رنگی دارد

۵۳ این شعر تمام مقفی و مسجع ست پنج قافیه دارد و در آخر تجنیس مرکب مفروق سر خیال و آغاز تمهید حمد کردن تاب طاقت و رونق و فروغ حاصل آنکه اگرچه آغاز کتاب از حمد و ثنائے تست لیکن طاقت بیان توحید تو که دارد و در هر گاه توحید ادا نه شود تمهید نیز ادا نه شود۔

۵۴ این شعر هم چار قافیه دارد و در آخر تجنیس مرکب تام مفروق بسمله بسم الله گفتن طیلسان بفتح اول و کسر لام چادر لسان زبان این مسئله کنایه از حمد یا کتاب حاصل این مسئله را زبان طے نتواند کرد و بشرط آنکه بسم الله طیلسان مرحمت بر سر کشد و پیداست که هر چیز باسم الٰہی شروع کرده شود با تمام رسد نسبت طیلسان به بسم الله که بر سر هر نامه باشد ظاهر ست۔

۵۵ بسمل با بسمله تجنیس زائد منزل بریدن قطع منزل کردن واصل رسنده این مرحله کنایه از حمد برید بفتح قاصد این شعر چار قافیه دارد حاصل هر که دل خسته بسم الله است واصل ست بریدی کامل ست چه کمال برید بمنزل رسیدن ست و پیداست که هر چه باسم الٰہی شروع کرده شود با تمام رسد۔

۵۶ بن بیخ این نخله بسم الله ریم بمعنی خاص یم دریا عیسے و مریم و نخله صنعت مراعات النظیر حاصل زیر این درخت دریائیست که هر یک از صالحین و صالحات تشنهٔ آنست اے طالب آنکه نکته بن مراد آخر بسم الله ست که رحیم است و یم دران واقع است۔

۵۷ یم نم صنعت تصحیف و تجنیس خطی حاصل اندر یاے احسان تو سر چشمه دریا هم از فیضان تو سرمست ست مستی دریا باعتبار شور و کف و تموج ظاهر

۵۸ رائق شراب صاف معروف و شراب این شعر تمام مقفی و مسجع ست صاف و انصاف تجنیس زائد و طرفه صنعت تجنیس تازه این که هر دو مصرع سواے حرف را و لام متحد در حروف و مختلف در کلمات ست حاصل آنکه دریاے رحم تو بغایت صاف است باین سبب صاف مرحمت تو ای شراب مرحمت تو درخور توصیف است

۵۹ نشان علامت و فرمان حاصل آنکه این همه نکتها که گفته شد از بسم الله برکت نام تو ظاهر شده اما بیدنشان

بیخبراند یا اینهمه نام و نشان مراد دنیا و ما فیها

۱۵۱ (۱) ہان کلمہ تنبیه زیاد مخفف از یاد د بمعنی زائد حاصل ثنائے تو باعث از دیاد مرحمتہائے تست ۱۲

(۲) مزرع بان زمیندار و نگهبان زمین بی مر بیشمار در آخر تجنیس مرکب متشابہ ست حاصل مزرعه انعام تو بے نگهبان ست اے ہیچ مانع ندارد ہر یک ازو متمتع می شود و زبان از نام تو بہرہ ہائے بیشمار و لذتہائے فراوان می یابد ۳ه سو طرف و ے بد دیائے اضافت حاصل در گاه اجلال تو برتر از وہم و گمان ہست و دخل در احوال تو بدگمانی ہست و نتیجهٔ بدگمانی پشیمانی ہست ۴ه فرمان بر مطیع فرمان بُر بضم با قاطع فرمان فرگاه بمعنی حضرت حاصل فرمانبران مقبول و نافرمانان مردود درگاه تو اند ۵ه دُرّه بالضم و تشدید را دُر کلان تاب طاقت و پیچیدگی و آب و رونق دِرّه بکسر و تشدید را تازیانه فر شوکت و شان و رفعت و نور ذره و دره صنعت تصحیف تجنیس خطی فر کا فر تجنیس زائد دُره بضم و کسره تجنیس محرف تا تاب تجنیس تام حاصل ہر ذرهٔ راہست تاب گوہر دار و یا ہر که بخاک راه تو شد قیمتے پیدا کرد و فر تو بر کافران حکم تازیانه دارد ۶ه جدار دیوار این شعر تام مقفے و مسجع ہست در آخر تجنیس مرکب متشابه حاصل ہر ظل الله مظہر تست بلکه در و دیوار منظور نظر تست ۷ه باشه جانورے شکاری پران فران خاشه خاشاک اے باشهٔ حکم تو صاحب شہپر ست یعنی حکم تو قویست و خاشهٔ راه تو بال باشه دار دارے ادنی از تو قوت اعلی دار و این شعر تام مقفے و مسجع و در آخر تجنیس مرکب مفروق است باشه و خاشه تجنیس لاحق است ۸ه خنجر گلو سنجر نام بادشاہے دم نفس و خون و دم تیغ و دم آب گویند خنجر خنجر تجنیس خطی و با سنجر جناس لاحق بر و بضم و بفتح تجنیس محرف آب و آتش مقابله حاصل تو آن قہاری که قہر مانا نرا متہو ملیسازی و آتش غضبت آب خنجر را ہم میسوزد ۹ه پرکار قلم نقاشی و دائرہ و حلقه بضم و انا و عیار پر گوشه و کنار ہر شے حاصل از جاه تو نه آسمان در وہم و حیرت افتاد و معلق ایستاد پرکار و پرکار تجنیس محرف مرکب ست و این نه آسمان پرکار نیست که بدست قوت تو سنگه و دو ہر یک مطیع تست ۱۰ه بشیر بشارت دہنده شکر استعاره از عفو و شیر از اشک حاصل گریه من از بخشش تو مژده میدہد چنانکه شکر و خوردن شیر ست عفو لازم گریستن ۱۱ه رایت علم مہر محبت و آفتاب آیت نشان و علامت حاصل قہر تو ہم در حقیقت محبت ست و آفتاب جلال و جمال تو آتش و نور ہر دو دارد و قافیهٔ اول تجنیس مزدوج و دوم تام مماثل قہر و مہر آتش و نور لف و نشر مرتب ۱۲ه شیرین و شور اثبات مہر و قہر حاصل مہر تو مانند آب شیرین باعث تسکین ہست و قہر تو چون آب شور سبب شورش ۱۳ه محرم بضم احرام کننده و بفتح رازدان حاصل چون محرم طواف خانهٔ تو میکند زمزم فیض تو میجوشد یا چون محرم جوش زمزم فیض می بیند از غایت وجد میگردد و می رقصد ۱۴ه نیل دریائے مصر و رنگ حاصل

۱۵۱

احسان تو هم برخاک نیل را سبیل و هم خم افلاک را پر از نیل کرد ۱۳ خاک کنایه از آدم قلب تا سر و دل
چار قافیه هست آخر تجنیس تام مماثل یعنی هرگاه آدمؑ از انعام تو کامل شد دلش از احکام تو چرا برگردید کراز
بهشت خوشه چیدای گندم خورد و بر رویش شکن افتاد ای آثار ملال ظاهر شد ۱۴ ناری کنایه از
ابلیس خاک مراد آدم آبی انکار کننده باد فروزن واد گر مکافات کار آبی شدن تباه شدن این شعر
جامع عناصر است حاصل ابلیس سجدهٔ خاک نکرده بپاداش آن تباه شد ۱۵ تافته بمعنی گرداننده
این شعر تمثیل ست ای هرکه از در رو گرداند آب در حق او آتش شود ای رحمت بوی زحمت گردد ۱۶ بایزید
از اولیا ست حاصل احرار از لطف تو سرور و اشرار از قهر تو مقهور هستند

صفحه ۱۵۲

۱ مصرع اول متعلق مصرع اول شعر بالا و مصرع ثانی متعلق مصرع ثانی ۲ هرچند تو قادر هستی اما
نسبت تو بشر کردن خلاف ادب است ۳ شان حال و شوکت حاصل ایوان جلالت تو رفیع ست آگهی تمام
کس ندارد ۴ کلبه استعاره از دل آه مراد محبوب مطلوب ۵ بر وجه نگس ران تشبیه مروحه جنبانی مژگان ظاهر
فاعل دیدن و جنبانیدن مژگان حاصل جنبش مژگان در حقیقت مروحه جنبانیست بر روی عکس تو نشیمن چشم
جلوه دارد ۶ برکردن روشن گردانیدن و بلند نمودن و سربلندی شمع روشن ۷ راه خوابیده
راه پوشیده و مخفی و از خانه خوابیده و بیدار تقضا و ۸ تازنده از تاختن یعنی دونده و تازنده دیگر تباے
توقیتیهٔ غائبه ای تا وقتیکه زنده باشم ۹ زهی طرف تمام شعر مسجع مقفی ست زتنیده و زهی بنده تجنیس مرکب
مفروق حاصل طاعت از ما و از تو عنایت می زیبد ۱۰ برکنبد تشدید احسان و نیکی ما تو امر کرده شده
مور معروف تجنیس مرکب متشابه است حاصل ما و امیکه فیض احسان تو بر من فرمان بردار جاری باشد
هر کس و ناکس از فیض ما مستفیض گردد و فائده بردارد ۱۱ ناسره زر قلب ده دهی بوزن الهی زر خالص
پس مضمونش این آیهٔ کریمه ست مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۱۲ بخشیده خالص قلب دل و زر ناخالص
۱۳ روزه یوم و صوم تمام شعر مقفی و مسجع ست ۱۴ شبخون حمله وقت شب حاصل دریاد تو که خون مگریم
از غم کاهیدگی شب ست نه از تعب ۱۵ گل کبر کنایه از جسم خاکی یا سرشت آئینه معروف و بمعنی ظاهر
حاصل بر تو روشن ست که در دلم کدورت هست پس با آئینهٔ دل صیقلی بکن ۱۶ خورد گشتن ریزه شدن شیشه
استعاره از دل و سنگ استعاره از صدمه ۱۷ بسیار رفت ای بسیار گذشت از ایام،

صفحه ۱۵۳

۱ ناقه کنایه از مرکب عمر روان یا وجود ۲ ره سپار رونده راه سپار امر از سپردن توشه
زاد ایمان و اعمال ۳ این شعر تمام مقفی و مسجع ست و متحد الحروف سوای کاف و راء حاصل گشته ایامم
خرم و رشته آمالم محکم کن ۴ عزیز اسمی اسماے الهی و تخلص مصنف جو یا جوینده

۱۵۳ ۵ درج بضم بهندی ڈبیا ۶ شب تار کنایه از ظلمت معاصی است در بهر وے بد است ےناز یبا و نامناسب است ۷ دراز طویل و مرکب از در و آز که بمعنے حرص ست درین شعر صنعت فوق النقاط است ۸ حادی حدی کننده و حدی آنکه وقت راندن شتر ساربانان اشعارے میخوانند راه طریق و باصطلاح موسیقی نغمه آین شعر تمام مقفی ست و هم صنعت عکس دارد و متحد الحروف باختلاف حاے حطی و هاے هوز و این قسم را جناس ملفوظی گویند و صنعت تحت النقاط نیز دارد حاصل دل با خود حادی و خود حدی خوان و خود ناقه و ناقه ران ست غرض اظهار شوق باشد ۹ شبنم کنایه از دل خویش مرکب از خوے و شین ضمیر و بمعنے خود حاصل در راه نعت از خجلت آب میشوم ۱۰ درباغ کنایه از جناب الهی فرخنده باد کنایه از حضرت رسالت مآب و شگفتگی غنچها متعلق به باد ست ۱۱ باد شمال کنایه از جناب رسول صلعم حاصل جناب رسالت صلعم مژده رحمت از حضرت احدیت آورده ۱۲ حاصل این شعر آنکه عشق و دست میگویید اما در نظر غور صاحب نظران نور مِن نور الله ست که مضمون این بیت بطرف مسئله وجودی و شهودی شعر است ۱۳ خواست براد خواهش کرد و بے واؤ از خاستن ۱۴ دل آرام اے آرام دل کنایه از معشوق ره آورد ارمغان فاعل دادن دل ست و ره آورد مفعول و بالعکس هم می تواند حاصل شوق دل عشاق دل آرام را اے محبوب کونین را آورده این شعر در صنعت مقطعة الحروف و غیر منقوط است ۱۵ ایثار کردن صرف کردن یار کنایه از جناب رسالت ۱۶ نبی قرآن مجید شاهد گواه حاصل او نبی برحق هست و گواه نبوت او قرآن بس ست و از اولین و آخرین کسے همپایهٔ وے نیست ۱۷ عهد پیمان و زمان و وقت همعهد مراد از اصحاب این شعر هم صنعت غیر منقوط دارد۔

۱۵۴ ۱ محضر سجل قاضی آشهدان کنایه از اشهدان محمد رسول الله صلعم شاهدین گواهان ۲ احمد بے میم احد حروف همچنین ابجد بے جیم ابد که اگر جیم از ابجد جدا کنند ابد می ماند مراد از ان علم ابدی است که علم ازلی را هم بدلالت تضمنی متضمن ست و این حدیث شریف بدلالت مطابقی بران منطبق علمت علم الاولین والاخرین حاصل چون این خطاب و القاب باو عطا شد تشریف علم ابدی هم که مخصوص احدیت ازلی ست باو مرحمت گشت اگر باری القاب را ساکن خوانند معنی آنکه او احمد بے میم القاب بود و این اختلاف وے را غلو گویند چنانچه حافظ شیرازی گفته ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا، القا بمعنے افگندن و الهام ۳ از بر حفظ و یاد حاصل علمش نه از سفینه بلکه در سینه بود ۴ رونما رو نماینده و آنچه بعروس دهند ۵ شکرخا شکر خوار طوطی و شکر و آئینه مراعات النظیر ۶ جنت باغ و بالضم سپر حوضه آنچه مشابه بحوض باشد و نیز حوزه بمعنا حیه ۷ دور باش نیزه باشد که پیش پیش شاهان برند حاصل آنکه او دیباش

۱۵۴ ھ۸ حله پیرایه و زیور حاصل مهر و ماه هم از ان شب نورانی کسب نور کرده ھ۹ رخش مراد براق رخش رخشان تجنیس مزیل ھ۱۰ مهر محبت و آفتاب حاصل مهر را بقدوم خود منور فرمود ھ۱۱ روان بالفتح بمعنے جان و نفس ناطقه که همیشه در حرکت فکری جاری در روان در روان باشد اینجا بیان سرعت براق ھ۱۲ دائره بر دائره درجه بدرجه جهان بالفتح عالم و روزگار و درین معنی بالکسر هم آمده زیرا که عالم دنیا از بس ناپائدار و محض بے ثبات ست گویا که بسوے فنا جهنده ست و بطرف عدم دونده و مرکب جهان نیز بکسر جیم بمعنے براق جهاننده درین صورت جهان جهان تجنیس تام مماثل باشد ھ۱۳ همره مراد جبریل و درخت مراد سدره یکتنه تنها رخت بردن رفتن تنه مناسب درخت اے تنها و رخت ھ۱۴ سفیه کمینه و بیوقوف شک لیس فیه شک نیست و ران در آخر دو تا تجنیس مرکب و پنج قافیه هست -

۱۵۵ ھ۱ منکر بکسر کاف انکار کننده و بفتح آن بد و زشت ھ۲ کشاد نتیجاب ھ۳و۴ بازگشت داشد و بمعنی برگردید ھ۵ امی بیاے نسبت ناخوانده و امی بیاے متکلم مادر من آبی امی فداک اے پدر و مادر من فداے تو این شعر صنعت عکس و پنج قافیه دارد ھ۶ آن بمعنے ملک ھ۷ سرورا بالف ندا ھ۸ برهم خوردن اے برهم شدن ھ۹ نیسان مراد ابر نیسان و بمعنے مانند نے ھ۱۰ جنگ بدر از غزوات ست بدر تمام اینجا مراد شق القمر از معجزه باشد ھ۱۱ بالات اے قد تو لات نام بت بیرق علم و نشان که بقامت تشبیه دهند حاصل لوائے نصرت تو رونق دیبرق بتکده برد بلکه بناے کفر برکند تمام شعر مقفے و مسجع است ھ۱۲ درود بالکسر ماضی از درودن و بضمتین صلوٰة ھ۱۳ ستان براے کثرت آید و امر از ستدن ھ۱۴ بخش امر از بخشیدن و حصه ھ۱۵ بان درختے خوشبو حاصل تا سایه پرور لطف تو شده ام بان از سایۀ ما استفاضه میکند ھ۱۶ ساختن موافقت کردن طوبی درخت بهشتی که دران میوه هاے گوناگون و خوشبوهاست و اینجا برعایت قافیه با بالف نوشته شد

۱۵۶ ھ۱ جمجمه قدح چوبیں و کاسۀ سر ھ۲ این تاک و این طاق آسمان زیر پائین و آواز پشت خوشه مراد برج سنبله ترجمه اے ساقی از قدحے که درخور بزرگان ست سنبله را از آسمان بر زمین فگن و اے مطرب از نوائیکه انجم را میگیرد زهره را فرود آر یعنی افلاکیان را هم مستی و بوجد آر یا آنکه بمن مضامین عالی کن ساقی و نائی کنایا از خضر طریق و مرشد این هر دو شعر قطع بند ست و حرف ندا محذوف ھ۳ تنه در تن زمزمه مطربان ھ۴ دمدمه همه انچه زیر لب خوانند زمزم بمعنے زمزمه و چاه زمزم حاصل نواے مطرب دلپذیر ست و زمزمه اش عظمت زمزم دارد ھ۵ این دخمه مراد دنیا اے مصروف نغمه شو و از دنیا هیچ مگو ھ۶ غالیه خوشبو تا ریکے از جبین حاصل از انفاس او ست که تا تار معطر ست ھ۷ نائی نوازنده نے ملکت بمعنی ملک ھ۸ نژاد اصل از رنگ مرقع مانی ترجمه اے ساقی اگرچه شراب حقیقت دو رنگی و دوبینی نمی آرد اگر صیقل و زنگ من دور نماید هر آئینه از مرقع من نقش

۱۵۶ نقش دو رنگ ظاهر میشود واین دو رنگی عین یکرنگی است که دو را یکی کردن ست واین اشارتست بدو بحر بودن است و دو دریا در یک کوزه نمودن ۹ سحر حلال معروف و نام مثنوی اهلی شیرازی ۱۰ آمد سیاهی دید آخر یعنی بصر آن نام وآن نامه مراد مثنوی سحر حلال حاصل من هم آن نامه را دیدم و بصر هم اے چشم و خرد هم دید در حقیقت اسم با مسمی ست اے اگرچه سحر ست اما معجزه باید گفت که طالب آن دوستانند نه دشمنان چه معجزه انبیا برائے کافران بود اندرین شعر هر مصرع صنعت قلب مستوی دارد یعنی چون از سر دیگر خوانند همان مصرع باشد

شفا ۱۵۷ ۱۱ دو بحر اول عروضی و دوم دو دریا ۱۲ یم دریا رود دریا و جوے و نام سازے ۱۳ قافیه تنگ شدن متحیر شدن قید و تاسیس از حروف قافیه ست حاصل اهلی لائق این کار بود و مارا انکار بهتر بود ازان که کارے بس مشکل ست ۱۴ پنجه بر تافتن غالب آمدن ۱۵ زلف دوتا باعتبار دو بحر باید و قافیه شانه معروف و کتف حاصل بغایت کشش و کوشش رفت که این مثنوی سرانجام یافت ۱۶ گل نام معشوق و جم نام عاشق که قصه آنها در سحر حلال ست ۱۷ آفرین توصیف و مرحبا جم آفرین خالق ۱۸ کے بمعنے معروف و نام پادشاهے که کیان اولاد او هستند حاصل من قصه پادشاهی گویم ۱۹ دستان نام پدر رستم و نغمه و داستان ۲۰ حی قبیله لیلے و محی و حی از اسمائے الٰهی ۲۱ ساختن موافقت کردن آره قلعه خورد حاصل اگرچه من مختصر گفته ام اما از اهلی خوشتر گفته ام ۲۲ حاجب دربان مصرع یک تخته از دو تخته در نصف بیت ۲۳ لافتا کنایه از لافتی الا علی الخ ۲۴ مو در دیده افتادن ضرر چشم ست فتم اے افتم زلف و مو سیاه و سپید باعتبار دو بحر حاصل آرایش این زلف و موائے مثنوی سبب کوری حاسد است ۲۵ گوے بردن سبقت بردن ۲۶ شهنامه من اے کتاب من صوبه حصه از ملک منصوبه اصطلاحے از شطرنج و تدبیرے که در امرے کنند ۲۷ بساط فرش شطرنج خویش بمعنے خود و ضد بیگانه

۱۵۸ ۱ شاطر شطرنج باز شط دریا این هر سه اشعار شعر اصطلاحات شطرنج است و خود ستائی شاعرانه ۲ رود دریا بار جل رود بار دریا ۳ بینا خدا خدائے بصیر ۴ حد ته حلقه چشم حرف با التشبیه بحلقه چشم ها ی هوی دوم غوغائے مستان حاصل تا محو هو الله شده ام از مدرسه گذشته اے از دانش گذشته به بینش فائز گشته ام ۵ سبق گذشته حاصل هر که چون تحصیل علوم باطنی کرد علوم ظاهری فراموش کرد ۶ تلخی اے تلخی عشق بسیار بامزه یافته ام که دل و دیده هر دو را مستغرق شده می گریم ۷ آوا بمعنے آواز اے گل و بلبل هر دو مست نغمه ماست ۸ گل کردن ظاهر شدن حاصل اگر خامه من حسرت نگار شود نامه من یاسمن زار شود ۹ دحه درخت دمیدن بمعنے نفخ و رستن ۱۰ زخمه مضراب آهن گداز گدازنده آهن چامه غزل حاصل کلک من برنده آهن اے اثر کننده در دل آهنین ست ۱۱ این دو کان مراد دو بحر

۱۵۸ | ۱۱ تیشہ کنایہ از قلم این ہر سہ شعر مقفی ومسجع است کن بمعنی شو امر الٰہی وامر از کردن کان کون کن صنعت اشتقاق، پیداست کہ گوہر از کان بہ تیشہ وتبر بر آرند چون امر الٰہی شد کن ہمہ معدنیات کونی پیدا شدند میگوید کہ از امر الٰہی کان دو کون اے مثنوی ذو بحرین ملک من شدہ ست وزر ونقرۂ خالص بر آوردم پس صیرفی آن اسے قدر دان آن شو ۱۲ کان معدن وکان دراصل کہ آن بمعنے ملک ۱۳ تیشہ وبشیہ مراد این کتاب شہد وشیر وفہد شیر کہ بمعنے پلنگ واسد ست اشارت بہ دو بحر ودو قافیہ ومضامین آن ۱۴ آتش وآب کنایہ از ضدین مُبیَن روشن وظاہر ۱۵ تاب جو جویندۂ تاب ۱۶ شاخ در درز آید ودر آخر دروازہ ۱۷ سود ماضی سودن ست وبمعنے فائدہ

۱۵۹ | ۱ حیرت فزا فزایندہ حیرت وامر ۲ کہ ومہ خرد وکلان پیک قاصد ماہ را پیک فلک گویند مناسب مہ پیکران مہ ومہ تجنیس محرف حاصل کہ ومہ طالب او بودند ۳ تافتن رخ روشن کردن رو شاہ رُخ اصطلاح شطرنج رُخ نام مہرۂ حاصل ہر ماہے از وشرمندہ وہر شاہے از ومات بود این شعر ہم مقفی ومسجع ست یافتہ تافتہ شاہ ماہ صنعت جناس لاحق ۴ سودا معروف نام خلطے ۵ صفر نقطہ وبمعنے خالی واز نقطہ یک دہ می گردد ۶ رو را بآفتاب وابرو را بماہ نو تشبیہ دادہ حاصل آنکہ آن رو نور حق ست وابرو ابرو گویا نون ست نکتہ اینکہ حرف نون اول نور ست ونیز ابرو را بہ نو تشبیہ ہند ۷ چہرۂ او برنگ لالہ ہست وبالائے او زلف مثل لام ست ولام را بزلف تشبیہ میدہند ۸ با بمعنی پدر وبمعنی در مسکن بے در وباب مراد ویران وخراب ۹ خون بیز خون ریز حاصل دل او را بے زری خون کرد بود ۱۰ جوع گرسنگی حاصل بتلاش روزی از دہ بشہر رفت ۱۱ جلا بفتح ترک وطن کردن وبکسر زدودن زنگ حاصل از ویرانۂ خود رفت وجلائے وطن جلائے آئینہ حالش شد واشارہ بدان کہ پیشۂ صیقل اختیار نمود چنانچہ بعد ازین روشن گردد ۱۲ غرّہ بالضم وتشدید را سپیدی پیشانی وسید قوم واول روز ماہ باشد شہر اول بمعنے ماہ دوم بمعنے دیار حاصل آنکہ بشہر آمد ۱۳ سرگران بودن ملول بودن سُبک وگران صنعت تضاد ست ۱۴ گشت بمعنے گردید وبمعنے شد

۱۶۰ | ۱ پرداختن مشغول شدن وصاف وخالی کردن حاصل در کار صیقل مشغول ومصروف شد ۲ آئینہ شد اے روشن شد این شعر مقفے ومسجع تمام ست ۳ حاصل زنگ را کہ از جلا آئینہ ساخت خود را نشناخت ورنگ حقیقت بروظاہر شد ۴ روے از غلادات ست حاصل روے خود در آئینہ دیدہ عیار خود گرفت ۵ وست ودید بمعنے قسم ست خورد گشتن ریزہ شدن وشکستن حاصل آنکہ ہدف تیر نگاہ خود گشت ۶ خستہ زخمی ودرنجور واستخوان درخت حاصل تخمے را کہ بخون جگر پروردہ بود آن ہمہ برگ وثمر آورد کہ شیشۂ دل شکست

۱۶۰ و رنگ حقیقت بر وظاهر شد وحاصل گردید ۶ نور روشنی از صبح غنچه مراد از آن آئینه یا دل ۷ حیرزده
متحیر زده آخر بمعنی ماضی و دید ماضی بمعنی بصر آنچه دیده است هرچه دید دیگر آنکه آن دید چه دیده بود که دشنه
حیرت زد حاصل آنکه از حسن مجازی بحقیقی رسید ۸ بدوست دراصل با دوست باشد ۹ صاف صرف و شراب
آئینه زار شدن بغایت روشن شدن و متحیر شدن نزار ضعیف ۱۰ حاصل از جمالش دیده روشن کن و از
طاعتش سر مپیچ یا آنکه سر از او مپیچ که بدیدارش فائز شوی این شعر طرفه صنعت دارد فافهم ۱۱ تو خود چشمه هستی
ای بحقیقت خود برس ۱۲ اُستا کتاب آتش پرستان است ۱۳ آذر پرست آتش پرست ۱۴ مالک دینار
نام بزرگی و صاحب زر حاصل مالک دینار صاحب دین باشد و صاحب دینار صاحب دین نیست بلکه طالب
کین است بفحوای حدیث لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلیٰ عَبْدِ الدِّینَارِ ۱۵ ابوذر نام صحابی حاصل اگر خود را خاک کنی زر شوی
واگر پاک کنی بوذر شوی در مرتبه ثانی پاک شدن بوذر تو زر تجنیس تصحیف ملفوظی ۱۶ جنان بکسر باغ و بفتح دل
۱۷ زین بمعنی زینت و تا در برای خطاب این شعر متعلق بالاست حاصل آنکه آرایش جنت برای تست و
تو بآرایش دنیوی که درحقیقت رنج دل است مشغول هستی مقام افسوس است برین ظن فاسد این شعر صنعت منقوطه دارد

۱۶۱ ۱ ما بی خودی تن زدن خاموش شدن ۲ شنیدن بمعنی گوش کردن و شمیدن این دو شعر مضمون
دَعْ مَا کَدِرَ وَخُذْ مَا صَفَا دارد ۳ خصم الخ درین اشعار بحث توحید است حاصل اعدا دشمن است چه در لفظ
اعدا و اعدا موجود است ۴ دو شش نقوش کعبتین و نیز دو شش می باشد ششدر خانه نرد است چون
مهره در او افتد بند شود حاصل طبع تو در دو سه در رفته ای مستغرق شده بحقیقت این دو سه برای تو ششدره
نرد شده که در بند افتاده الغرض شمار کثرت ترا از وحدت دور افگنده است ۵ گرده خاکه تصویر حاصل
دوئی حجاب است ۶ نخوت شکن غرور شکننده و شکن دوم امر است بشکن و در هر دو شکن تجنیس تام مستوفی
۷ احول دوبین اینگونه بمعنی اینچنین و این رنگ احول احوال تجنیس مشبه اشتقاق است ۸ آوا بمعنی آواز
حاصل خواجه او را طلب کرد او برخاست ۹ طاق محراب وضد جفت حاصل خواجه گفت که شیشه شراب
که طاق است از طاق بیار ۱۰ جفت شدن مقابل شدن ابر و طاق و جفت مناسب حاصل چون
احول بطاق دوچار شد یک شیشه را دو شیشه یافت ۱۱ وانه مراد از همان شیشه اصلی و اسم مراد شیشه دوم
که فریب نظر بود ۱۲ گفت که مفگن ای خواجه گفت که ملول مشو و یکی را بشکن و در هر دو شکن تجنیس تام مستوفی
۱۳ قرعه سنگی الخ سنگ زدن را بقرعه استعاره کرده و در یک مناسب آن چه و یک و دخال را گویند
چنانچه دو شش و نیز دو یک مراد از مردن دم واپسین ۱۴ گوش خوردن شنیدن شکرشکن شیرین گفتار
گوش و نوش تجنیس تبدیل ۱۵ کف بلب آوردن علامت جوش در رنگ که کفها سبب عکس لب او کف بر لبش رنگین شده

۱۶۱ ۵۰ حاصل شیشه شکستن در حق او بت شکستن فهد یعنی بر عیب دو بینی مطلع و آگاه شد و هر دو شکست تجنیس تام متشابه
۱۶۲ ۵۱ بویک بمعنے اندک بوکاف برائے تصغیر ست حاصل ازان دو یکے را شکسته پس هیچ یکے را ندید بلکه وهم
هم ازان نماند ۵۲ دو بینش شد اے دو بینی او رفت ۵۳ ایست امر از ایستادن هر دو مراد خودی و دوئی
۵۴ درست ضد شکسته و مرادف راست واشرفی ۵۵ آرش نام پهلوانے باره قلعه خوی عرق اینجا
تحریص نفس کشی و ترغیب ترک خودیست ۵۶ اے این شیشه خودی و پندار نهار شکستن صبح جیز خوردن
نهار بمعنے روز حاصل نهار شکستن همین ست که این شیشه بشکن تا سپیده صبح امید بدهد یا روشن نهار
مراد سپیدی موا اے آنکه پیر شوی ترک خود کن ۵۷ کو در اصل که او بود حاصل هر که این باره را شکست
مقامش در قصر که از قصور عالم علویست ۵۸ بدر امر از دریدن بالفتح پیرون حاصل حائل جسم تست
در حجاب ذات هم تست ۵۹ فلک آسمان و چوبے که طفلان را بدان تادیب کنند ۶۰ ترس خوف
وامر از ترسیدن و بالضم سپر مترس صورتیست که مزارعان بدفع جانوران نصب کنند حاصل تو غافل هستی
چرا از فلک می ترسی که شکل مترس همه تن خوف و ترس دارد یعنی بیجانست ۶۱ شیشه باز شعبده باز
مراد ازان قضاے الهی که شیشه افلاک شیشه بازی اوست یا مراد همان احول که شیشه را شکسته
۶۲ بچرخ آوردن بدور آوردن حاصل ادراک را ببلاش مضامین بلند بفلک رسان ۶۳ پاریس نان
باشندو پیرس دار السلطنت فرانس رتیسه ریسیده ریسمان و کیش شعبده بازان رامی باشد ۶۴ آرا
جمع رائے مشغله و مشعله تجنیس خطی ره سپردن طے کردن اے مشغول بازی در حضور شد و کودک
و زن خود بشاه حواله کرد۔

۱۶۳ ۵۱ سر پر هوا مغرور و حریص ۵۲ دیوان مکان نشست شاهان و دار العدالت و جمع دیو کتنه تنها
۵۳ یورش حمله میکند بالفتح کاف کشته کیسر کشت ۵۴ کشتا بسمل و مذبوح این دو شعر قطعه بند ست
میگوید که اگر زنده ام بنده ام و اگر کشته شوم اے شاه بر زن و فرزند من رحم کن ۵۵ آن یعنی ملک
صدف و گوهر زن و فرزند ۵۶ شفته ده دیچی لوله از رشته که بعربی کبه خوانند و بهندی گڑی باشد
۵۷ یکسر تمام حاصل شفته را انداخت و یک سر او بدست گرفته بود ۵۸ باز جانور شکاری و کشاده
نسره کرکس و شکلے از اشکال آسمان انباز شریک حاصل شفته که مثل باز بپرواز آمد و باسمان رسید
در رشته و آگشت ۵۹ تاب یافته اے تابیده شده رشته تاب تابنده رشته کنایه از شعبده باز جاده راه
۶۰ آن مرغزار کنایه از عالم بالا هست رشته یا علتی ست استوا خطے بر آسمان این هر دو شعر تشبیه تسمه ست
۶۱ آن مرد مراد شعبده باز زره را به دام تشبیه ست حاصل زره پوشید ۶۲ ره سپرده رونده

۱۶۳ حاصل از پادشاه تیغ وسپر گرفته روانه شد وآخر تجنیس تبدیل ۱۳ھ غرض معروف وبمعنی هدف الغرض بادیوان جنگ کرده هدف ایشان گشت وغرض غرض تجنیس تام مماثل ۱۴ھ گاه برائے ظرف زمان ومکان آید وور درگاه تجنیس ناقص تذییل ۱۵ھ رود دریا نمرود پادشاہے کافر کہ بر ہوا بذریعۂ کرگسان بجنگ رفتہ بود حاصل بعد از دیرے خون بسیار بارید نمرود ونم رود تجنیس مرکب مختلف کہ در حرکت وکتابت مختلف ودر نوع حروف موافق ست ۱۶ھ لخت نام سلاحے لخت لخت بمعنی پارہ پارہ وشین ریختش ضمیر منفصل مضاف الیہ اعضائے او ریخت حاصل از اعضائے شعبدہ باز گاہے دست و گاہے پا بر زمین ریخت ۱۷ھ پاگر مرتبہ ودستگاہ قدرت یعنی دیگر لیران آن مرتبت وقدرت یافت کہ از دست وپائے ریختۂ او ظاہر نہ شد۔

۱۶۴ ۱ھ ہندو زن زن ہندو وبمعنی ہندو کش ۲ھ شو بالضم بمعنی شوہر تعال بمعنی بیا این ہر سہ شعر بیان سوختن زن ست ۳ھ سلسلہ مویان پیچیدہ مویان ومویان بمعنی نالان وسلسلہ زنجیر حاصل آنکہ آن ہمہ زنان ازین واقعہ پریشان ونالان شدند ۴ھ راغ صحرائے دامن کوہ ومرغزار وود برآوردن تباہ کردن برآوردن برآوردن ۵ھ عود چوبے خوشبو ونام سازے مندل نام سازے صندل ومندل تجنیس تبدیل وعود عود تجنیس تام مماثل ۶ھ زشتہ باز قبیل شعبدہ باز باز آمدا ے برگشت ۷ھ محیط دریائے شور واحاطہ کنندہ تجنیس تام مماثل ۸ھ آختن کشیدن خون وچون تجنیس تصحیف ۹ھ درین شعر اجتماع عناصر ست ۱۰ھ ان ضمیر جمع متکلم بمعنی ما کہ برائے قافیہ جان مع النون آوردہ انباز شریک کنایہ از زن ۱۱ھ شہباز مراد از شعبدہ باز حاصل پادشاہ حال گذشتہ ظاہر کرد واو درماندہ شد ۱۲ھ اے از اصوات ست وصفت گریہ ونالہ ودر آخر مصرع علامت جمع ہائے ہا گریہ ونالہ حاصل ہمہ از آتش افروختن وسوختن آن زن کہ مست خم عشق بود نالان وگریان شدند ۱۳ھ اے شعبدہ باز گفت این نالہ وفریاد ہمہ خطا ست ودر مصرع ثانی تکرار گفت کہ اینہا وآنہا ہمہ غلط ست وبیہودہ این ہا اینہا وآن ہا آنہا تجنیس مرکب تام مفروق ۱۴ھ از روے توخطاب بپادشاہ مہ کنایہ از زن حاصل گفت کہ از تو محبت ظاہر ست تو او را گرفتہ ۱۵ھ زہرہ ماہ جام کنایہ از زن جامہ وجام تجنیس ناقص مطرف۔

۱۶۵ ۱ھ پیش شاہ وپیش آہ تجنیس مرکب مختلف ست ۲ھ بو کہ بمعنی شاید کہ وامید کہ کچھ گل کردن راز فاش کردن ۳ھ بدر ائے بر در وبمعنے بیرون ۴ھ بافر ونفر باشان وشوکت ۵ھ از تہ جان اے برغبت غنچہ او اے دہان او گل شد اے باز شد وشگفتہ گردید حاصل آن زن آمد زمین بوسی شاہ کرد بوسہ داد وبوسہ داد

۱۶۵ تجنیس ناقص متوسط ۶ سر بجز بزرگ وثانی بفتح معروف حرفت پیشه گرفتن سه خسوف حاصل هر یکی ازان شعبده متحیر شد حرفت و حیرت تجنیس ملحق بلاحق ۷ شان ضمیر جمع و شوکت ۸ رس امراز رسیدن خانه رس انچه در خانه پخته شود پیداست کمیوه از آفتاب پخته شود مصنف گوید که میوه من از دیگرے مستفیض نگشته ست و رس زس تجنیس تام مستوفی ۹ دستان نگار داستان نگار نگار حنا و نقش ناخواسته بے خواهش ۱۰ کهنه و برنا پیر و جوان برنا س پسند و برنا سپند تجنیس مرکب مختلف ۱۱ پند باو بالکسر و الفتح بمعنی نصیحت و پند و سند نام ملکے در هند باد آخر مصرع دعائیه تجنیس تام مماثل ۱۲ اشکال بالفتح صورتها و بکسر دشواری و ز ر ذ نیه تلعه محکم حاصل این مثنوی از مشکلات ست ۱۳ خرد بکسر عقل و بفتح مضارع خریدن حاصل سخر داست آنکه طالب این بناشد ۱۴ عمده و غمزده تجنیس لاحق احرف زیبا طلسم و زی باطل اسم هر دو بترکیب مقلوب الصفت تجنیس مرکب صوتی ۱۵ سر خط فرضی یعنے خط موهوم که حکما یک سر آن بمشرق و سر دیگر بمغرب بمقابلهٔ دائره معدل النهار بر وسط زمین فرض کنند و معدل النهار دائره ایست که تنصیف فلک نماید از مشرق تا بمغرب پس زمین بمقابلهٔ این خط از جائیکه قطع شود همانجا خط استوا است چرخ آسمان و آلهٔ رشته تافتن که آن را چرخه گویند ۱۶ در و آویخته حاصل این خطوط مثل رشتهاست که از چرخه آویزان ست بران دل هندا اگرچه سلک گوهر هم باشد که قابل اعتماد نیست بلکه بعد ازین میگوید که کمند وافعی بدان و دشمن جان بشمار ۱۷ ذنبه دادن فریب دادن این سان این چنین سان دادن لشکر عرض کردن لشکر۔

۱۶۶ ۱ شرزه صفت شیر شیر دوم بمعنی لبن ۲ کشت مزرع و اصطلاحے از شطرنج لفظ یک دو برائے تحقیر ست ۳ مات در باختن بازی شطرنج حاصل دنیا کشت زارے بیش نیست و سلطنتش غیر از صدمهٔ هلاکت نیست که حاصل آن مرگ و مائل آنهم گرفتار پنجهٔ مرگ ست ۴ این آسیا مراد آسمان آسی غمناک حاصل این آسیا جز آب هیچ ندارد و اگر آب هم می خواهم بجائے آب خون می دهد ۵ آرد از آوردن د و دم غلهٔ سوده حاصل اگر روزی هم میدهد بمشقت میدهد ۶ سبوس نخاله هندی بهوسی باس خوف و عذاب بوس سختی و احتیاج و حاجت ۷ سفره مائده پرویز لقب خسرو پرویزن غربال تشبیه آسمان بغربال باعتبار کواکب ۸ بره بچه گوسپند و برج حمل تره سبزی و اینجا مراد برج سنبله خان مخفف خانه درین تمام اشعار بیان بروج فلکی هست و ناموافقت آنها ۹ چرا از چریدن بمعنے برائے چه بره و بزغاله حمل و جدی طرفه اینکه اینها در چریدن بوده و اینجا

	قحط افتادہ ست (۱۰) سنبلہ خوشہ و نام برجے جوزا نام برجے و بمعنے جوزا بندہ حاصل آنکہ نتیجہ خوب نمید ہد نکتہ در لفظ جوزا ایک جو ہست الغرض آسمان آبستن مکر و فریب ست وگندم نما جو فروش (۱۱) گاؤ معروف و برج ثور دفتر گاؤ خوردن تلف شدن (۱۲) دندہ استخوان پہلو دندہ دندان دستہ پستان تجنیس شبہ اشتقاق حاصل تو طفل نادانی کہ زہر را نوش و حرام را حلال فہمیدہ (۱۳) کمان معروف و برج قوس زہ کردن کمان کشیدن کمان (۱۴) دلو معروف و نام برجے کوتہی مخفف کوتاہی و اصل دیگر کوتہی کہ اوتہی بودہ -	۱۶۶
	(۱) ماہیت حقیقت ہر چیز و در آخر بمعنے ماہی خود و ماہے برج حوت (۲) میزان ترازو و نام برج قلب ناسرہ و دل سنجیدن لازم ترازو حاصل میزان را بماہی کہ دشمن تست (۳) دے ضمیر راجع بآسمان حاصل ہمہ از ملک فلک است (۴) حاصل شراب از و مخواہ کہ شرابش مار سرخ ست (۵) ہر ہفت چرخ سماوات سبعہ ہر ہفت آراستہ (۶) اژدہا معروف و شکلے از کواکب و ہا زیر کی کشد تجنیس شبہ اشتقاق حاصل رستمے باید کہ این اژدہا را زیر کند مصرع ثانی آن اشارہ برستم و این اشارہ باژدہا معلوم ست کہ رستم بہفت خوان اژدہا را کشتہ بود (۷) ہفتہ ہفت روز ہفت خوان و ہفت خانہ دنیا و ما فیہا کہ ہفت آسمان و ہفت زمین دار و این اشعار سیر دوری ذات کائنات ست حاصل بسیار ہفتہ رفتہ و باز می آید و می رود (۸) جم و کے نام پادشاہان حاصل این و آن ہمہ از پیش نظر برود لیکن عین ذات ہر گز از عین صاحب نظر نرود، (۹) چیستان لغز این و آن اشارہ بدنیا و ما فیہا یا اشارہ بامروز و دی کہ در شعر اول ست (۱۰) جوجہ بچہ مرغ خاگینہ بیضہ مرغ خاک را بجوجہ استعارہ کردہ ست و خاکیان را بخاگینہ حاصل از خاک ظہور این ہمہ چیز ہا عجب ست (۱۱) مرغزار سبزہ زار و بضم مرغ نالان و حیف حاصل زہے صنع صانع کہ در مرغزار چندین مرغ در خروش اند و در بال ہر مرغے چندین نقوش در آغوش (۱۲) زیر آواز پست صد ہزار لک ہزار بل درین شعر تجنیس تام مماثل و زائد و شبہ اشتقاق جمع ست (۱۳) حبہ دانہ حاصل این ہمہ کہ گفتہ شد اندکے از صنائع صانع ست آذکار از کار تجنیس مضارع (۱۴) حب بضم دوستی و بفتح دانہ،	۱۶۷
	(۱) کار راست شدن درست شدن کار و این ہر دو شعر مضمون وحدت و محبت است یعنی کار حق از محبت راست شود و محبت مخصوص احباب اے خاصان اوست (۲) آبیارہ آب رسانندہ پردہ خاک درون خاک یا بطون انسان (۳) برامر از بردن،	۱۶۸

۱۶۸ ومعنے ثمر ودرخت بزرگ را گویند (۴) از دے اے اگر از ذکر او در صدق زنم راست است (۵) گور بودن سبقت بردن (۶) روآن جان درونده حاصل آن خوشه را پیش یارے که مثل جان عزیزش بود فرستاد (۷) هدیه کردن هدیه فرستادن ودر آخر تجنیس تام مماثل (۸) رهنمون رهنمائی کردن نمود مصرع ثانی بمعنے کرد (۹) تحفهٔ ارشاد باره هدیه که هدایت ثمرهٔ اوست بار در آخر بمعنے مرتبه (۱۰) اُولی اول بمعنے نخست وثانی بفتح بمعنی بهتر حاصل آن تحفه پیش هر که رسید نزد دوستی فرستاد بعد نوبت هفتاد پیش همان صحابی که اول هدیه فرستاده بود رسید (۱۱) مضمون این شعر جته حب ازل الخ ظاهر گشت (۱۲) غوره انگور خام درین صنعت فوق النقاط است ومقفے ومسجع (۱۳) این مخلصان مراد از تابعین وتبع تابعین (۱۴) تن زدن خاموش شدن حاصل اے عزیز خاموش شو این گفتار را بیهوده مدان که این راز گویا مخزن اسرار ست وآن بسته وسربسته بهتر

۱۶۹ (۱) تیسره تمام روآن صفت گنج ست ناسره قلب ترنج روان رنج روح (۲) بقدردان قدرناشناس وآن در آخر امر از دانستن (۳) درین شعر طرفه صنعتے بکار رفته که متحد الکلمات ومتفق الحروف مختلف المعنی ست واین چنین صنعت را که بعینه الفاظ یک مصرع برائے حصول معنی دیگر مکرر خوانده شود تجنیس مرصع نامند حاصل هر خورے که اینجا هست طالب جوهست اما طالب جوهر خرنده کسے نیست اے بلے هنری رواج دارد (۴) خاتم بکسر تا ختم کننده وانگشتری ودرین معنے بفتح تا هم آمده مصنف مخاطب بخود ست که خامهٔ تو داستان را ختم کرده این خاتمه در دست بجائے خاتم ست اے باعث زینت ست یا اینکه ازین خامه ونامه صاحب علم وقلم شده (۵) معنا شگفت ورعنایش گفت تجنیس مرفو (۶) ید بیضا نمودن کرامت واعجاز نمودن حاصل چون رائے تو ید بیضا نمود لاجرم همان نام نهاد که اسم بامسمے ست ونیز حریف غالب سحر حلال ست (۷) اینت بمعنے زہے حاصل این ترنج اے مثنوی بمحنت ورنج یافته وخوشا رنج که سبب حصول دولت وگنج ست، ترنج ورنج تجنیس ناقص متوج (۸) روی حرفے که قافیه بران تمام شود خلاف معروف ودرخت بید حاصل اگر روی وقافیه بجائے مخالف باشد از لطائف شمار کن خود روی اے خود رائی (۹) زیر وزبر کسره وفتحه وبمعنی پائین وبالا دائره آنکه ارکان عروض دران دائره نگارند حاصل اگر اختلاف حرکت روے دیده شود درین محل مخل نباید شمرد ومقصود مصنف آنکه اگرچه این اختلاف معیوب ست اما عیبے که اظهار آن کرده شود عیب نباشد بنا بران عذر کرده سوائے این اساتذه هم

۱۶۹	گفتہ اند حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا، و سعدی قافیہ اسپ کسب بیتے موحد آورد و علے ہذا القیاس ۵ء این شعر تام مقفے و مسجع است جامے طلب و جامی طلب تجنیس مرکب تام متشابہ ۵ء کنار بالکسر آغوش بالفتح طرف حاصل تفرج کن و تفریح از و حاصل بساز
۱۷۰	لہ سوری نام گلے سور خوشی باد ہوا و در آخر دعائیہ سود و سوری تجنیس ناقص مطرف باد و باد تجنیس تام مماثل حاصل آنکہ از عین الکمال حاسدان آزاد مصون و مامون دار بحق بنبیک محمد و آلہ الاطہار و صحبہ الاخیار

فی التشریحات قیصر نامہ

صفحہ کلیات ۱۹۵	لہ باید دانست کہ کار آفرین اسم فاعل ترکیبی ست بمعنے آفرینندہ کار و درین صورت بیت ذو قافیتین و مشتمل بر صنعت تجنیس تام باشد کہ آفرین آخر ہر دو مصراع متحد اللفظ و مختلف المعنی واقع شدہ ۲ء جہان پادشاہ خدیوان خدیو ترکیب مقلوب ست یعنے پادشاہ جہان خدیو خدیوان بحذف عاطف کہ صفت بعد صفت ست و خدیو بمعنے پادشاہ بزرگ و قوی ۳ء ارابہ بمعنی گردون ہندی گاڑی و گیو بر وزن دیو نام پسر گودرز کہ پہلوان ایرانی بود و در گاؤ و گیو تقابل حیوان ناطق و غیر ناطق ست یعنی حیوان و انسان ہر دو بکشش گردن نہادہ اند ۴ء دیہیم بر وزن تنظیم تاج مرصع پادشاہان و تخت و چتر و چار بالش گاہ یعنی کرسی زرین و تخت پادشاہان ۵ء اے ہر کہ در دلش مضمون توحید راسخ ست و در ظاہر و باطن او منطوق وحدۃ الوجود و اثق ہر دو عالم را یکے داند و لیا فانی شمارد و مفہوم مصرع ثانی رکن اول کلمہ توحید و مصرع اول جزو ثانی آن واقع شدہ کہ لا الٰہ بر نفی تمامی ماسوے المعبود دلالت کند و مدلول الا اللہ اثبات وحدت او ست

١٩٥	۱ رسم ولایت ست که پیاز و گندنا و تره بر خوان می چینند یعنی برای هوس که خواهش نفسانیست مذموم پیاز را که مذمت بد بوییش از حدیث شریف ثابت ست رسانیده و مگس شهد را از غذای لطیف شیرین کام گردانیده که در شان مدح نحل و عسل هر دو آیات قرآنی ناطق است حاصل آنکه بحکم الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین ذی روح و غیر ذی روح و نیک و بد هر که هر چه در خور ست مهیا می کند
١٩٦	۲ مصرع اول موافق آیه کریمه بیده ملکوت السموات والارض و ما بینهما و مصرع ثانی مطابق فاینما تولوا فثم وجه الله ۳ یعنی چون طاعت آنحضرت صلعم و نماز [illegible] واجب ست که بر رسول الله درود فرستم که سجود بی درود و طاعت خدا بدون محبت احمد مجتبی سود ندارد ۴ یعنی ذات مبارک آنحضرت چنان روشن آفتاب ست که وقت شب هم از جلوه اش عالم مستفیض باشد [illegible] در شب عالم از وی فیضیاب بود و شب القدر [illegible] داغ سیاهی ظلمت [illegible] ذات آنحضرت [illegible] آورده ۵ آیت یعنی نشان و علامت که آیت رحمت و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین نشان اوست و حاصل بیت اینکه وجود با جود آن حضرت صلعم حقیقت [illegible] از همه مخلوقات [illegible] انبیا گردید ۶ یعنی جمعه را بر شنبه که روز کافران یهود ست [illegible] جمعه [illegible] و این دلیل بطلان رسم قدیم باشد ۷ یعنی بسبب [illegible] آنحضرت [illegible] ملک سلیمان را که مراد از جاه و حکومت دنیوی باشد ترک فرموده و مناسبت [illegible] انگشت [illegible] آنحضرت صلعم [illegible] که اگر جاه دنیوی از خدا [illegible] البته حاصل میگشت لیکن از دعای [illegible] سلیمان علیه السلام شرم میدارم و آن اینکه آیه کریمه رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ۸ اشاره است [illegible] و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی یعنی [illegible] جنگ بدر آنحضرت مشتی سنگریزه [illegible] جانب [illegible] کفار [illegible] خاکش در دیده هر کافر رسید و شکست کفار [illegible] ۹ مناسبت لب و کوثر و آب حیات و خضر ظاهر ست [illegible] کاغذ برای دادن [illegible] نوشته [illegible] آب حیات کنایه از لب [illegible] آنحضرت [illegible] عطای حوض کوثر [illegible] و آن سوره کوثر است [illegible] ۱۰ یعنی آفتاب [illegible] بر پشت آنحضرت [illegible] سایه [illegible] انبیا [illegible] آنحضرت [illegible] کنند لاجرم سایه [illegible] باشد
١٩٧	۱۱ [illegible] جدا [illegible] چالاک و سبک [illegible] ۱۲ خواجگی یعنی [illegible] صاحبیت [illegible] حضرت مصنف علام [illegible] خواجه [illegible] الدین [illegible]
١٩٨	۱۳ گنجه نام شهر نظامی علیه الرحمه ۱۴ [illegible] مراد [illegible] هندوستان باعتبار [illegible] ۱۵ [illegible] ۱۶ کلیم تصرف [illegible] چونکه اصل [illegible] آبا و اجداد حضرت مصنف از سرزمین کشمیر ست از آن سبب [illegible] ۱۷ [illegible] مراد از [illegible] کشمیر ست ۱۸ [illegible] لقب حضرت مصنف علام ست ۱۹ کنایه [illegible] میرزا کامران بیگ تخلص [illegible] طالب کلیم [illegible] کلیم را

۱۹۸ باهم قسمت کرده اید یعنی پاره پاره ساختید تقسیم نموده باشید و معنی بیت ظاهر است ۱۸۹ عزیزا یعنی مراد دوست دارند و عزیز آخر مصرعه ثانی تخلص حضرت مصنف است ۱۹۰ یوسفی باعتبار حسن مضمون مراد از کتاب است و از زلیخا مراد خریدار ۱۹۱ دری زبانیست از جهت زبان فارسی که بدره کوه منسوب است چه بزمانه سابق در دیار کوهستانیان بدان ناطق بودند چون این زبان مخلوط بزبان دیگر نبود لهذا فصیح خوانند ۱۹۲ مشتری یعنی خریدار و نام ستاره که بر فلک ششم است است خریدار حسن مضمون عالی از عالم بالا می آید ۱۹۳ در کتب تواریخ است که چون افلاطون بسن پیری رسید در خم بنشست تا گردان بموجب وصیت او سر خم محکم بسته برفتار کرد بیم تنها ماند پس حضرت مصنف میگویند که من درین خانه ای در دنیا یک چله ریاضت کرده ام مثل افلاطون و انشمند است و مقرر است که انسان را بعمر سن چهل سال عقل کامل حاصل شود ۱۹۴ سه پستی مراد از سخن شیرین که بیان مزد چهل ساله ریاضت تواند بود چنانچه مصنف علام میگویند که عمرم از چهل گذشت چهل و پنج رسید و چه پیچ تا که است هوز و عدد شش پنج است و در و غزل که بسیم و عدد شش چهل است اشاره بهمین چهل و پنج سال باشد

۱۹۹ ۱۹۵ گبران یعنی آتش پرستان و مراد اینجا و انایان سخن است و این تمهید بی فروغی سخن و بیان کساد آنست ۱۹۶ یعنی حضرت مصنف علام برشاه مراد نظم کلام رسید و ایشان را ملکراز هر باب سخن گفتن حاصل گردید ۱۹۷ این آتش افروختم یعنی این افسانه کار دار روشن [illegible] گفتم ۱۹۸ چون سینی را سوختم یعنی خود و سوختم [illegible] ۱۹۹ یعنی حضرت مصنف علام می فرمایند چنانکه تجلی از تجلی انوار حق تعالی سخن آمد [illegible] معانی مراد کرد با نمود است ۲۰۰ الله آتش [illegible] معانی و فصاحت [illegible] لسانی [illegible] که [illegible] حضرت موسی [illegible] آتش [illegible] هرگز [illegible] جواب [illegible] حضرت موسی علیه السلام که فرموده بود رب ارنی انظر الیک یعنی ای پروردگار [illegible] مراد [illegible] ذکر نام والدین العام [illegible] نام پدر حضرت ابراهیم علیه السلام [illegible] اهل تاریخ لوچه که نام [illegible] عم را [illegible] غالبا مراد [illegible] چنانکه حق تعالی لابیه آزر [illegible] صابت آبا و اجداد پیغمبر [illegible] کفر نیز حاصل است

۲۰۰ [illegible] کنایه [illegible] وصل [illegible] آتش [illegible] چه [illegible] آسمان [illegible]
[illegible] آتش [illegible] آورده [illegible] شعله [illegible]
[illegible] آنست که [illegible] آب [illegible] افروخت و تجلیات رحمت بود [illegible]
[illegible] تجلی [illegible] مراد [illegible]

۲۰۱ [illegible] یعنی [illegible] اراده [illegible]
[illegible] یعنی [illegible] پیغمبری [illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۰۲ — مراد از ارکین پارلیمنت یعنی صدر عدالت شاهی و هر رکن مجلس شوری آنرا بزبان انگریزی ممبر گویند ۵ فرنگیش بفتحتین و سکون ثانی و کسر کاف فارسی و یاے مجهول و سین مهمله نام دختر افراسیاب که در نکاح سیاوش

۲۰۳ — بود و کیخسرو پسر اوست ۵ یعنی رسم معروف ستی شدن زنان هنود که از قدیم الایام در ایشان جاری بود و آنرا عبادت می دانستند اکنون موقوف شده و این رسم را تعبیر به آتش فتنه نمودن خیلے مناسب ۵ بدولت پنهانی است براے جمع دولت تفحص آن چیز و حیدن معنی جستن آمده و دائره ساختن آنکه از بهر تحصیل زر هر کانی نفسے شکل دائره کشند و دران اسامی معمول خود بر نگارند و در عرف آنرا چنده گویند ۵ ای از برائے آنکه اندک زر چنده تحصیل نموده براے رفاهیت اراکین و علاج خستگان عساکر دولت علیه عثمانیه فرستاده

۲۰۴ — ۵ جهان بانو کیپتا و بست است اے بانو جهان و بانو بمعنی بی بی و خاتون خانه و عروس و بانو بانوان از قبیل سردار سرداران و زهره بضم اول و فتح ثانی و ثالث نام ستاره معروف که جائے او بر فلک سوم است لیکن فارسیان بسکون ثانی استعمال کنند و نیز نام زنے که هاروت و ماروت فریفته او بودند و بفتح اول و سکون ثانی بمعنی حسن و خوبی و آرایش ۵ کلاهش نه آن اشاره بآنست که مه و جه بتقاضاے لوازم محاسن انوثت ظاهر کلاه ندارد لیکن باعتبار حکمرانی و جهانبانی در حقیقت صاحب کلاه است و معنی مصرع ثانی بر همین قیاس است ۵ محاق بر سه اعراب هم بمعنی کاستن ماه و ابتدائے آن از شب بیست و هم باشد و بمعنی سه روز آخر ماه که دران ایام ماه ناپدید می شود ۵ باید دانست که جناب قدسیه بیگم جده مادری یعنی مادر مادر ممدوحه است ۵ فیض بمعنی بسیار شدن آب رود چنانکه از اطراف بریزد و ریختن آب و چیز بسیار و فاش شدن خبر و اینجا بمعنی بسیار شدن آب رود چنانکه از اطراف بریزد و ریختن آب و چیز بسیار و فاش شدن خبر و اینجا بمعنی نهر یا بے روم نهایت مناسبت دارد ۵

۲۰۵ — ۵ خصوصاً درین زمان از کمال قدر دانی ممدوح دارالاقبال بهوپال حمیدار با کمال دکمال راست و امروز حرف دغی عن المنکر چنانکه با پیروان دیار دار و سائر ملل قشون بفتحتین لفظ ترکیست در حقیقت بمعنی واو ست که واو براے اظهار ضمه در ترکی می نویسند فارسیان اکثر قشون را بواو معروف خوانند بمعنی فوج گران و لشکر بسیار و اینجا مراد از کواکب است ۵ شبگیر سفر کردن در شب پیش از صبح و بعد از نیم شب و شبگیر کردن بمعنی تحتیه که از اشباع کسر یاے موحده پیدا شده اگرچه این خلاف قیاس است مگر بلحاظ در اشعار اساتذه بسیار آمده جاے تعرض نیست و در بعض انشا این لفظ بدون یاے تحتانی بسکون باے موحده موافق قیاس آمده بمعنیش بوقت شب پنهان برخاستن یا رفتن و قتل کردن فوج دشمن و در سکندر نامه هم بمعنی مطلق جنگ و قتال آمده ۵ دیده بود و هسته اسطرلاب گرده و این اشعار در صفت آن لشکر است که مراد از آن کواکب باشد و جهان سوختن باعتبار تولد شد و انقلاب که از اثرات کواکب بود نسبت از آتش زدن در عالم تعبیر نموده و شورش کرده

۲۰۶ — [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۰۶ ۵۲ اسپہبد بفتح باے ابجد و نام آن ایست مخصوص بملک طبرستان و بمعنی سپہ سالار که سردار و خداوند لشکر باشد
چه بد بمعنی خداوند و صاحب و اسپه سپاه و لشکر بود و صاحب آن اسفہبد است و بہرام نام ستاره مریخ سرخ رنگ
بر فلک پنجم که از ترک فلک تعلق دارد نیز گویند ۵۳ سلاح بمعنی حربه و تیغ و سلاح جنگ و سامان و سرانجام
و عرض لشکر نشان و ارادۀ هر یک مناسب با هر یک است ۵۴ نوبت بیابے وحدت که نام
مصنف علام خواجه عزیز الدین متخلص به عزیز است ۵۵ خواجه بمعنی مالک و خداوند و در توران لقب
۲۰۷ سادات است ۵۶ برجسته بمعنی ترکیب [illegible] و آن مخصوص است که [illegible]
لکن بفیض مبدئ فیاض از غیب بخاطر رسد ۵۷ [illegible] بالفتح قلا [illegible] شکار کنند و آن آهنی
باشد سر کج ۵۸ پیل بند نام یکی از منصوبهای [illegible] و آن [illegible] در بازی آرند [illegible] پیل خود
دو پیاده [illegible] که [illegible] از جانب
چپ و راست قلعه شده [illegible] ۵۹ [illegible] جلال و جمال
پادشاه چه لازم که گاهی باعتبار جلال آفتاب [illegible] لیکن حیرت بر حیرت اینکه
آفتاب شمشیر بر کمر ندارد و ممدوح دارد و [illegible] ممدوح دارد ۶۰ حسین بزرگ
کسی خانقاه مراد بیت الله [illegible] و مراد از روضه مطهر آنحضرت صلی الله علیه و سلم
۲۰۸ یعنی ممدوح خادم الحرمین است ۶۱ [illegible] که [illegible] برگ [illegible] بید باشد
۶۲ و دوده آل عثمان این خاندان اولاد سلطان عثمان [illegible] سلطان علاء الدین سلجوقی که [illegible] امیر لشکر او ملقب
بعثمان غازی بود و بعد وفات علاء الدین که [illegible] پادشاه شد بیست و هفت سال
سلطنت نمود و بعمر شصت سال [illegible] وفات یافت ۶۳ عیص با کسر نام پسر حضرت اسحاق
علیه السلام که سلاطین روم [illegible] نام یکی از ان روم بود [illegible]
از نسل او بیند [illegible] از [illegible]
آمده سکونت اختیار کرده [illegible] از نسل شاه [illegible]
[illegible] اند ۶۴ [illegible] سال سلطنت [illegible]
۲۰۹ سال درگذشت ۶۵ [illegible] سلطنت عثمانی است که
بعد وفات سلطان محمد خان [illegible] محمد خان [illegible]
یک سال سلطنت نموده [illegible] پادشاه
دوازده پادشاه را گرفت [illegible] در تواریخ مسطور است
۶۶ قسطنطنین [illegible] مخالفت [illegible] سلطان
محمد خان [illegible] حکم جهاد [illegible] هزار لشکر [illegible]
آتش [illegible] ساخت [illegible] اول [illegible]
فتح [illegible] شهر [illegible] بانی آن قسطنطین اکبر

۲۰۹ تا این واقعه بیست و نه مرتبه محصور شده و هفت بار مفتوح گشت. ۱۹ قیصر یعنی طفلیکه شکم مادر مرده او را چاک نموده بر آرند چون اول پادشاهان قیاصره که اغسطوس نام داشت اینچنین بوجود آمده بود لهذا ازان روز هر پادشاه روم را قیصر میگویند و قیاصره روم اول کیش فلاسفه داشتند و بعد ظهور حضرت عیسی علیه السلام مذهب عیسوی قبول کرده نصرانی شده بودند و اکنون بعد شکست سلاطین قیصره روم از زمانه سلطان محمد خان الی یومنا هذا همه مشرف بدین اسلام اند الحمد لله علی ذالک

۲۱۰ شه مراد از چاه دنیا است و دلو ظرف معروف که بدان آب از چاه کشند و نام برج فلک که سختی و دبال آفتاب دران ست و اینجا بیان عداوت آسمان است مهر را که هیچ اهر گز نه رساند سله یعنی نسر طائر و آن شکلیست بر فلک بصورت کرکس که بجانب شمال بیرون باشد از منطقة البروج و آن را عقاب نیز گویند و از ماهی مراد حوت باشد و آن نام برج دوازدهم فلک ست که بصورت ماهی واقع شده و نمانده مشتری ست و مقصود مصنف آسمان را کسیا نوران خشکی و تری بهره وار یعنی کرکس و ماهی دران ست صیاد مجرد تشبیه نموده ۱۱ قصه دیگر افلاطون که بموجب وصیت او در خم کلان بند نموده در غار سے نهاده شده بود ست ۱۲ از نقباء انگلیه و از سرداران و از بزرگان ... و از پیسه بوسینیا که از کوه سیاه جبل سنه ... ۱۳ کاف تعلیلیه یعنی عیسائیان با غوغائے حکام هم مذهب ازان عذر نمودند که بر زعم خود دانسته بودند که در میان اهل اسلام پیشه ظلم و ستم را اختیار نموده ند و حال آنکه امر بالعکس بود

۲۱۱ ۱۵ پرند بفتحتین چادر حریر و تیغ و جوهر تیغ ۱۶ خرد یعنی ریزه ریزه و سرب بالضم مخفف اسرب که بعربی آنک و بهندی سیسه خوانند ۱۷ اسپاه بکسر اول و باے عربی و فارسی هر دو درست یعنی فوج و لشکر است و سرب سر دیر را گویند اے فوج سر دیر و اسپاه یعنی سگ هم آمده و ایراد این لفظ بمقابله دشمن

۲۱۲ تعریضی ست ۱ فافهم ۱۸ مراد از صیاد شاه روس و مراد از مرغ پام وال سر دیر ... و چند کنایه از آزادگی ایشان و بام افتد اشاره باوردن ایشان را در قبضه خود ۱۹ فافهم ۲۰ آب در جگر نداشتن یعنی مایه و مفلس بودن ۲۱ باشه طائر شکاری کوچک تر از باز و معرب آن باشق ست ۲۲ مرغ عیسی و مرغ مسیح شپره و خفاش را از ان می گویند که چون عیسی علیه السلام خواست که مرغی بسازد بصورت مرغ مرتب ساخته نفس در دمید بقدرت حق تعالی زنده شد لیکن چون مقعدش فراموش ساخته بود نه پرید پس از ان حق تعالی مرغی بهمان صورت پیدا کرده و مراد اینجا نصاری استند

۲۱۳ شه کنجایش لفظ ترکی ست یعنی مشورت و صلاح پرسی ۱۵ از هر در سے اے از هر باب ۱۴ قسم ۱۶ عهد اینجا بمعنی مراد از عهد ... ست که درمیان دول مستعمره یعنی روم و روس و انگلستان و فرانس و پروشیا و اسٹریا در سنه ۱۸۵۶ع بمقام پیرس واقع شده بود ۱۵ چک دهانه بود و عطف چک فک استقلال زنخ دهانه یعنی ذقن کنایه از قابلیت و استعداد یعنی الات ... گزاف و پوچ گوئی هم آمده ۱۶ ... چک یعنی مخصر و قباله و مهر چیزیست ریش یعنی موے زنخ مردان معروف و ریش بالفتح یعنی تشکیل و دستار چونکه مردان را مهر و سبب اعتبار و عزت میشود لهذا از ریش ذکر نشان و شوکت

و اعتبار بزرگی مراو گیرند من قبیل اطلاق السبب علی المسبب ۱۵ یعنی از عهد سلطنت سلطان عثمان خان که ۶۹۹ بود تا زمانه جلوس ناکستہ ۱۲۹۳ هجری است یانصد و نود و چهار سال گذشته ۱۶ سا و درآخر داد یعنی باج و خراج و حصه و بهره و طلاے خالص و باج یعنی زرے که بادشاه غالب بر مغلوب بگیرد

۳۱۴ ۵۲ مراد از نونهال سلطان عبدالحمید خان ۵۳ مراد از نخل [illegible] ۵۴ اسکندر فیلقوس اے سکندر پسر فیلقوس و این مرکب ست از لفظ فیل و [illegible] یعنے لشکر و از لفظ [illegible] یعنی امیر [illegible] و سکندر نام پادشاہے مشهور از روم و بعضے [illegible] و بعضے گویند که او غیر [illegible] [illegible]

۳۱۵ ۵۲ کسانیکه یعنی اہل نخاوت بیاپوس [illegible] [illegible] مراتب عالیه و مبالغ کثیره حاصل باشد ۵۵ [illegible] و در نور قمر درخشان باشد و مراد از انجم باغبان [illegible] خورشید [illegible] از روم [illegible] ست ۵۵ پیراسن در سویدا بالفتح ست مطابق [illegible] پیرامون ست و در سراج پیرامن بالفتح [illegible] یعنے گرد اگرد چیزے ۵۵ ان [illegible] اشاره بعبدالکریم پادشاه ست و پهلوین یکے از القاب رستم دستان ۵۵ [illegible] و تشبیه ابر برائے او خیلے مناسب افتاده

۳۱۶ ۱۵ رو [illegible] مراد از بیهاے رومین ۵۳ عراده [illegible] از آلات جنگ [illegible] و آن آلتے باشد که چیزے ترا از منجنیق که بدان سنگ بر خصم انداز ند ۱۵ کاسک نام [illegible] ست [illegible] و در [illegible]

۳۱۸ ۵۳ تشونے بیاے تعظیمی اے لشکر عظیم ۵۵ پر از [illegible] ۵۶ فرهنگ یعنی عقل و ادب و اندازه هر چیز نگاه داشتن ۵۵ آهنگ یعنے لشکر و شتاب و تعجیل و طرز و روش و کشش و قصد و توجه و اراده و آواز سرود و مقام و مکان و قانون و قاعده و این همه معانی درینجا درست باشد ۱۵ ببر بیان [illegible] حلیه جامه که رستم در جنگ ها می پوشید و آن پوستین بود از پوست ببر [illegible] تمام [illegible] کشته بود و بیاے [illegible] رومی را نیز گویند ۱۵ پر تاب [illegible] مراد [illegible]

۳۱۹ ۵۵ خوانگار یعنے صاحب امر و صاحب فرمان که مخفف خداوندگار ست و نزد اهل ایران لقب سلطان روم و اینجا همین مراد باشد ۱۵ قضا و قدر [illegible] و [illegible] پادشاه [illegible] مطیع و فرمانبردار او زیراکه در اراده این معنی شائبه شرک ست و ما انا من المشرکین [illegible] ۵۵ [illegible] یعنے دانا و حکیم و پهلوان ۵۵ گندمند [illegible] نقش [illegible] ۵۵ [illegible] ازو [illegible] ۱۵ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

۲۱۹ چنداں فوج و سپہ است ۵ نون شور و غوغا ے کہ از کثرت مردم خیزد و آواز و فریاد کردن سگ را هم گفته اند چه هر گاه سگ بانگ زند و فریاد کند گویند سگ می نوفد پس لطف تعریض این لفظ برا ے [illegible]

۲۲۰ دشمن پوشیده نیست ۵ مراد از فعی و مار گوله و دود بار و ت ست ۵ دود و مراد از آن [illegible] [illegible] تیره [illegible] است و مراد از نی کردن سر شدن گوله باشد

۲۲۱ ۵ پالا یعنی گردن و بازو دستی چهار انات و گوپال بفتح عمود و گرز آهنین و تخته و چوندان با [illegible] [illegible] [illegible] و قرکست و قد و قامت و بلندی و فراخی و تنگی و شکوه و ظلمت ۵ بیستون نام کوه است [illegible] فرهاد به حکم شیرین برای [illegible] کند و دران تنگا فها کرده که تا ازان راه جوی شیر برای شیرین بیارد [illegible] [illegible] که فرهاد به تمنای شیرین آن کوه را بتیشه پر ریز کنده بود و همین اقوی است

۲۲۲ ۵ شادمان چون کنایه از آفتاب و حبش کنایه از شب و مراد از حبشی ستارگان یعنی ابد آخر در شب آمد ۵ شب را بزنگی تشبیه داده چنانکه ستارگان وقت شب درخشنده باشند همچنان وقت خنده دندان زنگی می نماید ۵ تبیره یعنی طبل و کوس و نقاره و دهل ۵ بستیاره چیزی که در نظر زشت و مهیب نماید و بلا و آفت و افسون و غول بیابانی یعنی سگان از دیدن آن شکل مهیب شب در غوغا بودند ۵ کنام آرامگاه بهائم و چراگاه

۲۲۳ ۵ [illegible] ازین ستارگان و یکیه رنگ مراد از ماه ۵ مراد از زنگ سیاهی شب است [illegible] [illegible] یعنی چونکه فوج [illegible] نسبت لشکر روسی کم بود لهذا آنرا بکواکب سیاره که بحرکت خود [illegible] [illegible] تشبیه داده که سیاره [illegible] اند یعنی قمر و عطارد و زهره و شمس و مریخ و مشتری و زحل و [illegible] [illegible] [illegible] ثوابت که ستارگان غیر متحرک اند تعبیر نموده که در شمار بیشتر اند

۲۲۴ [illegible] [illegible] [illegible] که بدان چهار صد سواران کرد و بیان سوار شوند و قفل [illegible] [illegible] [illegible] از بندوق غار و ار ۵ بکوبی یعنی چبوتره [illegible] نام کوه بلند [illegible] [illegible] جنگ فوج ساخته بودند ۵ مراد از محال فوج روم و در قلعه قوا ر صد و رصد [illegible] بالای رصد و رصد یعنی چبوتره که به بلندی هفت صد گز بر قله کوه بنا ساختند و منجمان بران نشسته به آلات شیشها و دوربینها ے کلان حل برج و کواکب دریافت میکنند ۵ و راصحاب رصد [illegible] [illegible] وقت [illegible] آمدی شهنشاه روس را بکمال شادمانی در کنار گرفته از زمین بر داشت [illegible] [illegible] [illegible] مانند ماه و [illegible] منخسف شد و گمان برد که پلونه فتح گردید ۵ مراد از ماه فوج روس است

[illegible] [illegible] فوج [illegible] [illegible] بود

۲۲۵ [illegible] [illegible] پشت گرمی تخت ا ے سپهر نگاری و تقویت بخت خود ترسید ۵ دیوار سست است [illegible] [illegible] [illegible] سیلاب سخت ا ے فوج روسیه مثل سیلاب تند آمده ۵ استاده شد بترکیب ای سوار [illegible] [illegible] [illegible] بالا رکاب است یعنی حلقه معروف که سواران پا ے نهند ۵ سر الشی اسی [illegible] [illegible] [illegible] عثمان پادشاه مثل غالب و ضا ے ابراهیم سے که ازین هر عثمان پادشاه بکمال تقویت بود

۲۲۵ — ۵۶ ہے بالفتح کلمۂ تنبیہ کہ برائے آگاہانیدن وخبردار گردانیدن درمقام تہدید وتخویف وزجر آید ۵۷ تگاو بالفتح وکاف فارسی اسپ تیزرو در این ترکیب ست اتنگ یعنی دویدن وازآورد صیغۂ امر ۵۸ تیک بالضم بائے فارسی وتائے فوقانی بیدا ویعنے خالیسک یعنی مطرقۂ آہنگران وزرگران کہ بہندی آنرا ہتوڑا می گویند ۵۹ آذرگشسپ بضم کاف فارسی یعنی آتش جہندہ کہ عبارت از برق ست ونام آتش خانہ چون ہمیشہ آتش آن شعلہ زن بود لہذا باسم برق مسمی گردید ۶۰ میرآخور یعنے داروغۂ اصطبل و بیور اسپ بکسر بائے موحدہ ویائے مجہول وفتح واو لقب ضحاک چہ بیور یعنے دہ ہزار ست چون ضحاک مالک دہ ہزار اسپ خاصہ بود لہذا باین لقب ملقب گردید

۲۲۶ — ۶۱ یعنی صف پیلان قوی الجثہ را بکمال شجاعت وبہادری گلۂ گوسپندان شمرده ومانند شیر حملہ کرده تشبیہ پیلان بنظر حقارت باگلہ مناسب ۶۲ یعنی براہیم بے کہ نام افسر از فوج ترکان بود دعوت کردن برائے ابراہیم خلیلی ملائم ۶۳ ترگ بالفتح کلاہ خود یعنی کلاہ آہنی کہ در روز جنگ بر سر نہند وبعضی مغفر خوانند ۶۴ وقواق وآن درختیست در جزیرۂ [illegible] کہ بار ومیوۂ آن بصورت آدمی وحیوانات دیگر می باشد وازان صور تہا صداہائے عجیب وغریب برمی آید وسخن میکنند وجواب میدہند وچون از درخت بیفتند یا بچینند دیگر آواز نہ دہند وسخن نگویند

۲۲۷ — ۶۵ درین جنگ تعداد مقتولین روسیہ از اخبارات معلوم شد کہ نود وده ہزار وشش صد [illegible] وشش سپاه وسہ صد افسر بود

۲۲۹ — ۶۶ یعنی در میدان جنگ از ہجوم پہلوانان آنقدر جائے تنگ شده بود کہ گل از خاک در میدان یعنی سربرآوردن نمی توانست وہمچنین ہوا آنچنان پراز گرد گشتہ بود قطرۂ آب باز ابر بر زمین نمی ریخت کہ گرد حائل بود ۶۷ کلہدار در دمانیہ یعنے [illegible] والی رومانیہ

۲۳۰ — ۶۸ برآراست آه چنانکہ ہفت آسمان از زرین جرس کہ عبارت از ستارہاست در پئے یکدیگرانند شہنشاه روس ہم صفہائے فوج را بآراستگی تمام یکے بعد دیگرے بسبیل انتظام قائم نمود ۶۹ جناح مقدمۂ لشکر یعنے فوج پیشین کہ آنرا ہراول میگویند ۷۰ دیوار اسکندر یعنے سد سکندری ۷۱ ہفت جوش وہفت فلزات ہم آمیختہ کہ آنرا اژدہات گویند وآن نہایت محکم باشد وآن ہفت فلزات اینست زر ونقره ومس وجست وآہن واسرب وارزیز ۷۲ وژ [illegible] بالکسر نام قلعہ [illegible] نہادہ او افراسیاب ۷۳ دراج نوعے از مرغان رنگین چون تدرو وتیہو طائریست [illegible] واین طائر مخصوص ولایت است ودر ہندوستان پیدا نمی شود ۷۴ تتاب بالضم مرغ [illegible] ری [illegible] رنگ

۲۳۱ — ۷۵ باید دانست کہ اگرچہ در جنگہائے حال تیر متعارف کہ بعربی آنرا سہم خوانند نمی شود مگر جا بیکہ درین کتاب ہمچو این محل لفظ تیر واقع شده مراد ازان گولۂ توپ وبندوق باشد [illegible] در برہان قاطع ازبست ونیجم معنی تیر ہمین مستفاد میشود ومن استطاع علیہ فلیرجع الیہ ۷۶ بتقدیم جیم فارسی برخائے معجمہ تیرے باشد کہ سپاہیان بر پہلوے زین می بندند ویعضے نیزۂ دوشاخہ ونیزۂ خرد ۷۷ ساق یعنی صف سپین یعنی گلہ بساق عثمان باشارسید ۷۸ نبگاه ونیگ بالضم جائے رفتن وبساب وجلیل [illegible] وازان [illegible]

فی التواریخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ قطعہ تاریخ خانقاہ قادری کہ راجہ جنگ بہادر نانپارہ بنا کرد

بانیٔ ایں خانقاہ بندۂ درگاہ شاہ — صاحب اعجاز و جاہ طالب دیں پروری
خادم غوث جہاں سرور خیل مہاں — واقف راز نہاں از رہ بینش وری
راجۂ عالی مقام جنگ بہادر بنام — داور گردوں خیام شہرہ بنام آوری
شیر شکار دلیر شیر فگن شیر گیر — تیر فلک کردہ زیر شیر دلست او جری
روئے چو مہر منیر ماہ ازو مستنیر — دست چو ابر مطیر وقت سخا گستری
از در ایں خانقاہ تا ملکوت است راہ — راحلہ بس حب شاہ شوق کند رہبری
نغمہ چو بربط زند نے سنہ در تن تند — کوہ و در اینجا کند رقص چو کبک دری
جمع ہمایوں قدوم آورد ایں جا ہجوم — جلوہ کند چوں نجوم باختریٔ خاوری
سکہ چوں عرفاں زند طعنہ بشاہاں زند — نوبت جیلاں زند غلغلۂ دیں وری
صبح و مسا روز و شب باش طلبگار رب — جائے بریں در طلب گر طلبی برتری

گفت ملک ناگہاں مصرع تعمیر آں
منزل حقانیاں خانقہ قادری

۲ دیگر

بانیٔ خیر جنگ بہادر محب غوث — بنیاد کرد خانقۂ عرش پائگاہ

هست او خداگانِ جهان و جهانیاں ... ز بندگانِ خاص خدا و ندِ دین پناه

جائش با قتدار فراتر ز آسماں ... تا با نکسار فر و تر ز خاکِ راه

گیرد همیشه دست ز پا او فتادگاں ... از پیر دستگیر جهاں یافت دستگاه

این خانقاه روضهٔ از باغ واو هست ... گل چید آنکه آمده از صدق دادخواه

در موسم ربیع دوم کاں بهار اوست ... خیزد گیاه از گل و روید گل از گیاه

هر خار را بنوک زباں لا شریک له ... هر غنچه را کشاده دهاں ذکرِ لا اله

اینجا چو دجله هست خم معرفت بجوش ... جامے بیار و تا خطِ بغداد مے بخواه

خاص آن زماں که جوش زند بادهٔ طهور ... سبّوحیاں کنند صبوحی به صبحگاه

خاص آن زماں که منزلِ رو شندلاں شود ... پُر گرد و از کواکب رخشنده خانقاه

هنگام جوشِ حال بقوّال دور نیست ... گر مشتری رداد هد و مهر و مه کلاه

شد ثبت بر کتابهٔ این طاق زر رواق
بنیاد خانقاه ملک سجده گاه شاه
۱۳ ه ۱۸

تاریخ وفات محمد یعقوب خان ولد نواب محمد ابراهیم خان شرف الدوله بهادر که هر چهار مصرع تاریخیست

۳

بن سبک چو بوے گل شد ز گلستاں یعقوب
۱۲۸۱ ه
بهر سالِ فوتِ وے از فلک بگوش آید
۱۲۸۱ ه

وا مصیبت آه نوجوان یعقوب
۱۲۸۱ ه
گم نه دید یوسف گشتنا کهاں یعقوب
۱۲۸۱ ه

قطعه تاریخ عقد ثانی شیخ حافظ محمد اصغر علی تعلقدار گنڈاره ضلع گونڈه

۴

اصغر علی آں حافظ قرآں که وجودش ... خود مصحف خوبی بود از پاک روانی

در ساعتِ مسعود و به دورانِ مساعد ... شد منعقد از فضلِ خدا کتّ ثانی

گردنت بناگاه نگینے ز نیش ... شد تعبیه بر خاتمِ او لعلِ یمانی

نقش دوم الحق که ز اولی بود اولی — گر از کف بهزاد و راز خامهٔ مانی
یارب که بود وفق و فلک قصه بیان شان — تا دست و بغل بودن الفاظ و معانی

خوش گفت و گهر سفت عزیز آنکه بمن گفت
گوئی بود این عقد ز آیات مثانی
۱۳۱۳ھ

۵ تاریخ دیگر

از دواج ثانی اصغر علی — هم ز تاثیرات سعد اکبر است
او بود خورشید برج اقتدار — از پئے خورشید ماہے درخور است
چونکه باشد از صناع ازدواج — بهر او تکرار خود لازم تر است

از امور اکبر است اما بسال
میتوان گفت ازدواج اصغر است
۱۳۱۳ھ

۶ قطعهٔ تاریخ ورود برادر عزیز حاجی عظیم الدین در آبو بعد حج بار دیگر در لکهنو
که هر مصرعه تاریخ است و مهمله شعر اول و معجمهٔ آن و مهمله و معجمه شعر ثانی نیز تاریخ است

مهمله سنه ۱۲۸۳ھ — سپاس باد بدوران که آمد از حرم شادان (سنه ۱۲۸۳ھ) — رفیقے پاک طینت صاف باطن پایه ایمان (سنه ۱۲۸۳ھ) — معجمه سنه ۱۲۸۳ھ
سنه ۱۲۸۳ھ — عزیزے کو ز حج مصر شد وارد دگر اینجا (سنه ۱۲۸۳ھ) — نگارستان شده از جلوهٔ وے کلبهٔ احزان (سنه ۱۲۸۳ھ) — سنه ۱۲۸۳ھ

قطعهٔ تاریخ وفات حافظ سلیمان قدس سره لکهنوی مدفون به گوگهاٹ

۷
دریغا رحلت حافظ سلیمان — که آگه بود از اسرار قرآن
خود او چون کعبه ساکن بود یک جا — روان قلبش بطوف کعبهٔ جان
شریعت با طریقت جمع در وے — چو رنگ و بوئے گل پیدا و پنهان
دلش گنجینهٔ اسرار معنی — رخش آئینهٔ انوار عرفان

	سلیمانی بملک فقر می کرد		که جن و انس بود او را بفرمان	
	توکل را از و بوده قوی پشت		تورع را از و در کالبد جان	
	مزارِ او بود از غایتِ فیض		زیارتگاہِ اہلِ صدق و ایمان	
	بملک فقر گفت الفقر فخری		نخوانده رب هب لی چون سلیمان	

توان سنجید بهر سالِ رحلت
کمالِ پایۂ حافظ سلیمان
۱۲۸۹ھ

۸		دیگر		
	بخاکِ او ندا از غیب آید		بود ایں تربتِ پاکِ سلیمان ۱۲۸۹ھ	
۹		دیگر		
	رفت تا شاهِ سلیمان زجهان		ملک آباده ههانی او ست	
	بود شاہے کہ با تسلیم بقا		ظلِ حق چترِ سلیمانی اوست	

ہست از لوحِ مزارش پیدا
مرقدِ او زنگِ سلیمانی اوست
۱۲۸۹ھ

مسدسِ وفاتِ میر انیس و مرزا دبیر لکھنوی کہ ہر دو مصرع ہر بندش تاریخ است
مصرعِ اول تاریخِ وفاتِ میر انیس ۱۲۹۱ھ و مصرعِ دوم تاریخِ فوتِ مرزا دبیر است ۱۲۹۲ھ

۱۰	دردا که کس بدہر نماند از سخنوران		ماننده نے ہمیشہ بود خامہ در فغاں	
	ہرچند ہست عقدۂ غمہائے این و آں		ہر مصرعے زہا و ترصید بہ نشاں	

هر گہ ز بهر شمس و قمر هم بود زوال
سنہ ۱۲۹۱
چیزے مگو ز حال حریفانِ ذی کمال
سنہ ۱۲۹۲

ماہے کہ کاست ماتم آں ہمسرش | مہرے کہ بود برج شرف اوج ممبرش
شمعے کہ جاں گداخت غم آں حیدرش | پروانہ کہ سوخت ز سوز نہاں پرش

امروز شمع بزم لحد شد چو روئے او
سنہ ۱۲۹۱
شمعے دگر نشده زره جلوه سوئے او
سنہ ۱۲۹۲

سال گذشتہ رفت انیس آہ چوں بہار | بعد از سہ مہ دبیر شد از باغ روزگار
القصہ نیست ہیچ دریں روضہ پائدار | خواند نوحہ مرغ نوا سنج بار بار

اوّل شگوفہ دیده ام از گلستان رود
سنہ ۱۲۹۱
زاں بعد آه ازیں کہ ثمر زمیان رود
سنہ ۱۲۹۲

ہر یک بدہر بود خوش اقوال خوشخصال | سر دفتر مکارم و دیباچۂ کمال
درعہد نسبت ہمدم و ہمره پئے وصال | ہمچوں ردیف و قافیہ در قید اتصال

ہیہم بہار صورت معنی نموده اند
سنہ ۱۲۹۱
گوئی ہم دو مصرع شہ بیت بوده اند
سنہ ۱۲۹۲

گریم دلا کہ از مژۂ تر قلم کنم | در عرصۂ کمال قلم را علم کنم
وانگہ سیاہی ہم از چشم غم کنم | تاریخ ایں دو واقعہ را چوں رقم کنم

ہیہم دو خامہ را کہ دبیر قضا شکست
سنہ ۱۲۹۱
از جاں الف کشیده و ہم جملہ نقش بست
سنہ ۱۲۹۲

از سبزۂ بہار غم دگر یہ محن | آں سبز حلہ در بر ایں لالہ گوں کفن
رضواں چو دید ایں ہمہ پیرایۂ حسن | شد در حروف معجم و مہمل ترانہ زن

شایاں بقصر لعل و زبرجد مقام شاں | سنہ ۱۲۹۲ ایں کرد فدیہ جاں محسن حسین واں

هر کس ز جان گذشت بدار البقا رسید | وز خود هر آنکه رفت به پیش خدا رسید
این کاروان که رفت ندانم کجا رسید | ناگاه شد ندا که به آغازه جا رسید

گفتم که باز گشت سوے خاور آفتاب
گفتا نگر ز راز سراپاے بوتراب
(سنه ۱۲۹۱ھ — سنه ۱۲۹۲ھ)

این ناله و فغان که دل زار میکند | وین نوحه را که جان و دل افگار میکند
از جور و ظلم چرخ ستمگار میکند | هر دردمند غمزده تکرار میکند

ہاے عزیز رونق اہل کمال رفت (سنه ۱۲۹۱ھ)
واے عزیز رونق اہل کمال رفت (سنه ۱۲۹۲ھ)

آن در سخن بجامه لواے هنر فراشت | وین از هنر بنا سوری ناجا گذاشت
آن سرزمین شعر سخن به نطق داشت | وین سرنوشت حسن عمل نیکی می‌گماشت

ملک کمال بود منظم از کلام او (سنه ۱۲۹۱ھ)
شد دفتر کمال مسجل بنام او (سنه ۱۲۹۲ھ)

خاموش اے عزیز سخن را مکن دراز | از سایه خفتگان بهشت نیاز و ناز
تا بدز حرف معجم دهل فروغ راز | کالشمس فی النهار که هر یک نظر نیاز

در دامن حجاب صفا بوده محو خواب (سنه ۱۲۹۱ھ)
گوئی که رو نهفت مه و مهر در سحاب (سنه ۱۲۹۱ھ)

قطعه تاریخ شکار میمون که عاشق حسن خان برادر کلان نسبتی مصنف مرحوم کرده

۱۱
کشتن ناحق میمون تو گویم چه نست | دلم از خون چنین بیگنهی پر خون ست
به نصیحت قلمم کرد رقم این تاریخ | صید دل کن مرا این صید بسا میمونست
(سنه ۱۲۹۷ھ)

تاریخ فوت عزیزی نور اللہ

داغ آمد که ز جبینش رخ همچون مه رفت
آه زاں نور که از دیده من گشت نهاں
۱۲۹۲ سنه

تشنه کام آنکه چو یوسف بهشتش اندر چه رفت
حیف ازیں دیده که از دیدن نور الله رفت
۱۲۹۲ سنه

تاریخ وفات سید غفار شاه

رفت غفار شاه تا از دهر
از برائے دعائے مغفرتش

کارش افتاده است با غفار
هاتف غیب گفت یا غفار
۱۲۹۲ سنه

تاریخ فوت عزیزی رونق علی

آه از فلک بهار بسر اهل قال رفت
سر دفتر فسانه نگاران حال رفت

عالی تبار و سید والا نژاد مرد
معنی نگار شاعر نازک خیال رفت

از پائے تخت هستی فانی بصد نیاز
تا پیشگاه بارگه ذوالجلال رفت

رفت انچه رفت بر سرم از رفتنش ولے
فریاد از یکے ز ره اهل و عیال رفت

عمر عزیز بیں که چو آب رواں گذشت
یا بوئے گل که همره باد شمال رفت

هیهات گنگ باد زبانے که گوید آں
رونق علی ز مدرسه قیل و قال رفت

از جوش گریه در جگرم آب چوں نماند
صد جوئے آبم از عرق انفعال رفت

دریائے خوں ز هر بن مویم رواں ببیں
از چشم من بپرس که دل چه حال رفت

این ماجرا شنیده ام و زنده ام هنوز
وز زندگی چه فائده چوں در ملال رفت

نادیده روئے شیب ازو دیده ها نهاں
زیں آفتاب آه که پیش از زوال رفت

تنها نرفت دست و دل از کار در غمش
کلک از رقم گذشت زبان از مقال رفت

از مطلع کمال چو او کوکبے نتافت	بس دورها گذشت و بسے ماه و سال رفت

تاریخ رحلتش چو نگارد حزین عزیز
آه از زمانه رونق بزم کمال رفت
۱۲۹۳ھ

عزل سلطان عبد العزیز خان (بطرز تخرجه) و جلوس سلطان مراد بر تخت روم (بطرز تعمیه)

۱۵	سلطان عبد العزیز از حکم قضا	برخاست ز تخت و گشت ناگه خود را
	بنشاند مراد را بجایش چو خدا	کردند فدا سر ارادت ذر را ۱۲۹۳ء

۱۶ قطعه تاریخ عقد حافظ نظام الدین صاحب

بلبل و گل در چمن بنگر که باهم آمدند	یا که بلقیس و سلیمان شاد و خرم آمدند
شد مرتب بزم طوطی بلبل و گل چون بباغ	نغمه خوانان چمن با زیر و بم آمدند
فاخته چون خرقه پوشان معمر تاخته	هدهدان مانند پیران معمم آمدند
کبک طاؤس تدرو سارک و سار و چکاو	فوج فوج از دشت و در چون لشکر جم آمدند
یاسمین نسرین سمن ریحان و سنبل نسترن	موج موج از خشک و تر با نفحه و شم آمدند
عرعر و بید و صنوبر نار و انجیر و چنار	کش کشش همچون غلامان با خم و چم آمدند
برگ برگ و نخل نخل و شاخ شاخ و کاخ کاخ	در کیف بهر نثار گل ز شبنم آمدند
سوسن از بس کبر و ناز و سبزه از راه نیاز	پیشوا با صد نوید خیر مقدم آمدند
از پئے تحریر کابین نامه بر برگ سمن	لاله و نرگس همه با مهر و خاتم آمدند
سرو و شمشاد چمن چون شاهدین عادلین	با کمال راستی صدق مجسم آمدند
یک طرف باد شمال و یک طرف باد صبا	در وکالت هر دو یک از یک مسلم آمدند
گل خموش از ناز یعنی خامشی عین رضاست	هان نپنداری که خوبان گنگ و ابکم آمدند

بلبل آمد در خروش آسمہ خرمی خوش بود
بے بگوئی عشق بازاں با دو ہم آمدند

قمری حق گو سے سرگرم خطابت گرم شد
اے بہا خوش لہجہ کاندر جہر مبہم آمدند

غنۂ آواز قمری لہجہ بانگ تدرو
چوں دو حرف الحق کہ از یک جنس مدغم آمدند

پیش از ایں نتواں سرود و پیش از ایں نتواں شنود
نیک می دانند خود آنانکہ محرم آمدند

قصہ کوتہ آنچہ گفتم جملہ الہام است و بس
اہل دل دانائے ایں اسرار ملہم آمدند

آیت قلم آثار یک رنگ آمیزی رنگ ست و بو
کایں ہمہ انواع گوناگوں بعالم آمدند

گل بہ بلبل شمع با پروانہ و قمری بسرو
جلوہ ہائے حسن و عشق است اینکہ توام آمدند

ماہ کنعاں از کجا جذب زلیخا از کجا
عاقبت بنگر چوں ہم بزم و ہمدم آمدند

وامق و عذرا و شیریں خسرو و لیلی و قیس
ہر یکے در سلک عقد خود منتظم آمدند

از دوئی بگذر کہ باشد عین وحدت ایں دوئی
یکدل اند آرے دو دل ہر گہ کہ باہم آمدند

چوں شریعت با محبت جمع میگردد خوش است
خوشتر آں باشد کزاں سرخوش دو عالم آمدند

پیروان حکم شرع آرے محبت پیشہ اند
خاصہ خاصانے کہ از اولاد آدم آمدند

بندۂ آزاد را بود گذر از فا بحو را
ہر یکے پابند ایں زنجیر محکم آمدند

از گدا تا پادشا از اولیا تا انبیا
تابع ایں حکم از دم تا باین دم آمدند

خاصہ در عہد طرب حافظ نظام الدین کہ او
از دواج طرفہ کز وے شاد و اب ہم آمدند

ہست او خود حافظ قرآن قرآن حافظش
در پناہ ہر گراں اسم اعظم آمدند

ہم چو بلقیس و سلیماں ہر دو از دنیا و دیں
شادماں شد کز ہم شاد و خرم آمدند

بہر تکمیل ہمایوں از دواج او عشرہ
از قران ہر دو مہ بگذر کہ پیہم آمدند

چوں بر آوردم سر از اخلاص و تفتیش سال
مصحف و تفسیر دیدم توام باہم آمدند

۱۳۹۱ھ

۱۷ قطعهٔ تاریخ خطاب شاهنشاهی ملکهٔ معظمه قیصرهٔ هند

شکر که شد کامیاب کون و مکان زین خطاب — سرخوش ازین رشح ناب خاطر احباب گشت
در نظر دوستان یکسره چون بوستان — قطعهٔ هندوستان خطهٔ شاداب گشت
از کرم بے حساب در رهِ مستان شتاب — شد گهر از شرم آب تا چو مے ناب گشت
لاله رخان فرنگ جلوه کنان شوخ و شنگ — عرصهٔ دهلی برنگ روکشِ سقلاب گشت
فرش گل و یاسمین غیرت دیبائے چین — سبزه بروئے زمین اطلس و کمخواب گشت
شورِ تفنگ و شلک شد بسما از سمک — گوش ملک بر فلک گر ز تب و تاب گشت
طالع ناهید شد مه همه خورشید شد — ساقیِ جمشید شد باده همه ناب گشت
هر یک از اهلِ هم از پرا و رنگِ جسم — هم چو کواکب بهم در رهِ مهتاب گشت
حلقهٔ صدر از کمان بود به شکل هلال — قوسِ فلک ز انفعال آب چو گرداب گشت
مرکزِ هفت آسمان دایرهٔ آن کمان — بهر سجودِ سران حلقه چو محراب گشت
تارِ طرب می‌تنم نغمهٔ عشرت زنم — هر سر مو بر تنم همسر مضراب گشت
داشت عزیز انفعال در سخن از قیل و قال — لیک پے عرض سال مضطر و بیتاب گشت

گفت سروش پگاه مصرع روشن چو ماه
نیّر اقلیم جاه مهر جهان تاب گشت
۱۸۷۷

۱۸ تاریخ فوت خواجه حسن شاه عشائی در کشمیر

دردا که چو بوئے گل بیک چشم زدن — شد خواجه حسن شاه برون زین گلشن
تاریخ وفاتِ او ملک گفت بمن — با وجه حسن شد و باخلاق حسن

سنه ۹۷ ھ ۱۲

۱۹ قطعهٔ تاریخ رسید نسخهٔ مرسلهٔ نواب یمین الدوله بهادر والی ریاست ٹونک

دوشنبه آمد خلعتے رعنا و زیبا بے بها
بهتر از نگین قبا سیمین کمر زرین کلاه

سرفراز و سربلند و سرخوشم کرد از شرف
گوئیا از در درآمد عزت و اقبال و جاه

از چه بهر افتخار و اقتدار و اعتبار
از که از میر وزیر و آصف و جم پایگاه

آن یمین الدوله کاندر لجهٔ احسان او
مرغ و ماهی و سمندر میکنند هردم شناه

از مدارش رائے باشد سوئے من قطب فلک
وز فروغش رخ بے آمد ثالث خورشید و ماه

صحبتش از اهل قال ارباب حال اهل کمال
نیست خالی هیچ وقت و هیچ ساعت هیچ گاه

چشم او بر جلوهٔ قرآن و تفسیر و حدیث
گوش او بر نعرهٔ تکبیر و تسبیح و صلواه

از برائے ظالم و مظلوم و رنجور الم
درگهش دار الجزا دار الامان دار الشفاه

خلق را از خُلق او عیش و نشاط و انبساط
دهر را از لطف او آسائش و امن و رفاه

سرفرازان گردنان طالع وران بر درگهش
سوده خم کرده نهاده گردن و فرق و جباه

دل ربا آهن ربا و کهربا از حفظ او
عاطل از جذب دل است و جذب آهن جذب کاه

خلق او با خلق مهرش با من و قهرش بخصم
لطف یزدان فضل منان باشد و قهر اله

حرف بذلش وصف فضلش صیت شعر من به هند
رفته تا حد بخارا و سمرقند و هراة

گر فرنگیس و اگر نوشابه در سودا بهست
بندگانش را کنیزان و پرستارنده داه

دوستانش همنوائے بربط و چنگ و رباب
دشمنانش هم زبان نالهٔ و فریاد و آه

اے عزیزا اے سرفرازا اے سربلند شاعران
رو بران در سر فرو کن پشت خم قامت دوتاه

خواه از ابرام خواه از عاجزی خواه از نیاز
کام دل از وے طلب از وے بجو از وے بخواه

در سواد و ظلمت و تاریکی جهل آمده
مشعل و شمع و چراغ از بهر گم کرده راه

این سه روشن نسخه آمد سرمهٔ چشم جهان
وقف انوار ثلاثه گشت دامان نگاه

۱۲۹۹ھ

قطعه تاریخ تولد نبیرهٔ مولوی انعام الله ابن مولوی ولی الله صاحب مرحوم

۲۰
هر کسے از بندۂ فیاض دارد بهره ‌ ‌ ‌ کو لعل و گهر کو هر چرخ اختر یافته
هم خضر آب حیات و هم سکندر آئینه ‌ ‌ ‌ هم سلیمان مُهر هم جمشید ساغر یافته
چرخ هور و هور نور و نور تشریف ظهور ‌ ‌ ‌ دهر گاه و گاه شاه و شاه افسر یافته
تن روان و جان توان از جلوهٔ جانان گرفت ‌ ‌ ‌ دیده نور و دل سرور از روئے دلبر یافته
سرو مینائے زمرد ساغر یاقوت گل ‌ ‌ ‌ لاله جام لعل و نرگس کاسهٔ زر یافته
آب و رنگ روئے رنگین لاله حمرا گرفت ‌ ‌ ‌ پیچ و تاب موئے مشکین سنبل تر یافته
باغبان روزگار از فیض ابر نوبهار ‌ ‌ ‌ نونهال آرزو را بار آور یافته
نور چشم مولوی انعام انعام آن که او ‌ ‌ ‌ یافت فرزندے که فر سعد اکبر یافته

بهر سال این عطائے ایزدی ناگه سروش
زد ندا انعام از حق طرفه گوهر یافته
۱۲۹۹ھ

قطعه تاریخ ورود مهاراجه صاحب کشمیر در دهلی بتقریب دربار شاهنشاهی و برپا کردن خیمهٔ شال

۲۱
والی کشمیر تا در مرز دهلی خیمه زد ‌ ‌ ‌ آسمانے طرفه گوئی که عالم گیر شد
مصرع تاریخ نصبش گفت بلبل باعزیز ‌ ‌ ‌ دهلی از گلکاری آن خطهٔ کشمیر شد
۱۸۷۷ء

قطعه تاریخ وفات عاشق حسین خان لکهنوی رحمة الله برادر کلان حقیقی مصنف مرحوم

۲۲
دردا که رفت ناگه چون بوئے گل ازین باغ ‌ ‌ ‌ سروے که دیدن او باغ و بهار من بود
از باد مرگ خاموش گشت افسوس ‌ ‌ ‌ شمعے که از رخ او روشن هر انجمن بود

از صرصر حوادث ناگه فتاد از پا
آزاده که سروش آرایش چمن بود

زین بوستان بریده و ز دوستان رمیده
با دو بهار گوئی یا آهوی ختن بود

در پیچ و تاب سنبل در آتش از غمش گل
بر شاخسار بلبل یا مرغ بابزن بود

شمشاد و سرو باهم از بار غم شده خم
گل نیز داغ ماتم چون لاله در دمن بود

بی بستری بالین بر خاک خفته امروز
ماهی که فرش خوابش یک باغ یاسمن بود

از دست برد فالج در لعب گاه هستی
نقش ره روزه مهره او در ششدر محن بود

یکشنبه صیام و بست و ششم پس از چاشت
هنگامه رحیل روح روان ز تن بود

بر نعش او ز مسکن تا خوابگاه مدفن
بر گرد مه چو انجم انبوه مرد و زن بود

پیش از زوال دیده روی زوال هیهات
این آفتاب گوئی چون برق گام زن بود

جان بر لبش رسیدن و ز شور غش رسیدن
هنگامه فراق شیرین و کوه کن بود

بر دست حور و غلمان برداشته بجامی
در زندگی ز صومش بهره که برهمن بود

فارغ لب و دهانش از تلخی دم مرگ
کامش لبالب از شهد جامش پر از لبن بود

روشن ز نور ایمان در چشم اهل عرفان
مانند شمع فانوس تابنده در کفن بود

معراج پایه او این بس که در شب قدر
در خاک خفت و روحش بر چرخ گام زن بود

آخر چه کرد کوشش او کام روزه شد خموش او
شیرین لبی که دوشش او هر لحظه در سخن بود

در پای هشت جنت وا گشت برزخ او
از بس دو چار چشمش با نور پنجتن بود

تا رفته ، از سر جان خواند عزیز گریان
هم عاشق حسین و هم عاشق حسن بود
۱۲۹۹ھ

۲۳ قطعه تاریخ وفات مولوی محمد شاه

دل زد هر شد بانوس و مصیبتا افسوس
مولوی محمد شاه رفت از جهان ناگاه

کل من علیها فان کل من علیها فان
مالکِ جهانِ بذل باذل ملائک فضل
بر سر او ب افسر در بر هنر زیور

لا اله الا الله لا اله الا الله
سالک سلوک آگاه پیر سالکان راه
در جهان دانش شاه بر سپهر بینش ماه

طرفه مصرعے در حال گفتم از برائے سال
صاحب بصیرت آه مولوی محمد شاه
۱۲۹۹ھ

۲۴ تاریخ وفاتِ منشی سید مظفر علی خان متخلص به اسیر لکھنوی

ہاں ز ننگ جہاں غافل مشو گر عاقلی
دار داز خون هنرمندان تقاضا این چرخ پیر

صبر کن بر تنگئ دوران به دل تنگی بساز
ور نجات از شهر بند دهر می جوئی بمیر

مرگ دشوار است و از وے زندگی دشوار تر
نے از آن باشد گریز و نے ازین آمد گزیر

از ثریا گر فتادی در ثرے غافل مشو
در ره سالک بود بسیار ازین بالا و زیر

شعله خیز و شعله ریز است از زمین تا آسمان
تو بگرد خویش می بندی حصارے از حصیر

زین طلسم بے در و روزن اگر خواہی خلاص
رخنه در دیوار هستی کن برون شو همچو تیر

توده خاکستر پر از شرار و انگر است
دخمۂ آتش پرستانست این چرخ اثیر

پا به عبرت نه درین صحرا که یکسر نطع خاک
هست ادیم گور و رنجیت گوزن و چرم شیر

هر زمان از خاک خیزد نعرهٔ هل من مزید
عالمے خورده و نبود هنوزش معده سیر

هم عجم بے رونق است و هم عرب بے آب و رنگ
انوری ماند و نه خاقانی نه حسان نے جریر

نے بدهلی ذوق ماند و نے هوس در لکھنؤ
رفت از جا عالمے تنها نه از عالم اسیر

آنکه بود او در اماثل بے مثال و بے همال
آنکه بود او در افاضل بے عدیل و بے نظیر

پایۂ اردو بعهدش بود بالاتر ز عرش
لکھنؤ بے او ز رونق شد چو بے سلطان سریر

نثر او نثره نثار و شعر او شعرے شعار
طبع او مضمون شکار و فکر او گردون مسیر

سکه زد تا بر زر کامل عیار آن نامور | نقش او کرسی نشین شد نام او آفاق گیر
گر چراغ اہل ہند او را شماری درخورست | زانکه بود از روے سواد ہند افروزش پذیر
سرو آزاد گلستان سخن از پا فتاد ۱۲۹۹ھ | ناله شد طوق گلوے قمریان خوش صفیر
گشت تا خاموش این رنگین نوا از فرط غم | پاره شد مرغان گلشن را گلو از بس نفیر

گرد چون پرواز روحش نو سخن آمد عزیز
هم صفیر بلبلان سدره بود افسوس اسیر ۱۲۹۹ھ

۲۵ قطعهٔ تاریخ قصرے که خواجه حسن در حیدرآباد بنا کرد

ببین که خواجه حسن قصر نو بنا فرمود | بحسن سعی و بتوجه حسن برائے حسن
برون آن چو رخ ماه طلعتان پرنور | درون آن چو دل پاک طینتان روشن
فضائے او بگشاید برو درے ز طرب | هوائے او برباید ز دل غبار محن
نجوم گرد سر شمسه اش همی گردند | چنانکه لشکر پروانه گرد شمع لگن
بعید نیست ز گستاخی سپهر بلند | که بوسه بر لب بامش زند بگاه سخن
ببین بآئینه کاری آسمانهٔ او | که هست منزل پروین و هم مقام پرن
برنگ و بوے خداداد و زیور و زینت | چو نو عروس گرفتست در برش گلشن
چه فردین و چه دی کعبهٔ بهار بود | همیشه طوف حریمش کند نسیم چمن
ببزم شیشه و کبکان بباغ قهقهه سنج | به کاخ ارغنون مرغان بشاخ دستان زن
زجار و شیشه ز فانوس دل فروز مقام | زتخت و کرسی و میز ست دلنشین مسکن
بساط قاقم و سنجاب و شیر قالینش | بود سراب ره مردم شکار افگن

زبام چرخ ملک گفت سال بنیادش
بود اطاق حسینے رواق خواجه حسن ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ممبری کونسل نواب گورنر جنرل بہادر راجہ امیر حسن خاں تعلقدار محمود آباد ضلع سیتاپور

۲۶

اے جہان بر خویشتن می ناز از خوش طالعی — اے فلک بر گرد خود می گرد از نیک اختری

تو عروس باغ را مشاطۂ فصل بہار — غازہ بر رو شانہ در مو کن برائے دلبری

باغ را دہ رنگ و بوئے اے نسیم فرودین — راغ را کن شست و شوئے اے سحاب آذری

چہرہا احمر کنید اے لالہ و گل ارغوان — دیدہا انور کنید اے مہر و ماہ و مشتری

کوہ و ہاموں را بگیر اے باد نوروزی بزر — کافتاب امروز شد گرم تلاش زرگری

تاج و طوق و یارہ و پرگر ز سیم و زر کنید — اے سمن اے نسترن اے نرگس و اے جعفری

اے بہار امسال گل کن سر خوشی و خرمی — اے نہال ایں بار بار آور بہی و بہتری

چامۂ اے عندلیب انشا کن در تہنیت — نامۂ اے خامہ کن انشا بہ مدحت گستری

داور ما گشت صدر آرائے قدر و اقتدار — سرور ما گشت قدر افزائے صدر و برتری

شد مشیر خاص وائسرائے از کار آگہی — شد معین رائے اہل لرائے از دانشوری

ساعد دولت سعید الملک مسعود ازل — کش لقب آمد امیر الدولہ از نام آوری

اقتدار آخر رساندش بر سریر اقتدار — داورے آخر نشاندش بر سریر داوری

منسلک در سلک والا گوہراں شد گوہرش — منتظم در نظم صاحب جوہراں شد جوہری

نقشے از دولت بہ بست و بر سعادت یافت دست — کش عطارد خامہ داد و مشتری انگشتری

شد ز مہر ایزدی توقیع جاہ او سجل — ہم چو ماہ نیم مہ با مہر مہر خاوری

تہنیت چوں در غزل سنجی عزیز آغاز کرد — غلغل احسنت بگذشت از سپہر چنبری

عرشیاں گفتند سال ایں فرازیں بارگاہ
یافتہ در حلقۂ کرسی نشیناں ممبری

سنہ ۱۸۸۶ء

۲۷ **قطعہ تاریخ وفات مولانا عبدالرزاق قدس سرہ فرنگی محلی**

عبد رزاق آن جنید وقت و شبلی زمان	کز نگاہ فیض او ہر ناقصے کامل شدہ
رایتے بود از سعادت سایہ گستر بر جہان	آیتے بود از ہدایت بہر ما نازل شدہ
چشم امید از جمالش چشمۂ خورشید گشت	دست سائل از نوالش بحر سائل شدہ
از بیان جان فزایش چارہ ہر رنجور یافت	وز زبان دلکشایش حل ہر مشکل شدہ
ہر کسے کو چشم لطفش دید صاحب دیدہ گشت	ہر کسے کو دل بمہرش داد صاحبدل شدہ
دست و بازو سے یداللّٰہی نگر کز بیعتش	پیروان را دستگاہ باطنی حاصل شدہ
بست و پنجم از صفر روز دو شنبہ بعد چاشت	رہ گرائے ملک باقی زین کہن منزل شدہ
از میان فرقۂ ناسوتیان آمد برون	در گروہ خاصۂ لاہوتیان شامل شدہ
ابر دریا ریز گوہر بیز از ین وادی گذشت	بحر گوہر خیز گوہر ہای زین ساحل شدہ
رفتم و از حضرتش ہمت طلب کردم عزیز	چون بتاریخ وصالش طبع من مائل شدہ

از زبان حال روشن کرد شمع مرقدش
نور پاکش بنور انوار حق واصل شدہ
۱۳۰۷ھ

۲۸ **ایضًا**

سفر از جہان عبد رزاق کردہ	بقرب خدا بود مشتاق آرے
بشرع و بفقر و بعلم و بحلم	عدیلش نبودہ در آفاق آرے
بخُلق نبی خلق را کرد او	مشرف بہ تشریف اخلاق آرے

رقم زد بسال وصالش عزیز
برزاق پیوست رزاق آرے
۱۳۰۷ھ

۲۹ قطعهٔ تاریخ طبع نسخهٔ نحوی تالیف مرزا جهان قدر

میرزا احمد علی شهزادهٔ والا گهر / آنکه او جوہر شناس علم و کان علم ہست

ہم ز فرطِ قدر طغرائیش جہان قدر آمده / ہم بقدر علم ذاتش قدردان علم ہست

در نسب صاحب جلال و در حسب صاحب کمال / نور عینِ جان عالم نیز جان علم ہست

کلکِ او باشد عطارد رائے او مہر منیر / از علو پایه گوئی آسمانِ علم ہست

نسخهٔ در نحو از تالیفِ او مطبوع شد / کز صفا آئینه دار عز و شان علم ہست

بس ہمین مصداق حال ست و ہمین مصرع سال
او جہانِ قدر یارب این جہانِ علم ہست

سنه ۱۳۰۸ھ

۳۰ قطعهٔ تاریخ بنائے روضهٔ جدید مزارِ حضرت محمد مقیم قدس سره

ہزار شکر که تعمیر این زیارت گاه / ز دست عبد الوہاب یافت انجام

عطیهٔ ازلی ذاتِ او باہلِ جہان / چو نعمتِ وہبی نام او بکام انام

ز بسکه ہست کفش بانیِ مبانیِ خیر / شد از عمارتِ این روضه نیز خیرش عام

علو مرتبه بنگر که ساکنانِ سپہر / قریب ہست که بوسندش از ادب لب بام

عزیز مصرع سال و حقیقت حال ست
بنائے نو بمزار مقیم عرش مقام

سنه ۱۳۱۰ھ

۳۱ قطعهٔ تاریخ خانقاه درگاه بانسه شریف ضلع باره بنکی

حسن سعی عبد وہاب ست آرے آنکه شد / خانقاہے نو بنا در این چنین پاکیزه جائے

ز پئے کسب شرف شد بانیِ تعمیر آن / مسند آرائے امارت راجهٔ فرخنده رائے

میکند پیوسته مال و زر تصدق بر رسول | وصف او نازم که باشد سوئے نامش رہنماے

گفتم این تعمیر عالی چیست، از دہاتف ندا
منزلِ کسب صفا و جاے مردانِ خداے
سنہ ۱۳۱۰ھ

۳۲ دیگر

خوشا عبدِ وہاب کز سعی او
بود بانیٔ آن تصدق رسول
کفش ابر بارندہ بحر جود
عقیدت نگر کز تہ دل بود
ہم او ہست مخدوم مخصوصِ دہر

عمارت شد این جا مقام پناہ
کہ ماند بدیرِ جہان دیرگاہ
رخش مہر تابندۂ برج جاہ
فدائے رسول و حبیب الٰہ
ہم او خادم خاص این بارگاہ

عزیزا ازپے سالِ بنیاد گفت
بنا شد زہے اینچنین خانقاہ
سنہ ۱۳۱۰ھ

۳۳ قطعہ تاریخ وفات مولوی محمد اکرم ابن مولانا محمد نعیم قدس سرہٗ فرنگی محلی لکھنؤ

ذی مکارم محمد اکرم نام
اکرم و اعظم و جلیل و جمیل
بحرِ عمان و دُرِّ بحرِ علوم
گشت دامن کش از نعیم جہان
حور و غلمان بحیرت افتادند

صاحب لطف خاص و خلق عمیم
افضل و اکمل و زکی و فہیم
عین اعیان و نور عین نعیم
شد بباغ نعیم ہم چو نسیم
تا کہ ہست این کریم ابن کریم

مشعر سال و حال رضوان گفت
بود او گلبنے ز باغ نعیم
سنہ ۱۳۱۱ھ

۳۴ تاریخ وفات میر وزیر علی صبا (بطریق تخرجہ)

دوش فریاد بگوشم آمد و گفتم چہ سبب	ناگہان بلبل دل نوحہ کنان کرد ندا
ہست از مرگ صبا اینکہ جدا گشتہ عزیز	از چمن سبزہ و گل از شبنم و از باغ صبا

۱۲۷۱ھ

۳۵ قطعہ تاریخ کدخدائی پسران حافظ توانگر علی رئیس لکھنؤ

ہزار شکر کہ گشتند کدخدا امسال	روان فروز دو اختر گران بہا دو گہر
یکے نظیر حسین و دگر منیر حسین	کہ ہر یکیست بخوبی نظیر یک دیگر
چراغ دودۂ امید و شمع بزم مراد	فروغ دیدۂ خورشید و نور چشم قمر
زجوش عیش و طرب شاید ار نمی گنجد	بدست ساغر مے در میانۂ ساغر
زتاب رنگ گل جوش ارغوان گوئی	گرفتہ ہست ہوا باغ و راغ را در زر
نمودہ جلوہ بصد ناز شاہدان چمن	بدستوانہ ز طوق و بہ یارہ و پرگہر
بفکر سال عروسی بود چو خامۂ من	سزد کہ ہم چو چمن نامہ را دہد زیور
رسد شناس نیم تا رسد بذہن مرا	رشد — کہ مہر و ماہ قران کردہ و زادش نادر

گہر شناسم و زیبا بود اگر گویم
پئے چنان دو نگین زیبد آن دو انگشتر

۱۳۱۱ھ

۳۶ قطعہ تاریخ تحصیلداری شیخ صمصام علی تعلقدار گنڈارہ ضلع گونڈہ

صمصام علی کہ منصب داد	از رحمت خدائے بگرفت
طبعم رہ تہنیت سرائے	چون مرغ سخن سرائے بگرفت
در حیرت فکر مصرع سال	چون خاطر نکتہ زائے بگرفت

از عرش ندا بفرش آمد
بر کرسئ عدل جاے بگرفت
۱۳۱۲ھ

۳۷ تاریخ وفات رجب علی شاہ مجذوب

خوش از دنیا رجب علی شہ رفت
کشش حسن فرط شوق نگر
شدہ مجذوب واصلِ محبوب

رخش ہمت ببیں کہ راند کجا
او کجا بود و یار خواند کجا
جان کجا رفت و جسم ماند کجا

خوش رسا او فتاد این مصرع
جذبہ اورا دلا رساند کجا
۱۲۹۲ھ

۳۸ قطعہ تاریخ وفات حضرت دوست محمد

گشت واصل بحق محمد دوست
شدہ سال وصالش این مصرع

وصل آرے زہجر دوست نکوست
کر بیک دم رسید دوست بدوست
۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ مسجد کہ چودھری خلیل الرحمن صاحب تعلقدار رولی ضلع بارہ بنکی در رولی بنا کرد

۳۹

زبدۂ عصر خلیل الرحمن
آن کہ در اصل فردیست و وحید
طینتش صاحب اشفاق عمیم
مسجدے ساختہ از راہِ خلوص
رنجہا برد درین کار بسے
سقف آن ہست سپہرے کہ در او

بندۂ خاص خداوند جلیل
آنکہ در نسل نجیب ست و نبیل
سیرتش جامع اخلاقِ جمیل
کہ کند حاصل ازان اجر جزیل
گنجہا کرد درین راہ سبیل
بستہ دل شمس و قمر چون قندیل

عزت و عظمت و حرمت بنگر | کہ کند طوف حریمش جبریل

سالِ تاریخ بنا گفت عزیز
کعبہ در ہند بنا کردہ خلیل
۱۳۱۲ھ

۴۰ قطعہ تاریخ کشتہ شدن ناصر الدین شاہ قاچار شاہ ایران

دریغا کہ مقتول شد بیگناہ | شہ کجکلہ ناصر دین پناہ
بطرز برآور داز بہر سال | بیا داد از شاہِ مظلوم خواہ
۱۳۱۴ھ

۴۱ تاریخ طبع رسالہ شمائم امدادیہ مصنفہ حضرت امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر

چہ خوش رسالہ شد از فیض مرتضی خان طبع | کہ مستفیض شود طبع خاص و عام از وے
بیان محرم راز حریم سبحانیست | کہ محرمان حرم راست احترام از وے
عنایتِ حق و امدادِ ایزدی پندار | دل تو می طلبد گر نشان و نام از وے
حلاوتِ سخن من بہشتیاں دانند | کہ شہد و شیر بہشتم بود بکام از وے
بجائے خمکدہ این نسخہ ہست عارف را | کہ صاف بادۂ عرفان برد بجام از وے
ہوائے مصرع تاریخ در سرم پیچید | کہ غنچۂ دلم آمد بابتسام از وے

عزیز این نفحات از صبا شنید کہ گفت
رسد شمائم امداد در مشام از وے
۱۳۱۴ھ

۴۲ ایضاً رسالہ نشر شمیم

این نسخہ تشگرف کہ بگرفت رنگِ طبع | گلدستہ ایست تازہ کہ بر بست نو بہار
ہر صفحہ نافہ خیز تر از خطۂ خطا | ہر نافہ نفحہ بیز تر از نکہتِ تتار

دار و سواد سُرمۂ کی سواد آن
در خدمتش تحیّتے از من برائے نسیم
رنگ قبول بو د بیانم از و گرفت
تفسیرِ حالِ سالک راہ ہداستی
پرکار وار گرد جہان گشت سالہا

در دیدۂ بصیرت ارباب روزگار
وز روضۂ قبول شمیمے بمن ببار
کانفاس من چو باد بہار ست مشکبار
گہ سوئے مکہ گشتہ مہاجر ازین دیار
آخر گرفتہ است بہ مرکز چو حق قرار

تاریخ طبع این نفحاتِ خوش اے عزیز
نثر شمیم نافۂ نات زمین شمار
۱۳۱۴ھ

۴۳ قطعہ تاریخ فوت پسر خواجہ عبد الصّمد ککرو مقیم بارمولہ کشمیر

ز رفتنِ گلِ نو رستۂ حدیقۂ باغ
متاعِ زینتِ گلشن خزان بغارت برد
فغان کہ محفلِ عیش و نشاط برہم شد

چہ گویم اینکہ چہ بر جانِ جزو تا کل رفت
کہ رنگ و بوز گل و پیچ و خم سنبل رفت
ز دستِ ساقی و از دست ساغرِ مُل رفت

کنند زروے الم نوحہ باغبان پےسال
بنال بلبل شیدا کہ از چمن گل رفت
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ تولّد فرزند سیّد محمّد ہادی خان بہادر اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت

۴۴ حبّذا شان محمّد ہادی
چشم بد دور کہ دادش ایزد
فلک آورد کواکب بہ نثار
یارب این تازہ نہال خرم
خضر شد راہ نمایم کہ بود

کہ بود سیّد والا گوہر
پسر مہر لقا مہر پیکر
خامہ ام ریخت بقرطاس گہر
بادور ظلّ پدر بار آور
مہدیش نام نہادن خوشتر

بالفہم نامِ خدا داد نوید
شد تولد پسرے نام آور
۱۳۱۴ھ

۴۵ قطعہ تاریخ وفاتِ قاضی حکیم محمد عمر قدس سرہ

حیف صد حیف از قضاے کردگار ‌‌ ‌ صدرِ ایوانِ قضا شد رہ سپر
داد ریغا در حجابِ ناگزیر ‌ ‌ بدرِ کیہانِ صفا شد از نظر
مخلصِ عثمان ز اولادِ علی ‌ ‌ پیرو بوبکر ہمنامِ عمر
اسمِ او در خطِ روشن یکقلم ‌ ‌ بر کفش مرقوم از کلکِ قدر
در نکونامی کرا باشد بدہر ‌ ‌ دست آویزے بدین سان معتبر
از پئے بطلانِ سحر سامری ‌ ‌ داشتے حکمِ یدِ بیضا مگر
بودش از فیضانِ صحبتہاے پیر ‌ ‌ این ہمہ آثار و تاثیر و اثر
در شریعت مقتدے ہم مقتدا ‌ ‌ در طریقت راہ رو ہم راہبر
در حکیمان حاذق و صاحب کمال ‌ ‌ شیخ وقتِ خود بقانونِ ہنر
بادمِ عیسے دمِ او ہم نفس ‌ ‌ باکفِ موسیٰ کفِ او ہم اثر
یا ہو الشافی د دو جزوی نامِ او ‌ ‌ ہم عدد یابند بشمارند اگر
لطفش آمد مرہم خستہ جان ‌ ‌ خاکِ راہش صندلِ ہر دردِ سر
در سخن سنجی فریدِ عصرِ خویش ‌ ‌ از حلاوتِ نظمِ او گنجِ شکر
کردہ ہمچون سلکِ نظمِ مولوی ‌ ‌ از نود نہ نامِ تسبیح گہر
گرچہ اخلاصے بہر کس داشت او ‌ ‌ با عزیزش بود اخلاصِ دگر
شکر صد شکر اینکہ در عالم گذاشت ‌ ‌ صدرِ دین و بدرِ دین ہر دو پسر
بادر دین و دولِ علم و عمل ‌ ‌ این پسر یارب کہ مانندِ پدر

یادگار دیگرش کان تنویست | دیدنِ آن می کند روشن بصر
صدر دین کز قرۃ العین ویست | بدر دینش ہم بود نورِ نظر
صدر دین شد خواستار قطعۂ | در خصوص فوت آن والا گہر
این ہمہ لعل و گہر آوردہ ام | لیک از خونِ دل و خونِ جگر

وز سروش آمد بگوشم این ندا
یا نت عمر جاودان الحق عمر
۱۳۱۵ھ

۴۶ قطعہ تاریخ سید پادشاہ میان حیدرآباد

معرفت آگاہ پیر راہ سید پادشاہ | آنکہ بود او نیک صورت نیک سیرت نیک مرد
در شریعت در طریقت بے نظیر و بیعدیل | در ریاضت در عبادت بود ہم یکتا و فرد
از محرم شانزدہ روز سہ شنبہ بعد شام | بر ندائے ارجعی شد سوے مرجع رہ نورد
طالبانش راز درد فرقتش صبح و مسا | دیدہ پر از اشکِ گرم و سینہ پر از آہِ سرد

ناگہان آمد بگوشم از منادی این ندا
پادشاہ ملک فقر افسوس ازینجا کوچ کرد
۱۳۱۶ھ

۴۷ تاریخ فوت جمال الدین برادر کلان حکیم خواجہ کمال الدین لکھنوی

رفت آہ از نظر جمال الدین | کش دل و دیدہ بود آئنہ وار
والد او بود بہار الدین | گوہر بے بہا و عرف بہار
او کہ چشم و چراغ حکمت بود | گشتہ چندے چو چشم خود بیمار
دیدہ از دید این و آن بربست | کہ بنعمان و حور گشت دوچار
خون شد از غم دل عزیزانش | خستہ دل تر عزیز جانہ نگار

گلبنے بود نو رسیده بباغ — لیک پیش از بهار بست از بار

نوحه خوانست عندلیب بسال
گل شد از بوستان بهار ز کار
۱۳۱۷ه

۴۸ ایضاً

رفت از دیده تا جمال الدین — شب تاریک روز و صبح مساست
از جهان رفتن و جوان رفتن — جان گزا ماتمے و جان فرساست
چاک هر سینه هم چو جیب گلست — داغ هر دل چو لاله حمراست
روضه خوانان باغ می نالند — کان جگر گوشهٔ بهار کجاست
۱۳۱۷ه
نغمه سنجانِ خلد می گویند — تکیه گاهش بسایهٔ طوباست
۱۳۱۷ه

چمن آرائے هشت باغ بهشت
گفت جائش بجنت الماواست
۱۳۱۷ه

۴۹ دیگر

دردا که از نظر ما ناگه جمال دین رفت — از این و آن جدا شد شاد از وصال حق گشت
دیدم دو چشم او باز هنگام نزع گفتم — آرے جمال ما گه محو جمال حق گشت
۱۳۱۷ه

قطعه تاریخ تقریب ختنهٔ هر دو فرزندان منشی میر فرحسین وکیل بیسن بگرام ضلع لکھنؤ

۵۰
بنام ایزد از ختنه گشتند شاد — دو فرزند دلبند فرخ خصال
یکے قرة العین عمر و علا — یکے درة التاج جاه و جلال
چو جان عمر یزاند نور بصر — نگهدارِ شان حق ز عین الکمال

گر آن آبروے اب وجد بود — مر این خال رخسار عم ست و خال
چمن یافت آرائش تازهٔ — ز پیرائش این دو رعنا نهال
سر افراز از گل گرفتن شده — دو شمع دل افروز روشن جمال
مغنی به بزم و عنا دل بباغ — شده تهنیت خوان بصد حال و قال

بطرز برآورد من نیز چیدم
گل از نونهالان باغ مقال
۱۳۱۷ھ

۵۱ قطعهٔ تاریخ مکتب نشینی نور الحق حیدرآبادی

گشت نور الحق چو از فضل خدا مکتب نشین — خانقه تا خانه از اهل صفا مملو شده
بهر رنگ آمیزی نقش و نگار لوح او — در دبستان بگلستان صرف رنگ و بو شده
روے خوب او بلا تشبیه آمد مصحفے — سورهٔ والشمس و اللیل آن رخ و گیسو شده

فکر سالش داشتم تا که سروش از آسمان
گفت از انوار حق روشن سواد او شده
۱۳۱۷ھ

قطعهٔ تاریخ وفات منشی مشرف علی برادر منشی اطهر علی وکیل رئیس قصبه کاکوری ضلع لکھنؤ

۵۲
مشرف به تشریف عز و شرف — بآن بارگه رفت ازین کارگاه
ملک گفت سالش ز روے ادب — مشرف علی شد بآن بارگاه
۱۳۱۷ھ

۵۳ ایضاً

رهرو چو ازان جهان مشرف گردید — خاک راه سوار رفرف گردید
تاریخ وصال خواستم گفت سروش — گوئی با قرب حق مشرف گردید
۱۳۱۷ھ

۵۴ قطعہ تاریخ وفات منشی حیدر حسین در عید الضحیٰ

چو حیدر حسین از جہان رہ گرا شد
دل آزردہ گشتند گر کہ د گر مہ

ندا شد زِ غیبش کہ چون حاج اکنون
تو ہم خیز و محمل بہ بُختی خود نہ

قضا گشت داعی و لبیک گفت او
کہ احرام در گاہ حق از حرم بہ

بہر این صوری و معنوی سال فوتش
نہم بود ذیحجہ یوم سہ شنبہ

۱۳۱۷ھ

۵۵ قطعہ تاریخ وفات منشی رفعت علی رئیس شاہجہان پور

رفعت علی کہ بود رئیس بلند قدر
یکچند ماند خستۂ رنجور و دردمند

طبع بلند و ذہن رسا داشت در سخن
کافگند بر مزار سپہر برین کمند

شانے رفیع داشتہ رفعت تخلصش
نطقے فصیح یافتہ گفتار دل پسند

آن دیدہ ور کہ دیدہ فروبست عاقبت
آن سربلند کش اجل آخر ز پا فگند

ایوان رفیع دید کہ این گونہ بر جہاند
میدان وسیع بود کہ اند اینچنین سمند

دلدادہ کہ کند دل از این آن و جست
آزادہ کہ رست و گسست این تمام بند

رضوانش شد پذیرہ خرامان و شاد شاد
حورانش کردہ حلقہ غزلخوان و خند خند

گوئی رسید تا فلک این ماجرا کہ ہست
آثار غم پدید از این نیلگون پرند

اے آنکہ خواستی سنہ رحلتش ز من
این معذرت بس است و پذیرند ار پسند

من رفتہ ام ز خویش چہ دانم بر چہ رفت
گر رفتہ وز رفتن او رفتہ است چند

رفعت علی مگو ز جہان رفت بل بگو
رفعت بماند پائے درین طارم بلند

۱۳۱۷ھ

۵۶ قطعہ تاریخ وصال مولانا حافظ محمد نعیم قدس سرہ فرنگی محلی لکھنوی

دریغا کوچ مولانا نعیم از عرصۂ ہستی — روان فرسا غمے گیتی بہم زن ماتمی باشد

سحاب عالم دانش محیط اعظم بینش — کہ ہر یک قطرہ بحرے ہر نمے از وے یمی باشد

عدیل او سہیم او نمی یابی نمی یابی — ہمال او مثال او نمی باشد نمی باشد

پس از وے از خدا ہر مسلمے خواہد کہ بجایش — روائی بخش علم دین اسلام اسلمی باشد

زفیض عالم علوی نہ پنداری بعید آرے — اگر شادابی باغ نعیم از شبنمی باشد

بکسب آبروے کان بود فیضان آبائی — بود کاین قطرہ روزے خود محیط اعظمی باشد

بسالش از سروش غیبم این مصرع بگوش آمد — کہ مرگ عالمے الحق کہ مرگ عالمے باشد

سنہ ۱۳۱۸ھ

۵۷ قطعہ تاریخ دیوان حضرت شاہ امین الدین

زہے رنگینی دیوان حضرت شاہ امین الدین — کہ در نقش و نگار آن نگارستان چنین یابی

ہم از شاداپی او آورشک طوبی اش خوانی — ہم از گلہاے معنی رد کش خلد برین یابی

چہ دیوان ہست گویا طرفہ تمارستان عالیشان — کہ ہر بیتے ازان مانا بقصرے دلنشین یابی

سواد سال طبع او کند چشمت اگر روشن — از ابیات امین انوار آیات مبین یابی

سنہ ۱۳۱۸ھ

۵۸ قطعہ تاریخ وفات میر خورشید علی نفیس لکھنوی

نیر برج سیادت میر خورشید علی — سایۂ خود برگرفت از فرق دنیائے خسیس

بود مداح رسول و ذاکر آل رسول — صاحب حسن حسن خلق خلیق انس انیس

گر حسابے از حسب گیری کریم ابن الکریم | ور نصابے از نسب جوئی رئیس ابن الرئیس
حور و غلمان در جنابش آن پرستار این خدم | انس و مونس هر زمانش آن جلیس این انیس
انجم و افلاک را رفعت ده از فکر بلند | انفس و آفاق را جان بخش از انفاس نفیس
جسم او از هند در خیر البلاد آمد دفین | روح او بر سدره با روح الامین یافته جلیس
دعوئے حسّانیش در هند ثابت شد که بود | حجت ناطق زبان او به گفتار سلیس

شام غم از مجلس ماتم عزیز آمد بگوش
آفتابے بود حقا اوج منبر را نفیس
۱۳۱۸ھ

۵۹ قطعه تاریخ انتقال پرملال ذوالفقار علی

برید از جهان ذوالفقار علی | شد از چشم اهل جهان خون روان
کنند این چنین نوحه برنا و پیر | جوان مرد و افسوس رفت این جوان
۱۳۱۸ھ

۶۰ ایضاً

بذوالفقار علی آب کوثر ارزانی | که بود تشنهٔ دیدار دوستدار علی
قضا با وخط رهداری عدم چون داد | اجل کشید الف از نام ذوالفقار علی
۱۳۱۸ھ

۶۱ قطعه تاریخ وفات قیصر هند هز مجسٹی کوئن وکٹوریه آنجهانی

فرمانده انگلینڈ و شاهنشه هند | کز ماتم اوست نیلگون این نطاق
معمور ز مهر و لطفش این چار جهت | هر هفت ز عدل و دادش این هفت رواق
تا شمع افروز خلوت خاک شد او | شد تیره جهان بچشم ارباب وفاق
دلها پر خون و دیدها جیحون گشت | جانها محزون و نیز طاقت شد طاق

امروز روا بود کہ گوییم عزیز
در خاک نہان شد آفتاب آفاق
سنہ ۱۹۰۱ع

۶۲ تاریخ وفات محمد ہادی

میر ہادی چو رخت ازینجا بست | تا قدمش شوق عشق وادی شد
گفت ہاتف بسال رحلتِ او | مرحمت رہنمائے ہادی شد
سنہ ۱۳۱۸ھ

۶۳ قطعہ تاریخ وفات ڈپٹی محمد باقر

بود آنکہ ہمیشہ برقع از دیابیش | شد پردۂ خاک برقع ریابیش
گو سال رجوع مرجع ماوایش | در رحلہ گہے بہشت زیبد جایش
سنہ ۱۳۱۹ھ

۶۴ ایضاً

منزلے با عصمتے ہست این مزار | میکند ہر دم بران رحمت نزول
بہر سالش از فلک گوید ملک | باد او محشور با بنتِ رسول
سنہ ۱۳۱۹ھ

۶۵ قطعہ تاریخ فوت رفیع الدین فرزند خواجہ عماد الدین

نونہالِ چمنِ ناز رفیع الدین آہ | ہمچو رنگ از گل وزین گلکدہ چون بو رفتہ
عمر او کرد چو طے منزل بست و ہشتم | پایش از رفتن و نیرو ش ز بازو رفتہ
بود گم گشتۂ این کارگہ بینائی | لطف حق راہبرش شد کہ بمینو رفتہ

صوری و معنوی این مصرعہ شد تاریخش
بہ شب نوزدہ ماہ رجب او رفتہ
سنہ ۱۳۱۹ھ

٦٦ قطعۂ تاریخ وفات شیخ صمصام علی تعلقدار گنڈارہ

آن دینورہ نامی کان شد راہ رو مینو — صمصام علی بود او مشہور بنام اینجا
با این ہمہ حشمتہا با این ہمہ ثروتہا — مشغول عبادتہا می بود مدام اینجا
بگذاشت دو گوہر آن اکبر دگر اصغر آن — منصور و مظفر آن ہر یک بدوام اینجا
از گلکدۂ ایمان گل داشتہ در دامان — در ملکدۂ عرفان مل کردہ بجام اینجا
بر حج و زکوٰۃ افزود سعی بسخا و جود — در صوم و صلوٰۃ او بود حقا کہ امام اینجا
بر ذکر خدا مائل با صدق و صفا شاغل — در کسب ضیا کامل چون ماہ تمام اینجا
با نفس عزا کرد او گوی بوغا برد او — بل گرد برآورد او از رستم سام اینجا
ہر چند کہ بود او یم لب خشک مژہ پرنم — از کوثر او از زمزم پیوستہ بکام اینجا
دل داد و شد آزاد آن جان کرد فدا شاد آن — جانان کہ فرستاد آن از وصل پیام اینجا
بس مرحلہ ہا پیمود روزیکہ بخاک آسود — آن روزۂ اول بود از ماہ صیام اینجا
اے وارد این مرقد مخرام برون از حد — ہش دار کہ می خوابد شیرے بہ کنام اینجا
شد رہبر و راہ دین زد خیمہ بعلیین — در دین ظاہر بین گو کرد مقام اینجا

خوابیدہ چو در مرقد شد گوش زد از مرقد
صمصام علی آمد مخفی بہ نیام اینجا
١٣١٩ھ

٦٧ ایضا

دانشورے و دینور درویش سیرتے — کز دہر رفت و خلق جگر خست و سینہ کفت
صوری و معنوی سنۂ رحلتش بس این — ماہ صیام ہم یکم و روز جمعہ رفت

١٩ ہجری ١٣ سنہ

٦٨ قطعہ تاریخ مجلس خانہ کہ شاہ احمد حسین صاحب بنا کرد

کرد مجلس خانۂ احمد حسین اینجا بنا — آنکہ در تعمیر و لہا محو و مستغرق بود
خواستم تاریخ بنیادش سروش غیب گفت — خانقاہِ صوفیان با صفا الحق بود ١٣١٩ھ

٦٩ قطعہ تاریخ عطاء خطاب راجہ جناب بہادر تعلقدار نانپارہ

تعال اللہ اے داورِ ذرہ پرور — کہ گیتی فروز آفتاب تو بادا
زمان تا زمین بہرہ مندِ تو بادا — گران تا گران فیض یاب تو بادا
بگرد جہان آسمان تا بگردد — جہانے روان در رکاب تو بادا
بہر جا بود تیز راے زرایان — شرف جوے راے صواب تو بادا
بدیوانِ دولت بود انچہ مخزون — ہمہ درج فرد حساب تو بادا
سرِ سروران گردنِ گردنان خم — بدرگاہ دولت مآب تو بادا
فتوحی ز درگاہ فتاح داری — کہ مفتاح صد فتح باب تو بادا
شدی نامور با خطاب بلندی — کہ رفعت فزاے جناب تو بادا
عزیزا اینکہ شیرین بیان شد بوصفت — رہ اکامش از شہد ناب تو بادا
درین تہنیت مصرعے یافت طبعش — کہ مقبول از انتخاب تو بادا

فلک گفت آمین دعا گو چو گفتا
مبارک از این خطابِ تو بادا
١٣١٩ھ

٧٠ تاریخ وفات مخدرہ سردارے از کابل

بانو با عفت میر اجل — وارد کشمیر ارم نزہتے

همچو نسیم سحر و بوی گل / رهرو جنت شده از جنتی

یافته در حضرت مخدوم جا / خادم بارگه عزتی

گفت فلک کیست ملک زد ندا

پرده نشین حرم دولتی

۱۳۱۹ھ

۷۱ قطعهٔ تاریخ وفات حافظ ضیاء الدین ابن منشی خیر الدین

حافظ قرآن ضیاء الدین که او / بود شمع انجمن آرای من

با زبان حال گفت از لطف حق / شد بهشت جاودانی جای من

جنت الفردوس گلزار جنان / جای من ملجای من ماوای من

با زمین گفت آسمان در ماتمش / نیلگون به خرقهٔ خضرای من

بانگ بر خیل ملک بر زد فلک / کو کجا گم شد ز کوکبهای من

داد ناگاه آفتاب او را جواب / بود او با چشم من همتای من

چون ملک بشنید گفت از بهر سال

شد ضیای از دیدهٔ بینای من

۱۳۱۹ھ

۷۲ قطعهٔ تاریخ عمارتیکه احمد الله شاه ابن مختار جی به مسجد قدیم بهرایچ اضافه کرد

ابن مختار احمد الله شه که او / ذیشعور و دین پرور و دیندار هست

ساخت این دیرینه مسجد را وسیع / با بنای این مرتفع بالا هست

حسن سعی و نام نیکش تا بحشر / نقش بر بام و در و دیوار هست

سال تعمیر جدیدش ای عزیز

جد و جهد احمد مختار هست

۱۳۱۲ھ

۷۳ قطعہ تاریخ وفات حافظ محمد اسلم قدس سرہٗ

حافظ اسلم عابد شب زندہ دار — عارف باللہ ولی اللہ واصلے
گفت ہاتف مصرع سال وصال — بود شیخ عہد و پیر کاملے
۱۳۲۰ھ

۷۴ ایضاً

حافظ محمد اسلم پیر رہ طریقت — در واصلان معظم در کاملان مکرم
ذی قعدہ بود جمعہ بست و کم بپیش ز شام — کاین آفتاب گشتہ پنہان ز چشم عالم
از رحلتش جہانے دلخستہ و دل افگار — وز ہجر اوست دلہا پرخون و دیدہ پرنم

تاریخ انتقالش پیداست از وصالش
واصل بحق شد آرے حافظ محمد اسلم
سنہ ۱۳۲۰ھ

۷۵ قطعہ تاریخ وفات راجہ جنگ بہادر تعلقدار نانپارہ

چون راجہ با قدر و بہا جنگ بہادر — شد جانب فردوس از ین گلکدہ راہی
غم یاد رس ہر کس و خود بندہ غوث او — و ز بندگی در گہ او یافتہ شاہی
معشوق الٰہی شدہ در حلت غوث است — از مردن عاشق خبرے دہ چہ خواہی
بر تربت آن عاشق جانباز چو رفتم — روشن شدہ در دیدم اسرار کماہی

گفتم کہ چہ مرقد بود این روضہ ندا شد
کارام گہ عاشق معشوق الٰہی
سنہ ہجری ۱۳۲۰

۷۶ **تاریخ وفاتِ قاضی ممتاز حسین**

بفردوس ممتاز حق راہ یافت
اگرراہے نرفتی بجز راہِ حق

بپرسند گر حال و سالش بگو
کہ ممتاز ہست او بدرگاہِ حق
۱۳۲۰ھ

۷۷ **تاریخ مثنوی مولوی اکبر نیّر**

خامۂ نیّر نوشت این مثنوی
باہمہ ناز و نیاز و سوز و ساز

مصرع تاریخ اتمامش بود
پرتوے از نیّر عالم فراز
۱۳۲۰ھ

قطعۂ تاریخ نصب کردنِ سنگ سے ماربر در روضۂ مولانا انوار قدس سرہ بمقام لکھنؤ

۷۸
فرش مرمر کہ شد جدید بنا
از صفا ہست خوشنما ہر سنگ

عبد وہاب کرد سعی بلیغ
کا مد از مردہ و صفا ہر سنگ

اثر خاکِ پاک والی ہست
کہ شد آئینۂ ولا ہر سنگ

فیض انوار حق ببیں کاینجا
وہ تجلیست از جلا ہر سنگ

گفت سالش کلیم عصر عزیز
سنگِ طور است از صفا ہر سنگ
۱۳۲۰ھ

۷۹ **قطعۂ تاریخ مہمانسرائیکہ مصطفٰی خان بنا کرد**

ساخت این مہمانسرائے نو وسیع
آنکہ در ہر دو سرایابد جزا

مظہر احوال و سال این مصرع است
مصطفٰی خان بانی این نو سرا
۱۳۲۱ ہجری

۸۰ قطعہ تاریخ وفات مولانا عبدالوہاب صاحب فرنگی محلی

چو شد واصل الی اللہ عبد وہاب — کہ فخر کاملان ما سبق بود
ندا از عالم انوار آمد — وجودش پرتوے از نور حق بود
۱۳۲۱ھ

۸۱ ایضاً

شرح درد دل ز کلکم گوش کن — گفتۂ نائیست گویا نچہ نے
ناہائے وے زراہ دیگر است — این نوا می خیزد از ہر نائے کے
گر گداز و سنگ از آہنگش بجاست — از محبت نیست خالی ہیچ شے
از زبان برگ گل واز نوک خار — راز فرد رین مثنوا اسرار وے
آتش غم جان و دل را پاک سوخت — چارۂ ہر درد آخر سہست کے
ہر بن مو گشتہ چشمے خونفشان — اشک خونین می تراود جائے خوے
حال زار ما سیہ بختان مپرس — نور رفت از دیدہ بر جا ماند نے
ساقیے می خوارگان از بزم رفت — خون دل در جام باشد جائے مے
عبدوہاب اہل دل را پیشوا — رفت واز خود رفتہ ہر فردے ز پے
قربت معبود حاصل کرد عبد — زندۂ جاوید واصل شد سجے
بود الحق خضر راہ اصطفا — منزل صدق و صفا را کرد طے
در رہ وادی سال رحلتش — ناقۂ فکرم تحیر کردہ پے

شد ندا از عالم رویا عزیز
بود ظل مصطفا حقا کہ وے
۱۳۲۱ھ

۸۲ قطعۂ تاریخ حاجی سیف الدین ورآبو مہاجر

سیف الدین زآستان مولیٰ رفتہ
در مکہ رسیدہ وز دنیا رفتہ
گفتم بکدام جا ازینجا رفتہ
گفتند و بجنت المعلیٰ رفتہ

۱۳۲۱ھ

۸۳ قطعۂ تاریخ غسل صحت پیرانہ تصدق رسول نجاح رضا تعلقدار جہانگیر آباد

اے سر سر کردگان و سرگروہِ راجگان
داورِ عالی مراتب سرورِ والا مقام
گرد و روزے کاہشی رو داد از رنجوریت
کاہش آن سرماہ نور را میکند ماہ تمام
رنجہ و رنجیدہ از رنجوریت شد مرد و زن
خستہ و آزردہ از بیماریت ہر خاص و عام
خیر جاری گشتہ ظاہر وقت غسل صحت
سیر و سیراب آمد از فیضان آن ہر تشنہ کام

مصرع تاریخ غسل صحت خوش گفت خضر
کاب حیوانت بکام و دارد صحت بجام

۱۳۲۲ھ

۸۴ قطعۂ تاریخ وفات مولوی حافظ محمود صاحب

محمود رفت و بادش قرآن پاک حافظ
چون حافظ کلام یزدان پاک او بود
ہر دم رسد بگوشم این مصرع از سروشم
کز ہر مقام یابی بہتر مقام محمود

۱۳۲۱ھ

۸۵ تاریخ وفات احمد اللہ ابن شیخ عبد اللہ صاحب

شود از مرگ احمد اللہ جگر خون
کہ میگویند رفت و نوجوان رفت
ولے ہاتف بسال رحلتش گفت
بحمد اللہ بجنت از جہان رفت

سنہ ۱۳۲۲ ہجری

تاریخ وفات محبوب علی ابن منشی جمال الدین نائب علاقہ بھراج ریاست کپورتھلا

۸۶

محبوب علی چو شد سوی خلد برین
گویند گروہ علوی از علیین

سیراب ز کوثر آمد و ماء معین
محبوب خدا شفیع وے بادو مین
۱۳۲۲ھ

۸۷ قطعہ تاریخ وفات مولانا مولوی شاہ احمد حسن کانپوری

اللہ اللہ با احد پیوست شاہ احمد حسن
حافظ قرآن و عالم عارف باللہ بود
بہر امداد فریق گمرہان خضر طریق
در غم آن ابر رحمت ہر یکے چون رعد و برق

قطرہ از خود رفت و وصل شد بحر اعظمے
محرم بیت الحرام و سر حق را محرمے
بہر احیائے گروہ مردہ دل عیسیٰ دمے
گشت نالان با دل پرسوز و چشم پرنمے

منظر سال وصال وے این حضرت
عالمے تا کہ بسر در رفت از جا عالمے
۱۳۲۳ھ

۸۸ رباعی تاریخ انتقال شیخ تراب علی ابن حاکم علی ساکن بھٹ گانوں ضلع لکھنؤ

اے شیخ تراب اے جہان را دایت
شد مصرع سال رفتن از دنیا

نسبت سوے حضرت علی زیبایت
در سایۂ بوتراب باید جایت
۱۳۲۲ھ

۸۹ قطعہ تاریخ وفات مولانا مولوی محمد حسین الہ آبادی قدس سرہ

زیں کہ شاہ محمد حسین باز آمد
ز لکھنؤ شدہ راہی بحضرت اجمیر
ہمیشہ داشت تمنا اقامت اجمیر

بجانب وطن خود بس مراحل کرد
بصد نیاز دران آستانہ منزل کرد
اقامتے کہ قیامت بخلق نازل کرد

بعهد عرس دوشنبه یکے ز اہل صفا	که ساز محفلے از سامعان کامل کرد
ز سوز عشق که در سینه داشت مولانا	دو چند گرمی بازار اہل محفل کرد
ببیک دو زمزمه که بساز راز زد قوال	ہزار خسته دلان را چو مرغ بسمل کرد
رسید نوبت شعرے که طبع مولانا	چو بحر موج زن آمد و لب به ساحل کرد
رجوع کرد به تکرار شعر چون قوال	دلش ز حال سوی قال ہا زائل کرد
ثبوت معنی آزادی بقا این بس	که خویش را ز دل آن قید این سلاسل کرد
در آن جهت ره خفته طے شدش بدمے	بدان طریق که خود را بدست واصل کرد
سر در راه حجاز و عراق بس این بود	که اجر عمره و سعی و طواف حاصل کرد
شگفته بست که تا حشر گل ز گل روید	بجوی اوید زبس خلق خاک را گل کرد
سرود زمزمه تابوت و آن ترانه تر	بریز اشک روان زنده رو شامل کرد
ہجوم خلق و خرام جنازه تا مرقد	بسیر محمل مصری توان مقابل کرد

عزیز مصرع تاریخ خواست گفت سروش

ز حج کعبه رگل رخ بکعبه دل کرد

١٣٢٢ھ

قطعه تاریخ وفات مولوی عبدالرؤف بن مولانا عبدالوهاب بن مولانا شاه عبدالرزاق

٩٠

صاحب علم و عمل عبد رؤف	تابع سنت و احکام کتاب
بود پیر ره ارباب سلوک	سالک ملک بقا شد بشتاب
بسته احرام دگر بعد از حج	حرم قرب حقش گشت مآب
بود پیوسته ز درگاه رؤف	مورد رأفت بے حد و حساب

مظهر سال وی و حال ویست

فضل رزاق عطائے وہاب

١٣٢٢ھ

۹۱ قطعهٔ تاریخ طبع دیوان حافظ رحمة الله علیه

صاحب مطبع نامی گرامی که بود — قطب دین مرکز اسلام مدار ایمان

خواست تا جمع کند جمله کلام حافظ — سعی‌ها کرد و بمقصود رسانیدش یزدان

نسخهاے کهن آورد و یکیک از هر جا — آنچه درخورد و درتم یافته به پسندیدازان

طبع کردش چو بتحقیق و تصحیح تمام — همه مطبوع طبائع شد و مقبول جهان

حافظ آنست کش آیات بود این ابیات — حافظ آنست که مصحف بود این دیوان

حافظ آنست که در میکده عهد و یقین — خود بود میکش و خود ساقی و خود پیر مغان

هست هر سطرے ازان موج شراب معنی — هست هر دایره‌اش جام رحیق عرفان

قطره قطره که فراهم شده دریا گشت — جرعه جرعه که بهم آمده شد رطل گران

بسکه عامست بهر کس کرم پیر مغان — نقد جان نذر پیر و رطل گران بستان

در میخانه کشادند و صلاے دادند — میزبان پیر مغان آمده مستان مهمان

می سراید به دف و چنگ لب این مصرع
مژده ای هند شد امیخانهٔ شیراز ارزان

۹۲ قطعهٔ تاریخ وفات مرزا محی الدین رئیس کشمیر

میرود از کالبد گر جان سوے جانان سزد — گر عزیز مصر گردد یوسف کنعان سزد

رخت از دار فنا مرزا محی الدین بربست — منزل و ماواے او در روضهٔ رضوان سزد

از هواخواهان او گر سدره و طوبی بود — از پرستاران او گر حور و گر غلمان سزد

تیره شد گیتی که او در خاک خفت و در نهفت — در سحاب ار آفتابے می شود پنهان سزد

سرد مهری شد چو عالم گیر دل افسردگی — گر شود تاریخ بستن زین غم [illegible] سزد

خار خارِ غصہ و غم بسکہ گیتی را گرفت
خار میر دید اگر جائے گل و ریحان سزد

بسکہ بود او خیر خواہ اہل ملک و مالکش
فرزندان او گر گشت صد چندان سزد

والیِ جم رتبۂ جموں و کشمیر از پیش
مہربانی ہا کہ پیہم کرد بر ایشان سزد

مہر ذرہ و مہر گستر بود چون مرزا بخلق
مہربان باشد اگر بر جان او یزدان سزد

تشنہ کامان را ز بس سیراب کردے فیض او
کامیابش گشتن از سرچشمۂ غفران سزد

مصرعِ تاریخ نوشتم چو از ہاتف گرفت
شافع مرزا محی الدین سرِ جیلان سزد
۱۳۲۲ھ

۹۳ ایضاً

محی الدین رئیس ملک کشمیر
کہ اعزاز از خدائے مہربان یافت

سوم از ماہ حج بود اینکہ رخصت
باحرام حریم جانِ جہان یافت

باجسم گلشنا ینہا کہ میکرد
برات از حق بگلزار جنان یافت

وجودش شمع ہر کاشانہ بود
فروغ از رائے او ہر دودمان یافت

تجلائے سینہ ہمچون صبح صادق
ز خاک آستانِ راستان یافت

بیانش زندہ کردے مردہ دل را
کلامے اینچنین نامے جنان یافت

ابیاتش خضر این مصرع بمن گفت
پس از مرگ او حیاتے جاودان یافت
۱۳۲۲ھ

۹۴ قطعہ تاریخ وفات خواجہ غلام غوث متخلص بہ بیخبر منشی لفٹنٹی الہ باد

خواجہ زبان دانی بے خبر غلام غوث
آنکہ تا سخن گو شد رونق سخن آمد

ہر کجا کہ قد افراخت سرور راز پا انداخت
ہر زبان کہ رنج افروخت شمعِ انجمن آمد

یونسے کہ بطن حوت شد برائے او تابوت ‏— یوسفے کہ پیراہن بہر او کفن آمد
چرخ را ز روح او ظرف راح خالی شد ‏— خاک را ز جسم او تازہ جان بتن آمد
فرقتش ز بس حسرت خار در جگر بشکست ‏— تربتش ز بس نزہت دلکش چمن آمد
جوہری ما ہر بود معدن جواہر بود ‏— لعل از بدخشانش گوہر از عدن آمد

آفتاب رخ بنہفت چون زبان جانش گفت
ابر رحمت باری سائبان من آمد
۱۳۲۲ھ

۹۵ ایضاً

خواجۂ ذی شان غلام غوث والامایۂ ‏— کز وجودش خواجگی را بود صد عز و وقار
بدر روشن صدر صدر جمع ارباب کمال ‏— صدر ذوالقدری کش آمد قدردان خود روزگار
مغفرت را روز و شب از درگہ حق مستحق ‏— مرحمت را صبح و شام از حضرت او خواستار

خواستم گلدستۂ سالش ز رضوان بہشت
کرد او گلپوش از گلہائے فردوس این مزار
۱۳۲۲ھ

۹۶ ایضاً

آن خواجہ کہ بود بنام غلام غوث ‏— خوش سیرتے خوش جمال و خوش نام خوش سرشت
در قیل و قال ہمنفس شاعران فرس او ‏— در وجد و حال ہم اثر خواجگان چشت
روشن شد از سواد و بیاض صفات او ‏— توقیع و قصۂ کہ بنامش قضا نوشت
گوئی برنگ و بوئے گل و چون نسیم صبح ‏— سوئے بہشت رفت کہ این گشت را بہشت

رضوانش دیدہ گفت کہ این نو رسیدہ کیست
گفتند حوریان جنان خواجۂ بہشت
۱۳۲۲ھ

۹۷ — ایضا بطریق تخرجه

بگذشت غلام غوث آخر زین دار	اخلاق حمیده داشت افزون زشمار
خواهی سنه اش زنام او بیرون آر	بی مثل و مثال و بی عدیل و بشمار

(سنه ۱۳۲۲ه) ۱۲ ۵۵

۹۸ — تاریخ کدخدائی نوشاد علی خان تعلقدار ضلع باره بنکی

نوشاد علی خان شد از مهر خدا نوشاه	چون زهره قران اشب با ماه همایون باد
طبعم چه گهرها سفت تاریخ مسیحی گفت	نوشاد علی خان شد نوشاه همایون باد

۱۹۰۷ع

۹۹ — قطعه تاریخ انتقال پرملال ملک معظم اڈورڈ هفتم

اینچه رنج عناست واویلا	زین چه شور و بکاست واسفاه
صحن گلشن زغصه شد گلخن	روز روشن بدیده گشت سیاه
قیصر هند هفتمین اڈورڈ	کرد نهضت ازین جهان ناگاه

سنه عیسوی اگر خواهی
برکش از نهضت شهنشاه آه
۱۹۱۰ع

۱۰۰ — قطعه تاریخ فوت محمد علی پسر شیخ اصغر علی تاجر عطر لکهنؤ

محمد علی ابن اصغر علی	که هست آشکارا نکونامیش
جوان از جهان رفت واحسرتا	بکوتاهی عمر و ناکامیش
شده عاقبت باعث مغفرت	نکونامی و نیک انجامیش
زروی جمل سال فوتش بود	شفیعش محمد علی حامیش

۱۳ ه ۲۴

۱۰۱

قطعه تاریخ مراجعت حاجی عبدالغفار خان رئیس نانپاره از حرمین شریفین زادهما الله شرفا

ای آنکه در هوای بطحی و یثرب از هند — دل بر سفر نهادی بستی بناقه محمل

صرف کثیر کردی رنج عظیم بردی — راه صدا سپردی در طی آن مراحل

شرطست ره نوردی در راه دوست و شد — یک گام بیش نبود تا کعبه از ره دل

با نغمهٔ حدی خوان ذکر جلی موافق — با نالهٔ در آن ذکر خفی مقابل

بر بختیان نشسته جمعی ز نیک بختان — یا آنکه بر درختان شد مجتمع حواصل

بر اشتران حدی خوان چون واعظان بمنبر — یا گلبنان و بروی گرم نوا عنادل

دنبال هم خرامان چون دانهای تسبیح — با یکدگر بجنبش یکدست چون انامل

یا بی شمار و بی سر کشتی به تیز دستی — بی باد و باد بالی بهنی روان بساحل

کشتی نشین جماعت طی کرده ره براحت — ایمن ز لطمه های اشرار آن قبائل

شد قطره زن بسرعت و ز ظل بر رحمت — از ساحلی بساحل از منزلی بمنزل

ارکان حج ادا شد طی مروه و صفا شد — در خانهٔ خدا شد هر مرد راه واصل

از قید قد جفائی آزاد گشت فخارج — زان دیوران هر آنکس شد در مدینه داخل

از خاک آستان سلطان دین و دنیا — شد قلب اهل دل را حاصل عیار کامل

چشمی که گشت روشن زان روضهٔ منوره — آن روشنی نگردد تا صبح حشر زائل

یارب عزیز را هم مانند آن جماعت — با زائران او کن روزی بلطف شامل

هاتف چو حال شنفت سال مراجعت گفت

حج تو باد مقبول مقصد همیشه حاصل

۱۳۳۵

۱۰۲ قطعۂ تاریخ بنائے مسجد غربی دار العلوم فرنگی محل لکھنؤ

سعی مولانا شرافت اللہ دیدنیست ‌‌ آنکہ نام نامیش زینگونہ اعلان یافتہ

اجر سعی وے ز درگاہ الٰہی شد عطا ‌‌ زانکہ بعد از حج شرف از کعبۂ جان یافتہ

بانیش حاجی محمد خانِ ذی الاشان بود ‌‌ کاین بنا را او بنائے دین و ایمان یافتہ

سال تاریخ بنائش گر کسے پرسد عزیز

گو ثواب حج اکبر او ز یزدان یافتہ

۱۳۲۵ھ

۱۰۳ قطعۂ تاریخ کدخدائی ہر دو دختر شیخ اصغر علی تعلقدار گنڈارہ

بحمد اللہ کہ دل شد شاد و خرم ‌‌ ز عقد ہر دو دختر نیک اختر

فلک بہر نثار ہر دو آورد ‌‌ چو پروین و پرن سد عقد گوہر

چہ گویم از فروغ بزم شادی ‌‌ کہ چشم روشنان شد زان منور

ز جوش خرمی و گلہائے صد برگ ‌‌ چمن دارد بہشتی جامہ در بر

تلونہائے باغ و راغ ببینید ‌‌ گر اصغر می نماید گاہ احمر

اگر بلبل وگر صلصل اگر سار ‌‌ شدہ ہر یک نواسنج و نواگر

دو بالا شد نشو و نما شد ‌‌ کہ فصلِ نو بہار آمد مکرر

باین عید الضحیٰ نازم کہ آورد ‌‌ دو عیدِ انبساط افزائے دیگر

چنین تقریبہا اتمام دادند ‌‌ بوالا ہمتی ہر دو برادر

اگر اکبر وگر اصغر بہر کار ‌‌ ہم آن منصور و ہم بادا این مظفر

بسالش گفتم این مصرعِ مسیحی

مبارک انعقاد ہر دو دختر

۱۹۰۸ء

۱۰۴ تاریخ ولادت فرزند شیخ مظفر علی برادر شیخ صغیر علی تعلقدار گنداره

هزار شکر که وادت خدای فرزندی
که چشم بد ز رخش دور باد شام و پگاه

بفرخلیش چشم روشنی گویم
که برده گوی سعادت ز مشتری آن ماه

ز عمر و دولت و اقبال بهره ور بادا
بسایهٔ پدر و مام و عم و ظل اله

چه حاجت است که پرسی سنین میلادش
که روشن است و عیان از طلوع اختر جاه

۱۳۲۵ھ

۱۰۵ تاریخ بنائے خانہ حیدر حسین

خان عالی مرتبت حیدر حسین اینجا نه ساخت
مصرع تاریخ اگر خواهی ز روی انتخاب

هان بیا ترک سراغ نیا بگیر گوش کن
از در حیدر رسد اینجا نوید فتح باب

۱۳۲۵ھ

قطعه تاریخ وفات مطیع رحمن ابن الطاف رحمن

چون شد مطیع رحمن راهی بملک باقی
آسود زیر ظل عرش شفیع رحمن

رضوان چو دید این جا گفت اینچنین بیهال
گردد مطاع حوران فسحه مطیع رحمن

۱۳۲۵ھ

۱۰۷ تاریخ وفات اهلیه برخوردار شهاب الدین

عفیفهٔ که نکو خوی بود و نیک خصال
به بست رخت ز گیتی چو دخت مرده نزاد

ببین چه رفت ز گلچین این امید
ببین چه داد ثمر نا قبت ز دخت مراد

فغان که گلبن رعنای باغ عصمت را
رسید لطمهٔ صرصر چنانکه داد بباد

ز رنج و غصه بنالید باغبان و بگفت
شگوفه کرد و نهال چمن ز پای افتاد

۱۳۲۵ھ

۱۰۸	**قطعہ تاریخ وفات محمد منصور فرزند اصغر چودھری طالب علی تعلقدار کرسی**
جان بحق داد محمد منصور	کرد حاصل شرف قرب اله
نوحہ خوان گشت بسالش ہاتف	نوجوان رفتہ ز گیتی ناگاہ ۱۳۲۵ھ
۱۰۹	**تاریخ وصال مولوی لمعان الحق قدس سرہ**
بود لمعان الحق الحق منظر انظار حق	مطلع صدق و صفا و منبع اسرار حق
سال فوتش دعیان زین مصرع روشن بود	شد نہان از چشم گوئی لمعۂ انوار حق ۱۳۲۵ھ
۱۱۰	**تاریخ وفات مولوی مسیح اللہ**
محب علم و عمل مولوی مسیح اللہ	کہ شد بعالم علوی ز سطح سفلی خاک
بگو کہ رفت ز دار الفنا مسیح اللہ	کہ یافت دولت عمر ابد ز ایزد پاک ۱۳۲۵ھ
۱۱۱	**ایضاً**
یادگار صاحبان علم ازین دار فنا	راہ پیما شد سوے دار البقا ناگہ ببین
آن جمال و جاہ کش او را خدا بخشندہ است	گر نمی دانی بدان و رفتنی آگہ ببین
سیرگاہ او فضاے جنت الماوا ستے	حور و غلمان از براے خدمتش ہمرہ ببین
مصرع تاریخ می جستم کہ با من خضر گفت	یافت عمر جاودان آرے مسیح اللہ ببین ۱۳۲۵ھ
۱۱۲	**قطعہ تاریخ وفات منشی اطہر علی وکیل مہاجر کاکوری ضلع لکھنؤ**
اطہر علی آن کہ جنت و کوثر یافت	از خاک مدینہ بالش و بستر یافت
شد سال وصال او ز روے القا	نام اطہر و طبع اطہر و جا اطہر یافت ۱۳۲۵ھ

ایضاً

۱۱۳	اطہر علی آنکہ خواند جانان اورا	عمر جاوید داد یزدان اورا	
	اینمصرع برزبان ہاتف بگذشت	شد خاک مدینہ آب حیوان اورا	
		۱۳۲۰+۵=۱۳۲۵	

ایضاً

۱۱۴	اطہر علی آنکہ داشت ازجان عارے	گردید فدائے جان جانان آرے
	چون لب تشنہ عمر جاودان بود بگو	شد خاک مدینہ آب حیوان بارے
		۱۳۲۵ھ

تاریخ وفات اہلیہ مولوی شرافت اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر فرنگی محلی لکھنوی

۱۱۵	بود آنکہ بروے برقع از تقوایش	شد رو بسوے مرجع و مبدایش
	خیل ملک از فلک بسالش گویند	در حجلہ از بہشت الٰہی جایش
		۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ کدخدائی ابوالحسن خان برادر ریاض حسن خان صاحب رسولپوری ضلع چھپرا

۱۱۶	نو بہارست و باغ و راغ امروز	پر ز نسرین و نسترن شدہ است
	بلبل و صلصل از وفور نشاط	تہنیت سنج ہمچو من شدہ است
	جاے پروانہ روشنان جمع اند	ماہ و من شمع انجمن شدہ است
	از بہار جمال لالہ رخان	انجمن رشک چمن شدہ است

سال این بزم طوطی گفت عزیز
وہ کہ نوشاہ بوالحسن شدہ است
۲۶ مجدی ۱۳ سنہ

۱۱۷ قطعہ تاریخ کتب خانہ دیوبند ضلع سہارنپور

بنا شد کتب خانۂ دیوبند / کہ پیشش بود پست این نہ قباب
از و شرق تا غرب روشن سواد / و زو ہند تا سند شد فیض یاب
کشادہ در علم خواہی اگر / درآ از درِ اے طالب فتح باب

بطرز برآور و تاریخ اوست
کتب خانۂ نادرہ لاجواب
۱۳۳۸ - ۱۲ = ۱۳۲۶ ہجری

۱۱۸ قطعہ تاریخ بنائے حد شرقی دار العلوم فرنگی محل

این رواق حد شرقی در دار العلوم / با ہمہ خوبی بنا در ساعت مسعود شد
یاری باری و عبد الباری دید ایش / باعث تکمیل این تعمیر دو واز دو شد
ہم بنائے علم محکم گشت ہم بنیاد دین / ہم خدا راضی و ہم خلق خدا خوشنود شد

از در القا رسید آمصرع حکم تاگہ بگوش
بانیش زیب البنا رانی ز رب جود شد
۱۳۲۶ھ

۱۱۹ ایضاً

این عمارت کہ شد بنا اینجا / وصف آن خارج از شمار بود
از علوم و فنون گوناگون / این کتب خانہ پر نگار بود
از پئے دیوبند و سکانش / باعث عز و افتخار بود

سال تاریخ این بنائے شگرف
گو کتب خانہ یادگار بود
۱۳۲۶ھ

۱۲۰ تاریخ وفات احمد اللہ شاہ رئیس بہرائچ ابن مختار جی رئیس کشمیر

رہرو از گیتی چو حاجی احمد اللہ شاہ شد
جائے محل دل بہ بخشی در رہ معبود بست

پردہ از روئے حقیقت چون برویے او کشاد
دیدہ ہا از دیدن بیہودۂ بیسود بست

شد سہ بار از حج مشرف گو بعمر شصت سال
طرفے از حج چہارم نیز باسے زود بست
۱۳۲۶ھ

از حدی خوانی بگوشم آمد این مصرع کہ گفت
وہ چہ احرام حریم کعبۂ مقصود بست
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ انتقال حاجی خواجہ غلام محمد رآبو ابن حاجی سیف الدین رئیس در مدینہ شریف

۱۲۱

ز کشمیر و از خواجگان بو نامے
غلام محمد بفضل اب وجد

بہ تقبیل این آستان شد مشرف
بہ تکمیل ایمان ز یزدان موید

بہ یوم الاحد بستم اول جمادی
ز تائید رحمت بجنت درآمد

پر سید رضوان کہ ہست این کہ گفت
فدائے نبی و غلام محمد
۱۳۲۶ھ

۱۲۲ ایضاً

دریغ خواجہ کشمیری اصل دارا بود
بنام بود غلام محمد او مشہور

ز خاک در گہ سلطان دین صفائی یافت
کہ سینہ اش شدہ آئینہ و دلش پر نور

بروز شنبہ و بستم جمادی الاول
شنید ارجعی از بارگاہ رب غفور

رسید زعالم غفران ندا بعالمیان
کہ چون رسید بہ بینجا شہر وشہید مغفور
۱۳۲۶ھ

۱۲۳ قطعهٔ تاریخ وفات صفیه بیگم بنت نواب صدیق حسن خان مرحوم و مغفور

بلقیس صفت صبیهٔ داشت — صدیق حسن امیر ذی جاه

از صدق و صفا صفیه نامش — در جود و سخا فرید و یکتاه

صفوت کدهٔ بهشت رضوان — آراسته بهر او چو خرگاه

شد سال وصال بنت صدیق

صدیقهٔ عصر رفت ناگاه

۱۳۲۶ھ

۱۲۴ تاریخ وفات نثار احمد

سید نوجوان نثار احمد — زین جهان در جهان سرمد شد

گوهر جان نثار احمد کرد — جای او قصری از زبرجد شد

بود روز سوم ربیع دوم — کین غم و غصه از یکی صد شد

پدرش یوسف آنکه چون یعقوب — حزنش افزون و رنج بیحد شد

دور و نزدیک هر کسی که شنید — بیدل و بیقرار و بیخود شد

سال فوتش نوشت کلک عزیز

جان بحق جان نثار احمد شد

۱۳۲۶ھ

۱۲۵ رباعی تاریخ وفات شاه التفات احمد مغفور

واصل شده شاه التفات احمد — از روی التفات احمد به صمد

شد مصرع سال وصلتش بهم زان رو — قرب احد آمد التفات احمد

سنه ۱۳۲۶ هجری

قصیدهٔ تاریخی مشتمل بر رسید دیوان خارجی مصنفهٔ مرسلهٔ سفیر کبیر ایران مقیم قسطنطنیه پرنس ارفع الدوله میرزا رضا خان دانش

۱۲۶ بفرمائش شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی تعلقدار گدیه ضلع باره بنکی

هدیهٔ نغز بمن از حضرت داور رسید — جام از جمشید یا آئینه زاسکندر رسید

از خط آن جام روشن شد سواد دانشم — پرتو بینش از آن مرآت پر جوهر رسید

هم برائے خسته جانان مژدهٔ درمان رساند — هم برائے تشنه کامان چشمهٔ کوثر رسید

خوش نسیمے از چمن گلریز و گل افشان وزید — خوش شمیمے از ختن جان بخش و جان پرور رسید

بر فراوان بخششی فصل بهارم نازهاست — یک گلستان گل بمن یک بوستان عبهر رسید

بلبل رنگین بیان را دستهٔ گل از چمن — طوطی شیرین زبان را تنگی از شکر رسید

تازه گردید از شمیم وے مشام روزگار — نافهٔ مشک تتار و نفحهٔ عنبر رسید

آمدست از گولڈن هارن همائے دولتے — یا مگر از شاخ زرین مرغ زرین پر رسید

چامه هائے جانفزا و نامه هائے دلکشا — از زبان جان جانان وز بر دلبر رسید

با حقائق با دقائق عمده‌تر مجموعهٔ — با ظرائف با طرائف طرفه تر دفتر رسید

شرع اگر مهر دهان من نگشتے گفتمے — کاسمانی نامهٔ اینک به پیغمبر رسید

فاش تر گویم کنون گوهر فشانی میکنم — کز جناب آفتاب خاوری گوهر رسید

ارفع الدوله رضا خان دانش آن بحر کرم — کز کف او فیض و فیضان نے بخشک و تر رسید

صیت جود و جودت او پارس تا پیرس گرفت — فیض فضل و بذل او کشمیر تا کشمر رسید

میر نوئینان که تمغائے نکونامی بوے — زامپراطوران والا شان نام آور رسید

هم عمارت [سردار] را ازو این وقع و این وقعت بود — هم سفارت را ازو این فره و این فر رسید

فتح بابے باشدش از باب عالی هر زمان — این فتوحاتش نه دارائے سکندر را رسید

راستی اینست کز درگاه شاه کج کلاه — این همه تشریفهائے عزتش در بر رسید

هر مثالے کامدش از شه براے ارتقا — طائر اقبال اورا گوئیا شهپر رسید
بهر استقبال اجابت آمد از درگاه حق — بهر دعایش بر زبان این ثناگستر رسید

چون رسید این دفتر بینش تشیر از بهر سال
از در دانش رقم زد خاوری گوهر رسید
۱۳۲۶ھ

۱۲۷ قطعه تاریخ وفات اهلیه احسن الدین صاحب بنارس

وا دریغا بانوے عصمت مآب — روے خود پوشید از چشم جهان
تا نشویم کام و لب از هفت آب — نام پاکش را نیارم بر زبان
گشته رضوان پرده دار مجلسش — بسته بهر خدمتش حوران میان
سال فوتش گر کسے پرسد بگو — بود او هم اسم خاتون جنان
۱۳۲۶ھ

مصرع سالش شد از روے ادب
بود و سے همنام خاتون جنان
۱۳۲۶ھ

۱۲۸ قطعه تاریخ وفات خواجه فرید الدین عرف فدن صاحب رئیس لکهنؤ

فرید الدین چو بوے گل ازین باغ — بگلگشت بهشت جاودان رفت
نهال دوستی از پا در آمد — بهار دوستان زین بوستان رفت
دل احباب نالان چون جرس هست — که میر کاروان از کاروان رفت
دریغا گشت گیتی تیره و تار — چراغ دودمان خواجگان رفت

سنین رحلتش جستم ندا شد
فرید دهر ناگه از جهان رفت

۱۳۲۶
سنه هجری

۱۲۹	**رباعی تاریخی رسالہ الناظر لکھنؤ**	
	الناظر اگرچہ آئینہ ست مبین گر چشم سنین طبع داری بنگر	مرآت صفاست بہر ارباب یقین جا ہست جہان نمائے ہر صفحہ دراین ۱۳۲۷ھ
۱۳۰	**قطعہ تاریخ ولادت منشی مبارک علی ابن منشی جمال الدین مینیجر پاسیت [illegible] واقع بہرائچ**	
	مبارک علی را مبارک کہ حق بس این مصرع سال احوال و	عطا کرد فرزند صاحب جمال مبارک جمال و مبارک خصال ۱۳۲۷ھ
۱۳۱	**قطعہ تاریخ وفات حکیم محمد باقر ساکن پاٹانالہ لکھنؤ**	
	شیخ دوران حکیم باقر نام گفت ہاتف بسال رحلت او	از جہان رفت و پاک و طاہر رفت در پناہ امام باقر رفت ۱۳۲۷ھ
۱۳۲	**تاریخ مولوی عبد العلی آسی مدراسی فروغ تخلص**	
	مولوی عبد العلی آسی مدراسی فروغ رفت ازین دار المحن شادان ہاتف گفت سال	طالب علم خفی و صاحب علم جلی جائے در فردوس گوئی یافتہ عبد العلی ۱۳۲۷ھ
۱۳۳	**تاریخ تولد فرزند سید برکات احمد لکھنوی**	
	بطالع برکات احمد بود نازش عزیز مصرع سال ولادتش گفت	کہ یافتہ پسرے خوش جمال و خوش حرکات کہ آن سعید بود از نتائج برکات

۱۳۲۷ھ

۱۳۴ تاریخ ختنہ فرزند مرزا محمد عسکری سلمہما اللہ

صبا مرزا محمد عسکری را
مبارک ختنۂ فرزند داد باد
مسلمانان شدند از ختنہ اش شاد
شود سرسبز و خرم تر ز اوّل
رہ این تہنیت بہر پدر آسان
زحق صبح و مساہست التجایم
نسیم این مژدہ در گلشن چو آورد

زمن این تہنیت با پدر رسانید
کہ گویا غنچۂ امید خندید
کہ از وے رکن سنت یافت تشئید
چمن پیرا سر شاخے کہ ببرید
قلم از قطع زدن چون تیز گردید
کہ در ظل پدر مانا د جاوید
گل از شادی بہ پیراہن نگنجید

بسالش بلبل این مصرع بمن گفت
توان چیدن گلے از نخل امید
۱۳۲۷ھ

۱۳۵ قطعہ تاریخ عقد غلام حسن فرزند عزیزی خواجہ سلام الدین سلمہما در کشمیر

ز عقد غلام حسن دُر فشانم
بتاریخ اختر شناسی رقم زد

دو گوہر شدہ جمع بارے بدُرجے
دو کوکب قران یافت آرے ببُرجے
۱۳ ۲۸
ہجری

قطعہ تاریخ انتقال منشی کنو چندی سہا متخلص بہ نہال خلف راجہ جیالال بہادر متخلص بہ گلشن لکھنوی

۱۳۶

ہزار حیف کہ چندی سہائے زین گلزار
الان کشید ز دل باغبان او داد بندا

برنگ نکہت گل خندہ زن بہ جنبش باد
نہال گلشن مہر و وفا ز پائے فتاد
۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ مسند نشینی حضور پر نور مظفر الممالک فتح جنگ ہز ہائینس نواب میر عثمان علی خان صاحب بہادر

۱۳۷ — نظام الملک آصف جاہ والی ممالک محروسہ آصفیہ حیدرآباد (دکن)

دارائے دکن بمسند عزت و ناز — نشست و بجدش داد شد ممتاز

از اوج سپہر داد ہاتف آواز — حق کرد قرار زود بر مرکز باز

۱۳۲۹ھ

۱۳۸ — قطعہ تاریخ بنائے مطب حکیم تاج الحق فرنگی محلی

ہست د تاج الحق آں درجوانی شیخ وقت — کرد از بہر مطب ایں کوشک عالی بنا

مخزن حکمت وجود ایں حکیم حاذق است — دستگاہ علم ابدان دارد و دست شفا

از پے اصلاح قلبی گر نگارد نسخۂ — دارد آں خاصیت اکسیر و حکم کیمیا

خواستم سال بنا، ناگہ ملک گفت از فلک

باشد ایں دار الشفائے بانی صاحب صفا

۱۳۳۰ھ

۱۳۹ — قطعہ تاریخ وفات چودھری خلیل الرحمن تعلقدار رولی ضلع بارہ بنکی

نہم ماہ جمادی الاول — جان بحق داد خلیل الرحمن

آنکہ او بود رئیس ابن رئیس — رونق بزم رئیسان جہان

آنکہ او بود کریم ابن کریم — حاتم وقت بجود و احسان

خلق از خوان خلیل اللہ دشت — خانہ اش وقف قدوم مہمان

مصرع سال چہ خوش گفت عزیز

بے شک او بود خلیل رحمن

سن ۱۳۲۹ ہجری

۱۴۰	**قطعہ تاریخ وفات عزیز مرزا صاحب سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ**

صدر ذوالقدر بزم مسلم لیگ	رفت و در قرب ایزدی جا یافت
شبنم آخر بآفتاب رسید	قطرہ جا در کنار دریا یافت
شد ز ہر سو ندا تعال تعال	رہ بدرگاہ حق تعالے یافت
بود الحق عزیز دلہا او	ہر کسش اسم بامسمے یافت

گفت از روے افتخار عزیز
دہ چہ عزت عزیز مرزا یافت
سنہ ۱۳۳۰ھ

۱۴۱	**ایضاً**

از نظر تا عزیز مرزا رفت	ہر یکے راز دین و دنیا رفت
خلق دامن تہی ز گوہر ماند	ابر گوہر فشان گہرزا رفت
با ہمہ عز و جاہ و خیل و حشم	ہائے زین عرصہ رفت تنہا رفت
لطمۂ صرصر فنا بنگر	چون پر کاہ کوہ از جا رفت
اشک مردم رسید تا بہ ثرے	نالۂ خلق تا ثریا رفت
بود او رہنمائے مسلم لیگ	جانب خلد جادہ پیما رفت
دادخواہ از پئے حمایت قوم	سوئے درگاہ حق تعالی رفت
بود جان عزیز قوم الحق	قوم بے جان ماند او تا رفت

وارد این نوحہ بر زبان ہاتف
آہ جان ناگہان ز تن ہا رفت
سنہ ۱۳۳۰ ہجری

۱۴۲ تاریخ قاری عبدالرحمٰن

عبد رحمٰن عالم صاحب عمل — حافظ و قاری با عز و وقار
گفت بہر سال فوت او سروش — بود گویا رحمت پروردگار

۱۳۳۰ھ

۱۴۳ ایضاً

عبد رحمٰن کہ بود اہل یقین — علم تجوید یافت رونق ازو
ہفت قرات شدہ از دہر ہفت — پر ز آوازہ اش بود ہر سو
حافظ و قاری و ادیب اریب — عارف کامل و ملائک خو
سایہ چون برگرفت ازین گلزار — گشت رہرو بگلشن مینو

گر بپرسند سال رحلتش گو
بود انیک نظیر رحمن او

۱۳۳۰ھ

تاریخ بنائے کیننگ کالج در باد شاہ باغ لکھنو بفرمائش عزیزی شاہد حسین بیرسٹر تعلقدار گدیہ

۱۴۴

مژدہ اے اہل علوم اینکہ بنام کیننگ — قصر دیگر شدہ تعمیر بعہد قیصر
آن برفعت بود از منزل سپہر چارم — این بعظمت بود از طارم چارم برتر
ہست ہر سنگے ازین لوح طلسم دانش — ہست ہر خشتے ازین آئینہ علم و ہنر
آفتاب فلک فضل و کمال آخر کار — کرد تحویل ز برجے سوئے برج دیگر
شکر صد شکر کہ از فضل الٰہی فی الحال — افتتاح در این مدرسہ کرد آن داور
خواست تاریخ ز من چشم و چراغ بینش — شمع ہر انجمن و شاہد نوری پیکر
مصرع عیسوی از گفتہ گفت عزیز — نقش ثانی بود القصہ از اولی بہتر

۱۹۱۱ء

۱۴۵ تاریخ وفات مولوی ہدایت اللہ صاحب عرف پیارے میان فرنگی محلی

چون ہدایت رہ ہدایت رفت	عاقبت سوی باغ جنت رفت
عندلیبی برنگ تخرجہ گفت	گلی از گلشن شرافت رفت
	۱۳۸۱ - ۵۰ - ۱۳۳۱ھ

۱۴۶ ایضاً

ہدایت اللہ اللہ ہم چو بوی گل	ازینجا رفت سوی روضۂ رضوان
فقیہ کامل و صاحبدل و عابد	تقی و متقی و صاحب عرفان
ز دریای کرامت گوہر یکتا	زگلزار شرافت گلبن خندان
بفکر سال وصالش بود طبع من	کہ کی رفتہ کجا رفتا وازین بستان

بگوشم آمد از ہاتف کہ میگفتی
ہدایت شد کہ جا سازد بجنت آن
۱۳۳۱ھ

۱۴۷ ایضاً

شد ہدایت چنانکہ وقت رحیل	بر زبانش و بسم اللہ اللہ رفت
گفت ہاتف زروی آگاہی	جانب حق ہدایت اللہ رفت
	۱۳۳۱ھ

۱۴۸ ایضاً

ہدایت داشت در سر چون ہوایش	رہ جنت ازین گلشن گرفت او
سروش از بہر سال حلتش گفت	بقرب حق بلی مسکن گرفت او
	سنہ ہجری ۱۳۳۱

۱۴۹ تاریخ وفات حکیم عبدالحق

چون صدائے ارجعی در گوش عبدالحق رسید	از دفور شوق گشته رہ گرائے راہ حق
مصرع سال وفاتش گفت ہاتف این چنین	رفت عبد حق ازینجا جانب درگاہ حق

۱۳۳۱ھ

۱۵۰ تاریخ انتقال خواجہ محمد یوسف خویش مصنف مرحوم

از قضا خواجہ محمد یوسف	سوئے اصلی وطن از گیہان رفت
مصریان نوحہ کنان می نالند	ہائے یوسف طرف کنعان رفت

۱۳۳۲ھ

۱۵۱ تاریخ وفات سید محمد حسن مدنی

عرف سید مدنی نام محمد حسن است	عارف کامل و معروف بعالی نسبی
روز یکشنبہ دو بستم ز جمادی الاول	رخت بربست ز گیتی پئے قربت طلبی
لکھنؤ گشتہ منور ز جمالش چندے	زانکہ او بود چراغے برہ شرع نبی

سنہ رحلت او گشت ز روئے الہام

رفت زینجا بجنان آن مدنی العربی

۱۳۳۱ھ

۱۵۲ قطعہ تاریخ ہر دو رسالہ اخلاق تالیف مولانا عبدالحمید صاحب فرنگی محلی

فقیہ کامل عبدالحمید است	کہ باشد ذات پاکش برگزیدہ
ادیبے یا ادیبے ہمسر او	نہ چشمے دیدہ نے گوشے شنیدہ
نوشتہ نسخہ در علم اخلاق	تو گوئی صورت معنی کشیدہ
ز بس صدق و صفا ہر صفحہ آن	بود مرآت اخلاق حمیدہ

دلم بشگفت و رنگین مصرعے گفت
گل از گلدستۂ اخلاق چیدہ
۱۳۳۱ھ

۱۵۳ ایضاً

نوشتست این نسخہ عبدالحمید
ازین علم با ذہن مشکلکشا
ببرگ و نوا نونہالے دمید
کہ شد مرہم ہر جگر خستۂ
کشادہ بساعت دۂ بستۂ
برنگ و بو گلبن رستۂ

چہ خوش گفت ہر کس کہ برجستہ گفت
بدین رنگ و بو بست گلدستۂ
۱۳۳۱ھ

۱۵۴ ایضاً

علامۂ زمانے در گلشن معانی
ذوالمجد والمکارم عبدالحمید کز وے
تالیف کرد از اشفاق فصلے بعلم اخلاق
شد گرم گلفشانی از بہر طیب احباب
گیرند فیض ہر یک گر شیخ ہست و شاب
شد شہرہ اش در آفاق کامد مفید اصحاب

چون رنگ طبع بگرفت ہر بلبل چمن گفت
این بوستان تازہ جاوید باد شاداب
۱۳۳۲ھ

۱۵۵ تاریخ فوت اطہر حسین ابن صغیر علیخان گورکھپوری محلہ بلاقی پور

محو گلگشت باغ رضوان ہست
مصرع سال پیر سکیدہ گفت
مست میخانۂ طہور اطہر
خورد گو یائے طہور اطہر
۱۳۳۳ھ

۱۵۶	تاریخہائے تولد فرزند مہاراجہ بلرامپور

شد سبز کوہ و صحرا فصل خزان سر آمد	گل در چمن در آمد بلبل نواگر آمد
در مدحت گزاری مرغان باغ دراغند	در تہنیت سرائی ہر سرور و سر آمد
نشو و نمائے امسال کر دست فارغ البال	ہر مرغ بے پر و بال با بال و با پر آمد
این نور چشم داور با فرخی و با فر	یا از صدف چو گوہر از بطن مادر آمد
ہر ذرہ فارغ البال خوشوقت ہست خوشحال	مہر سپہر اقبال ساطع ز خاور آمد
با جوہر مجرد ارزندہ گوہرے ہست	با چہرۂ منور تابندہ اختر آمد
کن سال بکرمی یادگار بہ ذر ز روئے امداد	عمرش دراز تر باد چون یار و یاور آمد سمبت ۱۹۷۰ بکرمی
بلرامپور بہ نور گشت از فروغ این ہور	معمور باد ازین پور کاوج پرور آمد ۱۳۳۲ھ

ہر روز ہست نوروز خوش گفت بلبل امروز
خورشید عالم افروز گو از حمل بر آمد
۱۹۱۴ء

۱۵۷	قطعہ تاریخ عقد ثانی شاہ ابوالحسن صاحب پھلواروی

نوشاہ بار دیگر چون شاہ بوالحسن شد	آراستند بزمے چون جشن خسروانی
مرغ چمن بہ گلبن باشد بنغمہ سنجی	باد صبا بگلشن آمد بہ گلفشانی
مادام در میان شان دہ اتفاق یا رب	مانند جام و مینا با عیش و کامرانی
با این ہمہ فصاحت با این ہمہ بلاغت	این قطعہ ہست الحق خود وحی آسمانی

تاریخ عیسوی دل از غایت طرب یافت
این عقد ثانی آمد چون آیت مثانی
سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

قصیدهٔ تاریخی ولادت فرزند ارجمند کیوان دربان مهاراجه علی محمد خان تعلقدار محمودآباد بالقابه دام اقباله

۱۵۸

راجهٔ راجگانِ عالی شان — کیست غیر از علی محمد خان

آن که گردد ز خوانِ نعمتِ او — ناتوان، باتوان و پیر، جوان

آن که خیزد پئے کفِ جودش — گوہر از قعرِ بحر و لعل از کان

رایِ او رایتست از اسلام — روئے او آیتست از ایمان

در کفش مُہرِ مِہرِ آلِ نبی — بر سرش چتر سایهٔ یزدان

از رهِ علم و حلم و رائے منیر — کوهِ تمکین و حسن و امن و امان

نورِ چشمیش داد حق که شدند — زو نشان چشم روشنی گویان

نورِ چشمے که چشمِ بد ز و دور — هست چشم و چراغِ کون و مکان

من چه گویم که مشتری گوید — آفتاب آن و این مہِ تابان

صد و سی سال بلکه افزون تر — باد ظلِ پدر تبارک آن

نام این نامور بنامِ ایزد — تاج ہر نامہست و ہر عنوان

سالِ میلادش این دعا گو گفت — زنده و شاد امیر احمد خان

۱۳۳۲ھ

آسمان گفت روز میلادش — کرد روشن چو آفتاب جہان

۱۳۳۲ھ

سنهٔ ہجری و مسیحی نیز — زین دو مصراع دیگرست عیان

زہره در رقص ہر زمان ز طرب — مسرور و ہم تہنیت خوان

۱۳۳۲ھ — ۱۹۱۴ء

۱۵۹

ایضاً

راجه محمودآباد آن که دادش کردگار — نورِ چشمی که ز نورِ [illegible] شب گشت روز

گفتم این فرزند [illegible] کیست [illegible] — آه [illegible] عالم فروز

۱۳۳۲ھ

مسدس بر وفات مولانا شبلی نعمانی

اے دل افسانۂ پُر درد بگو
کہ سوے خلد سفر کرد بگو
زان جوان مرد جہان گرد بگو
برہ در رسم بر آورد بگو

از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

دشمن اہل خرد دوران شد
از ادب و ز طلبش حرمان شد
خالی از علم و عمل گیہان شد
ملک معنی وبیان ویران شد

از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

خلقے از چرخ کہن می نالد
ہر یک از اہل سخن می نالد
خلقے از رنج ومحن می نالد
در چمن مرغ چمن می نالد

از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

دست جور فلک کور سواد
یک قلم علم وعمل رفت زیاد
دفتر دولت دین داد بباد
قلم از کف علم از پا اُفتاد

از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت

۱۳۳۵-۳=۱۳۳۲

سنہ ہجری ۱۳۳۲

قطعه تاریخ وفات مولانا شبلی نعمانی رحمه الله

آه سر دفترِ ارباب کمال — کز دفترکدهٔ فانی رفت
حاکمِ محکمهٔ علم و حکم — ناظمِ ملک سخن دانی رفت
فاضل و افضل و بے مثل نماند — کامل و اکمل و لاثانی رفت
باکمالے کہ تو آگاہی ازو — ہمہ دانے کہ تو میدانی رفت
ہمتش بین کہ بیک پائے آخر — تا بمنزل گہ روحانی رفت
راه دان آمد و ہم راه شناس — رہِ دشوار بآسانی رفت
بر دل و جانِ من از رفتنِ او — رنج روحانی و جسمانی رفت

خاست چون از سر جان ہاتف گفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

قطعه تاریخ وفات خواجه الطاف حسین حالی

خواجهٔ حالی ز الطاف حسین — کرد حاصل آخر انجا قرب رب
گفت ہاتف سال و حالِ رحلتش — یافت حالی رتبهٔ عالی عجب
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات خان بہادر ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم اسسٹنٹ سرجن وکٹوریا گنج لکھنو

بر احوال عبدالرحیم از مراحم — خدایا ترحم خدایا ترحم
بسال وفاتش کرده ملائک — ندا زد ترحم الہا ترحم
۱۳۳۳ھ

بیان حالات شاه محمد وزیر صاحب مرحوم و ذکر حسب و نسب آن امیر فقیر بانی مدرسهٔ عالیهٔ فرقانیهٔ لکھنؤ

نخستین خدا را سجود آورم — سپس مصطفیٰ را درود آورم
بر اولاد و اصحاب خیر الانام — ز من باد یا رب درود و سلام
ازین پس و یادے از رفتگان — کنم ذکر بیدار دل خفتگان
خصوصا بزرگے که در عهد حال — شد از رحلتش عالمے را ملال
محمد وزیر آن سیاوت مآب — سیاوت مآب سعادت نصاب
ز آیات رحمت هم او آیتے — ز رایات نصرت هم او رایتے
بهار گلستان دین و دول — چراغ شبستان علم و عمل
ز علمے که بربسته بود او رصد — فلاطون نه آنجا ارسطو رسد
گهے سالک و گاه مجذوب بود — که دیوانهٔ حب محبوب بود
کشیدے چو نقشے بدفع گزند — مدد خواست از خامهٔ نقش بند
چو نقشے کسے را از و دست داد — بکرسی نشانید نقش مراد
خدا داده بازوے زور آورش — اگر دیو ور گیو فرمان برش
بدل خستگان لطف او مرهمے — بلب تشنگان کرد کار یمے
شد آسان از و مشکلے هر کسے — دمانید گل لطفش از هر خسے
یکے گفتش از صاحب دست غیب — دگر کیمیا گر بلا شبه و ریب
کسے گفت دانائے علم جفر — بلے نیست از گفت مردم مفر
ولے پے کسے تا حقیقت نبرد — چو آئینه زنگ از طبیعت نبرد
ولایئے که دارد دلے باخدا — به از کیمیا سیمیا ریمیا
که داند که در پرده پنهان چه بود — بجز فیض جاری منان چه بود

بزد گوسپند ارچه پرورد او / شبانی چو پیغمبران کرد او
بخرمن نخود چیدے از دست خویش / بهر روز چید و نهادے بہ پیش
باین پرورش هر یک از فربهی / نگنجید در پوست از فربهی
شدے هر یکے، بچۂ زنده پیل / نهنگے بزرگے ز دریائے نیل
نگهے کرد ازان گله قربانیے / که می رفت در خور دهمانیے
بتقریب میلاد خیر الانام / بهر سال دادے صلائے بعام
نمی بست در بر رخ اهل شهر / که بگرفت یک شهر ازان سفره بهر
بنازم که فیاض دریادلے / برآراست نزلے بهر منزلے
ز خوانهائے نعمت شدے خانہ پُر / ز مهمان ناخوانده کاشانه پُر
بیک سفره خوردند میر و فقیر / نشستند دست از نگشتند سیر
غذائے لطیف و هوائے نظیف / قوی گشت از خوردن آن ضعیف
هنوزم بود لذت آن بکام / که گشتم مخاطب بشیرین کلام
بوجه حسن هم بخُلق حسن / رسانَد نسب تا امام حسن
ز آبائے او بود مردے جلیل / که باشد ملقب بسید عقیل
ز معقول و منقول بحرے عمیق / دلے خود بدریائے وحدت غریق
کنم شرحے اکنون ز اجداد او / دل خویش آباد از یاد او
محمد وزیر ابن جعفر که بود / بعنصر و بفرتاب با جاه و جود
بن قاسم ابن محمد سعید / سعید ازل هم رشید و وحید
بن احمد نقشبندی طراز / بن فخر دین باعث فخر و ناز
بن قطب دین قطب دین مبین / که جیلانی آمد بصدق و یقین
نجنبد گر از جائے خود قطب گاه / بهند آمد این قطب از امر اله

بجاپور را کرد جاے مقر ‌ ‌ سه پشت اندران بقعه گشته بسر
همانجا بود مرقد پاک شان ‌ ‌ مگر بود ازان خاکدان خاک شان
ولے قاسم و جعفر نیک بخت ‌ ‌ سوے حیدرآباد بردند رخت
ازان خطه در موضعے کرده جا ‌ ‌ شده محو در کسب صدق و صفا
همانجا شد از درگه ایزدی ‌ ‌ بجعفر عطا دولت سرمدی
هزار و دو صد هفت و چل کن حساب ‌ ‌ که شد از حمل طالع این آفتاب
سعادت ز پیشانیش تافتے ‌ ‌ رشادت در و هر کسے یافتے
ز تائید کارش بجاے رسید ‌ ‌ که از بندگان خودش حق گزید
ازان قصبه ناگاه او رخت بست ‌ ‌ که در حیدرآباد رفت و نشست
ارادت باو افضل الدوله داشت ‌ ‌ لواے تولاے او بر فراشت
بعهد ولیعهدے او را گفت ‌ ‌ چه خوش گفت گوئی که گوهر بسفت
که روز سه شنبه بحکم آله ‌ ‌ سوے صاحب گاه و صاحب کلاه
بدست عنان حکومت دهند ‌ ‌ هما نداری دین و دولت دهند
بالآخر همان شد که او گفته بود ‌ ‌ که تقدیر هم این چنین رفته بود
ازان روز شد اعتقادش زیاد ‌ ‌ که جاگیرے از ملک خویشش بداد
ز بس بود مستغنی از عز و جاه ‌ ‌ بوے کرد واپس پس از چندگاه
ازان خطه برگرفت آخر دلش ‌ ‌ بطوف حرم کرد دل مائلش
بحج رفت با مادر خویشتن ‌ ‌ بدار الامان شد ز دار الفتن
بحج رفت شش بار و باز گشت ‌ ‌ تو گوئی که او شش جهت در نوشت
دران بارگه بارشش بار یافت ‌ ‌ در رحمت مرادش چه خوش بار یافت
ازین خاکدان رفت چون مادرش ‌ ‌ قضا ظل او برگرفت از سرش

غرض بود تعلیم فرزند خویش — که در لکھنؤ آمد آن راست کیش
بسر گشت مشغول تحصیل علم — کمر بست از بہر تکمیل علم
پس از انفراغ علوم و فنون — شده محو کسب صفائے بطون
پدر چشمۂ فیض را سر کشاد — بر وے کسان از کرم در کشاد
مگر بود ابرے درین مرغزار — که شد کشت آمال را آبیار
پدر آنچنان و پسر این چنین — که نازد برایشان زمان و زمین
گر او بود ابر این محیطیست ژرف — ور او بود کوه این بسیطے شگرف
مکان منیع و زمینے وسیع — خرید از پئے درسگاہ رفیع
دبستان بتجوید قرآنیه — که موسوم باشد بفرقانیه
بسعی تمام و بصرف کثیر — عمارت بسے کرد بالا و زیر
پس از ختم تعمیر آن نیک مرد — باخلاص این درسگه وقف کرد
که در گیتی از وے بود یادگار — بروز قیامت هم آید به کار
شود این دبستان بر بوستان — کند سیر آن باغ با دوستان
دران گرمگاہے چنان ہولناک — بود بر سرش ظل قرآن پاک
باآغاز ماہ صفر ز اعتدال — مزاج در انحرف گشت حال
بیک ہفته فرمود ترک غذا — غذا روح را بود ذکر خدا
ز ماہ صفر چاردہ وقت شب — کشید آب و بگرفت برزخ عجب
چه برزخ که خاص محمد بود — ز اسم محمد سوید بود
بقا شق بداد و چون زمزمش — برغبت بنوشید او در دمش
درینجا ز زمزم شد اکثر بکام — در آنجا کند آب کوثر بجام
ولے نرم و تن سخت و رخ زرد داشت — گہے از طرب سرخ چون ورد داشت

دلش سوے حق رو بسوے قبله بود — بنماز نیازے ادا می نمود

بنانش شد چو جنبان بسان لبان — بجنبش درآمد نسیم جنان

نسیم جنان در جنان رفت باز — که جان جهان از جهان رفته باز

بحق داد جان آن امانت سپار — همان کرد کان خواستے کردگار

بمعشوق پیوست آن عشقباز — بود این چنین ربط ناز و نیاز

پس از غسل اندام وے نرم بود — بآن شست و شو هم تنش گرم بود

رخ روشن او بوجه حسن — چو خور گشت طالع ز صبح کفن

بقصد نماز وے از هر کنار — شده جمع مردم فزون از شمار

پس از انفراغ از ادائے نماز — روان گشت تابوت آن سرو ناز

چو بردند تا گور تابوت را — تضرع فزود اهل لاهوت را

کشاکش درانبوه مردم فتاد — طلاطم بامواج قلزم فتاد

نه تابوت آن کشتی نوح بود — فتوح و فلاح از پے روح بود

سپردند در خاک گنجینه — چو رازے که دارد نهان سینه

تهِ خاک خفت او بروز خمیس — کس آنجا بجز حق نبودش انیس

ببالین او لاله شد عود سوز — گل وارغوان شمع مرقد فروز

مشامم که شد تازه زان رائحه — باخلاص خواندم برو فاتحه

عزیزا ازسخن تن زن و شو خموش — ملالت بکش در طوالت مکوش

سنینش ازین مصرع سجع گیر
خدا شاه عادل محمد وزیر

۱۳۳۱ھ

تاریخ وفات سید اکبر حسین برادر زادۂ سید باقر حسین بہرایچی

چو شد پیمانۂ اکبر حسین پر — ندیم ساقی کوثر بود آن
سحابے کا بیار رنج خاک او ہست — سحاب دیدہ ہائے تر بود آن
ملالے کان زند بر جسم دو عالم — ملال آل پیغمبر بود آن
غمے کان جان گدا باشد کہ ہست — ندا آمد غم اکبر بود آن
۱۳۲۶ھ

تاریخ وفات مبارک جہان بیگم والدۂ سید باقر حسین

چو بیدار دل بود از رفتگان — شد این خوابگہ از مبارک جہان
۱۳۳۱ھ

تاریخ وفات حافظ ضیاء الدین

حافظِ قرآن ضیاء الدین کہ او — بود شمع انجمن آرائے من
باز بان حال گفت از لطف حق — شد بہشت جاودانی جائے من
سلسبیل و کوثر و تسنیم ہست — راوق من صاف صہبائے من
جنت الماوے و علیین جنان — جائے من ملجائے من ماوائے من
ہر کسے کو گوش کرد این حال گفت — وائے من ہیکلے من اے وائے من
باز مین گفت آسمان در ماتمش — نیلگون بر حلۂ خضرائے من
بانگ بر خیل ملک بر زد فلک — کوکبے گم شد ز کیہائے من
داد بیتاب آفتاب او را جواب — بود او ہم چشم من ہمتائے من

چون قمر این ماجرا بشنید گفت
شد ضیا از دیدۂ بینائے من
۱۳۰۹ھ

فی الرباعیات

حق جملہ فضائل بہ محمد بخشید
لیکن بعد از شہادت ہر دو امام
افزودش پایہ چون بہ معراج رسید
شد معنئے قرب قاب قوسین پدید

دیگر

اے راہرو رہ صفا ہمچون پیک
ترک کونین بایدت در رہ عشق
در کعبہ چو می رسی بگوئی لبیک
کین ارض مقدس ست فاخلع نعلیک

دیگر

ناکردہ بناز و غمزہ دلہا تسخیر
حاضر غائب چہ قلب میرو چہ فقیر
مائل بادا اے او چہ برنا و چہ پیر
راجع سوا و بود نحو یکہ ضمیر

دیگر

رستم از زور شہرہ شد در افواہ
فرقست ہمین قدسیان من واو
من کردہ بجہد زیر نفس گمراہ
کاو دیو سپید گشت من لو سیاہ

دیگر

ہستی از بسکہ نیست پنداشتہ ایم
دنیاست ز دست انچہ انداختہ ایم
از ہر چہ گذشتنیست بگذاشتہ ایم
دل ہست از دہر انچہ برداشتہ ایم

دیگر

مستی بشراب پرنگالی کردن
ہستی مانند ساغر صہباہست
کم ظرفیے خویش ہست حالی کردن
پر کردن اوست بہر خالی کردن

دیگر

واعظ قالت سخن پرستی باشد
سودای حور زن پرستی باشد
تن زن ز حدیث جنت و حور و قصور
کاین جمله هوای تن پرستی باشد

دیگر

برخیز و بکار و کشت تخمے میریز
گر غوره بهم نشد بکف آر مویز
چون باده نماند رو بافیون خو کن
خاتون چو بخانه نیست شو جفت کنیز

دیگر

گریان بروش همیشه چشم مشتاق
در سینه جگر خون شد از زخم فراق
هرچند که گشته ایم یکسر آفاق
با او نشدیم جفت طاقت شد طاق

دیگر

دل از کف من بغمزه آن ابرو برد
وز ابروش آن دو نرگس جادو برد
القصه ازین و آن بچندین کوشش
گوی سبقت بدلبری گیسو برد

دیگر

عالم همه پر ضیا ز ماه رجب است
ماه عجبے که شمع را طلب است
هر اختر تابناک و هر ذرۂ خاک
مرآت جمال و جاه ماه عجب است

دیگر

اے پایۂ تو بلند تر از افلاک
پایت که بریده شد چه هستی غمناک
زیر قدمت بلندی و پستی هست
پاے بفلک داری و پاے بر خاک

دیگر

مجموعۂ شعر من پرستشگاهیست
طاعت کدۂ گروه حق آگاهیست
در دیدۂ حق پرست اهل معنی
هر بیت درین صحیفه بیت اللهیست

دیگر

شیطان کہ ز قہر ایزدی باک نکرد — از سجدۂ خاک خویش را پاک نکرد
امروز چہ سود سودن جبہ بخاک — در روز ازل چو سجدہ بر خاک نکرد

دیگر

در دیکہ بگردنم از وہست نکوست — از معنی نحن اقرب اندیشہ از وست
گر دیکہ ز ہستیم برآرد این درد — ترسم رسدای عزیز تا دامن دوست

رباعی خط مولوی سراج الحسن صاحب

سلطان بس تاج خواہد دیگر ہیچ — از ملک خراج خواہد دیگر ہیچ
بلبل گل و زروے خوب محبوب عزیز — پروانہ سراج خواہد دیگر ہیچ

دیگر

اے رائے تو ہمچو رئے صاحب تنویر — وے روے تو ہمچو رائے خورشید نظیر
روشن ز تو بس سواد دار العلم ست — اینجا نہ منور از سراجیست منیر

دیگر

ابروے تو ہم کمان وہم شمشیر ست — یا ناخن شیر از پئے نخجیر ست
از بسکہ خلیدہ مو بموئیش دل — داریم گمان کہ ترکش پر تیر ست

دیگر

تملیک ہبت از حق زیباست اگر خواہم — فرزند رشیدستم میراث پدر خواہم
چون سرمہ کنی خلق ہر سوئے نظر خواہم — یک رہ نظر لطفے از اہل نظر خواہم

دیگر

اے جوان پیرہن خویش بہر رنگ مرز — دامن خویش میالائے بخون تابہ رز
از تجارت گہ گیتی کہ ندارد سودے — نبری جز کفنے با خود و آنہم دو سہ گز

فی الرقعات

رقعہ تقریب یازدہم جمادی الثانی از جانب راجہ صاحب نانپارہ

شکر صد شکر کہ از مکرمت سبحانی — شدہ طالع ز افق ماہ جمادی الثانی

ماہ نو باز کلید در امید آمد — ماہ نے آئینہ طلعت خورشید آمد

یا فلک جذبہ غوثیہ بکار آوردہ — کشتئ غرقہ دُر بکنار آوردہ

چشم بد دور بود مطلع انوار این ماہ — روشن از نور کماہی شدہ ماہی تا ماہ

مژدہ اے اہل طرب فصل ربیع آمد باز — چمن از رنگ گل و لالہ دگر است طراز

ہر یکے شاد درین باغ چو شمشاد آمد — بو کہ باد سحر از جانب بغداد آمد

خطبۂ معرفتی نغمۂ بلبل باشد — ذکر منقبتی ہر ورق گل باشد

بلبلان زمزمہ سنجند بشئی للہ — ذکر قمریست ز شب تا بسحر یا غوثاہ

گل بباغ آمدہ تا بزم طرب افروزد — لالہ در طرف چمن عود بہ مجمر سوزد

طرفہ بزمیست چمن مرغ چمن قوال است — ہر کجا می گذری مجلس حال و قال است

دارم امید کہ از صدق شوند اہل صفا — از نہم تا دہم و یازدہم بزم آرا

دیدہ ام از رخ شان مطلع انوار شود — خانہ ام جلوہ گہ ثابت و سیار شود

شاد گردند بہمانی نانپارہ ما — میہمان خانۂ ابرار شود بارۂ ما

چشم دارم کہ ازین طالع صاحب نظرے — کند از لطف بسوے من طالب نظرے

قلزم صدق و صفا چنانکہ بہا در گردد
قطرہ ہم در کفش از قدر بہا در گردد

رقعه مکتب نشینی نور الحق فرزند نور الحمید نبیرۂ ملک العلما مولانا محمد حیدر فرنگی محلی

بیا بسم اللہ آئین صفا گیر | ز اقرأ باسم ربک اصطفا گیر

اگر سر عشر اسم مصطفی است | زبان لوح طلسم دلکشا ہست

طلسم دلکشا یعنی در علم | در گنجینہ پر گوہر علم

زند انگشت الف چون بر لب راز | در افشانی کند گنجور آغاز

شود بر لوح چون مرقوم الف با | بکرسی می نشیند نقش آ با

قلم گردد کلید قفل ابجد | کشاید گنجے از فضل اب وجد

زہے گنجور کز وے چشم بد دور | ز انوار حقش دل باد پر نور

عیان پیوستہ نورے از جبینش | کہ نور الحق بود نقش نگینش

ز نور حیدرش نور ظہور ست | کشادے از در علمش ضرور ست

الٰہی باز کن بر رویش این در | کہ رو آرد بشہر علم ایدر

ازان در چون ببیند فتح باب او | ز شہر علم گردد فیض یاب او

سواد روشنی وہ ہم چو ماہش
کہ گردد در دو عالم شمع راہش

رقعہ مکتب نشینی و ختنہ غلام حسین

میکنم ابتدا بہ بسم اللہ | خامہ را قط زنم بحمد اللہ

گل فشان شد بہار رنگینم | گلے از شاخ مسند عالیم

شد مرتب بفرط زینت زین | محفل ختنہ غلام حسین

آنکہ خورشید مشرقین من است | نور عینین نور عین من است

شمع اقبال روشن است امشب / گل گرفتن ز شمع نیست عجب
خامه را داد چون روانی دست / نقش مکتب نشینیش بنشست
از صریرے که خامه انگیزد / شور مکتب نشینیش خیزد
وان نواها که خیزد از لب نے / می رساند نوید جشن وے
زین دو شادی که بزم آرا شد / نشهٔ سرخوشان دو بالا شد
لب چو مطرب بنغمه بکشاید / زهره از آسمان فرود آید
چارشنبه که هست بست و ششم / محفل افروز می شوند انجم
چشم دارم که دوستان کرام / از سر شام همچو ماه تمام
انجمن افروز انجمن گردند / چمن آرای این چمن گردند
بر سر چشم چشم لطف باز کنند / از قدم رنجه سرفراز کنند

رقعهٔ کدخدائی شمس الدین همشیره زادهٔ خواجه فریدالدین عفی عنه فدن صاحب لکهنوی

بحمد حق قلم چون یافت پیوند / چو برگ گل ورق آمد حنابند
نگارین نامه از نعت رسول است / هم آتش باعث رنگ قبول است
پس از نعتش بآهنگ مناسب / زبان شد زمزمه ساز مناقب
تحیت خیز کوس و نوبت آمد / درود آهنگ رود عشرت آمد
شوم بعد از تحیت تهنیت خوان / چو مرغان خوش الحان در گلستان
جهان بزم نشاطے باز داده / صلاے خوان عشرت باز داده
فلک شد انجمن آرا بانجم / زمین انجم فروز آمد بمردم
بود مطرب شکر ریز و شکرخا / شود همخانه یوسف با زلیخا

کند خورشید و مه منزل بیک برج — شود لعل و گهر را جا بیک درج
قران با زهره گردد مشتری را — نگین باشد ز لعل انگشتری را
بیک منزل کند جا زهره و ماه — که شمس الدین شود امروز نوشاه
دلا گوهر نثارش را بدست آر — که بندد او بسر دستار زرتار
پی جشن عروسی با جلال — مقرر بست و هشتم شد ز شوّال
امید ست از رئیسان ذوی القدر — که گردند انجمن افروز چون بدر
اجبّا رونق محفل فزایند — اعزّا عزت افزای من آیند

فرید الدین بفر مقدم شان
شود ممنون و یابد عزت و شان

رقعهٔ کدخدائی بشیر احمد فرزند وزیر احمد خان ابن واجد علیخان حامد علی و محمود علی از اعمام وزیر احمد خان

بحمد الهی قلم ساجد است — که هم واحد و واجد و ماجد است
همین بندهٔ او بشیر و نذیر — کهین چاکرش پادشاه و وزیر
بشیری که محمود و احمد هم اوست — هم او حامد ست محمد هم اوست
بشیری که دل را بشارت دهد — ز رحمت باُمّت بشارت دهد
بشیری که از حکم و فرمان او — مبشّر شد از مژدهٔ فانکحوا
بیا ساقیا می بمستان بده — نویدی به عشرت پرستان بده
می کان بهر مشرب آید حلال — چه ارباب قال و چه ارباب حال
خصوصًا درین عهد فرخنده عهد — که عیش و طرب شد بهم شیر و شهد
جهان خانه و خوانی آراسته — جهان را بمهمانیش خواسته
بشیر احمد آن رشک تابنده هور — که از روی او چشم بد باد دور

شود نوشه و شمع این بزمگاه
بس چیره و چهره روشن چو ماه

قران میکند زهره با مشتری
نگین جابجا بد بانگشتری

فلک عقد پروین نثار آورد
گل و لاله فصل بهار آورد

به ترتیب این بزم و این جشن گه
ز شوال شد منتخب یازده

وزیر احمد امیدوارست دم
بود چشم در ره بشکل نجوم

دهد عرضه از راه عجز و نیاز
کنند از قدم رنجه اش سرفراز

رقعه کدخدائی عبد الحمید خان ابن حاجی عبد الغفار خان بسن نا تجربه

قلم را چو با حمد پیوند شد
ز نعت محمد حنا بند شد

صریر قلم دارد آهنگ ساز
رقم را بشکل عروس است ناز

زبان حلقه هر دم بلب میزند
و دالے بکوس طرب میزند

تماشائے آمیزش رنگ و بو
دهد مژده ربط جام و سبو

قران می کند زهره با مشتری
نگین خواهد از لعل انگشتری

خوشا کدخدائی عبد الحمید
تو گوئی که باشد درین سه دو عید

زند نوبتے نوبت صبح و شام
که نوشاه را دین و دنیا بکام

جهان محفل عشرتی ساز داد
برامشگران زهره آواز داد

مغنّی که با برگ و ساز آمده
بساز طرب دل نواز آمده

بود چشم لطفم ز جمع کرام
شوند انجمن همچو انجم تمام

بنان پاره گردند مهمان من
پس آن رونق خانه و خوان من

بماه روان چارده صبحگاه
از اینجا با عظم گره از راه جاه

رود شاه نوشاه با طبل و کوس	خرامان سوی حجله گاه عروس
شود حاصل انجاز عقد افتخار	کند آسمان عقد پروین نثار
بود روز رخصت ازان جشن گه	همین شانزده پاکه خود هفده

شود مهر و مه خانه افروز من
بود روز نوروز هر روز من

رقعه کدخدائی افتخار احمد فرزند خواجه احمد شاه برادرزاده حاجی احمد الله شاه ابن مختار شاه رئیس کشمیر

بنام واحد بیچون و بیچند	که بخشد روح را با جسم پیوند
بحمد ایزد دادار سازم	بنعت احمد مختار نازم
حبیب حضرت رب قدیر اوست	عزیز هر امیر و هر فقیر اوست
ز احمد تا احد فرق اندکی هست	بچشم ما اگر بینی یکی هست
ز نور احمد الله امروز	مه و خورشید آمد عالم افروز
کند ناهید و مه منزل بیک برج	بود لعل و گهر را جا بیک درج
شود گوهر فشان پروین تبارک	که عقد افتخار احمد مبارک
بفرقش چیره زرین چهره انور	تعالی شانه الله اکبر
بمسند جلوه گر با اقتدار است	مقام ناز و جای افتخار است
گل اندر جوش و بلبل در خروش است	که عید دیده و نوروز گوش است
زمان عشرت و وقت طرب هست	مقرر هجدهم ماه رجب هست
کند با میهمانان عرض دلخواه	مکلف چشم در ره احمد الله

کند از مقدم خود سرفرازم
که باشد بر بنا ز خویش نازم

رقعہ عقد فرزند مولانا حافظ محمد حسین قدس سرہ

بود حمد حق را بہ نعت انعقاد
کہ دارد دو عالم بہم اتحاد

بہم ہست سعدین را اقتران
کہ قرآن و تفسیر دار د قران

شد آراستہ بزم با زیب و زین
پے عقد حافظ ولایت حسین

کہ از روے او چشم بد دور باد
ز دیدار او دیدہ پر نور باد

نہم خوان نزلی بعجز و نیاز
بدین نزل و منزل بود جائے باز

چو انجم شود انجمن دوستان
دہ گلبرام جلوہ بوستان

آغاز رقعہ کتخدائی

شکر للہ کہ نو بہار آمد
با ہزاران نو ہزار آمد

قلم از حمد او خنا بند است
لبم از شکر در شکر خند است

حجلہ آرائے رنگ و بو بست او
عہد بلبل بعہد گل بست او

رنگ نعت نبی بود ہوسم
چون نسیم ست گلفشان نفسم

گل نقاب و نوا ہزار کشید
عید نوروز چشم و گوش رسید

غنچہ در پیرہن نمی گنجد
بوے گل در چمن نمی گنجد

بلبلان در غزل سرائی شاد
گل بہ گل می دہد مبارکباد

بزم شاہانہ ساز دادہ سپہر
شمع افروز آن بود مہ و مہر

بخت و دولت ز میہمانانش
عیش و عشرت ز میزبانانش

زہرہ وشن ماہ طلعتان در رقص
از زمین تا بآسمان در رقص

رقعہ میلاد شریف

بحمد اللہ کہ عطر آگین شود ہر دم مشام اینجا
نسیم جان فزا از دوست می آرد پیام اینجا

فلک را گو کہ برچیند بساط شوکت کسرے
کہ آرایند بزم مولد خیر الانام اینجا

مقدس محفلے ہست این کہ دارد جلوۂ دیگر
تجلیہائے طور اینجا کلیم اینجا کلام اینجا

بجنت اے کہ جوئے شیر و جوئے شہد میجوئی
بیا کز لعل ساقی ہر کسے دارد بجام اینجا

بنازم رتبہ بزم ولادت کہ ہر ساعت
فلک آرد طواف اینجا ملک دارد قیام اینجا

پس از نصف النہار بست و ہفتم روز پنجشنبہ
کرم فرما شوند احباب با صد احتشام اینجا

پئے کسب ضیا چشم قدوم از دوستان دارم
کہ حکم سر بسر دارد خاک اقدام کرام اینجا

رقعہ رسید زعفران کہنہ بنام مرزا اسعد الدین رئیس کشمیر

درود خندہ آورد ارمغانے
دہد یادم ز گشت زعفرانے

کدورت دیدنش از دیدہ رفتہ
ز خندیدن گل دیگر شگفتہ

گل افشان از نہالش شمع پر نور
بجان پروانہ اش صد ہجو یا پنور

بدیدن برگ برگ آن ہم جمع
پر پروانگان در آتش از شمع

بدو گفتم مگر تاج خسروی
و یا گلگونہ روئے عروسی

ندانم از کدامی کارگشتی
بہشتی اصلی و قدسی سرشتی

چہ شد بو بیت کہ رنگ تازہ داری
ز رنگ تازہ بر رو غازہ داری

بگفتا من گیاہ مہرم اما
بغربت منقلب شد صورت ما

ہوائے ہند دورم از چمن کرد
اثر در جانم اندوہ وطن کرد

نہایت در کشمیر برائے پخت زعفران مخصوص است ۱۲

بگفتم راز پنهانیست شد فاش — بیا خوش آمدی خوش باش خوش باش

گیاه مهر و برگ مهربانی — به از گلدستهای بوستانی

اگر برگ گل سرخ و اگر زرد — بود در چشم یکرنگان همان ورد

عزیز این رنگها نیرنگ مهر است — هر آن رنگی که بینی رنگ مهر است

بهر این ارتباط رنگ و بو هست — بهر این ربط در جام و سبو هست

دلا نیکوست آید هر چه از دوست
سراسر مغز دان باشد اگر پوست

رقعه کدخدائی مولوی عبدالرؤف فرزند مولانا عبدالوهاب ابن مولانا عبدالرزاق قدس سرهما

بنام آنکه خوانندش در آفاق — رؤف و باری و وهاب و رزاق

ز انوارش جهان پر نور آمد — ز اسرارش روان پر سور آمد

چو حمد از میم بر سر چیره بر بست — محمد طرفه نقشی در نظر بست

محمد والی ملک ولایت — نخستین رایت و هم آخر آیت

جمال با کمال مصطفی بین — بیا مرآت پاک حق نما بین

عروس دین از و منت گرفته — چه زینت خاتم دولت گرفته

چو حمد و نعت با هم یافت پیوند — ز رنگ آل شد کلکم حنابند

درود از ما به روح آل و اصحاب — قبول از آل و از اصحاب ایجاب

که زایشان بزم ایمان یافت تزئین — بلند آوازه آمد نوبت دین

شریعت واضع مهر و وفا گشت — طریقت جامع صدق و صفا گشت

شکر ریز عروس دین همین است — که با هم ربط شیر و انگبین است

تماشای بهار آرزو کن — نظر بر آنجا در رنگ و بو کن

زبانِ ربط دین و دولت آمد
که اجماعِ کتاب و سنت آمد

شود عبد الرؤف انکه که نوشاه
سزد گر دف نوازی میکند ماه

زیزدان بر سر او چتر رافت
بدان رافت مصون بادا زهر آفت

مقرر بهر عقد آن رجب شد
ولیکن نوز ده زان منتخب شد

همایون ساعتے فرخنده ماہے
که نوشاہی دہد رونق بگاہے

ز اقران و احبا چشم دارم
زچشم لطف شان امید دارم

که چون مہر و مہ از نزدیک و از دور
کنند آن روز بزم سور پر نور

شوم ممنون منتہائے ایشان
کنم در دیدہ و دل جائے ایشان

رقعہ شادی دختر نیک اختر محمد صمصام علی تعلقدار گندوارہ ضلع بہرائچ

قلم دارد از حمد رنگ قبول
حنا بندد آمد ز نعت رسول

بود حمد حق رابطت انعقاد
که دارد دو عالم بہم اتحاد

زبان حلقہ ہر دم بلب می زند
دو والے بکوس طرب می زند

تماشائے آمیزش رنگ و بو
شدہ باعث ربط جام و سبو

ترنم سرایندہ بلبل بگل
تنعم فزایندہ ساقی بہ مل

گل آمد بصد جلوہ پرتو فگن
ادیم چمن را سہیل یمن

ہوا تازگی بوستان راد ہد
صبا مژدہ زان دوستان را دہد

چہ نرگس چہ نسرین کہ در عہد گل
زدہ حلقہ پیرامن مہد گل

جہان داد عیش و طرب باز داد
کہ مہ را دف و زہرہ را ساز داد

چکاوک سرایند بلبل بباغ
چو طاؤس رقصند تیہو بباغ

رقعۂ تقریب کتخدائی غلام حید شاہ پسر امیر شاہ ساکن ضلع بہرائچ

بحمد حق قلم پیوند تا یافت
ورق چون برگ گل رنگ حنا یافت
زبان خامہ از رنگین بیانی
کند در نعت احمد گل فشانی
گل آمد در گلستان با ہمہ راز
کہ بلبل از طرب شد نغمہ پرداز
نہ تنہا سرو و شمشاد دست ہمدوش
بود گل نیز با بلبل ہم آغوش
جہان بزم نشاطے ساز دادہ
برامش زہرہ را آواز دادہ
بفرو فرخی در ماہ ذیقعد
بہنگام سعید و ساعت سعد
شود نوشہ غلام حید اینجا
قران گیرند ماہ و اختر اینجا
دو کوکب بیکند منزل بیک برج
دو گوہر میدہد رونق بیک درج

بود چشم امیدم از احبا
شوند از مہربانی عزت افزا

رقعۂ میلاد شریف

بحمد اللہ جہان پر نور جان پر نور شد اینجا
نخستین نور و دیرین آرزو دار د ظہور اینجا
شنیدن غوطہ در تسنیم و کوثر میزند ہر دم
کہ باشند از پاک تنافع یوم النشور اینجا
ملک دربان این ایوان خضر سقائے این منزل
فلک فراش این محفل کند رضوان بخور اینجا
ملائک چون مگس جمع شدند از شیرین بیانی ما
مگس رانی نماید گیسوے مشکین حور اینجا
اگر معراج چشم و گوش می خواہی ہمین بشنو
کلیم اینجا و نور اینجا کلام اینجا و طور اینجا
زنو شادوش این محفل بشارت باد مستان را
کہ ساقی پاک مشرب ہست و مے باشد طہور اینجا
ہمین یکشنبہ و تاریخ پنجم ساعت ثانی
کرم فرما شوند احباب نزدیک و دور اینجا

رقعه نوید تقریب قشقه بابو پربھودیال خلف منشی اودھ بہاری لال صاحب متخلص بہ ثمر لکھنوی شاگرد رشید مصنف

بحمد خداے زمان و زمین
ورق را بود قشقه زیب جبین

قلم جبهه سا در رهش دمبدم
بود نقش آن جبهه سائی رقم

بنقش و نگار معانی ببین
شد این نامه از رنگ مانی ببین

کشد خامه تصویر حسن و جمال
شود صاحب قشقه پربھودیال

الهی از و چشم بد دور باد
ز دیدار او دیدهٔ پر نور باد

دل از شادی قشقه طرفی ببست
که نقش مرادم بکرسی نشست

کنم ساز و سامان بزم تلک
بود تهنیت خوان ملک تا فلک

تماشاے آمیزش رنگ و بو
دهد مژده ربط جام و سبو

جهان محفل عشرتی ساز داد
برامشگران زهره آواز داد

مغنی که با برگ و ساز آمده
بساط طرب دل نواز آمده

بشنبه که هشتم ز مارچ بود
ترقیء جاه و مدارج بود

بود چشم لطفم ز جمیع کرام
شوند انجمن هم چو انجم تمام

کنند از قدم رنجه ام سرفراز
بود این نوازش مرا جاے ناز

شوند از ره مهر مهمان من
بس این رونق خانه و خوان من

رقعه میلاد شریف از جانب محمد اصطفا خان صاحب مالک کارخانه اصغر علی محمد علی لکھنؤ

بزم مولد که اصطفا می خواهد
آرایش صدق و هم صفا می خواهد

از بهر بیان زبان پاک و دل پاک
میلاد شریف مصطفی می خواهد

رقعهٔ نوید عبدالحمید

خوشا عبدالحمید آن شمع محفل ‌ ‌ ‌ که شمع انجمن از بس ضیا شد
بهار آمد که خندد غنچه در باغ ‌ ‌ ‌ ز کار عندلیبان عقده وا شد
شمیم بوستان عشرت فزا است ‌ ‌ ‌ نسیم صبحگاهی دلکشا شد
مغنی هم به بزم شادی امروز ‌ ‌ ‌ چو بلبل در چمن رنگین نوا شد
خوشا عبدالحمید و بزم عقدش ‌ ‌ ‌ که آنرا عقد پروین رونما شد
همین بس معنی نورٌ علی نور ‌ ‌ ‌ که زرین چهره و زرین قبا شد
خوشا عقدی که وقت انعقادش ‌ ‌ ‌ بسا عقد کواکب رونما شد
کف او رنگ نیرنگ دگر یافت ‌ ‌ ‌ که رنگین دستش از برگ حنا شد
ز رویش دیدهٔ بد دور بادا ‌ ‌ ‌ که شمع انجمن از بس ضیا شد

بسالش زهره زینسان نغمه زن گشت
مبارکباد کان مه کدخدا شد

رقعهٔ شادی دختر چنی لال

بحمد الله قلم گردد حنا بند ‌ ‌ ‌ که داده روح را با جسم پیوند
نسیم امروز در گلشن نگنجد ‌ ‌ ‌ گل از شادی به پیراهن نگنجد
ملک بزم نشاطی ساز داده ‌ ‌ ‌ برامش زهره را آواز داده
بتاریخ سوم از ماه شعبان ‌ ‌ ‌ که باشد پنجمی یوم بست آن
بود جشن عروسی دخترم را ‌ ‌ ‌ شرف حاصل شود زان اخترم را
نگین خاتم اقبال هست او ‌ ‌ ‌ ضیای چشم چنی لال هست او

رقعهٔ شادی خواجه محمود شاه لکهنوی

قلم دارد از حمد رنگ قبول / حنا بند آمد ز نعت رسول

بود حمد حق را به نعت انعقاد / که دارد دو عالم بهم اتحاد

صریر قلم دارد آواز کوس / رقم را بود حکم شکل عروس

زبان خلقت هر دم بلب میزند / دوالی بکوس طرب میزنند

زمین را دهد مژده هر دم زمان / که سعدین گیرند باهم قران

همین بست و پنجم ز ذیحجه ماه / بود کدخدائی محمود شاه

ز رخسار او چشم بد دور باد / ز دیدار او دیده پر نور باد

بسر چهره بندد چو آن مهر چهر / برآید ز حنا در تو گوئی که مهر

چو رونق دهد مسند گاه را / شود آسمان منزل آن ماه را

دیگر

قلم دارد از حمد رنگ قبول / حنا بند آمد ز نعت رسول

بود حمد حق را بنعت انعقاد / که دارد دو عالم بهم اتحاد

صریر قلم آمد آواز کوس / رقم را بود حکم شکل عروس

هوا تازگی بوستان را دهد / صبا مژده زان دوستان را دهد

تماشاے آمیزش رنگ و بو / شده باعث ربط جام و سبو

ترنم سراینده بلبل بگل / تنغم فزاینده ساقی بمل

چکاوک سراینده بلبل بباغ / چو طاوس رقصنده تیهو براغ

خصوصا درین عهد فرخنده عهد / که عیش و طرب شد بهم شیر و شهد

جهان خانهٔ خوانے آراستہ — جہان را بمہانیش خواستہ
بہ ترتیب این جشن فرخندہ فال — شدہ منتخب بست و یک ماہ حال
بنام ایزد آنروز رحم حسین — کہ نوشاہ گردد بصد زیب و زین
نہد چہرہ بر سر بصد آب و تاب — شود چہرہ اش چہرۂ آفتاب
مغنی کشد این نوا بامداد — کہ نوشاہ را خانہ آباد باد
ملک آورد عقد پروین نثار — زمین گنج گوہر کشد در کنار
احبا اعزا شوند انجمن — شود طعنہ زن انجمن بر چمن
فدائے حسین است امیدوار — ز الطاف احباب صاحب وقار
کہ از شام مانند ماہ تمام — قدم رنجہ سازند با احترام

قدم بر سر و چشم احقر نہند
ز نقش قدم بر سر افسر نہند

قلم از حمد حق حنابند ست — لبم از شکر و شکر خند است
حمد و نعت نبی ست شیر و شکر — خوشتر از سلسبیل و از کوثر
گوش بر امر حق نگہ باید — چشم بر ربط رنگ و بو باید
سر و شمشاد باغ دوش بدوش — بلبل اندر خروش و گل خاموش
این خموشی کہ ہست عین رضا — دو گواہند بس نسیم و صبا
عہد بلبل بعہد گل بستند — طرفے از باغ و جز و کل بستند
چشم بد دور نور دیدۂ ما — نام الطاف و برگزیدۂ ما
شود از لطف ایزدی نوشاہ — ہست فرخ قران زہرہ و ماہ
بہر این انعقاد فرخ فال — بست و ہفتم بود ز ماہ حال
چشم امید باشدم ز مہان — کہ شوند از رہ کرم مہمان



کلام ابتدائی

الٰهی شوخیِ پروانه ده شمع زبانم را
منور کن ز نور معرفت بزم بیانم را

الٰهی موج خیز حمد کن بحر بیانم را
ز موج کوثر توحید خود تر کن زبانم را

خیال یار در خوابم چنان از خویشتن بردست
که بانگ صور هم افسانه شد خواب گرانم را

چسان گنج صفاتش را برون آرم که عقل اینجا
به بندد از کلید خامشی قفل زبانم را

ز بار جوهرم بشکند میزان یقین دارم
نمی دانم چسان سنجند این بار گرانم را

دو روز است این بهار عمر فصل گل درین گلشن
عبث باد صبا بر باد سازد آشیانم را

همائے عشق از من میخورد قوت شبا روزی
سگ دنیا چه داند قدر مشت استخوانم را

من آن مرغم که بر طوبیٰ سکونت داشتم لیکن
فرو انداخته شاهین قسمت آشیانم را

پئے تعظیم سیلاب حوادث اندرین دنیا
بود بر خاستن عادت همیشه آستانم را

برائے گرمیٔ هنگامهائے آتش افروزی
بدل زخم جگر مالک دل آتش فشانم را

گزک از چاشنی غم کباب از سینهٔ بریان
شراب از خون دل باشد مهیا میهمانم را

عزیزا این نغمه تا کے پیش زاغان جهان خوانی
بجز مرغان قدسی کس نمی فهمد زبانم را

المنة لله که کسے زد دل و جان را
زخمیکه نه مرهم نه علاجی بود آن را

راحت دهم از گوشه نشینی دل و جان را
بیرون کنم از خانهٔ خود هر دو جهان را

چندان بطپیدم که دل از سینه بدر شد
هنگام تزلزل بگذارند مکان را

پیداست که تعزیر گفتار چه باشد
بے جرم بجائیکه ببرند زبان را

دیوار پر از رخنه کجا مانع سیل است
مژگان نتوان بست رهٔ خواب گران را

این کشتهٔ تیغ تو ازین خسته نازست
از رشک بهم صلح نباشد دل و جان را

زاهد که کند مدحت حوران بهشتی
بیچاره ندیدست مگر مغبچگان را

شد بلبل و گل نیز بهم آغوش ولے ما
در بر نکشیدیم گر آن سرو روان را

بیچاره عزیز تو چه دارد به بشارت
جز این که فداے تو نماید دل و جان را

گذر کردم ازین صحرا گرفتم دست سودا را
بهمت میزدم صد پشت پا هر گام دنیا را

لب جان بخش تو آموخته افسون مسیحا را
فروغ جلوهٔ حسن تو مشعل داد موسی را

بده پیمانه اے ساقی همین قیمت سودا کن
بیک بیت آخرت داریم در یک بیت دنیا را

اجل گو تا علاج درد بیماران من سازد
فلک از دشمنی برداشت پیش از من مسیحا را

دل و دین را فراهم کرده ام یکجا بامیدے
که شاید میبرد غارتگرے این اهل یغما را

لب جان بخش تو شهرت اعجاز میدارد
ز حسرت در دهن دم آب می گردد مسیحا را

به نیرنگی خوے دشمنان رنگین مکن دل را
که هر دم رنگهاے مختلف باشد حربا را

کند او وعدهٔ فردا دلا صبرے مکن امشب
سحر گه ناله سازیم می خوانیم فردا را

عزیزا امشب مے جمشید ساقی میدهد شاید
که از خود رفتم و کردم تصرف ملک دنیا را

جاے ز کوے تو نه بود خوب تر مرا
غیر از تو نیست هیچکسے در نظر مرا

نے هیزمم نه خار و هیم نے گیاهِ خشک
بهر چه سوختست فلک اینقدر مرا

همچون نشانه که از و تیر نگذرد
خارے بپا خلیده برآید ز سر مرا

گستاخی اینچنین حیا اینقدر خوش است
من می کشم ببر نکشد او ببر مرا

از پائمال چرخ شکایت چه می کنم
قسمت فگنده است درین رهگذر مرا

اسباب کارزار دلیران شجاعت ست
دست است تیغ و سینه بود بس سپر مرا

من چاشنی بوسه ز دشنام می برم
از حنظل است لذت شهد و شکر مرا

از بیضه تا برون شده ام گشته ام اسیر
بهر چه کار داده فلک بال و پر مرا

خواهم عزیز هم کندش در بدر فلک
آنکس که کرده است ز کویش بدر مرا

دو جهان سلسله دار خط پیمانهٔ ما
نه فلک حلقه بگوش در میخانهٔ ما

هست سرمایهٔ غم وقف بویرانهٔ ما
کعبه می آید و ماتم برد از خانهٔ ما

فقر آباد که گشتیم غنی از دو جهان
گنج را راه مبادا سوئے ویرانهٔ ما

از تنگ ظرفی ما عشق نگنجید بدل
مے بجوش آمد و افتاد ز پیمانهٔ ما

هر کسے در طلبے دست برآرد فردا
ما و دست طلب و دامن جانانهٔ ما

مرحبا عشق که بے منت ساقی مستیم
گوشهٔ چشم کسے گوشهٔ میخانهٔ ما

غم پیمانه کشان نیست بجز کیفیت
تاک را آب دهد گریهٔ مستانهٔ ما

حاصل از صحبت ساقی شد ظرفے مارا
کاسمان غوطه خورد در خم پیمانهٔ ما

شاید امروز عزیز آمده بر باده کشی
های و هوے دگرے هست به میخانهٔ ما

منزل عشق که از دیده نهانست اینجا
راه باریک تر از موے میانست اینجا

همچو شمعیکه ز فانوس عیانست اینجا
او پس پرده نهان دل نگرانست اینجا

ما هتابیکه نهانست عیانست اینجا
پرده را هم بمیان حکم کتانست اینجا

ناله منخیز و ازین دشت به پیرایه گرد
غافل آهسته که پا بر دل جانست اینجا

غمزه بر جاست ز جا تیر کمانے در دست
دل بفریاد بر آمد که نشانست اینجا

بچه امید دگر باره بسویم آئی
خانه خالیست که دل هست نه جانست اینجا

دخل در مدرسهٔ عشق خرد را نبود
عقل در دل ز نقش هیچدانست اینجا

گرمی محشر و دم سردی دنیا یکسانست
غم آبست گر اینجا غم نانست اینجا

گروه عشق جلاد در دل بے کینهٔ ما
بعد ازین دست کلیم الله و آئینهٔ ما

نشود نقش تو برداشتن از سینهٔ ما
نرود عکس تو زنهار ز آئینهٔ ما

قلم صنع نجنبید پئے نقش وجود
تا نشد نقش تو زیب ورق سینهٔ ما

یاد بت در دل ما یاد خدا می گردد
صورت زشت شود خوب به آئینهٔ ما

از کمان فلک آن تیر که پرواز کند
بے تکلف گذرد از هدف سینهٔ ما

بلبل و گلشن و گل محفل و پروانه و شمع
ما و نظارهٔ عکس تو و آئینهٔ ما

زندگی همچو حباب است سبکر و جان را
گر هواے تو رود جان رود از سینهٔ ما

ساقی چو آفتاب بریزد بجام ما
صبح نشاط سر کشد از جیب شام ما

ما نغمه سنج گلشن طور محبتیم
در سر کلیم داشت هواے کلام ما

زهاد و کنج خانقه ذکر و فغان
ما هم و چنگ و مطرب و عیش مدام ما

ما عاقبت اسیر کمند اجل شدیم
آن آهوے رسیده نیاید بدام ما

هر جام شکل کوثر و هر رند شکل حور
میخانه هست روضهٔ دار السلام ما

ما بر فریب نکهت جنت نمیرویم
پیچیده است بوی کسی در مشام ما

اسباب عیش تلخ بود اهل درد را
این زهر هیچ گاه مبادا بکام ما

نام آوری بکفر نمودیم آن چنان
ورد زبان برهمنانست نام ما

اندر مزار تیره نگنجیم در کفن
صبح نشاط هست هم آغوش شام ما

ما عاشقیم عشق بود کار ما عزیز
عاشق پسند هست همانا کلام ما

بلند در دو جهانست شور نوبت ما
نه آسمانست جنیبت کش عزیمت ما

مے نشاط کشیدن همیشه عادت ما
شراب غصه حرامست در شریعت ما

قبول خاطر بت گر نمیدهد صلهٔ
دگر برای چه روزست سعی طاعت ما

بنوش بادهٔ و با محتسب مقابل شو
که ندوست بو قاضیٔ عدالت ما

قصور ما نبود عادی گناه شدن
خراب کردهٔ لطف تو هست عادت ما

چنان بهر بد و نیک ما نه ساخته ایم
که شیخ و برهمن آید پئے زیارت ما

همین بس است ز همت که در تهیدستی
دراز پیش کسی نیست دست حاجت ما

فلک بناخن غم باز میکند رنجور
شود چو صورت بهبودی جراحت ما

گر انتقام گنه‌های من بدهر افتد
کسی گناه نسازد دگر ز عبرت ما

چه اعتبار باستادگی خویش کنیم
بباد هست بسان حباب اقامت ما

چنین که ورد زبان یا صنم بود ترسیم
که بت خجل نشود از سپاس طاعت ما

مکن علاقه ز پیراهنی و عریان شو
برهنه لائق حد نیست در شریعت ما

گذشت قافله و ما هنوز در خوابیم
تباه در دو جهان خانمان غفلت ما

چنین که دختر رز جلوه میکند هر دم
دگر چگونه نماند عزیز عصمت ما

ارمغانِ عشوه بازانست جان زار ما
نذر این خنجر فروشان سینهٔ افگار ما

فصل گل افسوس آخر گوشهٔ فانی گرفت
گل نشد گوشه نشین گوشهٔ دستار ما

عیب مردم پیش تو گفتن هنر دانسته ایم
می توان فهمید از گفتار ناکردار ما

در طریق ما بدشمن مهربانی خوش بود
جای در پهلو دهد سیلاب را دیوار ما

طاعت ما حلقه در گوش قبول بت کشد
برهمن گردد ببندد گر کسی زنار ما

دین و دنیا را کنون ما مفت سودا میکنیم
نیک و بد هر شی که خواهی هست در بازار ما

عمر سر کردیم آخر در تمنای غرور
قد ما کج شد نشد کج گوشهٔ دستار ما

تا قبول عشق گردیده ست کفر ما عزیز
برهمن بهر تبرک میبرد زنار ما

می کند مرهم گریز از سینهٔ افگار ما
عافیت پرهیز سازد از دل بیمار ما

هر گل فتنه که در گلزار هستی بشگفد
می کند دست فلک آرایش دستار ما

باغبانِ گلشن عشقیم ما را کم مدان
میکند روح القدس طاوسی گلزار ما

بیشتر زین ویران گرچه ما ویران شویم
پایهٔ عرش است بالای سر دیوار ما

توبهٔ ما زهد و تقوی را بفرحت آورد
کعبه در رقص است از ناقوس استغفار ما

آگهی از اندک و بسیار رسوا کن
پلهٔ میزان چه سنجد اندک و بسیار ما

هر چه با دشمن بگوئی میکند بر عکس او
با فلک گوئیم بکشائی گره از کار ما

در جهان بگذاشتی ما را و خود رفتی عزیز
کار خود کردی و نکشادی گره از کار ما

بحسنت آباد حیرت کی بود امید حاصلها
بگو برق تجلی را که سوزد خرمن دلها

فلک در گردش و بحر فنا در شور می ترسم
که این کشتی بگرداب است پیدا نیست ساحلها

نظر بر حال ما رندان ندارد یکسره ساقی
گر این سنگدل خواهد شکست شیشهٔ دلها

بحر عشق گر موج بلا خیزد چه غم دارد — که دوشادوش طوفانم بهم آغوش ساحلها

نه تاب رفتن و نه فرصت آرام حیرانم — که طی کردیم منزلها و در پیش است منزلها

کجا این ساغر و مینا بفرد دسترس باشد
غنیمت دان عزیز امروز و در گرم محفلها

زهی از سنبل زلف پریشان خاطر شبها — سراپا همچو نرگس چشم در راه تو کوکبها

خراب بادهٔ خود ساخت چشمت کفر و ایمان را — بیک پیمانه می نوشند در دور تو مذهبها

بعشرت آسمان باهم ندارد آشنایان را — که هنگام قدح نوشی شوند از هم جدا لبها

چنین گر سرو مه پیما محیط آسمان باشد — بسان ژاله می ترسم فرو ریزند کوکبها

نزاع زهد و رندی زاهدا برطاق نه امشب — که مه ساغر بدست و سبحه گردانند کوکبها

ز مشق سنگ بازی فرده باید اطفال را — که مسدود است از دیوانگانت راه مکتبها

دل محشر پرست من عزیز از ناله سازد
فَتَنْشَقّ السَّمَا وَالْاَرْض حَتّٰی خَرّ کَوْکَبُهَا

نگه رست از بس کلبه ام از ظلمت شبها — نظر آیند چون ریگ روان سیاره کوکبها

شبی گر بی تو ای ساقی نهم سر بر سر بالین — بچشمم ریزه های شیشه می ریزند کوکبها

تمیز نیک و بد در مردمان دهر می باید — که باشد مختلف تاثیر و یکسانند کوکبها

ندارد کلبهٔ من احتیاج پرتو شمعی — برنگ صبح از شبنم گریزد ظلمت شبها

بامیدیکه سرگرم خریداری شود طفلی — بکف سیپارهٔ دل مینمایم سیر مکتبها

بهر روز آسمان نیرنگ نو آئین کند ظاهر — بهر شب مهرهٔ دیگر بیندازند کوکبها

تو و اغیار و سیر ماهتاب و باده پیمائی — من و هجران معشوق و گریه و تاریکی شبها

نمی دانم عزیز از تو چه زخم کاری دارد
که همراه نفس خونابهٔ دل ریزد از لبها

دران وادی دلم سر می نماید شور افغان را
که در گفتار می لغزد زبان موسی کلامان را

شود صد چاک آن دامن که گیرد چشم گریان را
مباد آن دست را طاقت که دوزد چاک دامان را

بزور باده پیراهن اگر جنت هوس داری
که کوثر دست می دارد شراب آلوده دامان را

بظلمات عدم ای دل چراغ راه می گردد
بشمعی گر منور می کنی گور غریبان را

بحال محرمان بزمگاه عشق حیرانم
که اینجا در تهنیت سر بریدن نشینان را

فراق رفتگان را برنمی تابد دلم هرگز
به پیش چشم خود داریم تصویر عزیزان را

داغ عشق تو چراغ بزم جانم کرده اند
مهر تو خورشید صبح استخوانم کرده اند

شربت عشرت باهل عیش بادا خوشگوار
تلخی درد تو در کام و زبانم کرده اند

گرچه خاکم در ازل گردید اکسیر وجود
عاقبت صرف گل کوزه گرانم کرده اند

نیست این تابنده کوکبها که افلاک از حسد
تیز دندان بهر مشت استخوانم کرده اند

نی بکار صفحه نی زیب دیوارے شدم
صورت بی فائده صورت گرانم کرده اند

از ازل در دست در اندام شکست انداخته است
خوش علاج تخته بند استخوانم کرده اند

باعث پس ماندنم بی مهری همراهیانست
سست رفتارم جدا از کاروانم کرده اند

در بهاران و خزان محفوظم از تاراج باد
همچو بو در غنچه خاطر نهانم کرده اند

غنچه سان غیر از خموشی چاره نبود عزیز
صد زبان دادند لیکن بی زبانم کرده اند

ز حریفان زمی عشق بشور آمده اند
گر نه افلاک درین جا بسر آمده اند

وای بر بی سر و سامانی ارباب جهان
که بدست تهی و با تن عور آمده اند

حشر آن قوم شود همره بیحوصلگان
که چو منصور ز یک جرعه بشور آمده اند

سخت تر اهل هم راز فنا است عزیز
که بدوش دگران تا لب گور آمده اند

کسے ملالِ دل کلفت زدہ پایان دارد — این غباریست کہ طومار بیابان دارد

عشق یک دفتر اوراق پریشان دارد — انتہائے دو جہان اول دیوان دارد

این چنین نالہ کہ جو شد ز دل خستۂ ما — گنبد چرخ اگر شق شود امکان دارد

اعتبارے نبود بر سر و سامان جہان — پیش من بے سر و سامان سر و سامان دارد

قصرِ شاہی نرسد کلبۂ درویشے را — کہ گدائے درِ او ناز بخاقان دارد

برق ہر فتنہ کہ بر مزرع دنیا تابد — قصد بر دانۂ بیچارہ دہقان دارد

مسند فخر بآن خانہ بگسترد عزیز
کہ فلک بر درِ او پایۂ دربان دارد

بچشم تر دلِ پر اضطراب می سوزد — چراغ خانۂ ما امشب در آب میسوزد

بآب زمزم و کوثر خنک نمیگردد — دل کسیکہ بذوق شراب میسوزد

ز دیر می شنوم بوے دل نمی دانم — کہ نیست آتش و چون این کباب میسوزد

نصیبِ دیدۂ تر ہست عکس روے کسے — چراغ بخت من امشب در آب میسوزد

ببین کرامت پیر مغان کہ نیمۂ شب — چراغ میکدہ از آفتاب میسوزد

کسیکہ کشت امیدش نصیب سوختن است — اگرچہ برق نہفتہ ز آب میسوزد

تمام سوختم و انفتہ پیدا استم — کہ دل برائے چہ ہمچو کباب میسوزد

فدائے خوے تو گردم کہ ہر نفس ما را — گہے ز لطف و گہے از عتاب میسوزد

دل گداختہ یک آتشیست در بر من — کہ گر نفس بزنم آفتاب میسوزد

قسم بآتش آن دل خورد سقر ہر دم — کہ از غم تو بصد پیچ و تاب میسوزد

ز ندو رنجی زاہد بہ بزم بادہ مپرس — کہ چوب خشک در آتش شتاب میسوزد

عزیز را غم انجام زاہدان بگداخت
بہشتیے پے اہل عذاب میسوزد

مذاق عهد شبابست آن شباب نماند — هنوز نشئه بجاست گو شراب نماند

چنان بجرگنه غرق گشته ام که بحشر — بهیچ کس ز سقر حصهٔ عذاب نماند

هجوم خواب گران آنچنانست در چشم — بدیده هائے دو عالم اثر ز خواب نماند

میان دلبر و دل این نگاه حائل بود — چو چشم بستم و پس میان حجاب نماند

بدشت عشق مکن العطش عزیز خموش
چه ذکر آب که اینجا سراب نماند

دائما همچو سحر سوخته جانے دارد — هر که از خوان فلک حصهٔ نانے دارد

سخن عاشق و معشوق نیاید و بفهم — هر بیان نکته و هر نکته بیانے دارد

آنکه صد خوان کرم وقف گدایان کرده — اینهم از داغ جگر سوخته نانے دارد

صنم و کوے تو و زاهد و سودائے بهشت — هر کسے در دل خود نیک گمانے دارد

رخنه در کار قناعت بشود آخر کار — باز هر کس ز سر طمع دهانے دارد

گوش گل طاقت افسانه ندارد بلبل — ورنه هر خار زبانے و بیانے دارد

سرمه در کار چرا نیست ز گرد منزل — لب ببند ذ سخن هر که زبانے دارد

بچه اسباب کند وصف تو هیهات عزیز
نه دهانے نه زبانے نه بیانے دارد

دم قتلم بسر جسم چو جلاد آمد — ز طپیدن رگ حلقوم بفریاد آمد

پاے بند غم و رنج ست گرفتار بلا — هر که در سلسلهٔ این ستم آباد آمد

خواستم از ره صحرائے جنون پا بکشم — خار مانع شد و زنجیر بفریاد آمد

عشق شیرین دهنان نقش ره عهد مست — این ندایم ز لب تیشهٔ فرهاد آمد

آب مے ریخت چنان محتسب افسوس عزیز
که ببزمم طرب شیشه بفریاد آمد

یا رب ز کرم زنگ غمے در نظرم ریز
چون دل ہمہ تن خون کن و از چشم ترم ریز

از کاوشش یک ریزۂ الماس چہ خیزد
کان نمکے ساز و بر زخم جگرم ریز

در جور و ستم ہم بہ بود ظرف فلک را
زین شیشہ بہا تا بسبوے دگرم ریز

چون نغمۂ ویران کن سوزم بدل افگن
کونین بغارت دہ و خاکے بسرم ریز

ہر شعلہ کہ از سینہ زند سر بدل افگن
زہرے کہ چکد از مژہ اندر جگرم ریز

صیاد مرا میل گرفتاری من دہ
صد گلکدہ را رنگ تہ بال و پرم ریز

تلخی بکشد چند عزیز از ستم ایام
یا رب بدلش لذت شہد و شکرم ریز

ز بزم بادہ کشان بہر این زمان برخیز
چہ سود از انکہ بگویند پیش از آن برخیز

زمردین پر و بالان عرش مشتاق اند
بسیر باغچۂ قدس مرغ جان برخیز

وبال دوش عزیزان شدی پس مردن
بزندگی چو مسیحا ازین جہان برخیز

میان بلبل و گل خلوتے بہم گرم است
صبا بگو باشارت ز باغبان برخیز

ز تیرہا ز جفاے فلک چہ می ترسی
تلاش قوت کن اے مرغ ز آشیان برخیز

چہ ابروے و چہ نگہ قصد کشتنم دارند
تو نیز اے مژہ از بہر امتحان برخیز

بشوق نغمہ کنی زندہ دارے شبہا
شبے بطاعت حق نیز اے جوان برخیز

در آشیانہ نشستن بہ بلبل ارزانی
تو ہمچو شبنم ازین کہنہ بوستان برخیز

طلوع شد سحر حشر و شورشے برخاست
تو ہم عزیز ز مرقد بصد فغان برخیز

مردیم و ہست آتش عشقت بجان ہنوز
روشن شود فتیلہ ز ہر استخوان ہنوز

اے حبذا خرام تو زان رہ کہ رفتۂ
سر می نہند بخاک ز شوق آسمان ہنوز

آنانکہ بیمناک ز شور قیامت اند
نشنیدہ اند نالۂ دل خستگان ہنوز

فصل بہار میرود و آمد خزانست
بیچارہ بلبلے کہ نہ بست آشیان ہنوز

پیری رسید و خواهش نعمت ز سر نرفت
چون کودکان گرفتی این استخوان هنوز

زاهد که بر فزای ارم نازمی کند
بیچاره پی نبرد بکوی مغان هنوز

دعوای عشق گلبدنان چون کند عزیز
نگریست خون و چهره نکرد ارغوان هنوز

تاب دوری نیست در دل الفت جانانه باش
خانه ویرانست در آرایش اینجا نه باش

در صدا چون کاسهٔ منصور پر آوازه شو
در خموشی میگزینی چون لب پیمانه باش

میزند سنگ فلاخن جای طفلان پیر چرخ
ای دل آرام جوئی با تو هم دیوانه باش

عالم هستی پر از آشوب جور فتنه است
خونناک اینجا چو طفلان در میان خانه باش

تا صباح عید قربان سیر کویش می شویم
از مه نو تیغ بر کف ای فلک مردانه باش

سرکشی ای آسمان رسم حریفان کی بود
چون صراحی دمبدم سر خم در میخانه باش

همنشینی نیک خصلت شو ز بدخوبان گریز
آشنا با آشنا بیگانه با بیگانه باش

احتساب روزگار دور گردون نیز هست
تا نگذشتیم از اثر ای گریهٔ مستانه باش

گر پی مقصود نوشیدن هوس داری عزیز
در فغان دردمند و گریهٔ مستانه باش

دل بجای نرود از در کاشانهٔ عشق
نیست در خلد هوای خوش ویرانهٔ عشق

هوس دولت منصور بدر کن از سر
همه کس را نشود دولت دیوانهٔ عشق

شور محشر نتوان کرد کسی را بیدار
که بخوابست ز کیفیت افسانهٔ عشق

ظرف ما رشک بکم ظرفی منصور برد
که ندانست کشیدن می پیمانهٔ عشق

ترس بدنامی خود هیچ زلیخا نبرد
نیک و بد را نشناسد دل دیوانهٔ عشق

شمع را درس نماید سبق سوز و گداز
گر ببیند بکسی سایهٔ پروانهٔ عشق

حیرت جلوه بتان خست دیدن ندهد
پردهٔ چشم شود پردهٔ بتخانهٔ عشق

اندران بزم که جبریل بسوزد پر و بال
ناز بر شمع کند شوخی پروانهٔ عشق

سرگذشت من افسرده مگو هیچ عزیز
که دل افسرده جهان را کند افسانهٔ عشق

ما سبحه ز زنار شکستیم و گذشتیم
از کشمکش هر دو برستیم و گذشتیم

چون گرد بکوی تو نشستیم گذشتیم
روی تو ندیدیم برستیم و گذشتیم

بر خود نگرستیم و گرستیم گذشتیم
در چشم زدن دیده ببستیم و گذشتیم

زین ورطهٔ دریا بسبکروحی قالب
بر دوش حبابی بنشستیم و گذشتیم

از کعبه که در کفر گذشتست دل ما
صد مرتبه زنار ببستیم و گذشتیم

زین چشمه چو ما تشنه‌لب آبی نچشیدیم
از هر دو جهان دست بشستیم و گذشتیم

از سلسلهٔ دهر رهائی نه ز عقل است
ما مردم دیوانه برستیم و گذشتیم

افسوس کجا داد اجل فرصت دیدن
چون چشم به تیر تو ببستیم و گذشتیم

هر گه که عزیزا ز سر کوی تو گذر شد
بر خاک نشستیم و گرستیم و گذشتیم

شب فراق ز درد تو داغ میدزدم
برای ظلمت دل این چراغ میدزدم

برای ماتم زندان رفتگان هر دم
گریستن ز کباب و ایاغ میدزدم

باتشین نفسیها دمیکه می‌جوشم
بزیر دامن صرصر چراغ میدزدم

ز بو فروشی باد صبا نیم ممنون
که بوی باغ بدور دماغ میدزدم

بجوی خضر گران گمرهم درین وادی
که بی‌نشانی خود از سراغ میدزدم

بآبداری مضمون عزیز غواصم
ز بحر فکر در شبچراغ میدزدم

ممنون برق کے شوم از کرم همتی — خود آتشم که بر سر خرمن فتاده ام

آلوده کے بلاست که در دشت معصیت — هر گام از گرانی دامن فتاده ام

قسمت بلاست تحکو ز تاثیر هیچ نیست — کز مدتے بناله و شیون فتاده ام

چاک قبای غیر چه دوزم که خویش من — در دست اختیار چه سوزن فتاده ام

این روزگار دست ندارد ز رهزنی — من بیخبر بمنزل رهزن فتاده ام

برخوان دهر گر بحقیقت نظر کنم — مهمان میان خانهٔ دشمن فتاده ام

من نغمه سنج خلدم واز قسمت ای عزیز
اکنون اسیر دامگه تن فتاده ام

خواهم که باز بیعت دست سبو کنم — خود را شریک دائرهٔ های و هو کنم

خواهم که جستجوی صنم کو بکو کنم — گر سوی کعبه گاه به بتخانه رو کنم

صد ره اگر بچشمهٔ کوثر وضو کنم — کو جرأتی که بیعت دست سبو کنم

وحشت اگر خروش برآرد به میکشی — زنجیر موج مستیِ مے در گلو کنم

احسان مے فروش ز همت بعید هست — اکنون ز آب دیده لبالب سبو کنم

هان شیخ باش که در روز رستخیز — پیش خدای خویش ترا زرد رو کنم

چاک درون سینهٔ من کے شود درست — صد سال اگر بسوزن عیسی رفو کنم

در آتشم که دل بکسی شمع رو دهم — تا در گداز و سوز چه پروانه خو کنم

دور عزیز هست کنون محتسب خموش
ورنه خراب ذخستهٔ دبے آبرو کنم

تا چند درین دیر فنا پا بگل افتم — کو منزل مقصود که با اهل دل افتم

تا چند درین کان نمک مضمحل افتم — خود کان نمکستم در زخم دل افتم

رفتند حریفان چه حریفان نه ز پیشم — این کے جرم بود که من مضمحل افتم

دی تو بہ زمے کردم وانیدم بر ساقی
می خیزم و می گردم بس منفعل افتم

این شوخی بیتابی ما ہست کہ در کام
از پائے جگر خیزم و بر دوش دل افتم

کو جذب شہادت کہ عزیز از اثر شوق
بر ہر دم تیغے کہ بخفتیم بحل افتم

غریق رحمت گرداب بحر لاہوتم
بدوش نوح خضر ہست تخت تابوتم

زمانہ جوہر من ناشناس دمی ترسم
کہ سنگ فتنہ زند چرخ و جام یاقوتم

فغان کہ وائے ناترس روزگار مرا
ہنوز طفلم و باز ہر می و ہد قوتم

تلاش جوہر ذاتی بکن درین بازار
کہ با خزف نخرد کس اگرچہ یاقوتم

عزیز عمر بسر میکنم بمیکدہا
کہ تا بمیرم و مستان برند تابوتم

چون آدم بدہر چگونہ چسان شدم
دامان غم گرفتہ برون از جہان شدم

سرگرم در گداز محبت چنان شدم
چون شمع سر بسر ہمہ یک استخوان شدم

ہر سو کہ می روم ز حوادث پناہ نیست
ہر جا گریختم ہدف آسمان شدم

عمرم بکعبہ سی شد و مویم سپید شد
گر اینقدر بمیکدہ ماندم جوان شدم

آن استخوان خشکم و ہمیغر در جہان
نے حصۂ ہما نہ نصیب سگان شدم

ہر کس بجا رسید بسوے تو راہ برد
گویا براہ عشق تو سنگ نشان شدم

پابند یک چمن چو عنادل نیم عزیز
ہر جا کہ مہوشے نظر آمد کتان شدم

چہ توان گفت کہ چون تا در دلدار شدم
دلم از دست کسے بردمن از کار شدم

ہر کرا یار ہدف کرد من افگار شدم
ہر کجا ناوکش افتاد من از کار شدم

یک مسیحا نفسے نیست درین دار فنا
امتحان کردم و صد مرتبہ بیمار شدم

دست بردار ازین مشت پر کنون صیاد
بکشی ظالم اگر باز گرفتار شدم

از عدم آمده بودم پی تفریح بدهر
چه بلا آب و هوا بود که بیمار شدم

من کجا، خلد کجا، بادیه و دهر کجا
راه گم کرده درین دام گرفتار شدم

من و خواب عدم و بود خوش آرامگهی
عشق ناگه در دل کوفت که بیدار شدم

عشق ورزیدم و از زهد و ورع بگذشتم
راهزن بوده ام و قافله سالار شدم

یارب این جاده گه کیست که در اول گام
رفتن از من شد و من از سر رفتار شدم

جلوهٔ ماه وشان هست خرد سوز عزیز
هان خبردار تو باشی که من از کار شدم

جامی نخورده سیر ز بزم جهان شدم
برگ گلی نچیده ازین بوستان شدم

گشتم سبک بچشم مصیبت کشان بار
زین جرم کز گرانی غم ناتوان شدم

آخر کمینه غاشیه دار تو بوده ام
با توسن سپهر اگر همعنان شدم

از عیب جو سواد هنر شد فزون مرا
چندانکه نکته چید کسی نکته دان شدم

یک گوشهٔ چو کنج قفس نیست جان فزا
در چار سوی گلشن کون و مکان شدم

مویم سپید تا شد و پشتم خمیده شد
در آفتاب از پی خود سایبان شدم

جه پاسی در دهستم و آماده عیشم
هرجا شکسته ریخت فلک استخوان شدم

خاک مرا هنوز دهد آسمان بباد
گه در زمین بگوشهٔ مرقد نهان شدم

ایمان ز دست رفت دل از من بتافت رو
آخر چه شد مرا که بکوی بتان شدم

گردیده اند حلقه بگوشم بهشتیان
تا من غلام حضرت پیر مغان شدم

شهد و شکر عزیز بشعرم نمی رسد
تا بر طریق حافظ شیرین زبان شدم

شگفته دل ز بهار جهان نگردیدم
برنگ غنچه گهی یک دهن نخندیدم

بهر دیار که گشتم جهان بگردیدم
زمانه راز دل خویش تنگ‌تر دیدم

من و غم شب هجران و تیره روز بهار
چه کار هست بنوروز و عشرت عیدم

بهار آمد و برخیز ساقیا که سحر
دهد صدای صبوحی بجام خورشیدم

ز باغ دهر ثمر یافت هر کسی لیکن
هنوز بار نیاورد نخل امیدم

ستم که بهر تو فریاد می‌کنم امروز
وگرنه از دم باد صبا نرنجیدم

پس از وفات عزیزان کفن بپوشانید
برهنگی چه کند چون که چشم پوشیدم

به بند از هر دو عالم چشم سوی دل توجه کن
کزین ویرانه می‌یابی نشان جلوه‌گاه او

چنانم کرد بیخود لذت زخم نگاه او
که بروند آهوان بر دو چشم از نخچیرگاه او

حرم را بارها کردم خیال جلوه‌گاه او
پرستیدم بتان را سالها از اشتباه او

گران تر پلهٔ عصیان من از کوه تابانش
سیه تر نامهٔ اعمالم از زلف سیاه او

شهید غمزهٔ آن ناوک بیدادم که از عمری
فلک چون مرغ بسمل می‌طپید در صیدگاه او

چرا از کعبه و بتخانه پیدا کرده اند جائی
که شیخ و برهمن را نیست آگاهی ز راه او

نباشد این خودآرائی بغیر از خاطر آزاری
دلی بشکسته باشد دانم از طور کلاه او

چنان طاقت نمی‌آرم که برق وادی ایمن
بموسی آنچه کرد اکنون کند با من نگاه او

متفرق

رهروانی که براهت کمر دل بستند
کشتی خویشتن از بحر بساحل بستند

قطرهٔ خون همه کس بود که از دیده چکید
تهمت دل بعبث بر من بیدل بستند

یارب این دشت ندانم چه تماشا دارد
که خلائق ز کشاکش ره منزل بستند

شرار عشق او ما را اگر پہلو بسوزاند — دو عالم را دل از یک نعرهٔ یاهو بسوزاند
اگر رمز حقیقت بر زبان آریم در مستی — مسلمان سبحهٔ زنار را هندو بسوزاند
بگلگشت چمن گر بوی گل با ردلش گردد — صبا دامن زنان بر آتش گل بو بسوزاند
اگر گرمی کند عشق تو بر آتش پرستیها — صد آتش خانه بالائے سر هر سو بسوزاند

تیز بینا نیکه مثل چشم در کاشانه اند — سیر عالم میکنند اما درون خانه اند
عشق تنہا ہست مشتاقان ہجومے کرده اند — چیزے دارم که یکساقی و صد پیمانه اند
فکر روزی چیست ایدل تکیه بر ایزد کن — فکر مہمان می کنند اما که صاحب خانه اند
دور بینا نیکه خوب و زشت را دانسته اند — آشنا با آشنا بیگانه با بیگانه اند

شام دودیست پریشان شده از مجمر ما — صبح برخاسته خاکسترے از اخگر ما
بفسان فلک آن تیغ که میگردد تیز — روزگار از سر الطاف زند بر سر ما
اندرین میکده زانروز که دور فلکست — دل ما پر شده و پر نشده ساغر ما
ما گدایے در جانانه و شاهی چه سگست — از ادب سایه بینداخت هما بر سر ما

خراب بادهٔ عشق توام نمی دانم — گہے خیال من اے بے نیاز میگذرد
بدوش بار گران راه تیره حیرانم — که کاروان به نشیب و فراز میگذرد
بہمت دل پروانگان او نازم — تمام عمر بسوز و گداز میگذرد

هزار شکر که عمر عزیز اے یاران
بر آستانهٔ آن بے نیاز میگذرد

پسندیدن ز شیرین حسن کار از کوهکن باید
زبت باید قبول بندگی از برهمن باید

غم دنیا چه ناسوریست هرگز به نمیگردد
مگر این داغ را مرهم ز کافور کفن باید

برنگ گل چرا هردم قبائے نو بنو پوشی
همانا مدت عمر ترا یک پیرهن باید

سحرگاهان شگوفه با زبان حال می گوید
کراے رنگین قبایان زودتر فکر کفن باید

مهر آسمان ندارد الفت جهان ندارد
خوش وقت آنکه کارے از این و آن ندارد

زنهار عشقت آرام در سینه نگیرد
این باز هرزه پرواز یک آشیان ندارد

گشتیم مبتلا چو گرفتیم نام چشم
یارب کسے مباد گرفتار دام چشم

ساقی منار هیچ که در بزمگاه دل
پروائے باده نیست که پر هست جام چشم

از انقلاب انجمن دهر هر زمان
از شیشه گریه می طلبم مے ز جام چشم

در دل عزیز زخم که داری که هر نگه
بوئے ز خون دل چکد از هر کلام چشم

همتے کو تا کنار از عیش غمگین جان کنم
گل به بلبل بخشم و خاشاک و دامان کنم

نعمتے بر خوان من نبود بجز درد و الم
میخورد خون دل خود هر که مهمان کنم

بلبل ست این کز فغانش نیست تاثیرے بگل
عالمے سوزد اگر من ناله را افغان کنم

زهرهٔ مردان ز گرمی آب می گردد عزیز
من کیم تا سیر این وادئ بے پایان کنم

هرگز بزیر سایه احسان نمی روم
جان میدهم بچشمهٔ حیوان نمی روم

هرگز بسوے محتشمان من نمی روم
لب تشنه جان دهم و بدریا نمی روم

بر سنگ میزنند سر خویش آهوان
روزیکه من بجانب صحرا نمی روم

نبرد از نکهت حنا نه خمار مرا — نفس رسید ز سر کوی تو گلزار مرا
از عدم آمده بودم پی گلگشت جهان — دام گیسوی کسی کرد گرفتار مرا

بدرگاهش بود حاجت چه اُنی و چه اعلی را — زگستی کاسهٔ دریوزه برکف هست دریا را

تماشا می کنم هر لحظه آن یوسف نقابی را — که هر عضوا ز صفا در جلوه دارد آفتابی را

تغافل هست زنجیر گران پای نگاهش را — درازی هست دام راه گیسوی سیاهش را
ز غیرت سبز پوشان جامه بر تن چاک بسازند — اگر بینند خون آلودگان صید گاهش را

برشتا بند کسانی که فغان بلبل — یارب از شور قیامت بجها می آیند
بوی گل نیست که آید ز چمن در کویت — ناتوانان تو بر دوش صبا می آیند

چند هر دم ز غم مرگ احبا بکشد — آسمان کاش بیک مرتبه ما را بکشد
همه را زنده ز اعجاز مسیحا بکشد — که کند زنده کسی را که مسیحا بکشد

بنیک و بد تلطف می توان کرد — دو عالم را تصرف می توان کرد
تو هرجا جلوه سازی تا قیامت — بهر گامی توقف می توان کرد
اگر فرصت بدست آید همه عمر — بحال خود تاسف می توان کرد
گذر خواهی عزیزا در حریمش — بدربانان تعارف می توان کرد

شمع حسن یار من گر انجمن آرا شد — یک پر پروانه در صد انجمن پیدا نشد
هر حبابی بهره اندوز محیط فیض وست — قطرهٔ بیچارهٔ ما واصل دریا نشد

هجر تو و لیست کز و طرف بسته اند — وصل تو گنج نیست کلیدش شکسته اند
آن سرو تازهٔ تو که حوران خلد هم — چون گل برهنه سر بهوایت نشسته اند
از نعمت زمانه گدایان کوی تو — طرفی که بسته اند همین چشم بسته اند

جانب بتکده چون آن ستم ایجاد آمد — صنم از خود شد و ناقوس بفریاد آمد

بسکه از شوق وصال تو بخود بالیدم — پاره شد جامهٔ هستی چو بغل وا کردم

جلوه در خانهٔ ما کردی جرأت دارم | شکر نعمت کنم و یا تو صحبت دارم
چشم بر جلوهٔ آن آئینه طلعت دارم | گوش بر شورش غوغاے قیامت دارم

چه پر تو هست یا رب کوئے آن شنگ تجلی را | که بیرون گشته است از سر هوائے طور موسی را
ز هر مویم پریشان حالی مجنون توان دیدن | تماشای توان کردن بهر عضو تو لیلی را
نیفتد بیخراش دل سخن در دام کس هرگز | قفس از سینهٔ خاشاک باشد مرغ معنی را
گلیم فخر با دوشش برمن لفتے دارد | سر من بر نتابد دولت صاحب کلاهے را

کلام متفرق

مخمس بر هفت بند عزیزی

بند اول

السلام اے هر غلامت خواجهٔ مالک رقاب | السلام اے هر ادیبت جامع آداب و داب
السلام اے هر کلامت منبع لب اللباب | السلام اے هر خطیبت صاحب فصل الخطاب
خطبهٔ مجموعهٔ فضل تو بس ام الکتاب

با قضا مجموعهٔ از کاف و نون ترتیب داد | چشم حق بین تو شد بر مطلع حسن تو صاد
شد سواد سایهٔ پاکت همه صرف مداد | خامهٔ صنعت مگر بر صفحهٔ ذاتت نهاد
نقطهٔ مهر نبوت از براے انتخاب

جانفزاے عیسی مریم نسیم گلشنت | آتش زردشتیان را گشت باد دامنت
بینش افروز کلیم الله چراغ ایمنت | ناسخ ادیان پیشین گشت دین روشنت
محو می گردند انجم چون برآید آفتاب

تا دو پیکر شد قمر از معجزه یکباره ات　　برنتابد کوه برق جلوهٔ رخساره ات
بجتے روشن بود هر پارهٔ در باره ات　　وین دو دنیا هر دو گشتی محو یک نظاره ات

گر نمی فرسود حسنت جلوه با چندین نقاب

تشنهٔ رشحے ز فیضت خضر در هر کوه و دشت　　عیسیٰ مریم ز دعوائے مسیحائی گذشت
در هوائے جلوه ات موسیٰ بگرد طور گشت　　از لب جان بخشت آگه چشمهٔ حیوان چو گشت

از خجالت آب شد حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابْ

اے لوائے دولتت رکنِ رکین قصرِ دین　　هر دو گیتی را بود حفظ تو بس حصنِ حصین
بر ولائے تست قائم طارم عرش برین　　خیمهٔ چرخ اُفتد از بادِ حوادث بر زمین

گر نه از حبل المتین مهر تو دارد طناب

اے هوائے بوستانت راحت روح روان　　وے ولائے دوستانت قوت جان جهان
اے فضائے درگهت نزهت فزائے انس و جان　　اے فدائے روضات جانها که کون و مکان

اِنَّ مِنْ جَنَّاتِ عَدْنٍ رَوْضَةٌ حُسْنُ الْمَآبْ

از لب گوهر فشانت عالمے گوهر بگوش　　در ثنایت هست گوهر آفرین گوهر فروش
غیرت حسنت کند موسیٰ کلامان را خموش　　مادح اوصاف تو بیهوش است یارب یا که هوش

مادح سود اے تو بیدار است یارب یا که خواب

آنکه چون افسرد در راه خدا پائے ثبات　　پشت پا زد صولت او بر سر لات و منات
آنکه چون بر فتح و نصر آورده از ایزد برات　　آنکه چون شد ناصب رایات دین کائنات

بود کسر طاق کسرائیش نخستین فتح باب

اے خوشا روزیکه شد او بینش افروز جهان　　اے خوشا روزیکه شد او رهنمائے گمرهان
اے خوشا آن دم که بر وے وحی آمد از سمان　　اے خوشا آن شب که گشت او در گرائے لامکان

جان پاکان در عنان خیل ملائک در رکاب

حلقهٔ در تا بجنبانی و بینی بے سکون | تا زنی انگشت برخیزد نوا از ارغنون
گرم یابی بسترت آئی بجاے خویش چون | تا نفس از سینه و حرفے ز لب آید برون

رفت ازین نه خانقه همچون دعاے مستجاب

رفت و دیگر عالمے بے رنگ مکر و شین یافت | هم نشان از بے نشانی اندران باین یافت
جمله گاهی طرفهٔ بازینت و بازین یافت | چون نگه آخر سکون در پردہاے عین یافت

تیر جسته بازگشت و جاے در قوسین یافت

بند دوم

قدر خود بنگر بچشم آنکه قدر افزاے تست | کحل مازاغ البصر در دیده بیناے تست
برتر از هر پایگاہے مسکن و ماواے تست | بگذر از معراج کان خود پایهٔ اوناے تست

جاے ناز ست آنکه اینجا نیز با حق جاے تست

نے درانجا لمعهٔ از روشنی مهر و ماه | نے درانجا از ملائک در جلو خیل و سپاه
نے درانجا امتیازے از سپید از سیاه | عرش و کرسی مانده از حیرت چو نقش پا براه

ره گرایے راه اسری محمل والاے تست

این مقامست آنکه حق را جز تو با کس کار نیست | این مقامست آنکه غیر از کردگارت بار نیست
در حریم راز امشب هیچ یک را بار نیست | جز تو و حق هیچکس محرم ازین اسرار نیست

بے خبر جبریل هم از سر ما او حاے تست

پرتو نور جمالت جلوهٔ شان خدا | جلوهٔ شان کمالت بدر اوج اصطفیٰ
انچه در آئینه ها و از صفاے سینها | انچه در انجم ضیا و انچه در مردم صفا

لمعهٔ از روے تو یا پرتوے از راے تست

زا بهار بهاے جودت تازه شد باغ وجود | شاخ و برگ و رنگ و بوے سبز نهالے را افزود

در نمو ہر بوتہ گوے از سدرہ و طوبے ربود — اے عجب تر آنکہ سرو قامتت بے سایہ بود

ہر دو عالم سایہ پرور و قد رعنائے تست

آسمان تنہا نباشد رہ نورد کوہ و دشت — روز و شب دارند مہر و مہ بکویت بازگشت

ہر عزیزے چون عزیز الدین عزیزہ نوشت — شکر للہ کار ما از رشک ہمچشمان گذشت

چون خدا خود والہ حسن جہان آرائے تست

اے نسیم کوچہ تو مشک ریز و مشک بیز — آتش شوق گل و بلبل ہوایت کردہ تیز

گلزمین یثرب از خلق تو رشک خلد نیز — خاک کنعان خود کجا بود اینقدرہا حسن خیز

گرمی بازار یوسف زآتش سودائے تست

اے بریدے عالمے باز از تو درہائے فتوح — گرد کار بادبان حفظ تو با کشتئ نوح

آن وجود آدم آن مستئ جام صبوح — آن سجود قدسیان بر مشت خاک و نفخ روح

رمزے از خاک رہ تو حرفے از لبہائے تست

اے جمالت دیدہ خورشید را روشن چراغ — وے ز حسنت ماہ کامل را بود بر سینہ داغ

روشن از مہر تو قلب و سینہ و چشم و دماغ — دیدہ و دل مہر و مہ تسنیم و کوثر باغ و راغ

ہر کجا آبے بجوے باشد از دریائے تست

کیست کان ختم از این وادی بساحل میکشد — کیست کان زین ورطہ ام کشتی بساحل میکشد

کیست کان سوے توام زین عرصہ محمل میکشد — گرچہ بابا در تو در خلدم دلے دل میکشد

اشتیاق منزلے کان مسکن و ماوائے تست

عزت افزا و گدازے در دل افگار کن — رحمت فرما و حل مشکل دشوار کن

چشم بکشا و علاج خاطر بیمار کن — روے بنما و ز ابرو جنبشے درکار کن

بخشش کون و مکان وابستہ ایمائے تست

عرشیان را گرد درگاہ تو باشد آبرو — عرش دارد خاکبوس آستانت آرزو

هست برامت مدار آسمان تو بر تو ‎ ‎ ‎ حرز بازوے اولی الایدیست نقش نعل تو

سرمهٔ چشم اولی الابصار خاک پاے تست

حدقهٔ چشم من و سرو قد دلجوے تو ‎ ‎ ‎ صد چو من قربان هر یک جنبش ابروے تو

جذبهٔ شوقے رساند گر مرا در کوے تو ‎ ‎ ‎ چون توان دیدن باین آلودگیها سوے تو

دیده را از گریه شویم تا ببینم روے تو

بند سوم

قامت رعناے تو دیدند و محشر ساختند ‎ ‎ ‎ ریخت رشحے از لبت تسنیم و کوثر ساختند

آمد از زلف تو بوے مشک و عنبر ساختند ‎ ‎ ‎ حالت از راه تو گردی چرخ اخضر ساختند

سایه ات بردند و از وے مهر انور ساختند

اے شرف ملک قدم را حاصل از تقدیم تو ‎ ‎ ‎ آسمان را پشت خم در معرض تقسیم تو

شد بنی آدم مکرم از رہ تکریم تو ‎ ‎ ‎ در حریم قدس بهر خطبهٔ تعظیم تو

از سپهر تو بتو نه پایه منبر ساختند

آستانت ملثم و ملجاے خیل سرورانست ‎ ‎ ‎ زیر حکم سرورانت هم زمین و هم زمانست

خاک پایت حرز دولت اے کون و مکانست ‎ ‎ ‎ نقش نعلین ترا کان نقش تسخیر جهانست

از براے بادشاهان تاج و افسر ساختند

لی مع الله کان مبارک وقتے از اوقات تست ‎ ‎ ‎ بر گروه انبیا و اولیا از اثبات تست

خامه کن آنچه بنوشت آیتے زآیات تست ‎ ‎ ‎ اولین حرف کتاب آفرینش ذات تست

اے خوشا حرفے کزان طومار و دفتر ساختند

حبذا بخت همایون فال آن فرخ خصال ‎ ‎ ‎ کش بود بر جبهه داغ بندگیت چون هلال

دولت شاهی به پیشش و چه چیز است و چه مال ‎ ‎ ‎ افسر جم را شمارد کمتر از جام سفال

هر کرا از دولت فقرت توانگر ساختند

بند پنجم ۵

محرم راز الٰہی مطرح انظار غیب
مجمع انوار قدرت مظہر آثار غیب
مورد طٰہٰ و یٰسین مخزن اسرار غیب
مرکز آثار فتحنا نقطۂ پرکار غیب
معنی حا میم و مفہوم صراط المستقیم

اے مکحل دیدہ ات از کحل مازاغ البصر
وے مسجل نامہ ات اعجازت از شق القمر
تازہ از ابر عطایت ہر چہ در باغ از شجر
راندہ دست سخایت ہر چہ در کان از گہر
ریزہ خوان نوالت ہر چہ در خلد از نعیم

مومنان را از جبین انوار ایمانت عیان
کافران را در دماغ آثار القابت نہان
گل کند از بوتہ ہر خار درخت بوستان
کوثرے از پہلوے ہر ریگ میدانت روان
جنتے در سایۂ ہر نخل صحرایت مقیم

وصف خوبان جہان ننگ من و عار من است
مدح حسن یوسفیت روز بازار من است
شاہد رعنائے نعتت گرچہ غمخوار من است
در تجلی گاہ اوصاف تو در کار من است
عقدۂ کز رعب حسن افتادہ در نطق کلیم

عالم نابود را حق ہست از بود تو کرد
فرش را عرش از جبین سجدہ در سود تو کرد
بحر و کان را پر ز گوہر بخشش جود تو کرد
با جہان فیض ورود نزہت آمود تو کرد
آنچہ با گلشن کند باران و با گلبن نسیم

ہر کجا دریائے فیضان تو می آید بجوش
قطرۂ آبے بود با صفت قلزم در خروش
فیلسوفان را ز گفتارت کند حیرت خموش
لعل نوشین تو ہر جا می شود حکمت فروش
کاغذ عطار گردد کہنہ تقویم حکیم

سنگ اگر گوہر شود در مقدمت برجا بود — کار اکسیر ار کند گرد رہت زیبا بود
پارس از سنگ درت ممنونِ منتہا بود — کیمیائے کم عیاری ہائے قلبِ ما بود

خاک کویت را کہ دارم دوست تر از زر و سیم

قبۂ جاہ تو عالی تر ز ہر عالی قباب — کس نداند جز خدا قدر تو اے والا جناب
رتبۂ تو آشکارست از کتاب مستطاب — مرکزِ پرکارِ روز و شب کہ باشد آفتاب

اوج جاہت را نماید نقطۂ دامانِ جیم

شد زبانم تا شکر ریز ثنائے مصطفےٰ — بر دہانم بوسہ ہر دم میزند صدق و صفا
از زبانم ہست جاری چشمہ سار اصطفا — من کجا، وین نغز گوئی و سخن سنجی کجا

مدح تو ذوق صحیحم دادہ و طبع سلیم

میزند ہر دم غمے نشتر رگ و جانِ مرا — میرساند بیدلی با چرخ افغانِ مرا
از طبیبان ہیچ یک نشناخت درمانِ مرا — چارۂ من کن کہ حال درد نہانِ مرا

یا تو می دانی و یا داند خداوند علیم

اے ظہورت باعث آرائش کون و مکان — از قدومت خاک می بالد بخود چون آسمان
از ہوائے روضہ ات ہر گلزمین شد بوستان — در گروہ انبیا ذات تو دارد با جہان

نسبتے کان در کواکب با سہیل ست و ادیم

ہست اوصاف تو دریا و ما ہمچون خسے — اندرین رہ راہ پیما را بود پیش و پسے
کے بکُنہت میرسد جز فکرت معنے رسے — گرچہ در خوش طلعتان ہستند مستثنا بسے

نیست ہمتائے تو جز یکتائے بے ہمتا کسے

بند ششم

در دلِ بے پایان و شوق بیکرانم دادہ اند — قلبِ سیمابی بآتش ہمعنانم دادہ اند

زخمِ تنهائی و چشم خون فشانم داده اند
جان بیتابی و عشق جان جانم داده اند

وز برائے شکر نعمتها زبانم داده اند

نقد دل را کے دہد جز دلربا بیدل ہیچ
ہست گیتی ہیچ و آویزد چرا مقبل ہیچ
ہست این سودائے خامی کان شود زائل ہیچ
عشق صد چندانم نمود دل نشد مائل ہیچ

آگہی از یوسف این کاروانم داده اند

فیض یزدانی بود طبع روانم را معین
بحر مواجی جواہرم ہست اندر آستین
می تراود از زبان خامه ام ماءِ معین
کوثر و تسنیم کز لبہاے من جوشد چنین

اجر خدمتہاست کز پیر مغانم داده اند

می نگنجم در زمین و آسمان از بس نشاط
کاین زمان کامرانی ہست وقت انبساط
آفتابم تابش آمد آسمانم شد نشاط
روز و شب با ساکنان عرش دارم اختلاط

تا بدرگاه تو جا بر آستانم داده اند

از پئے وصفت زبانم را سخنور کرده اند
کام من گویا که پر از شہد و شکر کرده اند
سینه ام گنجینهٔ از لعل و گوہر کرده اند
بہر ایثار تو دل و دستم توانگر کرده اند

خامه چون دیدهٔ گوہر فشانم داده اند

طوطئ شکر فشان از باغ عرفان توام
بلبل رنگین بیان از شاخ ایقان توام
شاعر شیرین بیان مانند حسّان توام
از نمک پروردگان خوان احسان توام

کین حلاوت وین طلاقت در بیانم داده اند

تا کشد جذب محبت خاطرم را سوئے تو
بجان من باشد اسیر حلقهٔ گیسوئے تو
میکشد جذب محبت تر زبانم سوئے تو
تا بآسانی دہم جان در ہوائے کوئے تو

خوش فریب وعدهٔ باغ جنانم داده اند

ماه و خورشید چون کبک شید ابر رخ ہمچون ہست
چرن مگس خیل ملک جوشند گرد در گہست

میکشد شوق تو وحشی و طیر از شش جهت — طاقت صید مضامین کس ندارد ور هست

دست و بازو و دیده این تیر و کمانم داده اند

طالع من می دهد هر دم نویدے از نوم — وقت آن آمد که از هندوستان بیرون روم

پائے او سر کرده از مشرق سوے مغرب روم — چشم آن دارم که خاک یثرب و بطحا شوم

گو رواج سرمه در هندوستانم داده اند

هر دو عالم را توانم در نوشتن یک بیک — یک دو گامے بیش نبود از سماکم تا سمک

سنگ راهم کے تواند گشت سد نه فلک — کے براهت پاے همپائی من دارد ملک

تا قدم شستم که سر در لامکانم داده اند

کارپردازان قدرت خوش دکانے چیده اند — قدر هر کس را بمیزان خرد سنجیده اند

پائگاهے برتر از نه آسمانم دیده اند — هم ز اسرار خودم این آگهی بخشیده اند

هم بچشم خویشتن این عز و شانم داده اند

غزل نعتیه

ای از سحاب دست تو هر قطره شهوار آمده — در دور چشم مست تو پیمانه بیکار آمده

چشم سخن پرداز تو باشد ذلیل ناز تو — حقا که از اعجاز تو آهو بگفتار آمده

جاه و جلال و سروری صدق و صفا پیغمبری — تا زاد او دلبری بر تو سزاوار آمده

شد عذار از روے تو خورشید سپهر سوے تو — اندر خم گیسوے تو خلقے گرفتار آمده

تا مرکز خاک درت شد قبله هر شش جهت — سرگرم طوف درگهت این هفت پرگار آمده

کهف الوری نور الهدی شمس الضحی بدر الدجی — وصفت بدیوان قضا زینگونه بسیار آمده

آمد ز رفرف محملت شد عرش اعلی منزلت — در لیلة الاسری دلت واقف ز اسرار آمده

اے انبیا را پیشوا وے اولیا را مقتدا — بر انبیا و اولیا سرخیل و سالار آمده

لب تشنہ ام لب تشنہ ترک رہ بخشت من گذر
من کیستم کای مہ جبین بنمائیم روے جنین

اے از وضوئیت سر بسر سبز اشجار آمدہ
جائیکہ خود حسن آفرین مشتاق دیدار آمدہ

ثنا ہا عزیز خستہ جان وصفت چہ از ہر زبان
جائے کہ بر دانشوران نعت تو دشوار آمدہ

قطعہ تاریخ ختنہ برخوردار محمد محمود سلمہ نبیرہ چودہری طالع علی تعلقدار ڈینا پہ ضلع بارہ بنکی

مے پرستان را نسیم صبحگہ این مژدہ داد
در چنین عہد ہمایون و با ایام سعید
خامہ را ساز و روان نزد نگارش قطع زدن

نو بہار آمد توان چیدن گل از نخل مراد
دوستداران را مبارک ختنہ محمود باد
گل گرفتن شمع محفل را کند روشن سواد

ایکہ ہستی در خمار فکر سالش ختنہ اش
موجسزن شد ہی بیا ساقی سر مینا کشاد ۱۳۲۳ھ

غزل

آنکہ جز بشنیدن ندارد شیوہ زنجیر ست و من
عمر خود کردن تمام اندر سفر از بیکسی
میکند چندانکہ پرواز آیدش سر بر زمین
آنکہ دارد از ازل کارش گرہ اندر گرہ
غیر خون خوردن نصیبے نیست با پر جوہرے
چشم بر روے تو باز و دیدہ از دیدار دور
خاک خود را ساختن از بہر نفع دیگران

آنکہ خود نقش راہ بر داند نخچیر ست و من
بے رفیق و زاد کار باد شبگیر ست و من
سعی ہائے نارسا و قسمت تیر ست و من
با ہمہ بخت سیہ زلف گرہ گیر ست و من
آہ زین بد طالعی کز بہر شمشیر ست و من
طرفہ حیرانی بحال زار تصویر ست و من
در جہان خاکساری صنع اکسیر ست و من

آنکہ نتواند بحال خویشتن تغییر داد
بیخبر در عالم ایجاد تقدیر ست و من

قصیدهٔ نعتیه

سزد درود نبی را سپاس یزدان را   که کرد جمع بذاتش وجوب و امکان را

محمد عربی خاتم گروه رسل   که نامش آمده نقش نگین سلیمان را

چه نام پاک که راح است بهر روح قدس   چه نام پاک که رحمت بجسم پاکان را

چه نام پاک که نقد دلم نثار بران   چه نام پاک که بروی فدا کنم جان را

ببوی نافهٔ گیسوی عنبر افشانش   سزد که جمع کنم خاطر پریشان را

بشوق پرتو دیدار روی روشن او   دهیم صیقل آئینهٔ چشم حیران را

ز آفرینش این بود مدعا که رسد   ز خوان نعمت حق بهره جن و انسان را

کند ز نیر حسنش همیشه کسب ضیا   چه نسبت ست بان روی ماه تابان را

ضیای سورهٔ والشمس در رخ خوبش   سواد سایهٔ واللیل زلف پیچان را

برای امت مرحومش آفرید خدا   بهشت و کوثر و تسنیم و حور و غلمان را

هدایتش ز سجود عبادت معبود   عیان ز ناصیه ها کرد نور ایمان را

باو ز بهر شفاعت رساند درج امین   ز پیشگاه غفور الرحیم فرمان را

بلطف وی شده آتش بابن آزر گل   سطور گشت چراغ ره ابن عمران را

امین خاص کشش ایزد سپرد روز ازل   کلید گنج بسی رازهای پنهان را

نبود هیچ و نه بر بود کس توقع بود   ظهور اوست که معمور کرد گیهان را

خدا چو حکم نزولش بدار گیتی کرد   صلای لطف و کرم داد انس و جان را

بحفظ نوح اگر عون او نمی خواست   که داشت حوصله تا می نشاند طوفان را

ورش کجا و سکندر کجا و دارا کو   که هیچ یک نرسد تا مکان دربان را

ز خط عارض پر نور او شد این روشن   که بود حاجت تفسیر متن قرآن را

فداے جذبۂ مہرش شوم کہ از بن چاہ
باوج جاہ رسانید ماہ کنعانرا

عجب نیست میسر بغیر اخلاصش
کہ ناخداست ہوایش محیط عرفانرا

زخاکروبی راہش کہ چشم پران دو در
بمیل سرمہ بود نازموے مژگانرا

محقق ست کہ تا نزع جان نخواہد داشت
حریص لذت دردش خیال درمانرا

رحیل راہ نشینان خاک روضۂ او
بہشت خس نخرد کس ریاض رضوانرا

بود زقید تعلق ہمیشہ آزادی
اسیر حلقۂ آن زلف عنبر افشانرا

زہے علو مراتب کہ در شب اسرے
فزود مقدم او قدر عرش رحمانرا

گر اوج گیری شہباز دولتش بیند
فتاد تاج ز سر ہدہد سلیمانرا

بمرغ سدرہ چہ گویم چہ رفت در معراج
کہ باز ماند ز پرواز بال پرآنرا

زند انا البشر انما کلم صلاے سکوت
وگر نطق فصیح ست خوش بیانانرا

باحد ست واحد فرق یکسر مو لیک
یکیست در نظر غور موشگافانرا

بود بدیدۂ تحقیق نکتہ در میم
کہ ہست واسطہ ربط وجوب امکانرا

برین گداے جگر خستہ کن نہا نظرے
سزد بحال گدا چشم لطف سلطانرا

زنقش نام تو لوح و قلم منقش باد
گران بہ نزع کنم دفع شر شیطانرا

شفاعت تو چو بازار حسن آراید
بکشتیم و کشتیم بار عصیانرا

سبک بیا و گرانباری مراد ریاب
بروز حشر چو برپا کنند میزانرا

اگر زمین تو صیدم رسد بدست یقین
چو حال طیر بود نامہاے پرانرا

بخاک کوے تو ملجا گرفتہ ہست عزیز
غرض نماند باو آسمان گردانرا

قصیدهٔ نعتیه

صلاے جلوهٔ توحید ده تماشا را / ببین بصورت احمد جمال معنی را

محمد احمد و محمود و حامد و حماد / بگفت ذات مسمی و کثرت اسما را

سه حرف حمد بود اصل این همه اغصان / بهشت خلد نخستین دهد صلا ما را

با حمد و احد افتاد گرچه میم حجاب / حجاب نیست بمعنی بصیر و بینا را

یکیست فرق و یکی نقش و هم یکی نقاش / خود احول ست دو تا دید هر که یکتا را

محمد آنکه ز اکسیر خاک پاک درش / بود بعرش برین ناز فرش غبرا را

ز عکس باغ رخش آفرید حق جنت / ز ظل سرو قدش راست کرد طوبی را

هر آنکه نزهت گلزار روضهٔ او دید / بهشت جنت و فردوس و عدن ماوی را

ز سیر طور و عروج مقام او ادنی / بجا به فرق ببین مصطفی و موسی را

گذشت در شب اسری ز عرش بالاتر / صعود با فلک چارمین است عیسی را

صفائے طلعت او مصطفائے قلب صفا / هوائے دیدن او نور دیده حوا را

وجود او که بود مجمع حدوث و قدم / بعقل حل نتوان کرد این معما را

متاع ظلمت و کفر و نفاق پاک بسوخت / بشمع دین حق افروخت بزم دنیا را

بصلح خواست صلاح و فلاح دشمن او / بجنگ خست و شکست او گروه اعدا را

بنائے دین متین تا پذیرد استحکام / شکست هیکل لات و منات و عزی را

قضا بنائے رواق جلالتش چو نهاد / بقصر سلطنت افتاد کسرے را

به تیغ و بند و با نذر و پند پاک نمود / ز شرک و بدعت و کفر و ضلال بطحی را

زہے نشاط قدومش که در شب معراج / فزود از قدمش پایه عرش اعلی را

فلک با نجم سیار انجمن افروز / ملک بجلبهٔ انوار خویشتن آرا

دوئی میان حبیب و محب محال آید
وجوب وصف امکان گزید چون جا را

زفرق تا بقدم بود نور مطلق او
چگونه نظم توان کرد نعتش سراپا را

محال هست که گنجد بنامه اوصافش
کسے چگونه کند پر بکوزه دریا را

زهے امین که خدا ایش سپرد در معراج
کلید مخزن پوشیدهٔ فاوحی را

بجز حبیب خدا در صلائے رستاخیز
پئے شفاعت امت کرا بود یارا

کسیکه منصب دربانی درش دارد
کجا رسد بتماشش سکندر و دارا

زصد هزار یکے هم نمی توانم گفت
که آگهی ست ز وصفش خدائے دانا را

کرم بحال من خسته اے رسول کریم
که نیست جز کرمت توشه راه عقبی را

بزشتی عمل خویش بسکه می ترسم
وسیله پیش تو آرم خدائے یکتا را

که جا بظل لوائے خودم دهی فردا
که نیستم متحمل بلاے گرما را

خدا که کوثر و هم منصب شفاعت دهد
عطا نمود بتو شکر این عطایا را

به تلخکامی اهل گناه در محشر
کرم نما و بجنبان لب شکرخا را

زمهر تست تمنا بظلمت گورم
که بینم آن رخ تابان و ماه سیما را

دم سوال نکیرین خواهم آنکه دهی
مرا زبان جواب و سکوت آنها را

بداغ بندگیت حاصل ست اعزازم
عزیز می شمرم این شگرف تمغا را

بمهر مهر تو چون نامه ام مسجل هست
دگر گواه چه حاجت ثبوت دعوی را

بشکر نعمت نطقم که حاصلت مباد
بغیر نعت تو جنبش زبان گویا را

زداور دگر قیامت عزیز شد فارغ
گرفته است بکویت ملاذ و ماوی را

مسدس منجانب طلبائے مدرسہ نظامیہ بوقت روانگی مولانا عبد الباری صاحب بجانب مکہ معظمہ

اے کہ ہستی عازم ملک عرب — صاحب علم و عمل صاحب ادب
حافظ قرآن کلام پاک رب — حافظت باری تعالیٰ روز و شب

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

آفتابی سوئے مغرب میروی — جانب بطحیٰ و یثرب میروی
راہ حق با جمع طالب میروی — ماہتابی با کواکب میروی

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

قبلۂ ارباب قال و اہل حال — بحر عرفان منبع فضل و کمال
بستی احرام حریم ذو الجلال — از تو یک لبیک زانسو صد تعال

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

مقتدا و پیشوائے اہل دین — رہبر منزلگہ صدق و یقین
رہنمائے سالکین و عارفین — آفرین بر ہمتت صد آفرین

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

از نظر روزے کہ مرکب میرود — دل ز دست و جان ز قالب میرود
گہ بیارب یا رہم شب میرود — روز ما در تاب و در تب میرود

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

ناقہات گرد دروان با برگ و ساز
طے نماید ہر نشیب و ہر فراز

از حدی خوانی باہنگ حجاز
ہر قدم ہر گام باشد جاے ناز

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

روز و شب در بارگاہ ذوالمنن
زود برگردی الٰہی در وطن

ہست بس این التجائے مرد و زن
باز جان رفتہ می آید بہ تن

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

در منقبت حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی

با جمالی و جلالی کہ ترا می زیبد
گویم ار شان خدایت بخدا می زیبد

بتو یکتائی و دو گیسوے دو تا می زیبد
دعوی حسن ترا این دو گواہی زیبد

قادر و مقتدر و محیی و معطی و کریم
ہر چہ گویند ترا نام خدا می زیبد

چشم ما دجلہ و دل ہست سواد بغداد
گر بود جاے تو شاہا دل ما می زیبد

چشم دارم کہ زمن چشم بپوشی در تہ
ہر چہ پوشی چہ عبا و چہ قبا می زیبد

سر برآورد وزجیب تو جمال حسنین
گویم ار مطلع سعدین ترا می زیبد

لاتخف خاص بود بہر مریدت در تہ
مومنان را صفت خوف و رجا می زیبد

ہادی وادی دینی تو کہ از راہ تقیت
راہزن گرد د اگر راہ نما می زیبد

قتل عشاق بود شان حسینان جہان
زندہ کردن بلب لعل شما می زیبد

بار احسان تو الحق ز حدیث قدسی	بر سر و گردن ارباب ولا می زیبد

هست زیبا که کنم بر تو فدا جان عزیز
تو کریمی بمن آن کن که ترا می زیبد

قصیده به تقریب تقسیم انعام بمدرسه ریاست بهوپال

شکر صد شکر که از تربیت اهل کمال	دانش افزا بود امروز سواد بهوپال
هر گلستان که ببینی بدبستان ماند	از غزلخوانی مرغان چمن چون اطفال
نسخهٔ اوراق گل و لاله آید به نظر	دفتر معرفت در کف هر شاخ نهال
فرد دین دستهٔ گل هندسه بادا گویی	که با اوراق گل و لاله کشید این اشکال
گر بفریاد عنادل زند گل ابجد	گوشمالیش چو اطفال دهد باد شمال
نور الانوار بهر سو نگرند اهل نظر	منطق الطیر بهر سو شنوند اهل کمال
قیل و قالے که میان گل و بلبل باشد	فخر رازی بکند فخر بران قال و مقال
هست هر مدرسه گویی که بهشت دانش	هر مدرس بقراست بود اندرین مثال
محفل قسمت انعام برائے طلبا	یافت ترتیب بصد جاه چو هر سال امسال
دامن شان شود از گنج امل پر افروز	چون تو شان که ز هر علم بود مالا مال
این همه سعی به تعلیم تعلم الحق	فیض سلطان جهان است جهان اقبال
آنکه مریم حرکات است و مسیحا انفاس	آنکه بلقیس صفات است و سلیمان اجلال
ذات او هست جهانتاب سپهر دولت	آفتابیکه بود ابر کف و بحر نوال
آفتابیکه جهانیست از و پر انوار	آفتابیکه مها یافت از و نور کمال
آفتابیکه بهر ذره ببخشد نور رسے	شهره شهر مها گشت از و همچو هلال
عالم از پرتو او تا ابد روشن باد	این دعا از من اجابت ز خداے متعال

قصیدہ بتقریب تقسیم انعام در جوبلی اسکول

شکر للہ کہ دگر گل بگلستان آمد
بلبل از زاغ سوی باغ غزلخوان آمد

صف بصف یاسمن و سرو و صنوبر شمشاد
کف بکف لالہ و گل سنبل و ریحان آمد

جوبلی اسکول دبستان کمالست آری
چہ دبستان کہ طراوت دہ بستان آمد

چشم بد دور ازین چشمہ کہ از فیضانش
قطرہ ہم صاحب سرمایۂ عمان آمد

جائی آنست کہ بر خویش بہ بالد امروز
سر فراز از قدم داور دوران آمد

داورے کز اثر دانش و از دست سخا
معدن گوہر و ابر گہر افشان آمد

ہر یکے از کرم او سر و برگے دارد
ہر سرے از قدمش با سر و سامان آمد

ہر جے ہست گہ جلوہ چو تابندہ مہے
صدر این مجلس اگر مہر درخشان آمد

صادق از شعشعۂ حسن این مہر منیر
ہمچو صبح آمد روشن دل و خندان آمد

قطعۂ تاریخ تعمیر روضۂ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

رواق روضۂ وارث علی شاہ
کہ باشد در بزرگی ہمش توقیر

چو ابراہیم آمد جانشینش
پئے تعمیر آن فرمود تدبیر

ارادتمند جمعے شد معاون
بآن ہمت کہ نتوان کرد تقدیر

عنایت ہم حمایت از خدا بود
اعانت از مریدان ہم از پیر

ملک مزدور و معمارش ملائک
نکردہ ہیچ یک در کار تقصیر

گر احرام حریم آن بلندی
بیا لبیک بر لب راہ حق گیر

عزیز این مصرعہ سالش رقم کرد
کہ ابراہیم کردہ کعبہ تعمیر
١٣٣٠

قصیده

بایدت در عین هجران روی خندان داشتن
دشنه بر جان خوردن و پنهان ز جانان داشتن

یک گلستان گل بدامن بیدت در یاد وصل
یک جهان شادیت باید روز هجران داشتن

در تماشاگاه راهش بایدت چون نقش پا
سر بخاک و خاک بر سر دیده حیران داشتن

بایدت در ذوق شوق لذت صبر و رضا
تلخکامی هاے دوران شکرستان داشتن

تا کجا از دیده دریا کئی هر سو روان
تا بکے روئے زمین را غرق طوفان داشتن

چند سر تا پا نگارا از سنگ و خشت کو و کان
پاره از دشت جنون تا کے گریبان داشتن

چند از سوز درون بنیاد گلخن ریختن
تا کجا از چشم پر خون گل بدامان داشتن

چند هند و بچگان را کعبهٔ دل ساختن
چند ترسا زادگان را قبلهٔ جان داشتن

تا بکے جان از پئے هر غمزه آوردن نثار
تا بکے دل بر سر هر عشوه قربان داشتن

تا بکے بودن مطیع نفس نافرمان خویش
تا بکے خود را بقهرش زیر فرمان داشتن

تا بکے خود را به تلبیس و فریب و مکر و زور
وانمودن پارسا و خبث شیطان داشتن

تا بکے بنیاد بیدینی نمودن استوار
خانهٔ دین ها را چند ویران داشتن

دانه نا افتاده و ننشاده نخل طمع بار
تنکه ها از آفتاب و باد و باران داشتن

عمرها باید بدریاے مصیبت غوطه زد
نیست در گنجینه آسان دُرّ و مرجان داشتن

سالها باید بدشت نامرادی خاک بیخت
سهل نبود این رواق و کاخ و ایوان داشتن

بایدت صبر و تحمل بر جفاے آسمان
بایدت هر لحظه سر بالاے سندان داشتن

بایدت از جور چرخ و سختی دوران بدهر
تیشک بر سر خوردن و سر را بسندان داشتن

راه عشق است این و در طے کردن این راه دور
پائے همت باید و سعی فراوان داشتن

رخش همت را بجولان آر در میدان عشق
سر کشیده گر نفس باید پا بجولان داشتن

گاه دل در آتش هجران جانان سوختن — گاه جان از لمعهٔ حسنش فروزان داشتن

گاه در هجرش بخرمن آتشے افروختن — گاه در دامن ز وصل او گلستان داشتن

گاه از یادش خیابان در بیابان داشتن — گاه در راهش بیابان در خیابان داشتن

کوه کندن سهل باشد در رهٔ عشق بتان — لیک بس دشوار آید عشق یزدان داشتن

تشنه کام و تشنه لب تفتیده جان بودن مدام — موج زن اندر دیده بادل بحر ایمان داشتن

سینه را از خون دل کان بدخشان ساختن — دیده را چون ابر نیسان گوهر افشان داشتن

تا که باشی ایمن از تادیبهاے این جهان — بیخودی باید بخود با دل نگهبان داشتن

طرح بزم عشرتی از بیخودی انداختن — شیشه و پیمانه را بر طاق نسیان داشتن

پاره کردن جیب و دامان و رگ و پوے جهان — تن بدست عاشقی از جامه عریان داشتن

عشق اگر ورزی برو ترک هوا و حرص گوی — آتش و خاشاک یکجا جمع نتوان داشتن

حکم او جاریست از مه تا بماهی روز و شب — نیست حاجت بر شهنشاهیش برهان داشتن

او بود جان جهان و بادشاه شه نشان — ملک جان را می سزد آنگونه سلطان داشتن

باز خواهم ساغر الفت زدن بر یاد دوست — چشم لطفے باید از ساقی دوران داشتن

ابر لطف و بحر فضل او ز ماهی تا بماه — روز و شب خواهد غریق بحر احسان داشتن

چند چون فرد گنه روے تو می باشد سیاه — شست و شوے باید از فیضان سلطان داشتن

تاریخ وفات والدهٔ شیفته

والدهٔ عابدهٔ شیفته، — زاهدهٔ ساجده عفت پناه

بستم و سه شنبهٔ ماه ربیع، — رخت سفر بست ازین عرصه گاه

گشت جگرها همه از غصه خون — ذرغم او روز چو شب شد سیاه

مصرع سالش پی حالش بس این — شیفته بنت نبی بود آه

۱۳ھ۲۷

قطعہ تاریخ وفات حاجی لعل محمد صاحب

دریغ لعل محمد ز دشت گیتی رفت
کہ بود لعل گران قیمتی درین بازار

غلیق و نیز شفیق و رفیق اہل طریق
نکو خصال و نکو سیرت و نکو کردار

ز بارگاہ الٰہی خطاب حاجی یافت
کہ بار بست و بہ بیت الحرام یافتہ بار

چو بست پنجم ماہ صیام از ینجا رخت
کشادہ روزہ تو گوئی بہ شربت دیدار

چو شیفتہ پسرے یادگار خود بگذاشت
کہ ہست طبع روانش سحاب گوہر بار

ز روے جمد پے سال رحلتش بگذر
شمار لعل محمد اگر کنی شش بار

تاریخ عطائے خطاب بابو پراگ نارائن صاحب مالک مطبع نولکشور لکھنؤ

تو اے پراگ نرائن شعاع شمس خرد
کہ پر رسیت جلالت بود فضائے بلاد

بود ز رائے تو روشن سواد فضل و ہنر
ز روے تست فروغ چراغ رشد و رشاد

روا بود کہ باین رای روکہ حق تو داد
خطاب رائیت اڈورڈ ہفتمین ہم داد

بسال عیسوی از غایت طرب گفتم
خطاب رائے بہادر ترا مبارک باد

۱۹۰۸ء

غزل تاریخی صحت فرزند عاشق حسن خان برادر شبلی مصنف

سرو من فصل بہارست بگلزار بیا
پا بیت از لطف ہوا گشتہ سبکسار بیا

بہوائے کہ نہی پاے بباغ از رہ ناز
چشم در راہ بود نرگس بیمار بیا

جام در دست و سبو دوش بہ مستانہ نرا
خیز و بشتاب سوئے خانہ خمار بیا

چیلہ ہا اینہمہ بر طاق نہ و زین بسبند | عذر لنگ این ہمہ بگذار و بیا یار بیا

چشم بد دور چہ خوش گفت عزیز این تاریخ
پائے خوابیدہ بطالع شدہ بیدار بیا
۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات حاجی لعل محمد صاحب

از کہ گویم تا کہ رفت از پیش چشم ناگہان | کس چہ داند تا چہا بر خاطر دیوانہ رفت
مے ز ساغر رفتہ و ساغر ز دست از کار رفت | رفت از خود عالمے تا ساقی از میخانہ رفت
در نظرہا تاب و نے اندر جگرہا آب ماند | شمع ازین کاشانہ رفت و گنج ازین ویرانہ رفت
خاک بر فرق تو اے دل کز بہت دلبر گذشت | چاک در جیب تو اے جان کز کفت جانانہ رفت
ذوق آرایش بطبع خوبرویان ہم بماند | رو بہا از غازہ و ہم موبہا از شانہ رفت
وادریغا در تماشاگاہ این باغ از نظر | چشم تا برہم زنم آن نرگس مستانہ رفت
برگ برگ این چمن گوئی کف افسوس ہست | تا چہا بر سرو رعنا و گل رعنا نہ رفت
دیدہ دریا پر آب و خون ہمی گرید سحاب | کز کنار روزگار آن گوہر یکدانہ رفت

مصرع تاریخ خوش گفت در سمبت عزیز
لال صاحب یا کہ لعلے زین جواہرخانہ رفت
سمبت ۱۹۵۱

تاریخ طبع فسانۂ عجائب

بود است غریب این فسانہ | در نثر بنظم شد غرایب
حامد این قصہ کرد موزون | با فکر رزین برای صایب
شد نثر و نظم و گردید | مسرور چہ حاضر و چہ غایب
یوسف بجد نوشت سالش | منظوم فسانۂ عجایب

قطعه تاریخ انتقال لال صاحب پسر رانا صاحب متعلقه ارکهجو گانون ضلع راے بریلی

لال صاحب پسر اکبر رانا صاحب — رخت بربست و سفر کرد ازین عالم ہاے

آوخ از ہمرہی خیل و حشم ماند جدا — تن تنہا شده در ملک عدم رہ پیماے

بزم عیش و طرب از رفتن او برہم خورد — شمع از فرط تحیر شده انگشت گزاے

نوجوان لایق و صاحب خرد و دانش بود — چون بماند بغمش صبر و سکون پا بر جاے

آمد این سانحه بر ہر کس و ناکس دشوار — گشت این واقعه از ہر که و مه ہوش رباے

خامه ام کرد رقم مصرع سال سمپت

[illegible]ده وارث بریاست شده از دہر ای واے

سنه [illegible] بکرمی

در مدح ڈاکٹر لوکس

بود کوتاه دہم عاجز زبان خامه ہر کس — ز وصف علم و حلم و فضل و بذل ڈاکٹر لوکس

نخے روح القدس کاموخت او را علم روحانی — زہے فیض دم عیسی که انفاسش بود انفس

براه عرصه حکمت قدم ہرگه که بردارد — فلاطون و ارسطو ره بچو نقش پا گذارد پس

رسد ہر جا که فیض آبیاری ہاے او ہر دم — بود چندانکه نخل کہنه آرد میوه نورس

بتعلیم ریاضی دستگاہش بین که پیش او — ریاض علم یونانی بمی ارزد بمشت خس

درین افتادگیہا گر نظر انداخت دورانم — نگاه مہربانیہاے لوکس دستگیرم بس

رسد تا خاندان شاہیش ہم نسبت آبا — بتنہا صاحب دین رسا و ہمت معنی رس

بود اکسیر در تاثیر فیض صحبتش آرے

که گردد زر خالص باکث او مس دگر مس

در نعت

سخن ها کان پراز در ثمین است — بنام نعت خیر المرسلین است

زبس لطفش بخاطر می زند موج — دهان ما پراز ماء معین است

مپرس از نوبهار راه شوقش — که خارش تازه تر از یاسمین است

تهی دامن مبادا کس ز دستش — که دین و دولتش در آستین است

حدیثش بسکه لذت خیز باشد — مگس را نشّه پر روح الامین است

رسد روح الامین کے با سمندش — که جولانگاه او عرش برین است

سراپا او سرشت از نور دارد — محمد گرچه آدم ز آب و طین است

نه تنها واله اش جان جهانیست — که خورشید اسیر او جان آفرین است

بهر کس نخواهم محضر خود — که ما را نقش مهرش دلنشین است

ز چشم دو جهانم ما ؤ لا بس — که مولایم شفیع المذنبین است

زند غم زخمه در دے را بسازم — بلند از تار رہ مویم همین است

چه گویم یا رسول الله تو دانی
که جانم خسته و خاطر حزین است

نوحه وفات ثاقب صاحب

آه کز باد خزان روزگار — گل ز گلشن رخت بست و خار ماند

ساقی ما چشم ازین میخانه بست — بزم بر هم خورده و ما در خمار

لیلی محمل نشین تا رفت تا رفت — از کف مجنون زمام اختیار

نقش شیرین شد ز چشم کوه کن — داد جان کندن دهد در کوهسار

وامق از بیچو وپو دمعذور هست — در فراق دلبر عذرا عذار
دل ز دستم رفت و دلدار از برم — جانجان از چشم وجان از جسم زار
آه عالم سوز ثاقب هست این — یا شهاب ثاقب آمد شعله بار
الامان از تیره بختیها که شد — تیره تر روز من از شبهائے تار
ماه من اے آه شد پنهان ز چشم — ماهیم ناگاه رفت از چشمه سار
فاش میگویم کنون این ماجرا — ماجرائے جان گزا و دل فگار

غزل

نه از اغیار رنجے از دهر نے از آسمان دارد — دلم گر شکوهٔ دارد ز دست دوستان دارد
نه تنها خاک تفسیرے ز خاک رفتگان دارد — که هر یک ذره از خورشید و یان داستان دارد
مے وحدت که از خمها نه روز ازل خوردند — ترا سرشار حسن و عاشقان را سر گران دارد
به تمکینش نشستن در کنار من به دل ماند — بشوخی رفتن از آغوش من آئین جان دارد
سراپائے من از بیطاقتی احوال جان دارد — نمیدانم بسر قتل که آن ابرو کمان دارد

عطائے دولت او با بلند و پست یکسانست
زمین از ریگ از انجم فلک نقد گران دارد

رقعه

قلم با حمد حق چون یافت پیوند — ورق از نعت احمد شد حنابند
نغمها پاے کوب از انبساط است — زبان چو بکف زن کوس نشاط است
کند خورشید و مه منزل بیک کاخ — بر آرد بلبل و گل سر زیک شاخ
نشاط و عشرت آمد دوش بر دوش — نیاز و ناز خواهد شد هم آغوش
قلم هم از صریر عشرت افزا — ترنم خیز آمد همچو شهنا
نوید فرخی داد اختر من — که شد سامان عقد دختر من
برادر زاده ام عبد العزیز است — که فرزند عزیز و با تمیز است
شود نوشه بتائید الهی — بیفزاید فروغ ماه و ماهی

مخمس

نسیم نوبهارها۔ وزد بمرغزارها — برقص کبک و سارها۔ بدشت و کوهسارها
عرارها چنارها۔ زصوفیان قطارها — بوجد شاخسارها۔ زنالۂ هزارها
پر از صدای تارها — نوای زیر و زارها

مبند دل بهیچ شئے۔ مدان ثبات شمس و فئے — مگوی از قباد و کے۔ مپرس از عراق و رے
زچرخ و انقلاب وے۔ گذار بیست گاه دے — زمان دے چو گشت طے۔ بیا و پے بنائے وے
بنوش مے کجا و کے — بباغ در بهارها

بهار گشته گل فشان۔ جهان کهنه شد جوان — درختها یگان یگان۔ زده زده زبان زبان
بجنبش آمده چنان۔ که مهد خواب کودکان — چه فرودین چه بهمن۔ هوا چو دایه مهربان
گشاده غنچها دهان — برنگ شیر خوارها

گشاده گل رسالها۔ کند بگل حوالها — کشیده مرغ نالها۔ بدرس آن مقالها
هوا و هر اباله خمیدنها۔ بشاخ شاخ لالها — چکد ز لاله ژالها۔ بخاک چون غسالها
نه لالها پیالها — بدست رعشه دارها

چمن شده سپهرشان۔ جدا دلش چو کهکشان — شگوفه سپید هر نشان۔ کمال حسن مهوشان
شمیم را چو سرخوشان۔ برد هوا کشان کشان — چه گل چه لاله پرفشان۔ سبو کشان پیاله کش آن
کنند بو کرے کشان — بلای خمارها

طیور قیل و قالها۔ بقیل و قال حالها — سپید و سرخ بالها۔ ببال خط و خالها
بجان فزا مقالها۔ بدلربا جمالها — بنخچه حوالها۔ بصد فراغ بالها
نشسته بر نهالها — هزار در مرغزارها

دُخوشش تمام بین - بدخشت تا جمال بین
پلنگ بین غزال بین - گوزن بین شغال بین
بجسن بال وبال بین - بشوخی و دلال بین
دوندہ بے عقال بین - رمندہ بے شکال بین
گسسته چون دوال بین
عنان شہسوار رہا

چو برفروخت چہرِ گل - چراغ زہد کشتہ گُل
بگوش ہادی سُنبل - دو قلقل ست چار قُل
ز قیدِ ننگ رستہ گل - گسستہ حلقہ بندِ غُل
ز نند بلبلان دُہل - کہ کرد نو بہار گُل
نبوش چشمہ چشمہ مل
کنار چشمہ سار رہا

سحر گہان بیا دحق - ز طائران فرق فرق
شقیق لعلگون وشق - چنانکہ در افق شفق
تغزل ہزاران نسق - کہ کرد وکان ہا سبق
شگفتہ گل رق ورق - بسی ابر در عرق
بہر ورق طبق طبق
گہر کشتہ نثار رہا

بسیج لالہ زار کن - تفرج بہار کن
بقدرِ خود دوچار کن - چو بید بیقرار کن
نظر بجو ببار کن - بسروِ بن گزار کن
بلطف دل کنار کن - چو سر کشد کنار کن
بگیر و بس بہار کن
خوش ست گیر و دار رہا

بیا گُل از چمن ببر - چو من چمن چمن ببر
شقیق از دمن ببر - عقیق از یمن ببر
بنفشہ یاسمن ببر - سمن ودن سمن ببر
رحیق از انجمن ببر - رفیق موتمن ببر
صدیق ہمچو من ببر
حریف بادہ خوار رہا

مرا من ازین چمن - نہ سرو ہست و یاسمن
چو علم شمع انجمن - سہیل مطلع یمن
ہمیشہ ہست چشم من - بنو بہار علم و فن
عیار حق نہ قلب ظن - بہار جان نہ برگ تن
رحیق دین لائے وطن
بلائے میگسار رہا

درین چمن قدم قدم - کشیدہ سرو بن علم
چہ شانگہ چہ صبحدم - ہمی چکد ز ابر نم
بپرغم و بنفشہ ہم - کشادہ زلف خم بہ خم
مکن خیال کیف و کم - بنوش مے فزون نہ کم
نہ گہ بگاہ دم بہ دم
نہ یک دو بار بار رہا

تراست بخت روز به - به بخت آفرین وزه
زهر دو زلف پرگره - بدوش پرشکن زره
غلام تو چه کر چه مه - برخش نازنین بنه
کمان عشوه ساز زه - به تیغ غمزه آب ده
که دل بجای شهر دوده | دهند شهریار را

دو زلف اگر بهم زنی - بایمن اسیر افگنی
بعشوه شیر اوژنی - بغمزه رشک بیژنی
میان درع و جوشنی - سفندیار و بهمنی
حریف صد تهمتنی - چه جای رطل ده منی
بچشم مست لشکنی | خمار ذو الخمار را

توئی گشاد بستها - درستی شکستها
حریف می پرستها - چه میروی چو مستها
بدلنشین نشستها - چه سود خیزد جستها
بهر بلند و پستها - ز زلف کرده شستها
که می بری ز دستها | زمام اختیار را

حدیقهٔ ازل ابد - گل ارغوان سبد سبد
سهی قدان لاله خد - سمن بران سرو قد
بهشت و کشت لاتعد - شگوفه بی شمار و عد
هر آنچه بنگرد خرد - ز دست دل همی برد
چه باشد آن نگار خود | که بشکند این نگار را

طریق جاده راه و کو - جهات و سمت و طرف و سو
هوا و خواهش آرزو - بهار و باغ و رنگ و بو
حدیث و حرف و گفتگو - نوای و نغمه های و هو
قدح پیاله خم سبو - حباب آب موج و جو
یکیست ذات وصف او | فزون تر از شمار را

عزیز تا ادیب شد - عزیز هر اریب شد
مقابل حبیب شد - رقیب عندلیب شد
حبیب هر لبیب شد - انیس هر حبیب شد
بهر کجا خطیب شد - ز ساحران شکیب شد
حریف دلفریب شد | بنغمه از هزار را

یعنی مرزا حبیب الله قاآنی

مرثیه

سینه‌اش گنجینهٔ سرّ خفی بود و جلی	یا مگر آئینهٔ کز هر دو سو دارد جلا
چشمه‌های علم ظاهر علم باطن ذات او	فیض جاری فضل باری بود دهر ما سوا
طفل ابجدخوان او بازیچهٔ طفلان شمرد	هر علم کیمیا و سیمیا و ریمیا
طالبی کش بهر تعلیم اینچنین آمد بفقر	باشد آغاز وی انجام ابتدایش انتها
سرّ او می بود از کون و مکان بالامکان	چشم او کرده تماشا از ثریا تا ثری
وادی صدق و صفا از ذات پاکش راهبر	یاور راه اندرین وادی نجار مصطفی
پیر دانش راکه منزل اندر عالم و در نسبت	منزل اولی فنا و منزل آخر هی بقا
پا نهاده ناقهٔ احرامیان کوی او	کرد از کار رحلی تا اثیر آهنگ حدی
فی الحقیقت قوت از ذکر الهی بود لیک	زانچه می گشت فرو دی کرد ظاهر غذا
تارک لذات بود و طالب دیدار حق	صوفی صافی کش وضع ما که خند باصفا
آستانش آستان را دلنشین و دلپسند	داستانش دوستان را دلربا و جانفزا
هست سنگ سرمه بینش گر سنگ درش	گر جبین سائی شود چشم جهانی سرمه سا
بیدلان را کرده دلداری و از اهل دل	بینوایان گشته از وی صاحب برگ و نوا
میهمان خوان فیضانش بود خلقی هنوز	گرچه بربست خو رخت از این مهمانسرا

بینوای با نوا و بی‌نیاز با نیاز
بی همه و با همه گرد خلا در ملا

تاریخ وفات جناب مولانا عبدالوہاب صاحب قدس سرہٗ فرنگی محلی

شرح درد دل ز کلکم گوش کن | گفتنی نیست گوید انچہ نے
نالہاے وے ز راہ دیگر ست | این نوا می خیزد از ہر نائے کے
گر گداز د سنگ از آہنگش بجاست | از محبت نیست خالی ہیچ شے
از زبان برگ گل و ز نوک خار | راز فر درین شنو احوال وے
آتش غم جان و دل را پاک سوخت | چارۂ ہر درد آخر ہست کے
ہر بن مو گشتہ چشم خون فشان | اشک خونین می تراود جاے خوے
حال زار ما سیہ بختان ببین | نور رفت از دیدہ ہر جا بنگرے
ساقی میخوارگان از بزم رفت | خون دل در جام باشد جاے مے
عبدوہاب اصل دل را پیشوا | رفتہ واز خود رفتہ ہر فردے ز پے
قرب معبود حاصل کرد و بعد | زندۂ جاوید واصل شد بحے
بود الحق خضر راہ اصطفا | منزل صدق و صفا را کردہ طے
در رہ وادی سال رحلتش | ناقۂ فکرم تحیر کردہ پے
شد عزیزو از عالم رو یا ندا | بود ظل مصطفےٰ حقا کہ وے
١٣٢١ھ

قطعہ تاریخ قرابادین رضائی مصنفہ حکیم محمد ہادی رضا ماہر لکھنوی

طبیب حاذق ہادی رضا نامی و نام آور | کہ کرد این نسخہ را تالیف با صد زیب صد تزئین
حکیم ابن حکیم ابن حکیم آرے بود ذاتش | کہ از وے چون ابجد درد مند انرا بود تسکین
حقش دست شفا داد و بعلم طب ید طولے | سبق بردست زان ہمقنان سابق و پیشین
ز روے جہد شد این مصرع تاریخ تالیفش | قرابادین نو آئین بل الحق قابل تحسین
١٣٠٣ھ

بقیه حصه کلام ابتدائی مندرجه صفحه ٣٣۴ سطر نمبر (٦)

به پیش حق اگر غمنامهٔ هجر تو بگشاییم
نباشد فرصت پرسش بمحشر اهل عصیان را

بنادانی بسر کن ای عزیز اینجا که می ترسم
فلک بردارد از دنیا بزودی هوشمندان را

خرابی ست زمین بوس آستانهٔ ما
مدام سیل حوادث بطوف خانهٔ ما

براه دور چرا می کنی سفر زاهد
اگر تو کعبه بجوئی بیا بخانهٔ ما

درین زمانه نه تنها خراب ما هستیم
که روزگار خراب ست در زمانهٔ ما

عزیز نقد دو عالم اگر چه میخواهی
بیا بگیر برار از زمین خزانهٔ ما

از لذت دنیا نه برآمد هوس ما
زین شهد شده پا بگل آخر مگس ما

این رتبهٔ عالی شده حاصل باسیری
هر لحظه کند چرخ طواف قفس ما

با حوریان خلد نخواهیم به محشر
اول سخن وعده بود ملتمس ما

گردیدن و سوزیدن افتادن و مردن
آموخته پروانه ز خوی مگس ما

این منزل دشوار و همه مست نشاط اند
بر غفلت این قافله نالد جرس ما

با رشتهٔ امید رهائی بگسستیم
حاجت ز رفو نیست بچاک قفس ما

تا گرم ز آشوب تنور فلکی هست
شد کار جهان خام نه پخته هوس ما

از لذت امید وصال تو درین باغ
پیش از همه مردن ثمر پیش رس ما

حال دل خود با تو بگویم عزیزا
در خانهٔ ما باش بشو همنفس ما

بجای اشک نمی گیرم آب زمزم را
بدل بکعبه نسازم لباس ماتم را

حلاوتیست دران کوچه زخمی غم را
که اتحاد بهم نیست زخم و مرهم را

من و غم تو گذشتیم سوی عالم تو
به بیغمان بسپردیم کهنه عالم را

اگرچه کون و مکان غرق شیوهٔ غم نیست
بآستین بکنم رنجه چشم پرنم را

شکست خورده ز شوخیست دل که غمزهٔ او
شکست طرف کلاه و شکست عالم را

کجاست انجمن بیغمان کجاست کجا
که صرف باده نمائیم دولت جم را

عزیز غم مخور و آستین بدیده منه
که گریه ات ته و بالا کند دو عالم را

دوستدار هر گدا و شاه همچون زر مرا
می نشاند هر کسی مانند گل بر سر مرا

جلوهٔ جانان میسر گشت بر بستر مرا
آتش ایمن نظر آمد بخاکستر مرا

دور باش ای خوشدلی دل نیست اندر بر مرا
سرخوشی بگریز اینک هست درد سر مرا

غنچهٔ خلدم ولی از دست طالع عاجزم
افگند بادم چو بگذارد کسی بر سر مرا

تشنگان را هر که آبی داد یابد اجر آن
من برندان باده دادم حق دهد کوثر مرا

زیر طوبی آتش حسن تو روشن ساختند
از نشیمن اوفتادم سوخت بال و پر مرا

کاسهٔ منصور پر کردند مخمور ست باز
کرد مدهوش ابد ساقی بیک ساغر مرا

نیست آرامی بدریادل روند عشق را
راحتی بستر نمی باشد ز درد سر مرا

ساغر مستی گران دیدند چون بر دست من
جام زهرآمیز بخشیدند از کوثر مرا

خانهٔ خمار خلدی هست خون آشامیش
سیر کوثر میکنم چون میدهد ساغر مرا

گو بپای بندگی نیست تا هر در بهشت
می رساند کشتی می تا لب کوثر مرا

لوث دنیا هست دامنگیر در راهش عزیز
ورنه هر خار بیابان می شود رهبر مرا

حسن تو تیز کند آتش موسائی را
لعل تو جان دهد اعجاز مسیحائی را

سر و کاریست بتو عاقل و سودائی را
مست دارد مے تو شهری و صحرائی را

می تواند که ازین بحر رهاند ما را
آنکه آموخت شنا ماهی دریائی را

جاگزین ست دل از شوق تو در دیدهٔ من
بر سر راه بود خانه تماشائی را

کیمیائی ست نظر بر رخ جانان کردن
صرف بیجا مکن این دولت بینائی را

مطلب خویش برآید همه از محنت خویش
بگذرانم تن تنها شب تنهائی را

خواه در کعبه روی خواه به بتخانه شوی
میتوان یافت بهر جا بت هرجائی را

گریه سودے ندهد بخت سیاه مارا
میتوان شست بآبے خط سیمائی را

شهره در خلق چو عنقا نه پذیرد همت
نیک داند دل من گوشهٔ تنهائی را

باش دیوانهٔ غم پرسش فردا چه عزیز
باز پرسے نبود مردم سودائی را

دو عالم است به پیمانهٔ خراب اینجا
بموج هفت فلک دم زند حباب اینجا

ز آفتاب قیامت چه باک رندان را
که تا بحشر جبین ساید آفتاب اینجا

مگوی پند و مترسان ز دوزخ اے واعظ
که چشم پوشیے سائل بود عذاب اینجا

بجز مذاق نباشد غم جگر سوزان
شراب می چکد از گریهٔ کباب اینجا

حباب بادہ پرستان بدل بود هر دم
حساب روز جزا نیست در حساب اینجا

نسیم گلشن عشق آه عاشقان باشد
چو مرغ سدره زند پر شود کباب اینجا

هزار تشنه لب از تشنگی هلاک شدند
فلک نداد یکے را صلاے آب اینجا

عزیز منزل دشوار پیش و بیخبری
شتاب کن که جهانست در شتاب اینجا

به پهلویم که این شعله در مسکن است امشب
که سوزیم شمع محفل هر زمان چشمک زنان است امشب

نباشد خالی این مضمون رنگین از حنابستن
سرت گردم که این نگینه را انگشتن است امشب

نگاهم شد بچشم فتنه پردازی دوچار امشب
نمیدانم چه خواهد کرد با من روزگار امشب

دگر بر عشوه پرداز است چشم مست یار امشب
تماشا هست محو گردش لیل و نهار امشب

جواهرخانهٔ اشکم که در عمری فراهم شد
بطوفان داد در یک لحظه چشم انتظار امشب

بنام ایزد چه لذت میبرد چشمم که یکساعت
نگاه من نمی گردد جدا از روی یار امشب

هجوم عرش نشینان بر آستانهٔ کیست
حریم هفت فلک در طواف خانهٔ کیست

بهشت رنگ پریده ز باغ صنع که هست
سقر زبانه از آه عاشقانهٔ کیست

بلند بلبل شیدا درین چمن دل را
جهان پر خس و خاشاک آشیانهٔ کیست

عنان باد بهاری بعطف دست که هست
سمند باد صبا زیر تازیانهٔ کیست

شده است بزم جهان مست بادهٔ وحدت
نوای بانگ انا الحق گر ترانهٔ کیست

تمام صفحهٔ هستی مرقع رنگین است
بحیرتیم که دنیا نگارخانهٔ کیست

عزیز هست ز مدت بخواب شیرین مست
بحیرتیم که در لذت فسانهٔ کیست

دلم آماده بسودا شده زنجیر کجاست
جانم از هجر بتنگ آمده شمشیر کجاست

فرض کردم که بآهی دو جهان را سوزم
در دل سخت تو ام طاقت تاثیر کجاست

موبمویم شده افگار ز مژگان کسی
مرهم چاره کجا بخیهٔ تدبیر کجاست

اهل تقوی همه در لاف و گزاف اند همه
یارب آن دشمن دین بت ترسا کجاست

جمله سامان شب وصل مهیاست عزیز
مدد بخت کجا یاری تقدیر کجاست

هوای میکده باز در سر افتاد است — که هر پیاله مقابل بکوثر افتاد است

مرا معامله آنجا بخنجر افتاد است — که هر قدم که نظر میکنم سر افتاد است

که هوش برد ز محفل که باده خواران را — صراحی از بغل از دست ساغر افتاد است

کسی که افسر شاهی گران شد سر بر وی — هزار توده کنون خاک بر سر افتاد است

مدد مدد که بمیدان کارزار مرا — قوی است دشمن و از دست خنجر افتاد است

خراب ابروی آن بت همین نه محرابست — که کعبه سجود و واعظ ز منبر افتاد است

نبرده اند درون سقر هنوز مرا — بهشت سوخت تلاطم بکوثر افتاد است

که آمد و ته و بالا نمود میکده را — که خم سر خم و ساغر بساغر افتاد است

چگونه طایر دل بال شوق بگشاید — دران مقام که جبریل را پر افتاد است

بعرض عجز مگو گرچه بود غرق گناه
که من مشاهده کردم بکوثر افتاد است

دران مقام مرا راه مشکل افتاد است — که محمل فلک از دیده در گل افتاد است

همین دلم نه بسوی تو مائل افتاد است — که شور عشق تو منزل بمنزل افتاد است

چگونه صلح نگردد که بعد مدتها — میان دلبر و ما در میان دل افتاد است

زبان شمع ندانم چه برملا گوید — هزار مرتبه آتش بمحفل افتاد است

ببین چه خیره سرست آسمان که در میدان — پی مقابله از من مقابل افتاد است

فغان که قافله بگذشت و من سراسیمه — که چرخ راه زن پای در گل افتاد است

ز سنگسار جفای فلک عزیز مرا
هزار رخنه بیک خانهٔ دل افتاد است

ہر تختۂ مغیلان فرش برہنہ پائیست ... ہر آبلہ تہ پا جام جہان نمائیست

ہر نیش غم بسینہ مفتاح دلکشائیست ... ہر داغ عشق در دل جام جہان نمائیست

سرگشتۂ جنون را ہر خار خضر راہست ... آوارۂ طلب را ہر ریگ رہنمائیست

ہر غنچہ بادہانے در حمد صانعے ہست ... ہر سبزہ باز بانے در مدح کبریائیست

این موسفیدی ما خضر رہ فنا ہست ... وین عمر پیش رفتہ گوئی کہ پیشوائیست

پیراہنم نہ زیبد عریانیم نسازد ... ہر جامہ را تنیے ہست ہر جسم را قبائیست

ہر کشتیے کہ شد غرق روزی ماہیانست ... گرداب ہر محیطے گردندہ آسیائیست

طوفان اگرچہ خیزد از بحر غم چہ پروا ... کشتی بے روان کن ساقی چو ناخدائیست

در بوتۂ محبت از آتش غم عشق ... دل را گداز کردن بہتر ز کیمیائیست

وحدت زن و گذر کن از راہ کثرت ای دل ... کین دار دستگیر و منصور رہنمائیست

وحشت کشد عنانم از گمرہی چہ باکم ... ہر خار این بیابان انگشت رہنمائیست

از شربت وصالت و ز لذت فراقت ... ہر زخم را نمک ہست ہر درد را دوائیست

از لطف کن نگاہے سوے عزیز غمگین
تو پادشاہ حسنی او بیکس و گدائیست

دل بستۂ ہستیے پاے ما ہستے است ... منزل عدم دور ست و رہ بلند و پستی ہاست

شور عندلیبان ست موسم گلستانست ... عالم شباب آمد عہد مے پرستی ہاست

از فلک شدن ممنون کے شود ازین محزون ... ہمت دلست عالی گو کہ تنگدستی ہاست

ہر رگم چہ زنارست در دآن صنم کارست ... برہمن بحیرت ہست آنچہ بت پرستی ہاست

شورش خزان آمد موسم گلستان شد ... عالم جوانی رفت عہد حق پرستی ہاست

شعر ہاے مستی خیز اے عزیز کن موزون
ذکر ہسم بشوخی ہست طبعم ہم ہستی ہاست

نوید تازه رسید و غم کهن باقیست
بهار آمد و هم خار در چمن باقیست

شب وصال گذشت آرزوی من باقیست
فسانه ها همه آخر شد و سخن باقیست

کجاست تیشه که تا کوه غم ز بن بکنم
هنوز قوت بازوی کوه‌کن باقیست

اجل نشسته ببالین زبان بلکنت هست
فغان که در دل من حسرت سخن باقیست

کدام فتنه که از دهر بر سرم نگذشت
مگر فتادن این گنبد کهن باقیست

عزیز صبح دمیداست یار بیتاب است
تمام شد همه مطلب ولی سخن باقیست

گلهای گلستان ارم خار و خس اوست
لذات دو عالم ثمر نیم رس اوست

آن مرغ که گردید گرفتار هوایش
طاؤس فلک مست بطوف قفس اوست

از شورش دریای فنا ترس که موجش
سیلیست که گلزار جهان خار و خس اوست

آن قافله سالار کدامست که امروز
هر قافله رهرو بصدای جرس اوست

هر دم که عزیز از تو کند بوسه تمنا
شیرینی دشنام چشیدن هوس اوست

مخروش ای کلیم ز سوز و گداز عشق
خاموش کاین نتیجه برق نگاه اوست

مرهم تراش عشق مراد دید چون عزیز
گفت این غریب زخمی تیغ نگاه اوست

از روی یار بوسه ربودن نزاع ماست
این جنگ زرگریست سخن اختراع ماست

شوخی رقص هست طپیدن بزیر تیغ
آواز خنجر تو شنیدن سماع ماست

نه هر که گریه کند روز و شب چو یعقوب ست
نه هر که صبر توان کرد همچو ایوب است

گزیر نیست ز جور فلک به مظلومان
که چاه در حق یوسف کنار یعقوب است

پر است عالم هستی چنان ز جمال او
که هر طرف که نظر هست محبوب است

اگر بدل گذری آرے آشیانِ توهست — دگر بجان بکنی میل هم زآنِ توهست

همین سپهر نه تنها ز بندگان توهست — جهان و هر چه بود در جهان زآنِ توهست

زلالِ تشنگی اهل ست کوثرِ تست — بهار محشر که کربلا جنانِ توهست

شکست شیشه همانا زیان پیرِ مغانست — مرا چه گر دل من بشکنی که زآن توهست

روا مدار که از غصه‌ات شگفد دلِ ما — که این فسرده گل آخر ز بوستان توهست

ز درد و داغ چه آئین بخویش بستی دل — خیال یار که امروز میهمان توهست

بگو جرس دلِ نالانِ کیستی آخر — که کاروان همه بیتاب از فغان توهست

چگونه زنده بماندسے بگو عزیز که شب
به پهلوے دگران بود آنکه جان توهست

این صبح سرکشیده بگردون غبار کیست — دین شام تیره دودِ دل بیقرار کیست

اے آسمان ز هجر تبه حال زار کیست — شب مے بکن که یار کہِ اندر کنار کیست

نازک تر از خیال من اندام نازکت — باریک تر ز موے کمر جسم زار کیست

ناصح مکن ز ترک جنونم نصیحتے — دیوانگیست بر سر دل اختیار کیست

زاهد بکعبه رفت و به بتخانه شد عزیز
هر کرده قضا و قدر اختیار کیست

خدا چو طرح محیطِ جمالِ جانان ریخت — بامتحان نخست دل از دکنعان ریخت

دو شیشه بود متاع شرابخانه عشق — یکے بکوه و دگر بر سرِ بیابان ریخت

ز فرق تا بقدم از بهار لبریز است — بهر کجا که زدم دست گل بدامان ریخت

بهر کجا خلشے در میان عالم بود — زمانه برد و براه برهنه پایان ریخت

عزیز داد حیات ابد جهانے را
که چشمه چشمه ز گفتار آب حیوان ریخت

مثنوی

گلگشت کشمیر جنت نظیر

مسمّٰی

بہ

ارمغان

۱۲۸۰ھ

لاجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوٹ:۔ مختصر تاریخ کشمیر و دیگر تشریحات بعد صفحہ آخر۔

بنام آنکہ در راہ وے از دور	نماید کرم شب تاب آتش طور
کلیم اللہ چراد ل بست بر طور	ہمین موسیٰ ہمین وادی ہمین طور

کلیم آواره گمه در سرِ لبنگش ‏— خضر گم کرده راه پائے لنگش
ز هر تجلے که دارد جلوه در راه ‏— رسد در گوشها اِنّی انا الله
که آرد مرکب همت توان راند ‏— که روح الله هم در نیمه ره ماند
دو عالم نقش نعلینی براهش ‏— فلک یک گرد باد عرصه گاهش
بهشت و کوثر اندر چشم جویا ‏— سراب راه و خوابے هست گویا
مپرس اے رهرو از منزل که دور است ‏— بهشتے آن سوِ حور و قصور است
چو خارستانِ این ره را کنی طے ‏— ببینی فرّ فر در دین پس از دے
شوی راهی چو خضر اندر سیاهی ‏— نماید در سیاهی ماه و ماهی
رهِ باریک این خوابیده راه است ‏— نهان از دیده چون تار نگاه است
ز خود رفتن بود سار ره انجام ‏— گذشتن از دو عالم اولین کام
خلیل آسا با آتش گر برانی ‏— کند آتش براهت گل فشانی
ره دشوار و سخت و سنگلاخ است ‏— برون زین چار کوخ و هفت کاخ است
بعمر خضر ازین وادی گذر نیست ‏— بپائے دل زگامے بیشتر نیست
گذشتن هست ازان دشوار مشکل ‏— دلے آسان توان رفت از رهِ دل
جدا این راه از دنیا و دین ست ‏— صراط المستقیم از هست این است
درین وادی بسے از رهزنانند ‏— که هر دم رهروان را هم عنانند
بتاراجِ دل و دین در کمین اند ‏— گہے در ایسر و گه در یمین اند
تو سرگرم روار و باش دمی پوے ‏— پناه از پیروانِ مصطفی جوے
برو فرمانِ ره دارئ این راه ‏— بمهر خاتم پیغمبران خواه
شریعت را ابرا و مرجع برآمد ‏— طریقت را در او منبع برآمد
ازین منبع برآمد آب جوها ‏— که داد آن آب جوها آب روها

طریقت با شریعت چون قرین است
همانا مجمع البحرین این است

سلاسل هر یکے زان سلسبیل است
که زان سیرابی ابن السبیل است

بیا ای رهرو تشنه لب بشتاب
که بی آبے کنندت سیر و سیراب

درودت گر فتند بر طرف روے
روا باشد که بفرستی درودے

درود است انچه آمد زاد این راه
درود است انچه اندر زاد این راه

درود الحق سرود دلنواز است
حدی صا گر باهنگِ حجاز است

باین آهنگ شو هردم حدی خوان
براهِ شوق گه ناقه می ران

بنام آنکه راهش سنگلاخ است
ولے بیرون ازین پیروزه کاخ است

بدل نزدیک باشد این ره دور
غلط کرد این که موسیٰ رفت بر طور

تجلی می کند آتش ز هر سنگ
تسلی می دهد حسنش بهر رنگ

اگر مهر است و گر ماهِ شب افروز
بود سرگشتهٔ راهش شب و روز

درین راه است سالک را نه اندوه
چو تار سبحه دامن زیر صد کوه

کسے کان سوے کفر و دین کند سیر
بود سنگ رهش گر کعبه و دیر

اگر داری سر این راه دشوار
ز دنیا دل بجاے توشه بردار

سبک روحانه باید زین چمن رفت
چو شبنم هر که رفت از خویشتن رفت

درین ره جاے محمل دل توان بست
جرس از ناله بر محمل توان بست

نهان از دیده این خوابیده راه است
سر این رشته با تار نگاه است

ز چشم مردمان این ره نهانست
سر این رشته با موے میانست

نهادن سر بزانو اولین گام
فنا فی الله گشتن آخرین جام

بیا ساقی بیا اے رهبر ما
تو مے پیما شو و بار راه پیما

بیک پیمانهٔ مے دستِ من گیر
که پا می لغزدم در راهِ کشمیر

بیان باریکی راه کوه‌های فلک فرسا وطی منازل ومراحل چون نسیم صبا

خصوصا دار کوه چرخ فرسا — گزان ره رفته بر گردون مسیحا

ندارد هیچ دارے پایهٔ او — که دارین ست زیر سایهٔ او

ره پیچان چو مارے حلقه زن هست — که از دارے معلق چون رسن هست

رهے پیچیده تر از خط ترسا — توان چون خامه ره رفتن بیک پا

برین ره دیده هر ره رو که بکشاد — تو پنداری که مو در چشمش افتاد

زبس باریکی این ره نیست پیدا — بزیر پا بود خط کف پا

تنیده عنکبوتے گوئیا تار — درا ودر ماند ره پیما مگس وار

کسے را خضر هم گر راهبر گشت — خود از بخت سکندر بود برگشت

زبس در طے این ره دیر گردد — جوان گر هست رهرو پیر گردد

بود بهتر ازین ره باز گشتن — کنار از روزگار از وے گذشتن

رفتن دریاے جهنگا عبور ۱۲۰۱

ز سر پا کرده اکنون قطره آسا — شتابم جانب دریاے جهنگا

چه دریا آبرو وے ملک پنجاب — روان حکمش بهر بحر بست چون آب

تن از تپ لرزهٔ موجش ستوه است — که تبخال لب این بحر کوه است

ز موجش هست دامان فلک تر — ز شورش میشود گوش ملک کر

ولے لب تشنگان را چیست این — که با این شور دارد آب شیرین

بر دیش ریسمانے تاب در تاب — کشیده همچو دے بر سر آب

سبد وارے رسنها بسته باهم — درا و آویخته اما نه محکم

دگر تشبیه بگذار و پندار — معلق عنکبوتے بود در تار

نشستم اندرو با مرگ انباز — تدرو افتاد اندر چنگل باز

رسن بازانہ گوی از دے ربودم
دگر نے دست از جان شستہ بودم

ازین دریا چو بگذشتی بہاریست
بہر جانب کہ بینی سبزہ زاریست

بہار لالۂ و گل دیدنی ہست
ز باغ حسن ہم گلچیدنی ہست

چہ از ین گلزمین نیرنگ خیزد
گہر از بحر و لعل از سنگ خیزد

ز ہر کس قطع این منزل نیاید
کہ پاے از تیشۂ فرہاد باید

بہر سنگے بچشم کوہ کن بین
کہ ہست آئینہ دار نقش شیرین

ز مجنون کن طلب روشن نگاہے
کند تا خیمۂ لیلے سیاہے

بنازم بر جمال شعلہ رویان
کہ ہر یک بود ہمچون برق پویان

بدیدن ہر یکے سرچشمۂ نور
ز زان سرچشمہ با داچشم بد دور

خصوصًا چون بروے چاہ آیند
ببرج دلو ہمچون ماہ آیند

بہم در آب بازی می ستیزند
کہ خون عاشقان چون آب ریزند

دہند از نرگس جادوے ابرو
برات عاشقان بر شاخ آہو

روان ہر سو سبوے آب بر دوش
بود گویا محیط حسن در جوش

قدم در رہ زبان در گفتگوہا
سبوہا بر سر و دل در سبوہا

بشوخی در نگاہ و جستجوے
نلغزد پای و نے غلطد سبوئے

نگہبان سبوہا ہست اگر دل
نمیدا از پاس دلہا نیز غافل

چو من شوریدہ بختے را کہ دیدہ
کہ ماندم تشنہ بر دریا رسیدہ

برد ہر کس گلے زین باغ با خویش
و لے من رفتم و بردم دل ریش

بحسرت ہر گلے را دیدہ رفتم
ہزار افسوس گل ناچیدہ رفتم

روان چون شد از اینجا محمل من
بخاک باہنل شد منزل من

چہ گویم اندرج کوہ باہنل را
چراگاہے بود وجدی و جمل را

از ینجا مرکبم تخت روان گشت / بمرکب همعنان بخت جوان گشت

جوانی در سخن رائی توان کرد / که شوق پیر پنجپالم جوان کرد

خوشا آب هوای پیر پنجپال / که گرد از غصه و غم فارغ البال

بود کارش بدی هم گل فشانی / به پیری می کند آری جوانی

شود نخلی که سبز از آب تیغش / نباشد منت آبی ز میغش

امام سجهٔ کهسار (سردار کوه) این است / رهش بین بر میان زنار این است

اولی تیغش را پرچم از میغ / کواکب باشد آنرا جوهر تیغ

دو کون استاده زیر تیغ چون گنهگار / کند تیغش مبادا این دو را چار

ره موران راهش کهکشان ست / نسیج عنکبوتش آسمان ست

برین کوه است قائم چرخ اخضر / که دارد پیر ره عمامه بر سر

نه ابرست این بفرقش گلدسته / نمد پوشی بذکر حق نشسته

تعالی شانه جائی رسیدم / که تسبیح ملائک را شنیدم

فگنده نعل اسپم در ره دارو / سپهرش برده و کرده مه نو

بیا ساقی که می آئیم از در / شرابی ده که رنجوریم و رنجور

بیا بنما بمن راه خرابات / بنالم تا بآئین مناجات

مناجات بدرگاه الهی با نعت رسالت پناهی رسیدن بکشمیر جنت نظیر

خداوندا اثر در ناله ام ده / بدل داغی برنگ لاله ام ده

بخندان دلکشا باغی ازان داغ / که گردد داغ از دگر باغ در راغ

قلم را رشک شاخ ارغوان کن / گل افشان تر ز چشم خونفشان کن

دلی ده صد بیابان خار در بار / رخی ده صد خیابان زعفران زار

دلے دہ خستۂ تیغ ملامت ‏ ‏ نمک پرور دہ شور قیامت

دلے کان سینہ را ہر دم خراشد ‏ ‏ خراشش نالہ از خود تراشد

دلے دانا و چشمے نیز بینا ‏ ‏ صفائی سینۂ چون طور سینا

سرشکے دہ کہ گل از گل دماند ‏ ‏ نہال الفت در دل نشاند

فغانے دہ بہ رو عشق اثر زاد ‏ ‏ کہ گر گل بشنود آید بفریاد

بیانم را بلند آوازہ گردان ‏ ‏ روانم را بمعنے تازہ گردان

الٰہی چند پر خواہم بافغان ‏ ‏ کہ گل از شاخم آید خود بدامان

فغانم ساز بزم بلبلے بہ ‏ ‏ سرشکم شبنم برگ گلے بہ

بمرغ نغمہ سنجم ہمقفس کن ‏ ‏ بباد صبحگاہم ہمنفس کن

گل از تو بلبل از تو گلشن از تو ‏ ‏ ترا پیوستہ می خواہم من از تو

تہی خمخانہ و مستم کن از مل ‏ ‏ چمن خالی و دامانم پر از گل

چگویم گل بجیب و دامنم کن ‏ ‏ بل از نعت محمد گلشنم کن

چمنہا وقف جیب و دامنم کن ‏ ‏ ز نعت مصطفےٰ خود گلشنم کن

قد بے سایہ بین و پایۂ او ‏ ‏ کہ کونین ست زیر سایۂ او

اگر گل ہست دارد رنگے از وے ‏ ‏ دگر بلبل زند آہنگے از وے

دل و جان باغ باغ از یاد او ہست ‏ ‏ نفس گلدستہ بند رنگ و بو ہست

بگل مستم کہ دارد رنگ و بویش ‏ ‏ صبا را بندہ ام کاید ز کویش

خوشا چشمے کہ گر خوابیدہ باشد ‏ ‏ جمال دلربایش دیدہ باشد

خوشا باغے کہ باشد او بہارش ‏ ‏ خوشا داغے کہ ہست از لالہ زارش

خوشا سنگے کہ دارد نقش پایش ‏ ‏ کند حالے کہ خالی ہست جایش

خوشا کشمیر کو رشک چمن ہست ‏ ‏ ز مویش رو کش چین و ختن ہست

چو هستم از هوای هند دلگیر — بسر دارم سر گلگشت کشمیر

بکشمیرم الهی زود تر بر — که جای بلبل اندر باغ خوشتر

بحمد الله ره کشمیر شد طی — که آمد ازدی و شد موسم دی

سخن کوته چو آن ره را بریدم — کنار چشمهٔ اچهول رسیدم

نسیم بهر استقبال آمد — گل و نسرینش از دنبال آمد

سپرده راه غمخواری سپرغم* — ز هر سو گفت خیری* خیر مقدم

لب جو پای من از شوق بوسید — صبا آمد بگرد سر بگردید

اعزا شادمان و با دل شاد — پذیره گشته تا اسلام آباد

روان صد چشمه اینجا هست از سنگ — بود هر سنگ گوئی منبع گنگ

نگه‌ها چون بیک دیگر طرف شد — شکایتهای عمری برطرف شد

عزیزان داد مهمانی بدادند — بمهمان خانه خوانی نهادند

نبود از دعوت ایشان گریزم — که دانستند مهمانی عزیزم

خوشا بختی که شد منزل در اینجا — خوشا نزلی که شد نازل در اینجا

کباب گرم و نان نرم و حلوا — نه حلوا بلکه به از من و سلوا

هوای سرد و آب سرد خوردیم — شراب سرخ تر از درد خوردیم

شراب محفل افروز دل افروز — شراب غم گداز و کاهلی سوز

شرابی کان برآرد گرد از برد — کند بازار سرما گرمیش سرد

شرابی کان بهر مشرب مباحست — چراغ شام و خورشید صباحست

شرابی کش بود نام دگر چای — در و مینا و تقوی هست برجای

بکشتی چون بهشتی بام کردیم — بکشتی شام و می در جام کردیم

شبانشب گشت کشتی جاده پیما — بکشتی هر یکی شد باده پیما

*نام گلے

سحر چون گشت چشم از نور روشن
سواد شهر شد از دور روشن

رسیدم شیر گڈھ بنگاه میران
که باشد جای سیر شیر گیران

بدریا بود ماهی موج در موج
بساحل کبک و تیهو فوج در فوج

درون آب ماهی زار دیدم
هوا را پر ز ماهی خوار دیدم

گشادم دست کاندازم در شصت
که ناگه شصت وهم دل رفت از دست

خبر دادند از احکام شاهی
که باشد صید ماهی از مناهی

که پیشین ماه راج از ملک لاهوت
بسان ماه منزل کرده در حوت

بماهی گیر باید ره گرفتن
بود ماهی گرفتن مه گرفتن

پس از مرگ آنکه گیرد شکل فرخ
بود فرخ بآیین تناسخ

سخن کوته ز ماهی دست شستم
ز دار و گیر شاهی باز رستم

مگر صیدی بدام از راه افتد
اگر ماهی نیفتد ماه افتد

که اینجا جلوه گاه مهر و ماه است
بره هر نخچیره دام نگاه است

ز هر برجی عیان مه پیکرانند
بهر درجی نهان خوش گوهرانند

نگه دزدیدم هنگام نظاره
گریبان مژه میکرد پاره

دو سو خوبان منظر جا گزیده
بسان مردمک در هر دو دیده

کنار آب هر یک جا نموده
عجب تر اینکه دامن تر نبوده

سراسر پاک مشرب پاکبازاند
سزد بر پاکبازی گر بنازند

بلی کشمیر جائی پاکبازیست
که هر یک جامه بی شستن نمازیست

زیارت گاه جمع راست کیش است
مقام ریشیان سینه ریش است

سراسر گوشه گیرند اهل کشمیر
ولی در گوشه گیرها جهانگیر

طریقت مشربان دور ایام
سحر گه آفتاب آشام چون شام

تصوف مشربان صوف پوشند ‌ ‌ ‌ زصوفی مشربیها صاف نوشند
همه ناخورده مے سرشار و سرمست ‌ ‌ ‌ صراحی در بغل نے جام در دست
طریقت با شریعت دین ایشان ‌ ‌ ‌ بود آئینه تر آئین ایشان
مزارے هست در هر مرغزارے ‌ ‌ ‌ زیارت گاه هر زار و نزارے
چه سرها وقف خاک آستانست ‌ ‌ ‌ که هر جا آستان راستانست
ارادت مند پیرے هر جوانے ‌ ‌ ‌ قدر انداز تیر هر کمانے
نه تنها هست بلبل صاحب قال ‌ ‌ ‌ که دارد هر نهالے رنگے از حال
نمی گنجد ز مستی غنچه در پوست ‌ ‌ ‌ دریدن خرقه خرق عادت اوست
نماید خوشتر از سرخی و زردی ‌ ‌ ‌ بروے ورد رنگ سهروردی
گل نسرین که نقش دلپسندست ‌ ‌ ‌ مگر گلدسته بند نقشبندست
بروے سبزه سنبل در نمازست ‌ ‌ ‌ مرید حضرت گیسو درازست
ز مستی بلبلان در قیل و قال اند ‌ ‌ ‌ درختان سربسر در وجد و حال اند
اگر از حال جوئی حال این ست ‌ ‌ ‌ وگر از قال گوئی قال این ست

ذکر جامع کشمیر و خانقاه حضرت امیر کبیر قدس سره

اگر در مسجد جامع در آئی ‌ ‌ ‌ بادج پایهٔ طالع بر آئی
عیان شان حق از کاشانهٔ او ‌ ‌ ‌ چو صاحب خانه الحق خانهٔ او
زهے مسجد زهے محراب و منبر ‌ ‌ ‌ تعالی شانه الله اکبر
دو کونش جبه سائے آستان ست ‌ ‌ ‌ همانا کعبهٔ هفت آسمان ست
ستونها کاندرو برپا به بینی ‌ ‌ ‌ حریف سدره و طوبی به بینی
شمارش سه صد و اثنین و هفتاد ‌ ‌ ‌ بباغ دین بجاے سرو شمشاد

مسجد جامع

بود زان چار تا دروازهٔ او | که باشد چار سو آوازهٔ او
ز هر در شهریان را حکم بار است | ولے غرب پیش خاص شهریار است
معلے خانقاہے ہمراہ دوست | که خلقے جبہ فرسائے در او ست
ز بس انبوہ مردم پنج نوبت | نباشد راه در وے بے صعوبت
ملک را بر لب اینجا ہست لبیک | فلک را نیست ره بے خلع نعلیک
خود این تعمیر با آئینہ دار است | که از سلطان سکندر یادگار است
ز ہر سنگے عیان صیقل گری ہست | نہ سنگ آئینہ اسکندری ہست

ذکر کوہ ماران وارک و فصیل آن

مقام شہر یاران کوہ ماران | که اکنون جائے سور انست و مارین
بفر قش بارهٔ چون گوشواره | کمر ہم بر کمر دارد ز خاره
تعالے اللہ چہ عالی بارہ ہست | که جائے سیر ہر سیارہ ہست
جدید و کہنہ محکم چون حدید ست | محل الامن فی باس شدید ست
شہے کان اولین بنیاد بنہاد | کرو رونہ لک از مخزن فرستاد

در صفت سیری نگر دار السلطنت کشمیر

اگر از خسرمی رانم سخنہا | سخن بر خویش بالد چون چمنہا
درین شہر فرح بخش و فرحناک | بود ہر خانہ زیر سایہ تاک
بہر بامے زند بلبل ترانہ | بپائے خود رود گل خانہ خانہ
بہر بزمے ز گل روشن چراغے | بود ہر خانہ را خانہ باغے
بہر کشتی بہشتی جا گرفتہ | جنان در ہر مکان ما وا گرفتہ

بود در حسن و خوبی طاق این شهر　　که باشد شهرهٔ آفاق این شهر

دگر ها شهر ولیک این شهر یارست　　حصارهای تخنش کوهسارست

چو بلبل صد هزار او راهوادار　　ثنا خوان چون عزیزش بوده بسیار

برای حسن و خوبی جای نازست　　یکی از بندگان او ایازست

عماره ثنا عرسا مانی العهد　　سخن ارد بوصفش بهتر از شهد

چه جای این و آن ما دشتاهست　　که خود او خود نما و خودستا هست

هر انچه آن میرزا حیدر نوشته　　بساطی بود کان شد در نوشته

دلیل خوبیش تعمیر چوبی　　که چوبی خود بود تصحیف خوبی

ولی چشم بد گردون دونش　　کند پیوسته از گردش زبونش

گهی شد تار بار از ترک تاتار　　که نی پودش بجا ماند و نه یک تار

بعهد زد بجو بر باد رفته　　ز بس بر باد رفته از یاد رفته

نه هیچ از شهر غیر از شهرهٔ ماند　　نه خرمهره ماند و نی خرمهرهٔ ماند

نه کوخی مانده و نی هیچ کاخی　　نه شوخی مانده و نی هیچ شاخی

خانه ۱۲

گهی از بوهمن دار المحن گشت　　چمن پر از خس و خار دمن گشت

زمین در جنبش آید چون بزلزال　　فلک بر خویش میلرزد دران حال

گهی گرداب برباد و خرابش　　گهی آتش فتاد و برد آبش

رسد از چشم زخم اکثر گزندش　　که سوز دخانها همچون سپندش

هنوز از تاریکیهای خداداد　　بود هر گلزمینی نزهت آباد

بهر سو لاله زار و سبزه زارست　　که داغستان بملک سبزوارست

ز بس شور صدای خندهٔ گل　　کسی می نشنود فریاد بلبل

دو عالم یک گل رعنای باغش　　ارم گم کرده خود را در سراغش

جهان را دیر ناکس آبرو داد | جهان را شاله ارشن رنگ بو داد

زبس گیرائی خاکِ این گلستان | نمی جنبد زجا تختِ سلیمان

چه دورا زخوبی این حسن آباد | گر آید دیو برگردد پریزاد

مپرس از سبزه زارِ عیدگاهش | زمرد خیز باشد خاکِ راهش

زجوشِ نرگس و گلهائے خرم | بود چشم و چراغ هر دو عالم

برد هرکس بسو از عفرانش | بزر گیرند در هند و ستانش

بشوقش گشته کوه قاف سیار | که میگردد بگردش آسمان وار

بهر جانب که بینی سبزه زاریست | بهشتی در زمردگون حصاریست

کشیده لاله و گل سر بافلاک | جنون کوتا گریبانے کند چاک

خزانش را بهارِ دیگر آمد | چمن گوئی دکانِ زرگر آمد

هوا را بوے صندل هست در مار | ازان در شهر گردد ناله مار

برنگی عشرت انگیز این چمن هست | که مرغ آب زن هم نغمه زن هست

بود بزم مغنّی گلشن راز | گلِ ترمید هد از شاخ آواز

بهر سو فرشے از بیجاده بنگر | بهشتے سر بصحرا داده بنگر

بود دامان خاکش پاک از خاک | غبارش بوے گل آن نیز نمناک

چنان نشو و نما اندر تلاشست | که هر دم خامه محتاج تراشست

نباشد کس درین گلزار بیکار | که دستے نیستش در خطِ گلزار

تراشِ کلک یاقوتی بهر خس | سواد خط ریحانی بهر کس

زمینِ صیدگاهش زر نابست | وزان یک مرغ زرین آفتابست

بهر هر مرغ دارد رخت طاؤس | بود هر مرغزارے تخت طاؤس

هزار و کبک و تیهو سار و سارنگ | هم آوا هم نوا همدم هم آهنگ

در طراوتِ اشجار و حلاوتِ اثمار

درختان ہمچو سبزان سبز بختان
نہ تنہا سبز بختان سبز رختان

زنار و نارون تا سرو و شمشاد
نو آئین - نوجوان - نوخیز و نوزاد

جنان شان مادر ست و دایہ کوثر
ارم شان عمۂ و طوبیٰ برادر

تکلم شان بہ تحریک اشارہ
خود ایشان کودک و خود گاہوارہ

بطفلی خوردہ از جوی عسل شیر
شکر بار آور و ہر گو شو و پیر

خوشا بادام کز وی چشم بد دور
سیہ کردہ بر و چشم طمع حور

بصید دل بود بادام بادام (خلال ۱۲)
کہ چیند در رہ ما دام بادام

بیا را وصاف سیبش ای سخن گو
ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو (ہموار راہ)

رسد از سدرہ اش ہر دم درودی
مثل باشد کہ سیبی و سجودی

زبس دارد لطافت در سرشت او
ربودہ گوی از سیب بہشت او

بانگشت اشارہ جانب سیب
نمایان میشود آثار آسیب

برونش زر درونش سیم خام ست
توانگر آنکش این دولت بکام ست

ز قوتش جان شیرین را بود قوت
جوان از خوردن او پیر فرتوت

زر و لیش چشم زخم انگبین دور
کہ این شان حقست آن شان زنبور

سیاہش ہست خال چہرۂ باغ
سپیدش نور چشم نرگسین باغ

انارش حقۂ یاقوت باشد
ہمانا قوت افزا قوت باشد

ز نیرنگیش خود ہم رنگ باز و
گہر در مشت گیر و لعل سازو

حریف آب دندان بہر قند او
کند بر ریش بارش خند او

ببین یک خرمن از اختر بیک برج
ببین یک معدن از گوہر بیک درج

کنم انشا بوصف ناشپاتی — ورق در دست من گردد نباتی

عنب نتوان رسید اینجا جناب — که باشد درمیان حائل سرآب

بود هم پنجگی با گلبنانش — که رنگین شد زخون گل بنانش

لب خوبان که دارد این شکرخند — بشفتالو مگر بگرفته پیوند

زبان در وصف آلو بسکه بالود — سخن شد همچو آلو لذت آلود

گلبانگ قدوم حضرت بلبل شاه و رنگ اسلام گرفتن این سیاحت گاه

نخستین شیخ بلبل شاه نامی — به بلبل از گل آورده پیامی

بهار تازه ناگاه آورد — برسم نوبهاران از راه آورد

که مرغان چمن را با نوا کرد — زبان قمریان راحق سرا کرد

علی الله گوے چون ازره درآمد — زقلب لا اله الا شد برآمد

بظاهر در گلستان لاله گشته — بباطن لا اله مثل قل نوشته

الف شمشاد لا شد لاله بالذات — که گل کرده بهار نفی و اثبات

بذکر جهر قمری مشتغل شد — که شمشاد و صنوبر اهل دل شد

برسم راستان هر سرو شمشاد — زبند خود پرستی گشته آزاد

بسا زنار شد نذر گسستن — گره گشته صرف در گلدسته بستن

بشاخ هر نهالے عندلیبان — خطابت کرده سر همچون خطیبان

ذکر بعضے از نواسنجان که عندلیب چمن سخن بوده بخاک کشمیر آسوده اند

نهم منت بمرغان چمنها — که آرم از سخن سنجان سخنها

سمن ریزی زبس کار نسیم است — تجلی زار بر گور کلیم است

فرازش بر تلی نور علی نور — کلیم الحق سزد منزل گهش طور

چو قدسی نغمه سنج این چمن شد — چنین بر درگه حق نغمه زن شد

درین گلشن که هم گل هست و هم خار (نام شاعر) — مرا هم جاے ده یک آشیان وار

رسیده بر هدف تیر دعایش — بزیر گلبنے دادند جایش

بخاک او حرم از گلستانست — هجوم قدسیان از بلبلانست

سلیم آن طوطی قدسی مقام است (نام شاعر ۱۲) — که این گلشن برو دار السلام است

سلامت بندهٔ طبع سلیمش — سخن سنجان کشمیری ندیمش (نام شاعر ۱۲)

صبا جوید نشان قبر جویا — نهان در خرمن گل هست گویا

غنی کاین گلستان را بود بلبل (نام شاعر ۱۲) — بود گنجینهٔ خاکش از زر گل

ز لوح تربت فانی بخوانی (نام شاعر ۱۲) — هُوَ الْبَاقِیْ وَ بَاقِیْ جُمْلَهٗ فَانِیْ

ندانم عندلیبان تا چه گفتند — که لب از گفتگو بستند و خفتند

همه هشیار و سرمست و خراب اند — همه بیدار و از مستی بخواب اند

حریفان باده ها خوردند و رفتند — تهی خمخانها کردند و رفتند

چه میگویم که شرمم باد از خویش — ره میخانه ام چون هست در پیش

بره پیر مغان سرشار و مستر — کلید خانه خمار در دست

در میخانه را تا بر گشایم — حریفان رفته من اکنون در آیم

بیا ساقی که از تائید باری — به بحر و بر بود حکم تو جاری

سفر کردم بکشتی باده پیا — که سرگشتیم دل برد از جا

غواصی جویاے گوهر نایاب در صفت دریاے ڈل تالاب

درین دریا که نام آن بهشت است — نه دریا چشمه سار آن بهشت است

بود آبش روان قالب شهر ‏ گرمی گیرند اهل شهر زان بهر

جهانی با نوا زین رود باشد ‏ دگر بار رود این شه رود باشد

کند بیک نظر چند انکه پویه ‏ بدریا خانها بیند دورویه

بود هر خانه را جا بر کرانه ‏ رود این رود خانه خانه خانه

چو مژگان از دو جانب صف کشیده ‏ چنین خوش منظری چشمی ندیده

بروی آب پلها بسته از چوب ‏ خوش آثار خوش آئین خوش اسلوب

رود بسیار پل در کار پلها ‏ نه پلها باشد این انبار پلها

بود بر هر سر پل گرم بازار ‏ دکانها باز وصف بسته خریدار

بخر هر جنس و هر کالا که خواهی ‏ گلیم فقر یا سنجاب شاهی

شود بازار خوبی چون بر او گرم ‏ دهد دل مشتری بیجا نه از شرم

یکی می جوشد و دیگر خروشد ‏ یکی دل می خرد دیگر فروشد

بیان بحیرهٔ بدل مسمی به ڈل

خوشا آبی که مشهور آن بڈل هست ‏ زدل تسنیم را نعم البدل هست

بود زنجیر پا موجش صبا را ‏ حبابش در گره بسته هوا را

فلک در جنب او برج حبابی ‏ ملائک اندرو مرغان آبی

جنون خیزست چون آب و هوایش ‏ رمند از هم چو ماهی مه جبایش

زبس گردیده محو جلوهٔ خویش ‏ زدل دارد بها آئینه در پیش

تموج بسکه گیرائی نظر هاست ‏ تماشا کن که خوش دام تماشاست

گریبان چاک موج از هوایش ‏ کتان ماهتاب جلوه هایش

شده آئینه گوئی زخساره ‏ بمقداری هلالی پاره پاره

بدریا ماه اندر نقره کاری
بگلشن زرفشان باد بهاری

کول از فیض دل کردست روشن
چراغی را که آبش هست روغن

ز بس کشتی درین زخّار قلزم
تموج خویشتن را میکند گم

روان هر سو ز کشتی کاروانے
که دیده اینچنین شهر روانے

ز بس کشتی سبک تر آمد از کاه
بموج سبزه هر سو میرود راه

روان هر سمت کشتیهاے خس پوش
تو گوئی آب دارد خانه بر دوش

مهیا هست هر چیزے بکشتے
نگو کشتے بگو قصر بهشتے

بکشتی هر کجا خواهی توان رفت
بماهی ماه تا ماهی توان رفت

اگر رو بندند چون کشتی سواران
سبق جویند بر باد بهاران

بود این آب بازی اسپ تازی
که بر دو نیست سابق هیچ تازی

جریان فیض الٰهی در صفت چشمه شاهی

بطبع آبرو این جا گر آئی
کن از سرچشمهٔ شاهی گدائی

خنک آنکس که از وے میخورد آب
نه بیند تا بحشر آب در خواب

خنک آنکس که شد در وے شناور
نه باک از آفتابش نے ز آذر

در آبش چارهٔ رنج روانست
نگو آب روان گنج روانست

سریع الهضم دارد آنچنان آب
خوری گر سنگ هم گردد چو آن آب

اگر غمهاے عالم خورده باشی
بخور آبش که عشرت کرده باشی

ذکر آبے دیگر موسوم به اوکر

سر این چشمه سار این سر زمین هست
اگر هست عالم آبی همین هست

برون از شهر آبے ہست اگر نام
کہ تا لا ببیست گوئی بحر آشام

بقدر سی گروہش دور باشد
عمق افزون ز حد غور باشد

سراسر چشمہ سار این سرزمین است
بود گر عالم آبے ہمین است

اظہار قدرت باری در صفت سرما و برفباری

بیا ساقی بیار آن آتشین آب
کہ از افسردگی دل گشتہ بیتاب

بآب آتشین کن گرم خونم
کہ از دم سردی دوران زبونم

ہوا شد چون بہمن پیرو بہمن کار
زمین آمد ہمین چیز و بہمن زار

چمن گوئی کہ بر و برد پوشید
کہ از نامحرمان رخ در و پوشید

نہ تنہا پر زیخ شد شاخ تا شیخ
کہ دوران را بود بنیاد بر یخ

خنک از دیدنش شد چشم کونین
سزد گر گوئی آن را قرة العین

بصابون جامہ زد ہر کوه و ہامون
بلے کافور کرده کار صابون

شده ہر وادیے دشت بیاضے
بہ از باغ سپیدش ہر ریاضے

سواد شام از صبح امید است
شب دیجور را در روز سپید است

خنک چشم و دل بینائے این شہر
شده شبہائے ہمہ شبہائے این شہر

دہر از روز سپید بہا امید دم
کہ پیش آمد چنین روز سپیدم

فلک را چرخ حلاجیست بر دوش
وَكَانَ النَّاسُ مِثْلَ الْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ

بہر سو بہ سنگی ہست تا ماہی
سپیدی می کند اینجا سیاہی

تو گوئی شور رعد آمد تگرگ بار
کہ در ہر چشمہ سارے شد تگرگ سار

بہر سنگے کہ بینی کوه نور است
نہ کوه نور گوئی کوه طور است

سپید اندر تن فرهاد خون شد — که پیدا جوی شیر از بیستون شد
شکر ریز عروس نوبهار است — کر شکر ریز ابر کوهسار است

هوای سرد آمد بر سر کار — شده حمامیان را گرم بازار
چه حمام آفتابش آفتابه — ز گرم و سرد دوران شش دو آبه
بهر یک خانه آتش خانه هست — چه آتش شمع هر کاشانه هست
چه آتش نوبهار هر زمستان — چه آتش آفتاب شبستان
بود آب حیات افسردگان را — برات تازگی پژمردگان را
فسون طرفه در کار آرد — که آهن کاری زر بار آرد
عیارش لیک روشن میشود زود — طلای آن بر آید نقره اندود
ز قلب زر را اینجا زر بر آید — چنان کز هر گوی گوهر بر آید
بخوری می کنم از عود صندل — که سازم نقل مجلس نقل منقل
ز منقل تخت خورشیدش توان گفت — فروغ تخت جمشیدش توان گفت
ازو سرگرمی هر شیخ و شاب است — حریف غالب جام شراب است
نگردد از چه صحبتهای ما گرم — قبای گرم و جای گرم و جا گرم
نه ابرست این بطرف باغ در جوش — گرفته پیره زن منقل در آغوش
با آتش هر یکی در جوش مستی — که هست آتش پرستی می پرستی
بفصل گل که گرد شاخ زر ریز — هوا زر ریز باشد خاک زر خیز
چو آمد در حمل خورشید از حوت — جوان شد از سر نو هر فرتوت
چو از گل برف آتش زیر پا بود — بخود رفتن گدازش رهنما بود
شکست از سنگ یخ را آبگینه — بر آمد گل چو صهبا از قنینه
هوا آستهٔ محمل جای کریاس — شده کان زمردکان الماس

سبزه — برف

الٰہی گشت بخت دوستان سبز | که می بینم زمین تا آسمان سبز

گل کردن انبساط در تعریف باغ نشاط

بیا مطرب که وقت انبساط است | نشاط انگیز شو باغ نشاط است
شنیدے تازه نو آئین نوائے | بیکتائیش باید زد دو تائے
بزرگ و کوچک اینجا با نوا اند | سرودے دلنوازے می سرایند
خوشا باغ نشاط افزائے کشمیر | که می گردد جوان از دیدنش پیر
برنگ نه سپهرش نه طبق هست | که هر هفت آن طبقها از شفق هست
دو چار جنت این گلشن گر گشت | برآمد در میان فندق نه و هشت
میان هر طبق دارد رواقے | کش این نه طاق نبود جفت طاقے
نمی باشد قصورے در قصورش | ولیکن یافتم خالی ز حورش
کشیده صف درختان چپدار | بگرد او برنگ سبز دیوار
درختے کس بدین رفعت ندیده | تو پنداری قیامت قد کشیده
بود زان راه آمد شد ملک را | همانا نردبان باشد فلک را
چه دور ار در هوائے سیر این باغ | کند پرواز داغ لاله چون زاغ
جنان تا دل بشوق دیدنش باخت | بچشم بلبلانش آشیان ساخت
زبس گل هست دلکش تر دگر گل | فتاده در کشاکش عشق بلبل
بهشت از رشک این باغ خجسته | چو داغ لاله اندر خون نشسته
شهید جلوهٔ خویشش فتاده ست | که نعش بوئے گل بر دوش باد است
نه قمری هست بل خاصیت باد | کف خاکستری را بال و پر داد
عجب نبود اگر بلبل کند پر | که میخواهد ز برگ گل کند پر

بطوق خویش قمری مست خوشحال / زپاے سرو گوئی برده خلخال
بشوق دیدن نرگس بهر گام / فگنم از چشم محجوبان نگه دام
نظر بر سایهٔ شاخ سمن کن / شب ماهتاب گلگشت چمن کن
زجوش سنبلستان گرستان / چو چشم دیده صد خواب پریشان
پر از ناز دنیا زاین تازه باغ ست / سمن پروانهٔ گل چون چراغ ست
دمد نرگس سرے افگنده در پیش / خراب انتظار جلوهٔ خویش
ندارد لاله آتش اندر جگر داغ / که افگندست آهو نافه در باغ
بود پرواز بلبل را چه احوال / که بوے گل بگردون میزند بال
فشاند زعفران گر خندهٔ گل / چکد خون گل از فریاد بلبل
پر از سرو و صنوبر زیر و بالا / شده نرخ بهار اینجا دو بالا
زگل هر گلبنش در زر فروشی / زشبنم سبزه در گوهر فروشی
زجوشش لالهٔ گلهائے خود رو / لب پان خورده معشوقان لب جو

فکر حوض درصفت فوّارهٔ حوض

بوصف حوضش اکنون تر زبان شو / براهش قطره زن آب روان شو
سپهرے کهکشان فوارهٔ او / زماهی اختر سیارهٔ او
بهر سو لشکر موج ست در جوش / لواے نصرت از فوّاره بر دوش
ستون خیمهٔ ابر بهار است / که بنیادش بر آب و پایدار است
زبس بالید گیهاے خداداد / جهد از آب بالا عکس شمشاد
شود چون در علو بیحد غلویش / کند پستی گردون سر فرویش
بداند شاعرے کش طبع عالیست / که خوش برجسته مصرع از زلالیست

بشوقش رفته از خود جویبارش — زند از شوق سر بر آبشارش
ز حیرت بسکه حال زار دارد — ازان رو پشت بر دیوار دارد

در تازگی دماغ در اوصاف شاله باغ

بوصف شاله باغش گل فروشم — که دارد سایهٔ گل شال پوشم
ز رنگ آمیزی گلهاے الوان — چمنها کارگاه شالبافان
هوا هر گوشه طرح طرفه ریزد — ز هر یک گوشه نقش تازه خیزد
درین گلزار رنگین بوته نیست — که بر فرقش نگارین نو طره نیست
چمن مخمل بساط از خوش تماشی — نشسته شال پوشان در حواشی
برنگ سوسن و شمشاد یارے — الٰهی وه بمن هم جامه وارے
کر از مستی به پیراهن نگنجم — نه پیراهن که در گلشن نگنجم
سرا دست کن ز راه مهر چون بدر — سراپائی سراپا قیمت و قدر
سراپائی نه تنها زینت دوش — بل از راه عطا باشد خطاپوش
سراپائے تو چون در بر گرفتم — سراپائے سخن در زر گرفتم
زر خود بر محک باید زد اینجا — که تا پیدا شود نیک از بد اینجا
عمارتش همه از سنگ موسیٰ — که هر سنگش بود طور تجلی
سواد آن سواد لیلة القدر — ضیائے آن ضیائے لیلة البدر
سوادش بسکه باشد دیده افروز — شب ما هست اندر نیمه روز
چو از عکس بتان بتخانه گردد — خود از آذر بود دیوانه گردد
بنازم بر صفائے حوضهٔ حوض — که رونق یابد از وے روضهٔ حوض
بلے این چشمه چشم فلک هست — سپهر قصرش بجاے مردمک هست

زبرج حوت باشد راه در روے / شنا در ہیچو ماهی ماه در روے

روان جوے ازان قصر سیاه هست / بلے اندر دل شب فیضها هست

خوشا قصر سیاه و خوشا جو / بود آن کعبهٔ واین زمزم او

زبس فواره اش برخویش بالد / بگردون گوشش ماهی را بمالد

زند از بسکه آتش عکس گلها / کشد آب از دل آه نیزه بالا

بلے این حوض محو گلستانش / که هست انگشت حیرت در دهانش

زند فواره جوشش از هر کناره / که بود افزون زاعداد ستاره

شده آن قصر در فواره ها گم، / چو این قصر زمرد گون در انجم

در صفت نسیم باغ فرح بخش دماغ

کنون دل مائل باغ نسیم ست / کش از همسائگان باغ نعیم ست

نسیمش بے گل و نسرین معنبر / که می خیزد زخاکش عود و عنبر

فضایش را نه گل هست و نه خارست / ولے چون من درو بلبل هزارست

نه او را بر جگر داغے ز لاله / نه بر رخسارش از سنبل کلاله

نه بے گیسوے سنبل بر دلش تاب / نه بے نرگس بود بیتاب و بیخواب

زخون ارغوانش پاک دامن / ولے چون برگ گل نمناک دامن

خدا او را فضاے دلکشا داد / بهار تازهٔ دارد خداداد

سواد او سواد شام دارد / زمینش خاک عنبر فام دارد

اگر در نیمه روز آئی و گر بام / بود ما دام اینجا جلوهٔ شام

درو غوغاے مرغان گاه و بیگاه / چو فریاد گدایان بر در شاه

ز انبوه چنار و کثرت بید / زمینش را ندیده چشم خورشید

زمینش سایه پرور چنار است | چنار اینجا فزون تر از شمار است
بود در سایه اش آسوده صد میل | که هر شاخیش باشد بال جبریل
ز خورشید قیامت نیست پروا | بود کشمیر را در سایه اش جا

در اوصاف اطراف نزهت پیام علی الخصوص گلمرگ مشهور بعیش مقام

برون از حد اوصافست اطراف | خموشی بهر اوصافست انصاف
زهی گلمرگ کامد خمسۀ گل | مگو گلمرگ هست آن مرگ بلبل
بود این گلزمین را طرفه نیرنگ | گلش صد رنگ هر رنگی بصد رنگ
قدم هر جا گذاری بر زمینش | چو موی سنگری زیر نگینش
زمین او ز بس نرم است چون آب | رود هر جا فرو در خاک مهتاب
بیا ساقی دگر سر پر خمار است | مگر در سر هوای سیر لار است
بیا در سایۀ تاکی نشینیم | رخ آسودگی تا کی نبینیم

گفتار خوشگوار در تعریف لار

خصوصاً تاکهای خطۀ لار | که در ظلش بود گردون دوار
چه می پرسی ز رفعتهای تاکش | که باشد سدره و طوبا نش تاکش
بزیر تاک باید کرد منزل | که آنجا رو دهد جمعیت دل
خدا را خوشۀ تاکی مجنبان | که بر هم میخورد لبهای مستان
بجا می هر که انگورے شکسته | دل میخواره گویا که خسته
بود چشم و چراغ می پرستان | که هست این کوکب اقبال مستان
ز تخمش تخم عشرت می توان کاشت | نه سرّے هست کش پنهان توان داشت

صفا از بسکه چون آئینه دارد | توان دیدن که دل در سینه دارد
سر خود را فرو نارم بافلاک | که هستم خوشه چین تارم تاک
کنارِ آب لار و سیکشیها | نگار باده خوار و سرخوشیها
کند نوشنده را سرور آبش | که هست افشردهٔ انگور آبش
ز آبش خوش جوان ده کودک و پیر | که هم می هست و هم شهد است و هم شیر
هم از تاثیر آن آب و هوا هست | که من از خویش و کلکم رفته از دست
بود بر باده نوشی جای حیفم | حرامم باد می چون نیست کیفم
بسیر لاله و گل باغ باغم | ولی از دوری احباب داغم
کنم هر جا بروی سبزه منزل | غم سبزان هندم خون کند دل
چو آید زعفران در زرفروشی | کنم یاد بسنت و زرد پوشی
بجام ما گر ساقی چهار ریخت | که این نیرنگها از کلک ما ریخت
سخن را باهم هنگام تحریر | کشیدم یک قلم تصویر کشمیر
برین گلدسته بکشا دیدهٔ هوش | که دارد هر گلی باغی در آغوش
بهر جا نقش ساقی رنگ بربست | صراحی در بغل مین جام در دست
بهر جا غنچه را تصویر کردم | تبسم زیر لب تحریر کردم
اگر بلبل زد از عشق در جوش | دگر گل از غرور حسن خاموش
بهر جا مرغ مضمون کرده پرواز | بسوی چشم دامی هم بود باز
بآب از کلک من گردیده تر دست | بهر سطری که بینی موجزن هست
بهر جای نگارم حرفی از گل | ز کلکم میتراود خون بلبل
گرفته رنگ گل تا نامهٔ من | شده منقار بلبل خامهٔ من
رسد کشمیر را بر خویشتن ناز | که دارد چون عزیزی نغمه پرداز

زبس گردیده ام هر سو درین باغ — زبس گل چیده ام زین باغ و زین راغ
بکاغذ بسته همچون زعفرانش — بهندستان فرستم ارمغانش
کزین گلهای رنگین رنگ گیرند — وزین نیرنگها نیرنگ گیرند
کند سرمست دل خوش ارمغان را — پذیرائی دهند این ارمغان را
برای سال تصنیف انتخاب ست — که نامش ارمغان لاجواب ست ۱۲۸۶
هر آنچه اینجا بچشم خویش دیدم — بنظمش همچو گوهر در کشیدم
طرفها طبع من زین بوستان بست — وزان گلدسته بهر دوستان بست
که سیر باغ تنها خوش نباشد — اگر گلدسته هم دلکش نباشد
کنون از نامهای راستی خیز — شوم چون کلک مانی رنگ آمیز
بیا ساقی بیار آن خسروی جام — که هست آئینه دار دور ایام
بمن ده کز جم و کی یادگارم — وزان میخانه دمی یاد آرم

مجملے از احوال تاریخی کشمیر جنت نظیر

بیا ای دل در میخانه بگشا — سر مینای می مستانه بگشا
بمی نوشی نباید کرد تاخیر — خصوصا وقت گل در باغ کشمیر
چه کشمیر آبروی هفت اقلیم — زند چشمه اش چشمک به تسنیم
بهشتی اندرین فیروزه طارم — بود در وسط اقلیم چهارم
مساحت سنج سیاحان دوران — کنندش داخل ارض خراسان
عروسی هست اندر حجلهٔ ناز — بهر فصلی برنگی جلوه پرداز
تماشش را بدخشان لعل بازو — سواد ترقیش را چین به گیسو
دهل زن هست دهلی در ستویش — بود بنگالی بمنصب خاکروبش

بسطح هند باشد درین ارض	چهل فرسخ بطول و بیست در عرض

هزاران قریه و رو‌ئے هست آباد	پر از سرو و صنوبر بید و شمشاد

بهندی نامهائے باستانی	سخن زین سان رود در حکم رانی

که گاهے پانڈوان با حسن تدبیر	تسلط یافته بر ملک کشمیر

گہے جسم پایه از ملک جستون	ز دا اینجا کو بن جمشیدی گردون

ولے نامے ز کس نامها نیست	بجز حالے بنوک خامها نیست

اگر هست ابتدا از او گنند است	که نام راجگی از وے بلند است

پسین شان که آمد سیکه دیوآن	ربوده گوے از گودرز و گیوآن

پسین راجگانش نام سهردیو	که راے او برا یان بود بے ریو

دران پس آمد از تبت رتن جو	که آبے رفته باز آورد در جو

بود در نامهاے پیش مسطور	که از روزیکه شد کشمیر معمور

همانا تا بدوراین خوش اقبال	چهار الف ست و کسری بر صد سال

درین مدت ز راه مهربانی	همه داده داد حکم رانی

کمر در کار چون زنار بستند	ولے زین باغ آخر بار بستند

جهان در اختیار راجگان بود	فلک در انتظار خواجگان بود

شده بیدار تا گر بخت کشمیر	سر گشت این ملک ز بخت کشمیر

بنایش بود مرد نیک انجام	ز اولاد سلاطین تورشه نام

رخ او مظهر نور الٰهی	دل او گنج اسرار کماهی

لبش روزے ز مهر و در همی سفت	در اثناے گهر سفتن چنین گفت

که کشمیر از تائید باری	که کشمیر روزے شهریاری

ز نسلش چند تن صاحب لوائید	بفرمان ازل فرمانروائید

چو بشنید این سخن شهمیر دلشاد | در آمد اندرین ملک خداداد
بامید ظهور آن کرامت | بجناک بارموله کرد اقامت
بدوران رتن جو شد در ودیش | که جایش داد وجاگیری فزودیش
گرفته رفته رفته اقتدار او | سپه سالار شد انجام کار او

تاخت آوردن ذوالقدر خان وتباهی شهر وشهریان وحکومت یافتن رتن جو ومسلمان شدن آن

کنون تفصیل این اجمال بشنو | برغبت قال بشنو حال بشنو
چو مردم زشت خوئی پیشه کردند | بخوی زشت محکم ریشه کردند
دیانت از جهان رفت وامانت | زنا گشت رائج هم خیانت
زانجم مهر واز مردم وفا رفت | حیا از دیده واز دل صفا رفت
نه مهری مانده ونی مهر باقی | که نازل شد بلای آسمانی
بنا گفته چرسه زلچو نام | که هم ذوالقدر خانش خواند ایام
ستمگاری ملقب ذوالقدر خانش | نگو ذوالقدر لیک ذوالقهر خوانش
ز ترکستان براه لار سملا کو | بکشمیرش همی خوانند ذولچو
روان اندر رکابش ترک وتاجیک | نه بیم از راه باریک ونه تاریک
همه خون تشنه وخونخوار وسفاک | همه خونریز وخون آشام وبیباک
وسگان فوج در شهر اندرون شد | روان از هر طرف دریای خون شد
منادی بهر قتل عام کردند | بجای باده خون در جام کردند
رسیده شهریار وشهریان هم | پریده رنگ روی مرغ جان هم
نشد تنها تهی از شهریان شهر | که آب از شهر رفت وماهی از نهر
زدود آتش نشان خانمانها | نه این برجای ماند ونی مکانها

[illegible]

نه قصرے ماند برجا و نه جسرے — نه کسرا و نه از وے هیچ کسرے
بناے را بجا آن سیل نگذاشت — بغیر از آسمان کا نهم خطر داشت
بغیر از ذکر جفت و حرف طاقے — نمانده زیر این نه طاق طاقے
نه صاحب خانه و نے خانه ماند — نه دام و دود نه دام و دانه ماند
غلاے غله صاحب غله را سوخت — نه تنها غله گوئی گله را سوخت
شد از بس قحط آخر کارشان تنگ — که هر یک بر شکم بست آسیا سنگ
هم آمد بر سر آن فوج سرما — که هر یک شد گریزان همچو گرما
ندیده پوششے جز چشم پوشی — نخورده جز غم بیهوده کوشی
روان شد آخر آن لشکر ز کشمیر — چو سیلے کاید از بالا سوے زیر
بره شان برف بارید آنقدر ها — که شد مسدود هر سو رهگذرها
بجاے آب برف از سر گذشته — نه از سر بل ز کوه و در گذشته
نه کس از دست برد برف جان برد — نه حس زان ورطه خود را بر کران برد
نه گیوے ماند و نے گاو و نے خر — نه اشتر ماند و نے استر نه بستر
درون برف هر شے یک بیک رفت — نمک شد هرچه در کان نمک رفت
نه برفست اینکه برق غیرتست این — معاذالله مقام عبرتست این
چو در اطراف شایع این خبر گشت — یکے از صد بسوے شهر برگشت
ز سر آن خطه آبادی گرفته — شده معمور آخر رفته رفته
درین مدت که گیتی شور و شر داشت — سر صاحب کلاهی هر یک افراشت
بهر مرزے که بودش مرزبانے — بجاے خویش آمد حکمرانے
پس از جنگ و جدال و کار و پیکار — پس از آویز و ریز و کشت و کشتار
ز سرداران ثالث زین جز نام — حکومت یافت از تائید ایام

بعهدش سبز و خرّم هر زمین شد ز فیضش خار و خس هم یاسمین شد

بکیش خویش چون می زیست مستی ولش می داشت میل حق پرستی

ز تائید خدا ناگاه اینجا رسید از راه بلبل شاه اینجا

طلب داد دل چو لیلے او داد بگل گوئی که بلبل رنگ و بو داد

گروه اندر گروه از خاص تا عام مشرف گشته از تشریف اسلام

بنصفت رونقے ایام از و یافت بکشمیر ابتدا اسلام از و یافت

بعقد او در آمدن شهمیر سالار به کوته رین و بجبر زن جور او درگذشتن و ناکام از وصل خود گذاشتن او را

پس از وے کوته رین آن همسر او نهاده بر سر خود افسر او

بچشم نیک مردان گرچه زن بود ولے هم رائے زن هم تیغ زن بود

بهار گلشن کشمیر رویش ختن یک خوشه چین چین مویش

سر سودا به سودائیش بسر داشت لب نوشابه از لعلش شکر داشت

اگر شیرین نمک پروردهٔ او دگر پرویز او نے بندهٔ او

نکرده کوته رین آهنگ نخچیر بدام آورد شهبازے چو شهمیر

سر صید همائے داشت شهباز که کردے در هوائے شوق پرواز

پیامش داد تا با خود کند جفت چو بشنفت او بصد اکراه پذرفت

که داند تا چه بازی آرد آفاق که گوید تا چه زاید جفت یا طاق

چو روز کدخدائی را شب آمد هبوطے در عروج کوکب آمد

عروس حجلهٔ امید شهمیر دریغا گشت هم آغوش شمشیر

ز غیرت پهلو خود را درید او جگر از اندرون بیرون کشید او

که لعل خاتم دامادی این بس نثار بزم عیش و شادی این بس

ترنج و تیغ رنگین کرد سودا — درین سودا بود سود زلیخا

ازین اندوه شد شهمیر غمناک — گریبان چاک گشت و هم جگر چاک

چو رفت از چنگ شهبازان کبوتر — بخون خود شد و چنگال کند تر

بدام افتاده نخچیرے رسید آه — چو رنگ از چهرهٔ عاشق پرید آه

دران هنگام یاد آمد بشهمیر — کلام جد که بود آن حکم تقدیر

سخن کوته بزور دست و باز و — بملک و مملکت او یافت قابو

نگارش چون نگار از دست رفته — عروس مملکت در بر گرفته

چو از انوار فیضش روز شد شب — بسلطان شمس دین آمد ملقب

ز هجرت هفت صد بود و چل و هفت — که از باغ جهان سوئے جنان رفت

پس از وے شد جهان افروز خورشید — رخ سلطان علاء الدین جمشید

چو از دار جهان او رخت بسته — بجائے او شهاب الدین نشسته

حملهٔ سلطان شهاب الدین بہ ہندستان و اختتام سلطنت خاندان ایشان

شهابے بود او بهر شیاطین — فروزان آفتابے در سلاطین

بنوعے ربط و ضبط مملکت کرد — که از شاهان پیشین هم سبق برد

چو فارغ از نظام ملک خود گشت — فراهم کرد لشکر دشت در دشت

پئے تسخیر هندستان چو کیوان — برون آمد ز ایوان شد بمیدان

ز پیلان گشت پر از کوه هامون — روان آن کوهها مانند گردون

بدهلی آن دم از مه تا بماهی — زدندے نوبت فیروز شاهی

دو لشکر از دو جانب چون در آویخت — دو بحر آتشین گویا در آمیخت

شد آخر صلح بر تسدید این سد — که سلطان را بود سرهند سرحد

بسرعت موکب او بعد ازین کار ‌ ‌ ‌ ‌ بسوی مرکز آمد همچو پرکار

دمی کاو رهرو باغ برین شد ‌ ‌ ‌ ‌ مدار دین دنیا قطب دین شد

باوج علم و دانش بود ماه او ‌ ‌ ‌ ‌ بفن شعر و شعری دستگاه او

سپس سلطان سکندر بت‌شکن بود ‌ ‌ ‌ ‌ که از آئینهٔ دین زنگ بزدود

بسی ویرانه شد تنها نه از وی ‌ ‌ ‌ ‌ بسی ویرانه طاعتها نه از وی

جگرخوران احتسابش کرده‌ی را ‌ ‌ ‌ ‌ فتاده عقدها در کار نی را

شکسته آن همه آلات چون لات ‌ ‌ ‌ ‌ که دوسان شد تهی سر زین خیالات

زساز برگ نسیفش او بکشمیر ‌ ‌ ‌ ‌ نماند هیچ نوای جز مزامیر

نه تنها نی درانجا بی نوا بود ‌ ‌ ‌ ‌ شکست شیشه می هم بی صدا بود

چو از تاراج تیمور او خبر یافت ‌ ‌ ‌ ‌ که بر افواج هندستان ظفر یافت

فروغ دیده زین العابدین را ‌ ‌ ‌ ‌ که وارث بود او تاج و نگین را

روان فرمود موکب تیز راند او ‌ ‌ ‌ ‌ رسید و پیشکشها هم رساند او

بدین عجز و نیاز و این مدارا ‌ ‌ ‌ ‌ سکندر یافته خلعت ز دارا

چو زین العابدین تاج و نگین یافت ‌ ‌ ‌ ‌ جهانی زینت از دنیا و دین یافت

بدین سان چند تن از یاری بخت ‌ ‌ ‌ ‌ یکی بعد از دگر شد صاحب تخت

ور ایشان بود با صد عز و اقبال ‌ ‌ ‌ ‌ مقرر سلطنت بیش از دو صد سال

پسین شان که نازک شاه نام است ‌ ‌ ‌ ‌ بذاتش سلطنت را اختتام است

بیان حکومت قوم چک

چکان هم چار و چل سال ایشان ‌ ‌ ‌ ‌ حکومت کرده با صد شوکت و شان

لیاقت قوم چک ضرب المثل بود ‌ ‌ ‌ ‌ دل شان در دلیری بی بدل بود

بود لنگر چک از اجداد ایشان | سر و سر دفتر افراد ایشان

ز ملک خویش رخت اینجا کشید او | بعهد مهد شمس الدین رسید او

بسلک چاکران بعد از وفاتش | گرفته قدر و قیمت ذریاتش

شده با خاندان شاهی اکثر | بتقریب رضاعت شیر و شکر

هر آنکس گشت فائز بر نیابت | مقرب شد بتقریب قرابت

قرابت باعث اجلال شان بود | که دختر اختر اقبال شان بود

بنا کرده قصور خسروانه | که آمد خانهٔ شان خسرخانه

نجس رو داد چون این دولت نو | بدین علت شده خود دختر خسرو

تسلط گشته بیرون و درون را | بنازم ارتباط کاف و نون را

چو غازی چک بلند آوازه آمد | ز دولت بر رخ او غازه آمد

بسال نه صد و شصت و دو آخر | سر افراز آمد و شد صاحب افسر

بعهد از پا لغزے که رو داد | همایون با دستار از بام افتاد

عقاب آسا ز راه تیز بالی | بفوج آمد اینجا بو المعالی

برای دفع او غازی کمر بست | ز جا جست و شکست و بخت بشکست

هزار و هفت صد کس از اسیر او | بکشتن داد بعد از دار و گیر

علی شه گشت چون صاحب سرآن | رسیدند از بر اکبر سفیران

بظاهر خواستار دختر او | بباطن راز جوی اختر او

ولے چون بود او بینا و دانا | ز واهنگ سمعنا و اطعنا

بنامش سکه زد بر نقره و زر | بنامش خطبه خواند الله اکبر

پئے عقد سلیم آن شاهزاده | پری زد دختر خود نیز داده

سفیران پیش اکبر باز گشتند | بساز مملکت دمساز گشتند

چو گوہر شاہ آمد گوہرین تاج — نماند ہیچ کس در شہر محتاج

بعدل و بذل طبعش بود مائل — بعہد خویش عادل بود و باذل

ولے یوسف کہ بود از راز اخوان — محابا داشتے از کین گرگان

بسوے اکبر آورد التجا او — کہ شد صاحب لوا از بس ولا او

پس از یکسال از آن درگاہ برگشت — بقصد گاہ با سپاہ برگشت

شدہ بے جنگ گوہر شاہ مضطر — شکستہ قیمت گوہر چو گوہر

ز دستش چشم زخمے تازہ دید او — گرفت و میل در چشمش کشید او

کسے کش روز و شب خورشید مے دید — بچشم خویش آن روز سیہ دید

دو روشن اختر او بے ضیا شد — دو یکتا گوہر او بے صفا شد

جہانے تہنیت خوان باز آمد — کہ یوسف سوئے کنعان باز آمد

عزیز مصر و ماہ مصر گشت او — سرافراز کلاہ مصر گشت او

بنای نوش شد یکچند مائل — کہ از دربار اکبر گشت غافل

رسید از درگہِ اکبر سفیرے — رسانیدش پیام دار و گیرے

کہ کردی حقِ نعمت را فراموش — کہ گشتی در ادائے شکر خاموش

نہ حال خویش چیزے عرضہ دادی — نہ سر بر آستانِ ما نہادی

فتاد از لرزہ جانش در تلاطم — تو گوئی کرد یوسف خویش را گم

دل او سوے اکبر داشتے میل — ولے مانع برفتن گشت سرخیل

کہ تا جان ہست و تن جانفشانیم — ز ملک خود مخالف را برانیم

پس او یعقوب فرزند گلان را — فراوان پیشکشہائے گران را

فرستاد از برائے عذر خواہی — بسوے بارگاہ پادشاہی

رسید از راہ چون در بارگاہ او — رساند آن پیشکشہا پیش شاہ او

خودش را حاضر خدمت ندیده — شه از بس خشم رو در هم کشیده

دمی کز بهجهٔ رایات پر نور — منور شد فضای ملک لاهور

سپاهی شد روان بر ملک کشمیر — سپاهی در کشاد مملکت گیر

سپاهی بود بس محکم اساسش — سپهسالار شد بهگوان داسش

ازین احوال شد یعقوب آگاه — که نازل شد عتاب از عقبهٔ شاه

بسرعت گشت ازان دم روی گردان — رسید اندر وطن چون گرد گردان

پدر طعن سلامت بر پسر زد — که این سرتابی از وی گشت سرزد

ملامت کرد بیش از بیش او را — براند آخر ز پیش خویش او را

ولی میداد او بر جنگ ترغیب — سپه آراست با ترتیب و ترتیب

منادی زد ندا یا اَیُّهَا القَوم — که قُومُوا لِلقِیَام الحَربُ الیَوم

بهم بر زد و صف از زیست مایوس — بتمثال دو کف هنگام افسوس

دو کوه از هر دو سو بر هم دگر خورد — سران را در میان شد پای سر خورد

چکاچاکی ز شمشیر چکان خاست — که از هر سوی ابری خونچکان خاست

ز بیم ضربت البرز گرزان — فلک بر خویشتن چون گرز لرزان

زمین و تنگ شد از جنگ یوسف — نکرده پاس نام و ننگ یوسف

با فواج مغل خود را در انداخت — با یشان ساخت اما ملک را باخت

ولی یعقوب بر جا ماند چون کوه — به تنهایی زدی خود را بانبوه

فلک گفتش که تیغت برق اساس ست — که واس مزرع بهگوان داس ست

روا رو زد بهر جانب که بی ریو — بگو افتاد و همچون گاو بی جیو

جهان زیر و زبر هنگام کین شد — زمین گردون شد و گردون زمین شد

زره بهم پامال ستوران — خزید سیمچیل در سوراخ موران

زبس شورهٔ سلحشوران خونخوار / شده هر چشمه سارا اینجا نمکسار

خورش خون جگر بود آب نایاب / بجاے خوے ز تنها ریخت خوناب

بخنجر بطن پیلان می دریدند / بجاے تیل آتش می کشیدند

سپاه قحط کوه و در گرفته / که هر جو قیمت جوهر گرفته

بافواج مغل افتاد غلغل / تحمل ماند نے تاب و تحمل

ستیزان فوج دنبال گریزان / گریزان آبرو بر خاک ریزان

سپه سالار ناگه هوش درباخت / که طرح صلح با یعقوب انداخت

ازان وادی چو بخت خویش برگشت / که با آن ریش و تشویش برگشت

ازان در بند با صیدے برآمد / که در دامش بپاے خود درآمد

فریب از جانب اخوان نبوده / همانا گرگ یوسف را ربوده

رسانیدش بدرگاه جلالت / کند فی الجمله تا رفع خجالت

چو افواج مغل را کرد مغلوب / شد این جا مستقل بالذات یعقوب

ولیکن بود بد وضع و کج اخلاق / بکج خلقی شده مشهور آفاق

بزرگان در زمانش رنج دیدند / بجاے گل ز دستش خار چیدند

زبس داد جفاے و جور و بیداد / قضا را گشت قاضی را به بیداد

زخونش شد جهانے را جگر خون / جگر خون گشت و خون از دیده بیرون

چنین نادیدنیها دیده از وے / دل هر کس شده رنجیده از وے

لشکر فرستادن اکبر پادشاه بتحریک حضرت شیخ یعقوب صرفی بکشمیر و آوردن این ملک بحیطهٔ تسخیر

جهان علم یعقوب گشائی / که شیخ وقت بود از پارسائی

فقیه و منطقی نحوی و صرفی / سخن را صیرفی مشهور صرفی

ادیبی جامع معقول و منقول ‌ ‌ ادیبی واقف معروف و مجهول

ز علم فقه و دینیات و تفسیر ‌ ‌ چه دفترها که کلکش کرد تحریر

بفن شعر از شیرین زبانی ‌ ‌ ملقب گشته با جامی ثانی

جواب پنج گنج گنجوی نیز ‌ ‌ رقم فرمود با کلک گهر بیز

مؤلف را که مشکین دوده باشد ‌ ‌ نیای مادری زین دوده باشد

روانش شاد باد از رحمت حق ‌ ‌ درود از من قبول از حضرت حق

جفا می رفت چون از حکم حکام ‌ ‌ بجان شهریان و شهر مادام

شد او آگه ز حال سینه ریشان ‌ ‌ بدرد آمد دلش از آه ایشان

بر اکبر بجمعی از اکابر ‌ ‌ شکایت پیش برد از جور جابر

محرک گشت بر تسخیر کشمیر ‌ ‌ مؤید شد به تدبیر و تقدیر

دعا بر مدعا کرد و اشارت ‌ ‌ جسارت داد و بر نصرت بشارت

شده حالی بدرگاه خلافت ‌ ‌ که رفته والیش را چه لافت

پس از تصمیم عزمی اندرین کار ‌ ‌ گرفت شیخ عهد از اهل دربار

نگیرند از رعایا بنده وداه ‌ ‌ که هست از بندگان خاص درگاه

ز بند بندگی آزاد باشند ‌ ‌ چو سرو آزاد و هم دلشاد باشند

ز هر تکلیف فارغ بال مانند ‌ ‌ بجز شرعی که خاص از بهر آنند

چو طی شد دفتر آن عهد و میثاق ‌ ‌ بحکم بندگان شاه آفاق

امیر البحر قاسم خان سرتیپ ‌ ‌ سپاهی دادشان با نظم و ترتیب

سپه شد رهگرا از درگه شاه ‌ ‌ دعای شیخ و هم خود شیخ همراه

ولی یعقوب چون آگه از آن شد ‌ ‌ سبک از جای با فوج گران شد

سپاه دی که از دی بود دلگیر ‌ ‌ ز دست اختیارش رفت چون تیر

به تنها فوج از وچون بخت برگشت
که گوئی بخت وتخت ورخت برگشت

زمیدان رفت بے ناماتے وبے گشت
سرش لشکست بے سنگے وبے خشت

چگویم اینکه بازی پیشش بُرداد
بود این بس که جان خویش بُرداد

دران وادی چو دریا موج در موج
رسید از هند هم فوج بر فوج

نشد کس سدِّ راهِ لشکرِ جم
بود سال دو ده ش خیر مقدم

گذشته مدّتے در جنگ پیکار
نمانده فوج شاهی گاه بیکار

وَلے یعقوب باز از کوه وهامون
بشهر وشهریان آورده شبخون

شنید از بس خبرهائے مکدّر
بنا گه خود جلال الدین اکبر

برسمِ ایلغار از ره در آمد ق
مرادِ خلق گوئی در بر آمد

چو بوے پیرهن یعقوب دریافت
دلش نورے وچشم اوبصر یافت

بسر بر کفش اکبر سر بکف شد
که از پابوس اشرف باشرف شد

معین گشته اصحابِ درایت
برائے نظم ونسق آن ولایت

چو فارغ از نظام کوه ودر گشت
ازینجا رایت اقبال برگشت

وزان هنگام باصد کامرانی
شده این ملک ملک گورگانی

وَلے تا عهد نورالدین جهانگیر
ندیده نظم ونسق تام کشمیر

سلحشورے بهر سو شورشے کرد
سپهدارے بهر کو یورشے کرد

کماندارے بهر کمین کمین گیر
زمیندارے بهر مسکن زمین گیر

نه از تدبیر کارے میکشودے
نه از شمشیر فتح الباب بودے

ظهور امر زیادگار راست
که گوئی حیرت افزا یادگار است

گروه کور چشمان سیه بخت
برو زر روشنش بنشاده بر تخت

خروجے کرده مانند خوارج
بعوج عارج اوج معارج

بتائید خدا رایات شاهی ... پی گلگشت این سو بود راهی
سر لشکر از سه جانب گشت مامور ... که گوران را رساند زنده در گور
رسید این غلغلش آنگه که در گوش ... ز هیبت گشت چون خفاش روپوش
چنان از چشم مردم رو نهفته ... که گوئی یادگار از یاد رفته
ولی چمعی ز بنگاهش اثر یافت ... براه آن از لبستانت دریافت
سرش ببریده و جاری آورد ... بپای مرکب شاهیش آورد
مهم سرسری بود انکه سر شد ... نصیب بندگان فتح و ظفر شد
امیر البحر از فرمان اشرف ... بتشریف نظامت شد مشرف
بتوڈرمل ز ایوان جلالت ... امور نظم مالی شد حوالت
دران ایام گرد کوهساران ... فصیلی شد بنا چون کوهساران
پس از تسخیر این الکا باقبال ... جهانبان بود اکبر سی و شش سال

گلگشت جهانگیر گلزمین کشمیر و بیان عهد شاهجهان و عالمگیر

چو اکبر از جهان آمد گران گیر ... زده کوس جهانبانی جهانگیر
شمار یک هزار و بست و نه بود ... که شاه این گلزمین را رونق افزود
بسی از باغ در اغ آباد کرد او ... بسی از قصر و جسر ایجاد کرد او
بنزهت بود هر قصری بهشتی ... که باقی نیست زان سنگی و خشتی
سوی کشمیر آمد هفت بار او ... که شد هر هفت از نقش و نگار او
فرح بخش آنکه از وی یادگار است ... کهن نقشی از آن نقش و نگار است
فلک را بر بنایش اعتماد است ... که او بالذات خود ذات العماد است
چو خان اعتماد از بس جلادت ... نظامت یافته بعد از ارادت

زراہے باسپاہے گرہ کوچ او
کلید آمد پے فتح تبوچ او

بنائے دین و دولت گوئی انداخت
کہ آن جامسجد جامع بنا ساخت

چکانرا چون چکاک صید میکرد
گہے می کشت گاہے قید میکرد

بہرجائے کہ فردے یافت از چک
چو حرف باطلش میکرد پے اوحک

ازان ہنگامہ ہنگام آن قوم
شدہ نابود و مفقود است الیوم

کشیدہ گردن از زرین حمائل
بجائی شدہ زان روز زائل

ہوائے سلطنت از سر بدر شد
کہ ہر یک چون گدایان دربدر شد

باہنگ چکاک در رزم چک
ننالد کس بجز کبک از چکاک

چو شد شاہ جہان ماہ جہانبان
مظفر پے نظامت شد ظفرخان

ندیدہ در رعایا حیلہ برداشت
رسوم اعتقادی جملہ برداشت

بسرداری گذشت از سر درختی
نہالش شد ثمر در نیک بختی

بعہدش جملہ ممنوعات شرعی
شدہ مرفوع اصلی تا بفرعی

بکلک تیغ و در تسخیر تبت
نوشت او یک قلم تفسیر تبت

چو دستش دست اعدا را قلم کرد
نوید فتح سوئے شہ رقم کرد

بیان نہضت عالمگیر بسوئے کشمیر

ہزار از ہجرت و سہ بود ہفتاد
ز عالمگیر شد این خطہ آباد

چو شد رایات فتح آیات خسرو
ز نزدیک علی آباد رہرو

ز کوہے بانشکوہے پیل برگشت
بحکم جندر گوئی نیل برگشت

جہانے یک بیک پامال گردید
ہمانا کوہے از کوہے بغلطید

ز حیرت خیرہ گشتہ چشم انجم
کہ آن روز سیہ دیدند مردم

مپرس از بیگمان شاهی و شاه — که از ماهی رسید این فتنه تا ماه

ز کجبازیٔ گردون کج نهاست — که در اندیشه‌هاے بیل ماست

دریغ از دست برد دور ایّام — که برد آرام از دل هم دل آرام

چه جاے پایمال مزرع و کشت — که امید و امل شد مات ازین کشت

بلائے بود کان ناگه رخ آورد — کسے مرد و کسے زان عرصه جان برد

رسیده از ره رنج و ملالت — غبارے تا بدامان جلالت

ازین ره موکب شاهی ز راهے — ازینجا شد روان بعد از سه ماهے

بعهدش هر یکے اینجا غنی بود — ازان انموذجے ملا غنی بود

بیان زمان محمد شاه بادشاه

بدوران محمد شه ز تقدیر — نیابت یافت احمد خان کشمیر

یکے از اهل منصب محتوی خان — که بود از عمدهٔ جاگیرداران

پے اجراے آن احکام اسلام — که ذمی را بود بر ذمه مادام

با حمد خان بصد تاکید اصرار — محرک گشت و امرش یافت اصدار

منادی کرد کز هنود سراسر — نه بندد هیچکس دستار بر سر

بنا شد بر سر زین جاے ایشان — نپوشد کفش چرمین پاے ایشان

برسم قشقه کس صندل نمالد — نمالد تا ز ور دستر نسالد

رواج ترک صندل عین شر شد — صدورش باعث صد دردسر شد

بفرق هر کسے دستار دیدند — کشادند و بگردن در کشیدند

ز هنود هر که دیدندے سوارش — کشیدندے بخاک رهگذارش

چنان ترسیده طفلان لعب کوش — که کرده نے سواری را فراموش

جهانے شد تہ و بالا درین کار | بسر کفش و تہ پا بود دستار
نگویم ہر یکے دستار بگذاشت | سر صاحب کلاہے گوئی افراشت
بیک سو ہندوان ہنگامہ آرا | مسلمان کردہ یک سو حشر برپا
گسستہ سبحۂ و زنار پیوند | کشادہ از مسجد و بتخانہ ہر بند
بلند آوازہ شد تکبیر چون کوس | حریف صور آمد شور ناقوس
بپا شد فتنۂ ناگاہ اینجا | برآمد گردے از ہر راہ اینجا
باویزش مہیا ہر یکے شد | کہ نفع و ضر و خیر و شر یکے شد
عوام انبوہ کالانعام گشتند | بلائے جان خاص و عام گشتند
زوند آتش بہر برزن بہر کوے | شدہ ہر آبجوے آتشین جوے
ز برق فتنہ ہر سو خانہا سوخت | نہ تنہا خانہا پروانہا سوخت
گروہے طالبان علم و بے علم | ہمہ بے شرم و بے آزرم و بے حلم
موالف با فساد آلفتہ چند | مخالف از عناد آشفتہ چند
بسنگ و خشت و مشت و تختہ و چوب | کشادہ ہر یکے دست زد و کوب
ہمہ خون تشنۂ و بے آب و دانہ | سر ہندو شمردہ ہندوانہ
زمین از خون مردم لالہ گون گشت | چو داغ لالہ ہندو غرق خون گشت
بہندی ہندوان در دست بازی | بتازی ترکمان در ترک تازی
زبس برہم مزاج برہمن بود | باویزش حریف اہرمن بود
بجرأت دستگاہ بہمنی داشت | بکف از سنگ گرز بہمنی داشت
پس احمد خان صاحب نصفت وداد | پئے تنبیہ شان فوجے فرستاد
رسیدہ لشکر ناظم ز دنبال | مآل آن ہمہ بیہودہ اعمال
زد آنجا حلقہ چون گرداب آن فوج | درآمد شہر ہمچون بحر در موج

برآمد هر یکی از کوی و برزن تبرزن تیغ‌زن هر مرد و هر زن
چنان از بامها شد سنگ باران که گوئی رفت از جا کوهساران
خروجی از پی اخراج کردند جهان تاراج و نامش باج کردند
نبود از غارت اموال بهبود تو گوئی تخم خرد ندان سگ بود
نه تنها بر جهان بیداد می رفت که مشت خاک شان بر باد می رفت
ز بیدردی چنان سرمی بریدند که خرمای تری از نخل چیدند
چه خونها ریخت از چنگال دندان چه سرها گشت وقف تیک و سندان
گذشته رنگ رز از رنگ سازی بخون غلق کرده دست بازی
خیال خام گر طبّاخ می پخت برنگ میوه آن بر شاخ می پخت
بگرمی کله را بر کله میزد نه بر یک کله بر صد کله میزد
نمی گویم که خوان سالار بود او که مرد هفت خوان در کار بود او
یکی گر مست دیگر سنگ می زد مغنّی گر دف و گر چنگ می زد
سوی خیّاط گر مردی ره آورد بجای پیرهن از وی کفن برد
برای جنگ چون آهنگ میکرد بسوزن رخنها در سنگ میکرد
بخونِ هر که چشم سوزن آن دوخت مژه بر هم زد و چشم از جهان دوخت
نبود از فتنه خالی یک سر کوی نماند از شال و شالی یک سر موی
اگر شد کارگاه شال برهم چه پشم از خانهٔ زندان شود کم
گمان خویشتن حلّاج بر دوش که کردی مغزها چون پنبه منفوش
کسی تیر و کسی شمشیر می زد بسوزن نعرهٔ تکبیر می زد
چو شد آن حکم جاری از جسارت نبود از جسارت جز خسارت
خلاف رای اهل الرای چون بود جنون بود و جنون بود و جنون بود

فراهم گشته هر کان عدالت — بکنگاش اندر ایوان عدالت

طلب شد محتوی خان هم بافسون — رسید و دید کار خود دگرگون

دلے خود را بحیلت از میان برد — نه خود را از میان برد او که جان برد

برون چون گشت از کنگاش خانه — گرفتندش گروهے در میانه

چو زنار آن گروه از هم گسستند — بجائے بت شکستن سر شکستند

سخن سنجان که سال و سه شمارند — شکست کافران سالش نگارند

ز غفلت محتوی خان با خبر شد — ز جائے خود برآمد دربدر شد

ندادش کس ره از بیگانه و خویش — خدایش خواند خود و خانهٔ خویش

کشیده روز هر سو دل گرفته — درون مسجدے منزل گرفته

روان خون گشت از زخمها چون آب — تو گوئی عید قربان بود و قصاب

بدستش استخوانے همچو دیوان — چو گرز گاؤ سر در دست کیوان

برائے لشکرے تیر و کمان بس — شکست هندوانرا استخوان بس

رسیدن سیف الدوله از لاهور بایلغار و دور کردن آن خصومت بیکار

سخن کوته کشید این فتنه چون طول — شد احمد خان دران هنگام معزول

عبید الله خان آن بندهٔ خاص — بدین خدمت شده مخصوص از اخلاص

نبرد او نیز کارے پیش اینجا — خلل شد بیشتر از پیش اینجا

که در دوران سر درد جگر خاست — ز راه هند گردے دگر خاست

میان شیعه و سنی نزاعے — فساد و کرد تکلیف صداعے

قضا را محتوی خان شد دران ور — ز دست دشمنان مقتول فی الفور

ز خون او گل دیگر شگفته — که شد بیدار گوئی خون خفته

بقتلش شیعه را کردند بدنام | که صبح عیش شان شد تیره چون شام
که سیف الدوله با فوجے ز لاهور | رسید و گشت طالع از افق هور
زمین از مقدم او گشت گلشن | شب تاریک آمد روز روشن
جهان روشن شد از وے تیرگی رفت | ز چشم مردمان آن خیرگی رفت
ره دستار بستن باز شد باز | بدستار آمده هندو سرافراز
ز داغ قشقه هر یک مه جبین شد | جبین را گوئی آن نقش نگین شد
بهر سر شد حوالت کفش و دستار | بهر سر در عنایت اسپ رهوار
بویرانی هنود آباد گشتند | شدائد بر طرف شد شاد گشتند
ز بس او داد داد نصفت و داد | خلائق شاد گشت و ملک آباد

بیان باریابی خویش بدربار دلپذیر رنبیر سنگه مهاراجه کشمیر

بود دارای کشمیر اندرین عهد | فریدون اقتدارے آسمان مهد
شدم روزے ز لطفش بهره یابش | سر افراز زمین بوس جنابش
شد از هر در که لعل او درفشان | عرق کرد از خجالت ابر نیسان
گر از اخبار هندستان خبر جست | گر از آثار این بستان اثر جست
سخنها داستان در داستان رفت | ز عهد حال و عهد باستان رفت
ز نصفت گستری کارش بساز است | که ساز دولتش گیتی نواز است
بعهدش قوتے موران گرفته | که پیلان انگشت بر دندان گرفته
دلش بیدار و چشمش مست خواب است | جهان آباد و کان از وے خراب است

خوشا باغے و خرم گلزمینش
که باشد باغبانے این چنینش

اختتام گلگشت این بوستان و رجوع بهندوستان

بیا ساقی ره هندست در پیش
رهم بنما که خواهم رفت از خویش

کنی گر مستم از یک ساغر مُل
روم تا هند زیر سایهٔ گل

از ان این گلشنم پابند دارد
که دل با هر گلی پیوند دارد

ازینجا رفتنم حسرت فزا هست
قدم در راه و چشمم بر قفا هست

ازین گلزار بیرون نتوان رفت
بحرمانی که آدم از جنان رفت

ریاحین بر قدم افتد بپایم
ازین گلزار تا بیرون نیایم

ز هر سو شاخ گل پیراهن من
زند دستی و گیرد دامن من

نه هامون سنگ ره نی کوه باشد
ولیکن مانع این اندوه باشد

نسیم نوبهار آید بدنبال
که برگرداندم از راه فی الحال

رباید نکهت گلها ز هوشم
که در رفتن ز بیهوشی نکوشم

برآیم چون ازین گلزار بیخار
کشد دیوار پیشم رو سپیدار

صبا آید برای همرهی ها
کند سرو و صنوبر دلدهی ها

ز خیری خیر بادی میکنم گوش
ولی سوسن بحیرت هست خاموش

زدم چندانکه این ره گاه و بیگاه
گل و نسرین بود همپای و همراه

ز جوش رنگ گل در کوه و هامون
شده شبدیز من همرنگ گلگون

عزیزا این گل فروشی تا کجا ها
خموشی هست بهتر زین نوا ها

نه مزدور گلم نی باغبانم
نه چون بلبل فدای گلستانم

نه از باغم امید برگ کاهی ست
نه از نرگس مرا چشم نگاهی ست

نه در دستم سر گیسوی سنبل
نه با بلبل سری دارم نه با گل

نه بر دل هست داغے از شقیقم — نه بر خاتم نگینے زین عقیقم

نه بر شاخ گلے دارم نشیمن — نه اندر دست خارے دامن من

گلستان شکست رنگ خویشم — بهار غنچهٔ دل تنگ خویشم

اگر در خنده کبک کوهسارم — وگر در گریه ابر نوبهارم

شکست دل ترا داد از فغانم — ز طوطی او فتاد دست آشیانم

نمی سازد بدل گلگشت باغم — ز گل نازک تر است آرے دماغم

دماغ وصف گل کے بود مارا — که بوے گل بود چون دود مارا

ولے تحریک سعدالدین سائل — بوصف گلستانم کرد مائل

برادر هست وهم باجان برابر — سخن گوی و سخن دان و سخن ور

دلا هنگام عرض مدعا هست — اجابت چشم در راه دعا هست

خداوندا بحق عظمت خود — به بحر لطف و ابر رحمت خود

بان خرم نهال باغ لولاک — که او را کس ندیده سایه بر خاک

بمرغان بدام افتادهٔ خویش — بفریاد اسیران جگر ریش

بریحانے که رنگ گل شکسته — بدان سنبل که بر گل حلقه بسته

بمرغے گشته از مضراب بسمل — بطاؤسے که میرقصد بمحفل

بود روزے که خور ریک نیزه بالا

دهی زیر لوائے احمدم جا

تقریظ

اللہ اللہ بلبل تا بلبلہ در خروش است و سنبل تا سنبلہ در جوش حیف ست کہ من با این ہمہ جوش و خروش ننالم - و با این ہمہ نای و نوش بر خود ننالم چشم بد دور نرگس شہلا بیدار ست و من ہنوز در خواب غفلت سوسن صد زبان در گفتار است و من خاموش از حیرت باد بہاری دہان غنچہ را بر کشادہ و من ہمچنان لب بستہ - ابر آزاری سراپای چمن را شست و شو دادہ و من ہمان روی ناشستہ - اوراق درختان چون نیک بختان دست بدعا برداشتہ و من دست در آستین - اغصان پر بار چون مردان طاعت گذار سر بسجود گذاشتہ و من ہمان بالین سرو و شمشاد چون مصلیان باقامت قد و قامت برافراختہ - و مرا چون بوتہ نقش قالی تن بہ بستر قمری و فاختہ چون مکبران باستقامت قد و قامت بلند ساختہ و مرا چون مرغ تصویر نہالی در دخاموشی از بر زمین تا زمن از نسیم نافہ عطا یای سر مدی نفحہ بیز ست و چیدن باختن از شمیم نفحہ گلہای محمدی نافہ خیز - ہر بلبلی را از جلائل آلای متقالہ از بر - و ہر گلی را از فضائل رسالت پناہی رسالہ در بر - اشعار طرف چمن خوشنما ست مرغ سحر حق سرا دیدہ و دیدن کجا گوش شنیدن کرا - نغمہ مرغ چمن وصف رسول زمن با - نفحہ چیدن و ختن نعت حبیب خدا

اللہ اکبر اصغر ہیچ مدانا ہم از بزرگیش نوائی و یکتائیش و تائی میز ند خاصہ درین ایام نزہت پیام کہ چشمانش بہشت بہشت و دو چار ست و روانش راچار جوی جنت در کنار یعنی رخصت طبع مثنوی گلگشت کشمیر جنت نظیر از مصنف آن خواجہ عزیز الدین عزیز کہ مثال بی مثال عزتش بطغرای عزّ اللہ عزیز غالب مسجل ست و توقیع رفیع عقیدتش تمنای اللہ مطلوب کل طالب مکمل نظمش را تازگی فردوسی طوسی و نثرش را بلند آوازگی کوس کاؤسی در قلمرو سخن شان و شوکت شاہی دارد چنانچہ خود در مقطع غزلی فرمودہ

مستغنی از ظهوری و صائب عزیز کرد — فیضی که از کلام الهی بما رسید

یارب سرو خامه اش در چمن سخن پیوسته خرامان و بهار نامه اش همواره درین گلشن گل افشان باد حاصل نموده در هائے بوستان بر روے دوستان کشوده ام تا از هر درے که درآیند و در دیدن کشایند انچه گاہے در جلوه گاہے ندیده اند ببینند و انچه از گل و ریحان در هیچ گلستان نچیده اند بچینند هر سو که گذرند بحیرت نگرند و از نگرستنش نگذرند پیراهن هر کاخے که نشیمن گزینند و نشینند دلنشین یابند و بدامن هر شاخے که درآویزند و گل ازان ریزند بهشتے در آستین یابند بارے اگر بمیوه زارے گذار افتد ببینی از انکه نظر بر شاخسار افتد ثمر ہائے نو رسیده در کنار کام و زبان در نیشکر زار افتد چنانچه مصنف خود در قیصر نامه فرماید ؎

مگر کلک من نخل طوبی بود — که هر میوه خواهی مهیا بود
گلے گر بخواهی گلستان دهم — دگر لعل جوئی بدخشان دهم

هر جزوش مجموعه هشت باغ نعیم است و هر هفت تراز هفت اقلیم هر ورقے آئینه خوشجمال کشمیرست نگارزنگ خیالی تصویر هر صفحه صفحه صفا خیزی ازان خطهٔ دلپذیر است نه بیرنگ اجمالی تحریر کارنامه رنگ و بوست بارنامهٔ بینو بظاهر حکایت از گلستان در روایت از هزار داستان است امابباطن باغ و بهارستان و چشم و چراغ حق پرستان ؎

بهار عالم حسنش دل و جان تازه میدارد — برنگ اصحاب صورت را ببو اصحاب معنی را

هر آئینه هر بیتش مرات جلوه ہائے صنائع الهی یا عینک تماشائے بدائع کماهی ست سواد و بیاضش هم انگارهٔ سایهٔ خورشید ست و هم آئینهٔ احوال اسکندر و جمشید هر چند قلم اعجاز رقمش در مثنوی ید بیضا ید بیضا نموده در بستن این گلدسته که تازه رنگ بسته هم ید طولی نموده اگر ازان رونق هنگامه سحر سامری شکست ازین آوازه گلزار ابراهیم فرو نشست الهی این مجموعهٔ رنگ و بو چنانچه پنجه معنی رستگاهان نزدیک و دور دست و این دستنبو تازگی بخش مشام حق پرستان هشیار و مست باد۔ فقط

مختصر تاریخ کشمیر مع دیگر تشریحات
بسلسلۂ مثنوی گلگشت کشمیر

جغرافیہ کشمیر مصنفہ خواجہ محمد اعظمؒ دیدہ مریؒ

کشمیر در وسط اقلیم چهارم واقع شده عرضش سی و سه (۳۳) درجه و پنجاه دقیقه است و طولش از خط استوا سی و پنج (۳۵) درجه و طولش از خالدات یکصد و پنج (۱۰۵) درجه است بدین وجه کشمیر را در بلاد خراسان شمرده اند این شهر کوهستانی است و محدود بحدود اربعه جانب جنوب حصه کوهستانی باطراف دهلی و جانب شمال حصه کوهستانی باطراف بدخشان و خراسان و بجانب غرب علاقهٔ پکلی (منتهایست درمیان کشمیر و پنجاب) و بجانب شرق تبت و چین واقع است طولش از شرق تا غرب چهل فرسخ و عرضش از جنوب تا شمال بست فرسخ است زمین زرخیز و هموار و در کوهسارش هزارها قریه آباد و صدها چشمه‌های شیرین جاری و بهر چهار سمت گل و گلزار هویدا۔

بنائے تعمیر این صوبه و وجه تسمیه کشمیر

مورخان هنود و نگارندگان کارخانهٔ هست و بود می نویسند که کشمیر موسوم به ستی سر بود و ستی نام زنی بود و سر حوض کلان را می گویند گویا تمام عالم آب بود و در آن دیوی آدم خور جل دیو نامی سکونت پذیر بود و اطراف و جوانبش تباه و ویران کرد قضا را عابدی کشپ نامی که در اعتقاد اهل هنود نبیرهٔ برهما بود بر کوه سمیر گذر کرد این ولایت را برباد و خراب یافت عابد را بعد تفحص دریافت شد که دیو مذکور موجب این تباهی است عابد را رحم آمد به هزار سال عبادت کرد و مهادیو جی از و خوشنود شد و پرسید که مدعای تو چیست عابد گفت که دفعیهٔ جل دیو می خواهم مهادیو جی بشن و برهما را برین مهم فرستاد

آنہا متصل مقام بارمولہ (قصبہ ایست درمیان راولپنڈی وسری نگر سی میل از سری نگر) کوہے راقدرے تراشیدند وراہے پیدا کردند کہ تمامی سیلاب ازان راہ بیرون رفت وسطح زمین نمودار شد ازانجا دیو را گرفتار کردہ ہلاک کردند سیرز دجدٔ عابد بود بدین وجہ نام کشف سیر شد واز کثرت استعمال حرف (ف) ساقط شد کشمیر شہرت یافت وبعد ازان آباد شد، بعض وقائع نگاران بران اعتقاد دارند کہ بعد طوفان نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام این واقعہ پیش آمد از اطراف ہندوستان برہمنان آمدند ودر عبادت وریاضت مشغول شدند واز ذریات آنہا این صوبہ آباد شد،

از تاریخ خواجہ حسن شاہ متخلص بہ شعرے

درحالیکہ مورخین ومحققین در تشریح احوال زمانہ قدیم قاصر بودند بدین وجہ وقائع نگاران کشمیر کتابے درحالاتِ قدیم این سرزمین تصنیف نہ نمودے آنہا کتبہائے خود را از ابتدائے دور کلجگ آغاز کردند۔
صاحب ناسخ التواریخ می نویسد کہ در ملک کشمیر قبل کلجگ بسیار راجگان گذشتند وبعض مورخین ثابت کردہ اند کہ مہاراجہ سری رامچندر کشمیر را فتح کرد۔ صاحب معیار الاخبار می گوید کہ سکندر ذوالقرنین براہ کشمیر در ختن وخطا رفتہ بود۔ صاحب وقائع کشمیر می نویسد کہ سکندر فیلقوس بمراجعت از ہندوستان قدرے کشمیر سیر کرد

اشاعت اسلام در ملک کشمیر

باید دانست کہ اول شخصیکہ در کشمیر اشاعت اسلام کرد حضرت بلبل شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بود اسم مبارکش بعضے سید عبدالرحمٰن وبعضے سید شرف الدین میگویند وطن شریفش ترکستان است در سال ہفتصد و بست وپنج کہ زمانہ سلطنت رنچو شاہ بود واز ترکستان بکشمیر تشریف آورد واقعہ تشریف آوری جناب ور تاریخ چنان مینویسند کہ در زمان رنچو شاہ اگرچہ تمام مردم یک ملت کفر داشتند لیکن بوجہ تعدد واختلاف مشارب ہر یکے مذہبے وملتے جداگانہ داشت عقیدۂ یکے ضد دیگرے بود رنچو شاہ در ین امر متردد بود ہرچند تامل فرمود لیکن ہیچ دینے از ادیان این ولایت بخاطرش قبول نیافت ہر شب وروز در تفحص وتحقیق ادیان ملل می بود وزمانۂ ازین غم نمی آسود۔ آخر دست دعا بدرگاہ خالق برایا بر داشت وا تصدق دل ہمت بر حصول دین قویم ووصول صراط مستقیم بگماشت چون سعادت ازلی یار ویاورش بود در دلش ریختند کہ ہر کہ صبحگاہ اول در

نظرش افتد این طالب صادق بر دگرایده وازانجانب بلبل شاه صاحب را الهام ربّانی رسید که زود بطلے ارض بکشمیر حاضر شده خود را ونظرش جلوه نماید چون از بستر خاست نظرش بر سمت قبله جانب دریا افتاد چه بیند که بزرگے عالی مقدار بر مصلائے سنگین بالائے مشرب باکمال ادب بر قانون سنّیه مصطفویه محمدیه علیه الصلوٰة والسلام نماز با مداد بکمال نیاز ادا فرماید۔

چون این طریق برگزیده پسند خاطرش شد شرف خدمتش دریافت حقیقت دین وآئین پرسید چون حقیقت وآئین دین وملت مصطفویه علیه الصلوٰة والسلام بروے روشن ساخت شریعت وطریقت محمدیه قبول کرد و معه اهل وعیال خود داخل دائرہ اسلام گردید۔ روز دیگر تمام ارکین سلطنت واعیان مملکت وجمله سرداران فوج وعامّه خلائق گروه گروه در گروه بر دست حق پرست آن قدوه کرام داخل اسلام گردیدند چنانچه از زنارها انبار بقدر ریک وار که قریب ده من باشد جمع شد، وفات حضرت بلبل شاه در ۷۲۷ھ هجری واقع شد تاریخ وفات خاصِ الهٰ مزار مبارکش متصل شهر بر کنار دریائے بهت۔

تشریحات مثنوی کشمیر

نمبر بیت	اسماء	تشریحات
۳۸۸	دریائے جهنبکا	دریائے جهنبکا در حدود پنجاب متعلق کوهستان جموں واقع است۔
۳۸۹	کوه بانهال	کوه بانهال از سری نگر بحدود جموں بفاصله پنجاه میل مابین علاقه شاه آباد وبانهال مشهور است بلندی آن نه هزار سه صد فٹ ۹۳۰۰ نوشته اند
۳۹۰	پیر پنجال	پیر پنجال کوهیست از سری نگر بفاصله چهل وپنج ۴۵ میل در حدود جنوب مغرب در عرض راه هری پور بارتفاع یازده هزار دست فٹ از سمندر واقع است،
۳۹۱	موئے مبارک	خواجه نور الدین اِیشمبری تاجر کشمیر در بیجاپور هندوستان بطور تجارت رفته با یکے از سادات تعلق محبت پیدا کرده موئے مبارک نبوی صلعم بدادن رقمے بدست آورد باتفاق اهل شهر وصوابدید فاضل خان گورنر قلمرو کشمیر در باغ صادق خان بر لب تالاب ڈل که اکنون بحضرت بل وآثار شریف شهرت دارد در عمارت پادشاهی محفوظ داشته شد۔ نشاندهی آن شش دفعه بذریعه متولی کردار ثان خواجه

نمبر صفحہ	اسماء	تشریحات
۳۹۱		بلاتی بانڈی اندکردہ می شود
۳۹۲	چشمۂ اچھول	اچھول نام باغیست تعمیر کردہ جہانگیر بادشاہ ہندوستان بفاصلہ شش میل از اسلام آباد واندران باغ چشمہ ایست موسوم بچشمۂ اچھول کہ نہایت سرد و شیرین است
"	اسلام آباد	نام قصبہ ایست بفاصلہ سی و سہ میل از سری نگر نہایت زرخیز و آباد و ذرائعہ آمد و رفت موٹر ولاری و تانگہ وغیرہ
۳۹۳	شیر گڑھ	نام محلات شاہی کہ در امیرا کدل واقع اند
"	ریشیان	ریشی گیش از سری نگر تقریبا ۹۰ میل مابین پہلگام و امرناتھ واقع است و بہ گنشہ بل مشہور است اہل ہنود کشمیری و پنجابی و ہندوستانی ہر سال بر موقع میلۂ امرناتھ جی و رانجا می روند و جمعیت جاتریان کم از دو ہزار نمی باشد آخیر ماہ اگست میلہ مذکور مقرر است، راہ آمد و رفت از پہلگام دشوار گذار است، تا پہلگام سلسلہ لاری و موٹر شدہ است،
۳۹۴	حضرت گیسو دراز	نام بزرگیست یکے از مشہور و معروف صوفیائے کرام بوجہ درازی گیسوی مبارک گیسو دراز مشہور شد
۳۹۵	خانقاہ معلے	نام مسجد یست عظیم الشان کہ سلطان سکندر در ۷۹۹ ہجری حسب تحریک حضرت میر محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تعمیر کرد،
۳۹۵	کوہ ماران	نام کوہیست در سری نگر در دن قلعۂ ناگر نگر و بر قلۂ آن قلعہ ایست تعمیر کردہ شاہان مغلیہ و برین کوہ زیارت گاہ حضرت سلطان العارفین ہم است،
۳۹۶	میرزا حیدر	برادر زادہ سلطان سعید کاشغری و خالہ زادہ بابر شاہ بود در علوم عقلی و نقلی و شعر و سخن طبعے موزون داشت تاریخ رشیدی از تصنیفات اوست دہ سال بحکومت کشمیر گذرانید۔
"	ذوالجو	ذوالقدر خان ملقب بہ ذوالجو در زمانہ راجہ سہدیو بکشمیر حملہ آور شد و قتل عام نمود و در مراجعت ہندوستان پنجاہ ہزار ہمراہیان بشدت طوفان برف غرق شدند۔

نمبر صفحه	اسماء	تشریحات
۳۹۷	ویرناگس	چشمه ایست موسوم به ویرناگ که از اسلام آباد در ارض کوه بانهال متصل قصبه دورو شاه واقع است جهانگیر بادشاه در سنه ۱۰۳۰ هجری بر کنار این چشمه عمارتی ساخت که بوجه حسن و خوبی تا این دم یادگار است این چشمه منبع دریای جهلم است،
"	تخت سلیمان	نام کوهیست که بر کناره ڈل واقع است مشهور است که تخت حضرت سلیمان علیه السلام در اثنای سیاحت بر قله کوه جهت جاگزین شد ازین وجه کشمیر را باغ سلیمان و کوه را تخت سلیمان می گویند
"	عیدگاه	حضرت سید محمد همدانی بعهد سلطان سکندر در سنه ۸۰۱ هجری زمینی خریده عیدگاه تعمیر ساخت مقابل عیدگاه میدانیست نهایت وسیع و سبزه زار بر اوقات نماز عیدین از مردمان پر میشود و مهاراجه صاحب بهادر هم باوقات نماز عیدین تشریف آورند
"	زعفران	در قصبه پانپور که از سرینگر بجانب جنوب به فاصله هشت میل واقع است زعفران از قسم اعلی و خوشبودار پیدا می شود بقدر دوازده میل رقبه قابل زراعت زعفران است از قدیم الایام بلکه بقول اهل هنود بذریعه سری شیوجی بهگوان کاشت آن شده است سلطان زین العابدین (بڈشاه) بجهت کاشت آن تدابیر مفید بکار برد که ارتفاع آن بلند شد اکبر شاه بادشاه بر موقعه شگفته آن در قصبه پانپور متوقف می ماند. جهانگیر شاه و شاهجهان وغیره باغات بی نظیر آباد کرده نظاره زعفران زار می کردند. در عهد مهاراجه رنبیر سنگه بهادر آمدنی محال زعفران بمبادی هشت ده هزار روپیه داخل خزانه سرکاری شد. تجارت آن بقدر پنجاه هزار ترقی یافت در زمان موجوده تجارت آن تا یک لاکه رسید۔
"	ناله مار	نام ناله ایست عمیق که منبع او ڈل است اندرون شهر گذشته در دریای جهلم داخل می شود چونکه ناله پر پیچ است بدین وجه نام او موسوم به مار شد

نمبر	اسماء	تشریحات
۴۰۰	دریائے بہت	دریائے بہت از ویرناگ برآمده درمیان شهر می گذرد و تزئین شهر نموده بالائش بسیار هوس بوٹ و کشتیها براه این هر دو جوبار در ڈل و جهلم داخل می شوند۔
۴۰۱	پلهائے سرینگر	شهر سرینگر بشمال و جنوب بر دریائے جهلم واقع است بران هفت پلهائے چوبی باسمائے ذیل در مختلف سالها تعمیر بودند و تا این زمان ذریعه آمد و رفت جاری است اول امیرا کدل، در جانب شمال متصل محلات شاهی که آن را امیر خان جوان شیر در سنه ۱۱۹۵ هجری تعمیر کرده بود۔ دوم حبه کدل، که آن را حبیب شاه در سنه ۹۵۰ھ تعمیر کرده بود سوم فتح کدل، که آن را فتح شاه در سنه ۹۰۶ھ تعمیر کرده بود چهارم زینه کدل، که آن را زین العابدین در سنه ۸۴۱ھ تعمیر کرده بود پنجم عالی کدل، که آن را علی شاه در سنه ۸۴۲ھ تعمیر کرده بود ششم نواکدل، که آن را نور الدین خان در سنه ۱۱۷۷ھ تعمیر کرده بود هفتم صفاکدل، که آن را سیف الدین خان در سنه ۱۰۸۲ھ تعمیر ساخته
"	ڈل	نام جهیلیست وسیع و عمیق متصل شهر در اطراف او باغات و عمارات تعمیر کرده شاهان مغلیه هستند مثل نشاط باغ، شاله باغ، نسیم باغ، حضرت بل، چشمه شاهی وغیره برکنار ڈل سیاحان یورپ و هندوستان در هوس بوٹ قیام می کنند۔ آب ڈل نهایت سرد و صاف مثل بلور می درخشد۔ ماهی گیران شکار ماهی بذریعه نیزه و دام می کنند مزارعان کاشت کنجیبانه و سبزی بر سطح آب ڈل بحکمت می کنند
۴۰۲	چشمه شاهی	چشمه شاهی متصل ڈل اندرون عمارت خوشنما محدود است
"	اولر	جهیلیست مثل ڈل بفاصله ۳۰ میل از سری نگر و از بنده پوره تا سوپور است علی الدوام هوائے تند و تیز می وزد۔
۴۰۳	شالا باغ	جهانگیر بادشاه در سنه ۱۰۲۹ھ این شالا باغ را متصل ڈل نصب کرده عمارتے از سنگ موسلی و بسیار فواره هائے سنگ مرمر تعمیر کرد باغ بے نظیر و بے بدیل است

نمبر شمار	اسماء	تشریحات
۴۰۷		و مانند باغ نشاط که بر ڈل واقع ست مرجع خواص و عوام است شالا باغ لاهور را مناسبتی بمقام این باغات نیست۔
۴۰۸	نسیم باغ	متصل زیارت حضرت بل برکنار ڈل واقع است حسب الحکم بادشاه شاهجهان در ۱۰۴۲ھ درختان چنار دران مقام نصب شده تا ایندم موجود اند،
۴۰۹	گلمرگ	بفاصله سی میل بجانب غرب از سرینگر است بنگلهاے طرز جدید درانجا تعمیر شده اند در موسم گرما سیاحان آنجا قیام می کنند
״	خطهٔ لار	نام پرگنه ایست متصل صفاپور واقع است در زمانه سلف بعهد شاهان مغلیه دران جا باغهاے انگور نصب شده بودند تا اینـدم انگور هاے لار مشهور اند۔ لار از مقام سرینگر بر فاصله پانزده میل واقع است،
۴۱۱	بگلی	مقامیست درمیان حدود پنجاب و کشمیر۔
۴۱۲	اوگنند	راجه اوگنند از خاندان متهرا بود چون حکومت راجگان جمون از ملک کشمیر منقضی شد راجه اوگنند باتفاق اعیان ملک بر تخت حکومت نشست هفت ده سال در جهانبانی گذرانید قبل از مسیح بقدر سه هزار یکصد و بیست و یک سال ایام حکومت او می نگارند۔
	سه دیو	در شهور ۳۲۳ عیسوی راجه سه دیو بر حکومت کشمیر نشست مدت ۱۹ سال ۳ ماه ۲۵ یوم بحکومت گذرانید منصب سپه سالاری مفوض بسری رامچندرجی کرد صورت فاتحانه بظهور پیوست،
	شهمیر	شاه میر آباواجداد او بقول تاریخ فرشته وغیره از نسل پانڈوان بودند در مقام کرسواو بحالت اقتدار سکونت می کردند بنا بر انقلاب روزگار اعتبار و اقتدار از دست رفت شهمیر بحالت غربت در عهد راجه سه دیو وارد کشمیر شد تعلق آمد و رفت در دربار سری رامچندرجی پیدا کرد و پرورش یافت حسب اشاره سری رامچندرجی سپه سالار راجه سه دیو مقرر شد مقام بارموله بطور جاگیر

تشریحات	اسماء	تاریخ
مدد معاش یافت ملک صدرالدین رینچن شاہ فرمانروائے کشمیر اور امنصب سپہ سالاری بخشید چنانچہ بعد وفات رینچن شاہ زوجہ اش کوٹہ رانی باستقلال عنان حکومت گرفت و سلطنت اسلامی قائم کرد و ملک شمس الدین مرزا شہمیر خود را خطاب بخشید. سلطان جمشید و علاء الدین دو فرزندان او بودند جد امجد سلاطین سلیمین کشمیر کہ بمدت دو صد و پنجاہ سال باستقلال کار فرمائے حکومت بودند ہمین سلطان شمس الدین میرزا شاہ میر بود و پنجاہ و سہ سال در حکومت گذرانید در سال ۷۴۷ھ بقضا پیوست و در سنبل مدفون ست خاندان شاہ میری منسوب		
تورشاہ مردے صاحب کرامت و خوارق عادات بود مرجع مردم در مقام کرشواڑ من مضافات پنگلی سکونت می کرد روزے گفت کہ الہام حضرت رب الجلیل بر من در رسید کہ از اولاد تو فرزندے پیدا می شود شاہ میر نام بادشاہ ملک کشمیر باشد واز نسل او چندکس بر تخت می نشینند شاہ میر این سخن در عہد خود شنیدہ از وطن متحرک شد و در کشمیر بارہ مولہ سکونت پذیرفت رفتہ رفتہ خود را در دربار راجہ سہ دیو رسانید	تورشہ	
(کوٹہ رانی) دختری بنام چندر جی کہ دزیر راجہ سہ دیو بود در علاقہ گگنہ گیر سکونت [illegible] راد ست چون رینچن شاہ بر تخت حکومت نشست با دے عقد نکاح بست چنانچہ بعد وفات رینچن شاہ بر تخت حکومت نشست	کوٹہ رینہ	
بعد انہا انکہ چک از مقام در او من مضافات گلگت در عہد راجہ سہ دیو وارد کشمیر شدند و بعد بارہ سیدہ عہدہ کوکہ گی در عہد سلاطین سلیمین با قیمت رفتہ رفتہ بعہدہ سپہ سالاری مدار المہامی رسید در شہور ۹۶۰ھ خود سر شد مدت سی و پنجاہ سال خود مختار کردہ ماند. قوم نابود است	قوم چک	۷۱ھ
علی شاہ چک حسین خان چک برادر او ست در ۹۷۰ھ بحکومت گذرانید	علی شاہ	۷۱ھ
یوسف شاہ پسر علی شاہ چک بود در ۱۵۷۸ء عیسوی قابض حکومت شد فرائض حکمرانی بخوبی انجام دادہ ۳ ½ سال بحکومت بسر برد.	یوسف شاہ	۷۱ھ۹

نمبر صفحہ	اسماء	تشریحات
۴۱۹	گوہر شاہ	کہ از بنی اعمام یوسف شاہ چک بود در ۱۵۸۱ عیسوی تخت نشین شد۔ مدت حکومت او یک سال بود عدل و بذل کرد۔
۴۲۰	بھگوانداس	از اُمرائے جلال الدین محمد اکبر پادشاہ است، فوج شاہی را سالار شد در عہد یوسف شاہ چک در ۹۹۳ ہجری جہت تسخیر کشمیر ماموُر شدہ وارد اینجا گردید و جبر و شب بر کوشید۔ آخر کار بمصالحہ انجامید
۴۲۱	یعقوب شاہ	در شہور ۹۹۴ ہجری بحکومت رسید تعصب مذہب بکمال جبر و استبداد در میان آورد و اوضاع ناپسندیدہ پسندیدہ قاضی موسیٰ شہید بدرجہ شہادت رسانید بزرگان دین را حکم باخراج کرد تا کہ بگوش جلال الدین محمد اکبر رسید و عتاب خشمناکی وے شد۔ لشکرے فرستادہ فاتح کشمیر شد
۴۲۲	قاسم خان میر بحر	یکے از امرائے دربار اکبری بود در شہور ۹۹۴ فاتح کشمیر شد مدتے در اینجا بسر بردہ ضبط و ربط کرد و واپس بحضور رفت
۴۲۴	ٹوڈرمل	از وزرائے جلال الدین محمد اکبر بود در حساب و کتاب و انتظام بندوبست صاحب کمال بود۔ موجد عمل بندوبست است۔
۴۲۵	جامع مسجد	اولاً سلطان سکندر شاہ بت شکن در شہور ۸۰۴ ہجری حسب تحریک سید محمد ہمدانی تعمیر کردہ است ۳۷۰ چوبی ستون در میان او موجود اند طول او از جانب شمال و جنوب بقدر ۳۸۲ فٹ از جانب شرق ۳۷۰ فٹ از حد غرب ۳۸۱ فٹ پیمودہ اند در ۱۹۱۷ء سیزدہ ہزار روپیہ بطور زر چندہ از شہر باشان وصول شدند علاوہ ازان بیداران وہات ۱۲½ لاکھ روپیہ بذریعہ حکومت جمع آمدند تا کہ تعمیر جدید مسجد تکمیل رسید
	ظفر خان	وزیر آصف جاہ خان والد باجداد است در شہور سنہ برصو بیداری کشمیر مخصوص شد۔ باغات کشمیر آباد کرد در عیش و عشرت مدتے بر د شعرا و طلبا را از ابوالحسن قدر دانی می کرد شعر خوب میگفت مثنوی بےنظیر

نمبر شمار	اسماء	تشریحات
		از و ے یادگار است
	علی آباد	نواب علی مردان خان ناظم خطۂ کشمیر بمقام ہرہ پور بر سر راہ عام بادشاہی سرائے علی آباد تعمیر کرد۔ تاکہ مسافرین ابن السبیل دران جا فرد کش می نمایند
	ملا غنی	محمد طاہر نام اوست۔ نسبت بخاندان اشائی ہا داشت در ۱۰۲۰ھ پیدا شد از ملا محسن فانی گنائی برادر زادہ حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرد و در ۱۰۶۰ھ بعمر بست سال رسیدہ داد شعر گوئی سخندانی داد۔ شہرت عام یافت۔ ابیات اشعار قصائد و غزلیات او مثل کاغذ زر بردند در ۱۰۷۹ھ با واجل وزیدہ رحلت بدار الاخرت کشید
	محتوی خان	در ۱۱۲۹ھ در عہد شاہان چغتائیہ ناظم قلمرو کشمیر شد و ضبط و ربط مملکت کرد نام او عبد النبی بود در عہد عالمگیر بادشاہ از کشمیر برآمدہ در کابل رسید خود را بحضور بہادر شاہ کہ ناظم آنجا بود رسانید۔ بہادر شاہ او را در کشمیر جاگیر بخشید۔
۴۳۰	مہاراج رنبیر سنگھ	در ۱۹۱۲ بکرمی بعد وفات پدر خود مہاراج گلاب سنگھ بعمر بست و سی سال بر تخت حکومت نشست۔ ۲۸ سال ۸ یوم در جہانبانی گذرانید، در ۱۹۲۲ بکرمی بتقضا پیوست فائدہ بخش تدابیر نافذ کرد و دار الترجمہ مدرسۃ العلوم بر پا نمود۔ علما و فضلا و پنڈتان کثیر را بداون خلعتہائے فاخرہ قدر شناسی میکرد و جہت تعمیر مساجد کا فی المقدار امداد بخشید۔ منادر بسیار بہ کمال متانت آراست کارپردازان سلطنت را وقتاً فوقتاً بہ غربا پروری تقید می نمود۔

فی المکتوب

بنام حافظ ضیاء الدین صاحب در رسید حلم و نے قلیان

زان کلک دلنواز پیامے بار رسید ‌ ‌ ‌ ‌ نے بلکہ نے بداد دل بینوا رسید

دو قطعہ نامہ نامی نخستین بدست خدمتگذارے دومی بسبیل چاپار رسید و خرسند گردانید سپاس دلنوازیہاے سامی تا نفس بکام و زبان در دہان ست بر زبان ست و لیلے روشن و حجتے ناطق برین مقال حلم و نے قلیان ست این در حلاوت قصب السبق از نیشکر و آن بلطافت گوے از ترنج زر بلکہ از خورشید انور بردہ نے نے این نے واسطۂ آتش و آب ست یا با شطۂ زلف بنفشہ تاب صاحب لواے با افسر فرمان فرماے بحر و بر حکمش بر آب روان و زور قش بر خشکی خرامان با شیرین لبان تلخ گوے با افسردہ دنان گرم خوے اگر فرو دین و اگر دے گلفروش است و سبدے پر گل بر دوش اگر بام و اگر شام در خروش است و ہیہاے نامی و نوش از جنبش انفاس دلکش در کشاکش افتادہ و با گردن کشان کشمکش کش کش کشش استادہ با این ہمہ کاہیدۂ رنج فراق ست و نفس سوختہ بیان اشتیاق گویا مولوی معنوی از وحکایت و روایت می کند سہ بشنو از نے چون حکایت میکند ؛ وز جدائیہا شکایت میکند تم کلامہ

من ہم آخر بیخبر آتش عنم نیم ‌ ‌ ‌ ‌ گر نیم نے لیکن از نے کم نیم

حال ہجران حالیا حالی کنم ‌ ‌ ‌ ‌ از غم پنہان دلے خالی کنم

کلک من نے ہست و نالے جان من ‌ ‌ ‌ ‌ واے گرمی نشنوی افغان من

گر دمے از درد ہجران دم زنم ‌ ‌ ‌ ‌ ہر دو عالم را بہم بر ہم زنم

خامہ نے ہم شمع و ہم پروانہ ہست ‌ ‌ ‌ ‌ یا کہ دود آہنگ آتش خانہ ہست

دودے از سوز درون بیرون دہد ‌ ‌ ‌ ‌ داد شرح خاطر محزون دہد

آمدم بر سر سخن حسب الایما جستجوے دستگاہے میکنم اگر طالب علمی تن باین کار داد فہو المراد بعد از تعیین ماہانہ وغیرہ اعلام سامی خدمت میکنم لیکن درین روزگار سواد و دانش انگریزی یا پارسی

یا تازی از قبیل اجتماع ضدین ست و خامه عطوفت ختامه شرحے ازان نکرده که پارسی در چه پایه باشد اگر از بلد بودن همین آمد و رفت اشارت رفته سهل ست ورنه خالی از اشکال نیست

والسلام بالوف الاحترام

بنام شیخ اصغر علی صاحب تعلقه دار گنڈاره

مشکین رقم نامه زرین آمه رسیده و ما غم را معطر ساخت و دلم را توانگر مخفی مباد که تا لب بسخن سنجی کشوده ام کام و زبان بارد و نیالوده ام هر چند عربی ایمان من و دین من است فارسی آن من و آئین من ست از پیران پارسائیم اما سخن بپارسی نگوئیم صاحب فهم رسائیم اما دادرسی می جوئیم اسد الله جوهر شناسی که بدری درے تواند سفتن در ارد و زبانش که گفت سخن گفتن اگه در زمینے که هم قافیه پارسی باشد و هم ردیف نے نے ع زبان گزیدم و کردم ز گفته استغفار. اینکه ارباب شوق را بپارس دعوت می کنم دعوتم دعوت شیراز بیش نیست و اینکه اهل ذوق را بشربت خانه صلامی دهم صلایم جز صلائے سمرقندی چیست ارد و ئے معلے از دهلی اینجا رسیده و از ینجا بعرش معلے پایه آشن اذان برتر ست که دست چون منے بآن تواند رسید ثمرے ازین شجر طوبے اثر تواند چید بارے چون داد محبت داده قصیده ریخته فرستاده اند رخصت نداد که همچنان برگردانم و گردے ازین بخاطر نشانم لا جرم هم بجاے اصلاح و هم براے فلاح شعرے چند از زبان گرامی سروده بدستیاری دست سامی حواله قلم نموده آمد۔

بنام مولوی علی ضامن صاحب که خمسه هدیه آورده بود

سلامے که مائده وداد را نمک و میکده اتحاد را گزک ست می گزارم و شکوه شکر آلود و شکرے شکوه اندود می نگارم حلاوت تشریف آوری که هم خرما و هم ثواب بود کام جانم شیرین و مرارت وعده خلافی که هم عذب و هم عذاب بود زهرم در انگبین کرد فردائے روز گرامی در دو از نگاه تا شامگاه چشم براه و پس از فرو رفتن آفتاب نظر بجلوه ماه یعنی پاس انتظار نگاه داشتم آه خ که آن همه فروغے در دروغ و دروغے بفروغ بود چه نیک روشن است که از دولت خانه میرزا آغا حسن تا ویرانه نیاز آباد من قدمے بیش و با نفع چز بے نیاز بیاد در بیش نبود البته آن معاهده بود با مقابلے داین مجاهده مشاهده بایستے بارے بپایانی گری خامه آگهی بایستے داد و منت برجان نگران نهاد

گمانم آئینہ دار یقین و ہر آئینہ ہمچنین خواہد بود کہ بعین عنایت ہمین نظرے بدین کردن داشتند
کہ قدم بر چشم و منت بر سرم گذاشتند وازر و براہی آگاہی بہ ہیچ صواب نہ پنداشتند کہ شام یا صبح
زود و راہ وطن داشتند علاوہ برین روز سوم نواسۂ عزیزم یعنی نور دیدہ عزیزی محمد یوسف کہ در سفر دہلی
ہمپائے من بود بصرع مبتلا گشت چنانکہ ہمدران ابتلا در گذشت ورنہ از کجا کہ شوق بہانہ جو بآرزو
ہر سو نگاپو نکردو آرزومندرا تا دار الافر و دگاہ بجستجوئی بردو این چند روز درنگ کہ در نگارش شکایت نامہ
سپاس ہنگامہ رفت خامہ ہم روزہ دار و از آب سیاہ خوردن برکنار بود لیکن حیف کہ نامہ نگار خون طل گران
پانزدہ گانہ این ایزدی میخانہ در کشید مخمور یعنی رنجور شد تا خامہ مست و نامہ مسطور شد ہر چند در
شش و پنج این رنج گران مایہ پنج نہج یعنی حواس خمسہ در باختہ اما امروز قدرے خود را جمع
ساختہ ام انشاء اللہ فردا ہمان قفل بر گنجینہ وہمان مہر بر سفینہ خواہد بود حالیا از گذشتہ در گذشتہ
میخواہم کہ از سرگذشت بازگشت بیاگاہانند و از وسوسۂ اینکہ دامن کشان از من راہی وطن گشتہ اند برہانند
فردا من و دست من و آن دامن مہربانی نامۂ مہربان شیوہ ستودہ کیش برگزیدہ روش فرسیدہ منش
رسید و یاگاہانید کہ کسے ہوائے برآمدن فرازش پایہ پارسی زبان در سر داردہ ہویدا باد کہ گذشتہ سال ہشت کس از پارسی اموزان
درین ہالگاہ چالش کردند بین شش تن گوے از میان بردند چنانکہ یکے از آن ہمہ یکہ تازان ہندوستان
پیش رفت از بست و نہم اپریل امتحان آغاز شد و چہارم مئی بپایان رسید اکنون کشودہ از آئین و آتشکدہ پنجاب می گذارم
و آن این کہ ہموارہ آئین آن بود کہ نخست آگہی نامہ کہ بست و کشاد امتحان وابستۂ آن بود می فرستادند
و یک ماہ پیش از امتحان کاغذ در خواستہا بادست مزد کامیابی و ناکامی کہ فلیس نامیدہ می شود از اینجا
بال روائی می کشاد و در شگفتم از پار کہ دیرگاہ بانگے بر نخاست و گرد ے از دور سیاہی نکرد تا اینکہ
نیم ماہ در امتحان باز ماند و دلہا را نگرانی چون ماہ بپایان ماہ بکاہش افگند نخست نہم اپریل نامزد امتحان شد
سپس آن نوشتہ در نوشتہ آوازہ بست و نہم ماہ بلند گشتہ بایں کرد و کار آئندہ نہ دل با پریل و آن بست
و نہ بے پس خوشتر آن می بینم کہ نامہ بنام رجسٹرار لاہور ترسیل کنند و آگہی نامہ کہ آئینہ دار آئین امسالہ
باشد از وے بخواہند در آئینہ نقش نگار یکہ دلخواہ است در و بنگرانند و بدان کاربند شوند فقط

بنام مولوی شبلی صاحب نعمانی

اگر نہ جنبش نسیم نزہت آثار یعنی نفس مشکبار پردہ کشادے اگر نہ ریزش ابر بہار یعنی خامہ بنفشہ کار طراوت افزا
آمدے این حجاب کہ روشناسی عبارت از آنست کہ برمی داشت و این غبار کہ بیخبری کنایت از آنست

که فرو می نشاند بلبل بی دماغ را بوی گل که بمشام می رسانید دتشنه بی تاب را رشحهٔ آبی که بکام
می چکانید سبزهٔ بیگانه به نمود قمری دیوانه بکوکو آشنا می شد اکنون که باد در وزیدن دشمشاد در
قد کشیدن بلبل در نالیدن و گل در بالیدن ست اگر بوته خاری یعنی خامهٔ خام کاری هم گلفشانی کند
خودنمائی نتوان پنداشت بل فیض تراوش ابر آذار باید انگاشت لاجرم بنظر آورد برگ سبز است
تحفهٔ درویش دل افسرده هوای نداشت که بعرض برگی از برگهای خاطر ریش و رشحه از
بی آبروئیهای خویش آب و رنگی بر روی کار آورد تا گرفت مولوی حفیظ الله صاحب را بسر و تتمه
گذر دستری که آن وقت در سر و آشتم از پرده بدر افتاد راست اینکه آهنگی درین پرده سر کردند که
خاطر مشتاق را مشتاق تر کردند قصیده که پیش ازین جناب اوشان نسخه بر داشته بودند با بلاغ آن
مبالغه بلیغ فرمودند چنانکه نگارش و گزارش یافت و سبب اشعار این اشعار آنکه روزی بسبیل
اتفاق با ایرانی چند صحبتم اتفاق افتاد هر یکی داد سخن سنجی داد از آن میان حاذق نامی شعری چند
از آن قاآنی بر سرود آن قصیده را بسیار ستود فردای آن روز آن چکامه را دیده طبعم بهم بر آمد
و زبانم نصیحت گر هر چند جواب ضربت ضربت بود اما من بجای ضربت شربت آورده ام سخن نیوشان را
نوش و حق فراموشان را فراموش باد والسلام علی من اتبع الهدی

رقعهٔ دیگر

گرامی نامه پس از روزگاری دراز رسید و این عقده باز گردانید که طول زمان جدائی سر رشتهٔ آشنائی
از کف نداده و کشاکش روزگار زفراق سلسلهٔ وفاق از هم نگسسته هر چند در جدائی پاس آشنائی داشتن
روی دیگر و بهم تافتن این دو رشته دست باز دیگر می خواهد اما هر کرا سعادت ازلی ساعد
مساعد باشد این سلسله از کف نگذارد بلکه بدو دست نگه دارد و آفرین بر روش راست کیشان و صد آفرین
بر درست کیشی ایشان که از جای خویش جنبیدند و از جای خویش نجنبیدند یعنی در معنی قصبه بسیمین
رسیدن و نوشته من دیدن مهر کهن جنبیدن و سلسله جنبان گردیدن را جز اضطرار دل محرک کیست
و غیر از پاس سر رشتهٔ آشنائی سبب چیست باری چون این سلسله بجنبش آمده الهی پیوسته در جنبش
و جنبانند در آرامش باد که سکون قلب وابسته آنست و درین بستگی کشایشها پنهان سخنی کوتاه اکنون
از سخن سنجی می گرایم و از خلوت با نجمن می آیم چشم بدو دور از نظم و نثر دیدم و گل و سنبل چیدم
نازم که طبعی شگفته تر از بهار و ذهنی رفته تر از صحن گلزار دارند اگر تمثال خیالیست رنگ آمیز تر از

جلوهٔ گل ست و اگر مقال حالیست در و انگیز تر از نالهٔ بلبل اما اگر سمند خامه را درین سنگلاخ پای بسنگ خورده از سبک تازیست نه از گران خیزی و اگر بهپای اندیشه را درین خارزار خارے بپا خلیده از چیست لنگاییست نه از سست گامی لاجرم از راه سنگ آمد و سخت آمد هرچه از سبک سنگی بر خاطر گران دید وانچه از کندی و تندی بدل می خلید از میان برچید و برکشید لیکن عیب و صواب آن جز گزارش نگارش نه سنجد و غیر از تقریر در تحریر نگنجد چه کار زبان از بنان نیاید همانا نوشتن و گفتن تمثال سایه و تو پوست که بصورت نزدیک و بحقیقت از هم دور ست از سپید تا سیاه و از خورشید تا ماه تفاوتها ست اما آن قدر فروغ که ماه از خورشید دارد و نبشتن هم از گفتن امید دارد و نظر بران گذارش نگارش سیاه بلا نکته منکه پروردهٔ آغوش گلستان بودم پرورده آغوش را سرو برگ طفولیت و گلستان را رنگ و بوے طراوت باید مصرع ثانی بیرنگ نیرنگ دیگر کشاید ناگزیر نقش تحریر رنگ تغیر پذیرفت چشم که همواره تا دیدو دیده ازین گفتن و نبشتن دست و زبان باز ندارند و چشم و گوش مشتاق را از دیدن و شنیدن غافل نه پندارند

رقعهٔ دیگر

اعظم ائمه بیان و معانی مولانا شبلی نعمانی دام مجدکم

گل کند از خامه ام داغ غم پنهانیم	نامه هست آئینه دار لالهٔ نعمانیم
بودم از خاکستر افسرده هم افسرده تر	شد شرر باعث که سرگرم شرر افشانیم

همانا مولوی عبد الحلیم شرر علی گڈھ براے آتش گرفتن رفته و از آتشے که دران دودمان درگرفته بود زبانه زبان و شرر افشان آمد حکایت درگذشتن همشیره مکرمه ناگاه بمیا بانه رفتن ملازمان بوطنگاه که هوش ربا بود و دل از جا ربود تا آنکه نامهٔ نامی باسم گرامی حقائق آگاه مولوی حفیظ الله رسید و از بازگشت سامی آگاه گردانید آبے رفته بجو و رنگے پریده برو باز آمد اما تشنه لبان همچنان بے آب و بگرنگان همان بے تاب مانده لاجرم آبے که در دل داشتم از مژگان خامه و خونیکه در جگر بود رنگ این غمنامه ریخت هرچند آب و رنگ جهان نقش بر آبے و جهان آب و رنگ سرابے بیش نیست لیکن شکست هر رنگے خاطر شکن و تغیر هر نقشے صبر بهم زن ست گرفتم که چشم از هم نتوان کشاد و دل به هیچ نقش و نگار نتوان بست اما مشکل اینکه ما هم یک قلم وابسته رنگ بست این نگارستانیم و مشکل تر اینکه خود رنگے نیز از نیرنگ این بهارستانیم گاهے غنچه ایم گاهے گل گاهے خاموشیم و گاهے بلبل زمانے برخود می بالیم و دمے از خود می نالیم نه دست آن که اگر

برگے از شاخ فرو ریزد گستاخانہ با وصبا آویزیم و نتاب آنکہ اگر شبنمے از جا برخیزد بیباکانہ
با فتاب ستیزیم پس بہا ہمان بہ کہ اگر گردش لیل و نہار چشمے برہم زند کف افسوس بہم نزنیم
اگر جنبش پرکار مہر و ماہ ہرچہ از سپید و سیاہ قلم زند دم نزنیم۔ للمولفہ۔

جام آگاہی چو نرگس تکیہ می نوشیم ما ۔۔۔ ہرچہ می بینیم از مژہ چشم می پوشیم ما

بنام مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی مدظلہ

ستمگر دم دانہ بچراغے رسیدہ و بلبلے گرد سر باغ گردیدہ ترانم با صرہ در سنبل و ریحان غلطیدہ و زبہ شگوفہ ریزی نامہ و سامعہ در کوثر و تسنیم غوطہ زن گردیدہ سخن موج انگیزی خامہ نوید ترتیب انجم افروز انجمن مشاعرہ بفروغ رائے احباب[2] در قافیہ نور و در ردیف آفتاب دیدہ را محو دیدن و گوش را مست شنیدن کرد ہوس را نفس سخن آفریدن بخشید و نفس را ہوس جان دمیدن اما دران ایام جوشش سرفہ و زکام حکم سحاب و راہ رسیدن این ذرہ ناچیز با فتاب گرفتہ بود ہا تا درین معاملہ بسر با خوردہ ئمی آئیم کہ با فتاب رسد و جا گرم نکند و بخمار زدہ مشابہ ام کہ در شراب افتد و جرعہ نزند و حق این ست کہ مستی و مے پرستی دو شینہ خیالے بود و خوابے کہ تا صبح دم دستارہ مژہ برہم زد و محو گشت و آن ہمہ گرمجوشی و مے فروشی برقے بود و سحابے کہ تا بر افلاک پر خشید و بر خاک بیارید بگذشت یعنی از روز یکہ از مصطبہ بمدرسہ رسیدہ ام المصحف کہ شیرازہ بند خیال ہائے پریشان نگردیدہ ام اگر روز ست ورقہائے بے سواد می سگردانم واگر شب ست سواد ہائے بے سواد می خوانم خمخانہ نشین را با خانقاہ چہ نسبت و خلوت گزین را با کثرت چہ مناسبت ہائے و ہوے مستانہ کجا و غوغائے زنبور خانہ کجا غزل سرائی دماغے دارد کہ صدائے خندہ گل برنمی تابد و بید ماغی باغے خواہد کہ نسیم و صبا را و بے راہ نشتابد انصاف بالائے طاعت ست در شور شکدہ کہ من کوس بینوائی می نوازم و باغوغائے صد محشر ہم آوازم این نوا ہائے زیر لبی چہ آہنگ و این آہنگ ہائے سبک چہ سنگ داشتہ باشد بہر بایہما گواہ من بس است بینوائی عذر خواہ من بس ست آدم بر سر مضمونے کہ ایمائے از ان رفتہ بود دلنشین نگشتن قیام فرنگی محل دبنظہور نیامدن آن منی از علم بعمل اگرچہ بدید تحسین بہشت زرے و بال جدائی وطن خریدن و زحمت غربت کشیدن ست اما بنظر ثانی اظہر من الشمس و ابین من الامس است کہ صاحب دولت را پسند دولت جا نمودن و در عطا بر روے مفلسان با دولت کشودن بیایش لیے

با و مرحمت شده ادا فرمودن ست خاصه اینکه حق نیابتے و پاے مروتے درمیان باشد علاوہ برین بدل این دولت سود با ورآستین بلکه سیاه و سپید دو عالم زیر نگین دارد لیکن درانچه کمن پنداشته ام و نگاشته ام و اگر کار با طفلان باشد دیوانه باید که دران حال خوشحال باشد بارے انچه مقتضاے صداقت ست نگاشته و نامه حوالت ست والسّلام مالوف الاحترام

بنام مقصود علی صاحب شاگرد مصنف ساکن اسیون

مقصود من سلّمکم - آرزوے دل خود کامه یعنی محبت نامه رسید و خورسند گردانید امروزکه شهر شعبان شماره طے منازل به بست و هفتم رسانیده و موکب رمضان با فوج سی ترکمان بر دو منزلے رسیده فاقه مستان دلاور شادان و خیر مقدم گویان پذیره رفته اند و تن پرستان سایه پرور هوش و حواس را خیر باد گفته اند من نیز یکے ازین ناتوان بیدلم و از بیدلی پاے در گل و دست مردانه ستیزه و آویز وارم و نه پاے بے جا بانه گریز باے درین شورش و یورش قصائد و غزل نگاشتن و آنگاه روان داشتن یعنی چه وست قاصد معاف فرماد ماغ مکتوب نیست مارا چه قلم گرفتن ورق نوشتن لب تراش و خراش دارد انصاف بالاے طاعت ست ایام تسبیح خوانی ست نه هنگام نکته رانی زمان خداپرستی ست نه اوان مستی امابر مستوری مستی و بهر شکستی درستی از پے دارد روزه روزی جاوید نیست د روزعید بعید نیست

هلال عید مفتاح درمیخانه خواهد بود　　همان ساقی همان پیمان همان پیمانه خواهد بود

مے مقصود بجام و ماه صیام بکام باد

بنام منشی غلام غوث خان بهادر میرمنشی لفٹنٹی الهٰ آباد

درین روزها که چند قطعه کرامت نامه یکے بعد دیگرے توان فزا و روان بخشا گشت روزگار من بر سر رشک آمد و خواست تا بدزنگ پاسخم بره مندگرداند ناگرفت آ پاس دست که پیوسته درکمین من و چون مرغ دست آموز دست پرورده دیرین من ست دستگیرم کرد و تب که لازم آنست هم آغوشی و غارتگر هوش شد سپس دو روز که تختے افاقت رونمود و در دست دیگر از دو داول گوے ربوده سخن نختے صریح ترگویم هما نا آن مرغ دست آموز از شاخسار پدید و بتری معکوس درسفینه نشیمن گزید از بیم و امید دو دل بوده ام اکنون یک دلم و امید دار حل آن عقده مشکل آمدم بر سر مدعا انچه از راه مهر در باب طلب مهرها از کشمیر به تحریر آمده نقش نگین دل شد هویدا باد که دست فرسود اهل کشمیر مهرهاے سیاه نگین است

دہر کیے راچون سویدا النشین بدست آمدن عقیق سرخ خوب انجا محال ست بلکہ سیاہ خوش رنگ ہم حال
محال ست اگر قید رنگ و سنگ نباشد از اسامی دران محال نامی مطلع فرمایند ورنہ عقیقہا ہم ارسال نمایند

ایضًا

جان و دل مشتاق تر از یک دیگر متمنی ملازمت باسعادت و چشم و گوش چشم براہ و گوش برآواز مژدہ صحت
و سلامت گذشتہ را نازم کر سالے دو عید داشتیم و از روزگار ناسازگاری بعید می پنداشتیم برنے نا سپاسی
سیاہ کہ یک قلم آن ورق بگرداند و نامہ نگار را بدین روز نشاند ہرچند امید بایاس و ناد دل را ازین
بند ہا می کند لیکن مصلحت دران می بینیم کہ از دید و از گفت و شنید ساختہ و از مکالمہ زبانی بمحاورہ روحانی
پرداختہ باشیم کہ تا حصول دولت دیدار وصول نامہ و پیام و تا دمیدن صبح مرادم سواد روشن
این شام غنیمت ست زبان تا در دہانست گویا و قلم تا در بنان ست پویا خوشتر بود کہ روزے
جذبۂ شوقے رسا و بند دوری از دست و پا جدا افتد گاہ باین ہمہ بے نوائی خود را بگاہ بار رساند
حیف ست کہ دل باین مایہ رسائی بمدعا رسیدن نتواند ؎

شادباش ای دل کہ روزے عقدہ ات وا میشود قطرۂ نامی رسد جاے کہ دریا میشود

آمدم بمطلب دیگر کار میان احمد حسین بعنوانیکہ ازین سو گفتہ و از جانب شنونده پذیرفتہ آمد امید قوی ست
کہ ساختہ شود اغلب کہ پیش از اعلان بر ملازمان واضح شود درین میان نیازمند ہم آزمند ست
کہ از خلیل الدین ہم پرسشے بکار رود و خوب دانشت ہرچہ پدید آید بمن نگار شود

ایضًا

والا نامہ مشعر بر دوانگی قصائد رسیدہ منت بر دیدۂ و دل نہاد و ما از پا بر جا بودن در دز انو تر دو سے
دست داد کہ زمانہ دراز گذشتہ و ہنوز از پابوسی ملازمان دست بردار نگشتہ بارے باستعمال روغنے
روغن قاز شمایلد سے و بتطول پے در پے بنیادش باب رسانید ملازمان را گرد خاطر نگردد
کہ تنہا قاضی نیم دستے در حکمت ہم دارم بلکہ در دل خویشش می نگارم و امید دارم کہ داد دل نگرانیہا
دہند کیفیت مفصل در میان نہند ؎

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد
وجود نازکت آزردۂ گزند مباد

رقعهٔ دیگر

بهارین نامهٔ رنگین ختامه که در دوشش چون نسیم بهار گلفشان و حروفش چون غنچهٔ گل خندان ست گلگونه آرای چهرهٔ احوال و حنا بند پنجهٔ آمال شد نوید جلوه افروزی شمع شبستان اقبال و مژدهٔ سعادت اندوزی اختر آسمان اجلال دیده را نوری و دل را سروری بخشید دیده بصد زبان از جنبش مژگان چشم روشنی گوی انجمن نشاط ست و دل بصد هوس از رشتهٔ نفس گلدسته بند گلشن انبساط ست نشاطی تازه و انبساطی بی اندازه اینکه بدین تقریب بهجت نصیب دوستان بیدست و پا را یاد و به نسیم عنایت قدیمانه مزرع افسردگان بی گیاه و گیاه را شاداب و شاد نموده اند اگر برنگ گل در پیراهن نگنجم بجاست و اگر چون شمیم چمن از خویشتن بر آیم رواست اما چکنم که دامن زیر کوه ست و دل از بار غم ستوه یعنی علاقهٔ مدرسه زنجیری ست که بدو لنگیش توان گسست و بندی از بند بندگیش توان رست هر چند دست و پای زدم بجای نرسیدم و با همه کوشش و کشش کشادی ندیدم ناچار دل بران نهاده و با خود قرار داده ام که هرچه باداباد ولی شاد وطن را خیر باد گویم و به بدرقهٔ آزادی و راحلهٔ شادی بآن عشرت آباد با هزاران تهنیت مبارکباد پویم الٰهی این همایون کدخدائی باد و عالم دلکشائی و دولت افزائی قرین باد بالنون والصاد۔

رقعهٔ دیگر

اگر رسید رسیدن اله آباد که الٰهی بخیر باد بدان و دل رسیدی طالع را نارسائی ستودمی و اگر نسیمی ازان مینو سواد بدین خراب آباد وزیدی سپهر را بر خود مهربان تصور نمودمی چون طالع نارسا و سپهر نا آشنا و آشنا خود ناشنوا است از ناله چه خیزد و از شکوه چه کشاید اداناشناسان نکته چین اند و بخورده گیری ورکمین گویند جان و جهان بیقرار بود نه دست و بنان بیکار مهر چرا نجنبید و خامه چرا بجنبش نیامد پرسش چرا یکبار نرفته و گزارش چرا نگارش نپذیرفت من دانم و دل که تا ملا زبان رفته اند چه گویم که اینجا چه ماجرا رفت و با اینجائیان چها در از حال جوشش خون اطفال یعنی چیچک که در دم روی زمین پل از در خشان رو شن ست که تا چرخ هفتمین فرا گرفته هر دانهٔ خرمنی گرد آورد و هر گوهری معدنی هر غنچه یک گلستان شگوفه زار آمده هر قطره یک عمان حباب در کنار گویند پنج شش صد کودک هر روز درین روزها اینجا کمی خفتند همانا فلک چار روپیه بکف داشت که بجای

خار وخس از هر رسته گلهای نو رسته می رفت اگرچه بنده زاده هم یک چند درین بند گرفتار ماند
اما خدا را سپاس که ازان ورطه برکنار ماند هرگاه بر نوزادها این ماجرا گذشته باشد پیداست
که بر طبع زادها چها گذشته باشد چنانچه بایمای مولوی غلام صفدر خان قطعهٔ تاریخ مسجد را بنیاد نهاده
بودم هم دران طوفان بباد یعنی از یاد رفت اکنون قطعهٔ دیگر می نگارم و جرم درنگ را بقصیدهٔ تازه
تشفیع می آرم و سبب چاویدن این قصیده آنکه روزی در عرض راه ناگاه بمیرزا حاذق که بالاخانه
جاده هم دران کاشانه مسکن و ماوا داشت دوچار شدم ازان سو بدر آمدن ایرام رفت و ازینجانب
در بر آمدن اهتمام خرم و دو کس دیگر هم بودند سخنها راندند و شعرها خواندند حاذق دو سه شعر
از آن قاآنی نقل نمود و قصیدهٔ اش را بسیار ستود و خرم هم چکامهٔ خود برسرود و پس از گفت و شنید
تخفیف تصدیع گفتیم در نتیم فردای آن بجای خود کلیات قاآنی طلبیدیم و دیدیم که در کتابت
جهان تشنیع و طعن ست و موالید ثلثه اش سه حرف لعن طبیعتم بهم برآمد زبانم نصیحت گر هرچند پاداش بد
بدیهست و عوض ضربت ضربت لیکن من بجای ضربت تربیت آورده و بشیوهٔ شعر چند اشعار نصیحت
و پند موزون کرده ام سخن نیوشان را نوش و حق فراموشان را فراموش باد والسلام علی من اتبع الهدی

بنام سید اسمعیل صاحب

ای از تو بیم بجام خواهد بودن ‏ ‏ ‏ ‏ شهد و شکرم بکام خواهد بودن
نو باده میوه زار فیض عامست ‏ ‏ ‏ ‏ وقف لب خاص و عام خواهد بودن

رسیدن انبه های نورس از بنارس باین ناکس که از مهربان بمن رسیدن حلوا از آسمان فرو آمدن
من و سلوی ست ناکامی را شیرین کام و مخمور مهجور را سرمست مدام کرد و هرچند از اعداد انبه ساخته
بسپاس گزاری پرداخته آمد لیکن آن سلسله را استواری و آن رشته را تاب این گوهر شماری ندیده
ازان بست و انه بحضرت یگانه مولوی معشوق علی بذله فرستاده و ادای امانت سپاری داده شد۔

بنام منشی غلام غوث خان بهادر

والانامه دران هنگامه که تموز را روز بازار بود دل از اشتعال گرما بیقرار بود و جان را تازگی فزاد جهان را
خرمی بخشا آمد لیکن سپاس یاد آوریها وروا بود دل در ادای آن خجل ماند چه هیچ گاه نامهٔ بیجا مه
فرستادن آئین نیاز نشد و بدیت طینی نیاز نیاز خاطر تیا گرا نژند نبوده هرچند اندیشها نخجن گشت

درنگ ہا بردشکست اما خامہ نگارنہ بست ونقشے بکرسی نہ نشست خانہ گرما سے بے پیر خراب کرد زہا بشب رسانیدم وسوادے روشن نگردانیدم روسے افسردگی طبع سیاہ کہ شبہا بروز آوردم وورقے سیاہ نکردم البتہ امروزکہ روزگار آن ورق درنوشتہ وہوا قدرے خنک گشتہ ست سراسر آسمان را سحاب گرفتہ یا آفتاب از شرم ما دل سوختگان روسے درنقاب گرفتہ تا زادینہ گذارده آمد وہنوز رعد تسبیح خوان وابر سبحہ گردانست آسیمہ سران از زانو سر وسر وبسر سبزی علم برافراشتہ می کشان صراحی دمن قلم برداشتہ چون نامہ روسیاہ واز درنگ پاسخ عذر خواہ آمدہ ام شربت عیش بجام وماہ صیام بکام باد

بنام مولوی عبدالعزیز صاحب

شنیدن گرامی اوصاف از شفیقی محمد شاہ صاحب نیازمند را بے اختیار عرض اخلاص وہنگام ورود مسعود برخوردن با قبلہ گاہم باختصاص قدیمانہ ام خاص کرد ہر چند "بنام کنندہ نکونامے چند" آیہ ایست درشان این نیازمند عزیز اگرچہ در زندان یعنی پاے بند ہندوستان ست درحقیقت از کنعان است لالہ وگل اگرچہ از سایہ پروردگان گلشن ست خار وخس نیز از دور گرد آن انجمن ست چنانچہ بلبل شیراز فرماید گر نیست جمال رنگ وبویم ؛ آخر نہ گیاہ باغ اویم - پس اگر بلبلے باظہار این نسبت دراز و اگر طومارے باستدعائے آن شفقت باز کنم پیش اولی الابصار خوار گنہگار نباشم لاجرم برملازمان نیز لازم است کہ از احوال خیر مآل دخانوادہ فرخ فال آگاہم نمایند وازچگونگی قیام میسور وحیدرآباد مطلع فرمایند تا نیازمند را این آگہی سرمایۂ صد گونہ ناز وپیوستہ رسل ورسائل برروسے ہم باز باشد۔ والسلام مالوف الاحترام

بنام وزیر احمد خان صاحب

اگر مرا زبانے گلہ سنج می بود کارے ازان می کشود چگویم کہ از نگار رنگ تنکو ہا چہ نیرنگ ہا سازکرد ہے بدان نیرنگسازی چہ ارتنگہا بازکردے ہم بلبل را ورزار نالی ہمدمے آواز دادمے نہ ہم گل را بدلسوزی چون لالہ داغ برجگر نہادمے لیکن چہ توانکرد کہ نہ مارا تحمل داغ تنگ حوصلگی وزبان عرض دراز نفسی ست ونہ شمارا دماغ اینہمہ سمع خراشی وسر دردسری ست

بنام مولوی عبید اللہ صاحب پروفیسر ڈھاکہ

اے ذات تو در زمانہ آزادہ زقید ؛ در علم علم شدہ چہ در فقر جنید
گر جامئی وقت خوامنت نیست عجب ؛ در نسبت نام جانب خواجہ عبید

درین زمان این سودا کہ قلم ارادت رقم از نیاز فراموشی دیرتر سر انتخار بجاہ رسانید سود ہا اندوخت

وسواد ہا روشن گردانید یعنی نامہ ٔ بخش خامہ کہ بنام نامی ہمنام خاتم پیغمبران اعنی خواجہ محمد فرستادہ و ربستہ بردیم کشادہ اند و او نشان در رسانیدن سلام سامی. پیام گرامی داد بپیامبری دادہ تاج کرامت برسم نہادہ اندمنکہ پیش ازنزول این آیہ اعزاز اختصاص خود را در زمرۂ الذین یومنون بالغیب داخل کردہ از انعام رسالہ انعامی و معائنہ دیوان بلاغت بنیان کہ ہر یکے مصداق ذالک الکتاب لاریب فیہ ہست از سر ایمان تازہ نمودہ برصدق مقال خود شاہدین عادلین دو شعر این باعلیٰ آوردہ ام

بگرفت وجود از عبید اللہ جود	پیوستہ بود بکفش قلم را سجود
در شرع اگر سخن عبارت می بود	بودے بسخنوران عبیدے معبود

ونظر برین کہ بندہ خدمتی فرض ست قصیدہ در معرض عرض ست گر قبول افتد زہے عز و شرف

بنام مولوی بشیر احمد متخلص بشکوہ شاہ محمود احمد

وزیدن نسیم مسیح دم یعنی رسیدن نامہ مشکین رقم جان رفتہ برتن در آورد و بوے پیرہن یوسف گم گشتہ بہ بیت الحزن ناستودہ را از محمود نشانے داد و ناتوانے را از درد مسعود توانے بلکہ ارمغانے ہم بسبیل رہ آورد و پیش و مرہمے برائے سینہ ریش باخویش آورد یعنی نامہ گوہرین خامہ کہ مژدہ دوماہہ انتظار ست و برات دولت بیدار برائے دیدہ اختر شمار با این ہمہ فروغے دردروغ از جلوہائے بے اعتبار ست وسراب رہ گذار تشنۂ دیدار در نہ از رود لی تاپاک ٹپن راندن واز سرخاک مشتاقان عنان گردانیدن اگر گرد از نہاد خاک نشینان بر آوردن نیست چیست ہی ہی سہ کجا بود ادہم کجا تاختم یعنی راہ بیاس غلط کردہ روبشکوہ نہادم واز کعبہ بہ بتکدہ افتادم محل بمنزل دوست راندن ست نہ جانب دیر تاختن ہنگام حدی خواندن ست نہ ہنگامۂ ناقوس نواختن لاجرم بجانب جناب سامی کہ ہم کعبہ مقصود من و ہم مقام محمود من ست روی آرم و نمازے دوگانہ و نیازے عقیدت مندانہ گزارم و برخود می نازم کہ اللہ اکبر حنفیلے جلیل احرام من بستہ ست باینکہ ہنوز بت پندارم نشکستہ سبحان اللہ بسوے کج نگاہی قبلہ کج کردہ باینکہ او خود را براہ راست نیا وردہ براستی کہ کج ادائیہائے من اگرچہ درکیش راستان دلکش ست اما آواز دہل از دور خوش ست خیال جلوۂ آبے کہ از دور نظر دارند سرابے بیش نیست ومثال موج شرابے کہ مراد از ساغر انگارند آبے بیش نے رائحہ از گل کاغذی شمیدن وصف خوش دماغی غالیہ فروشان ست نہ وصف ذاتی گل و زمزمہ از بلبل تصویر شنیدن صفت تیز ہوشے سبک گوشان ست نہ مدح خوش نوائی بلبل خاصہ درین زمان کہ از بینوائی بلبلان خامۂ خوش تر از گل اند

وازبیرنگی گلها خود فراموش تر از بلبل آرے نالیدن هم فریادرسی و گریه کردن هم دل خوشی میخواهد مرا که گل از گل و شراب از سراب باز ندانم آن رنگ و بو کو و آن آب رو کجا که مرغان چمن را بزمزمه سرائی آواز دهم و حریفان انجمن را به باده پیمائی صلا باز دهم کلبه خویش را پاک رفتن ندانم باغ و راغ از خس و خار پاک کردن کے توانم آنکه قطرهٔ خویش را بآب نیارد و رساند تشنه لبان را چگونه سیراب تواند گرداند از انجا که ساغر شکستن کفاره دارد و نه دل شکستن را چاره ناچار آبگینه ریزها که بخاطر فاتر می خلید از میان راه برچید تا پائے نازک خرامان چون دل افگار نه شود و جاے گوهرے اگر در سلک خالی دید خزف پاره بجایش نشانید تا سلسلهٔ تسلسل را رخنه درکار نه شود و اختصار در عبارت بقدر گنجایش باعث نمایش و زیبایش ست چنانکه کاهش ماه برائے افزایش و پیرایش سرو برائے آرایش لیکن چه توان کرد که عیار گفتن جز بگفتن پدید نیاید و قفل ازین گنجینه جز بهزبانی نگشاید خامه را در کشاد و بست این خزانه کلید ریخته دندانه دانند و نامه را در برخاست و نشست این خانه محفل بیگانه خوانند البته کلک تحریر اینقدر تقریر تواند کرد که هر پیکرے تصویرے دیگر دارد و هر اخترے تنویرے دیگر هر آئینه دیده ور را لازم ست که عشرت اندیشه از ناهید و تیزی خامه از نوک تیر روان نغزی جمال از ناهید و جهان سوزی جلال از خورشید کمین داری جلادت از بهرام خونین نیام نگین داری سعادت از برجیس عالی مقام رفعت بیان از کیوان هفتم ایوان همچنین نشئه ظهوری از ثلاثه غساله سه نثر ظهوری و منظومات او و نفحه سروری از حیات اربعهٔ چار عنصر بیدل و نکات او سرمه شوخ چشمی از کحل الجواهر خاک پاک حیرت و وسمه کشاده ابروے از سواد هلالے عالی فطرت آرایش گلگونه صفوت صفا از روضة الصفائے صافی طبع و صاف و کشایش چهرهٔ مهر و وفا از مطلع الانوار کشفی فکر کشاف فرش پا انداز جلوهٔ ناز از خاکساریهاے عزیز سراپا نیاز بدست آورده بهم پیوند و خامه را بدان نگار بندد تا عروس سخن را هفت و رهفت نماید هر چند هلال یکشبه باشد ماه چارده برآمد اگر نثر است از نثره نثار و اگر شعر است از شعرے شعار گیرد بنام ایزد بشارت باد حضرت بشیر را که نثره آتش بشر این صفحهاست آرے سالے که نکوست از بهارش پیدا ست

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم
چنانکه حرف عصا گفت موسی اندر طور

یارب این خود نمائیها که چشمش مرساد و روے کم نگاهی مبیناد و این هرزه درائیها که بر سامعه گرانی نکناد جز آویزه گوش قبول مباد

بنام مولوی محمد سعید پٹنوی

پرتو ورود افگندن صحیفهٔ شریفه و دیوان فروغانے عنوان دریک وقت یک آن تکرار تجلی بر دل و دیدهٔ نگرانست یا طلوع ماه و آفتاب درحالت قران دیدهٔ غمدیده راچشم و چراغ ست و خاطر پژمرده را باغ و راغ شمعے براہم نهاده و نورانی شبستانے را بچشم جلوه داده اند ساغرے بدستم داده و معنوی میکدهٔ را بر رویم کشاده اند اگر آن چراغ راه مهر و وفاست این چراغان و اگر آن گلدستهٔ صدق و صفاست این گلستان اما چه گلستان که در نظر اولوالابصار ؏ (هر ورقے دفتریست معرفت کردگار) ادیبان رنگین فن گلشن سخن می دانند و عندلیبان چمن این رباعی می خوانند ؎

از جلوهٔ لالهٔ و گل و سرو و سمن — شد گلشن شیراز گلستان سخن
سعدیست سعید کز پے گل چیدن — دامن زده بر میان گلگشت چمن

سبحان الله این تحریر و این تقریر (از دست و زبانے که برآید) الله الله من و این نعمت عظمیٰ (کز عهدهٔ شکرش بدر آید)

گل همین پنج روز و شش باشد — و این گلستان همیشه خوش باشد

یارب این حدیقهٔ بلاغت تا قیامت عندلیبان را در و زبان و گلبانگ رنگریزی بوستان دیگر سامعه نواز هواخواهان باد- والسلام مالوف الاحترام

بنام حاجی مختار شاه صاحب در تعزیت

آه کز گستاخی باد سحر در یک نفس — شمع شب افروز بزم آرائے ما خاموش شد
انقلاب روزگار و دور گردون بد بلیست — باده نوشان هوشیار و مست ما از هوش شد

غمنامهٔ مصیبت شمامه رسید کشاد عنوانش پیام سینه چاکے بدل داد و سواد مضمونش داغ دردناکے بر جگر نهاد هوشم بسر نماند و صبر بدل دل زدستم رفت و دست از کار و رستم و دل چون بر جا بودم از دلتنگیها و جگر خستگیها چه نگارم همانا زخمے خورده ام که نمک پرورده ست تا داغ شور شررست و تلخیے چشیده ام که با یک جهان بیابان مرگے برابر است ؎

خوانده ام حرفے که لب از گفتگو بر بسته ام
دیده ام چیزے که چشم از آرزو بر بسته ام

بستیخیز بے هنگامی که ایشان بچشم دیده و من از راه گوش شنیده ام و خواب پریشانیکه نه در بیداری معائنه کرده من در خواب دیده ام چاکے در گریبان سامی رسیده تا دامن صبرم در دیده ست و آتشے که آنجا بخانمان افتاده دوش اینجا سرکشیده شعله همان آتش است که خامه را چون خس کبریت مشتعل نموده و دوده همان دود ست که نامه را چون روزم سیاه فرموده ورنه چشم این همه خونناب فشانی از کلک خویش و در خونناب فشانی امید امداد از دل ریش نداشتم گوئی هر حرفیکه بسوز درون از خامه می تراود پارهٔ از اخگر ست و چون بنامه نگارش می یابد اخگرے در خاکستر

بیا لم بسکه خون پالا ز غمهاے نهانستی ÷ دهان من تو پنداری که چشم خونفشانستی

نے نے اگر هر سر مویم مژگانے و هر مژگانے جوے روانے گردد شگفت نیست لیکن بحکم رضا و تسلیم و بقول طالب کلیم

پسند ماتمیان با هزار غم نشدم ÷ بجرم اینکه لباسم ز گریه گلگون بود

آرے هر کرا دل خون و دیده جیحون ست از حلقهٔ ماتمیان بیرونست اینجا قبایے خون آلود را حکم پنجه حنائی و جیب و دامان اشک آمود سراپاے خود آرائیست لاجرم چون گدازی از آتش غم دیده آب گردیده ام واجب ست که چون قطره سری بزمین فرود آرم و سجدهٔ سهوے بگزارم تا دوگانهٔ صبر و رضا ادا و پس از اداے آن رو بدعا کنم یارب آن قطره از چشم چکیده را سرخوش از وصل دریا و آن شبنم از روے چمن پریده را محو دیدار آفتاب عالم آرا کن دیگر چه نالم و چه گریم که در جگر آبم و در دل تابم نماند از بیماری خواجه سعد الدین خاطر غمزده در اضطراب و زورق اندیشه در گرداب افتاده ست ایزد داور او را ازین ورطه بر کنار رساناد و جگرهاے از غم سوخته را بزلال صحتش سیراب گرداناد

رقعه کتخدائی فرزند شرافت الله ابن مولوی کرامت الله مسمے به هدایت الله صاحب

بحمد حق قلم گردد حنا بند ÷ که داد او روح را با جسم پیوند
شرافت ده بآدم از کرامت ÷ چراغ افروز عالم از هدایت
اگر بلبل دگر گل عندلیبش ÷ هوا خواه و هوا دار حبیبش
نسیم امروز در گلشن نگنجد ÷ گل از شادی به پیراهن نگنجد
بکام از خندهاے گل هزارست ÷ شکر ریز عروس نوبهارست
فلک بزم نشاطے ساز داده ÷ برامش زهره را آواز داده

زبان عیش و وقت انبساط است	جہانے تہنیت سنج از نشاط است

بنام ایزد درین اوان سعادت نشان کہ مشتری را بازہرہ اختلاط چپان ست فاختہ از خلخال پائے سرو طوق بگردن و شمع فانوس و پروانہ را جا در یک پیرہن ست جان و دل از بادۂ عشرت لبالب و جام و مینا یک روح و دو قالب یعنی بتقریب کتخدائی سعادت دستگاہ برخوردار ہدایت اللہ سلمہ اللہ سروسامان بزم ساختہ شد ساز عیش و طرب نواختہ شد "بخت آمد پے مبارکباد" دوستان را صلائے عشرت داد۔ لہذا غرہ جمادی الاولی روز رنگ ریختن شادی شادمانی و نوروز عیش و نشاط جاودانی و بتاریخ دوم زبان و ست دادن بکار فرخندی از سانچق و حنابندی بتاریخ سوم وقت دمیدن صبح انبساط یعنی روز برات قرارداد و سامان کامرانی آمادہ شد چشم داشت آنکہ بہر سہ روز از سر شام مانند ماہ تمام انجم افروز انجمن مراد آیند و داعی را ممنون منت فرمایند ؎

سربلندی دہند اہل صفا	بکرامت کرامت اللہ را

بنام منشی غلام غوث خان صاحب

گرامی نامہ از نوید صحت ملازمان والا واز نہیب واقعات حیرت افزا بعد جان بخشی جان گزا و پس از شگفتگی باعث دلگرفتگیہا شد این ہمہ اندوہ انگاہ باین انبوہ نہ گفتن بر تابد و نہ شنفتن عرض شکیبائی درین باب عبارت آرائیست و بیخودی درین مقام خودنمائی اظہار تب و تاب جز سوختن و داسوختن نیست و بخیۂ این زخم غیر از لب ہم دوختن نے دل از بادوسامی ذخیرہ اندوختہ و من لب از گفتگو دوختہ صبح و مسا بخدامی پناہم و ہم بدعا از خدامی خواہم ؎

سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست	بہیچ عارضہ شخص تو دردمند مباد

بخدمت جناب صوفی صافی صوفی فتح علی صاحب

سہ چار ہفتہ رفتہ کہ نیاز نامہ مشعر بیماری خویش بامختصر چکامہ چکیدہ دل ریش نگاشتہ البلاغ والانحدت داشتہ ام پاسخش نفرستادن اگر پاداش درنگیست کہ درجواب والانامہ ازین نامہ سیاہ سر زدہ بدان سزاوارم و ناکردہ انگار دہ شرمسار گرفتم کہ آن جریدہ ارزش جواب و آن قصیدہ گنجایش انتخاب نداشت بارے زبان پرسش رنجور نگشادن را جوابے چنیست و بداد دل نرسیدن را سبب چیست خدانخواستہ مسیم مہر و وفا کیفیات جہان برخاستہ و ناز انجا کہ در دمندنوازی نالہ بینوا شنیدے

د بدرد دردمند مستمند رسیدے نے نے این همه حکایت ست نه شکایت اندیشه را درین محل دو احتمال ست باقی همه وهم وخیال یکے اینکه تا از نے خامه نواے رنجوری من بسمع همایون رسیده نصیب دشمنان در دلم از غایت همدردی در رگ وپے دویده آهنگ پرسش که برمی داشت دوم اینکه سالکان صاحب جذبه چون پس زانوے توجه باطنی نشینند مرض را از پیکر بیمار چون خار از گلزار برمی چینند صوفی صافی مشرب ما هم قلم ودفتر چون شیشه وساغر برطاق گذاشته دست ودل درسر این کار داشته پاسخ مکتوب کرمی نگاشت پس براین قیاس اولا سپاس ایزد منان بجامی آرم وثانیا شکر توجه مخدوم مهربان که از رنج رنجوری دو ماهه نجات داد از سرچشمهٔ توفیق مخاطب این مصرع که لعل لبت میدهد آب بقا مرده را آب حیات با تمام حالیا اگر شکایتے هست از ناتوانی ست واگر حرارتے هست از گرمی رفتار جوانی سلسله پرهیز گسسته است اما هیهات که بت پندارم نشکسته وتن از بند تعلق رنجوری رسته لیکن افسوس که دل از قید تکلف صوری بدر نجسته گرسنه حرص وهوس را همان آش در ساغر ست واین سگ هرزه مرس را همچنان بر استخوان نظر یارب عزیزی را که سگ داغ تست گلو ریش هوس این مشت استخوان پسند ودلش که لاله باغ تست داغ دار خار خار این گلستان تا چند سخن کوتاه دیدهٔ ودل نگرانست که زود نه دیر از نوید خیر وعافیت خود ملازمان حضرت شهزادهٔ بشیر الدین خرسند وسربلندم فرمایند واز رسید این عریضه نیاز وتخمین رقیمه با قصیده بے سود وساز ممتاز وسرفراز نمایند اگر تذکرهٔ شاهزاده عالی جناب درین کتاب دوباشی این نهیب در برابر دارم که ع کنار نامه از ان نام او رقم گشته که از مردم دنیا گرفته است کنار اما از شیخ شیراز منشور این سند دربر دارم ع

دربیسر وزیر وسلطان را | بے وسیلت مگرد پیرامن

چون در حضور بذیل عاطفت گرامی تمسک نموده بشرف ملازمت باسعادت رسیده ام در غیبت هم آن ذریعه را دست آویز خود گردانیده ام واز انجا که حاشیه نشینان بزم ادب را جز بر طرف بساط منزل راه دمی نباشد جبین سائی خامه در کنار نامه پیش ارباب تسلیم بے جائی باشد تکلف برطرف تعصب برکنار حضرت ممدوح این مضمون پرجوش برمحل صرف نموده سخن را بمعنے دلنشین همکنار فرموده اند جبین نیازم در سجود آن قدسی آستان برزمین ست وسر افتخارم بچرخ برین

رقعهٔ دیگر

رسیدن فروغانی نامه دمیدن سپیدهٔ سحر است وسیاهی کردن نورانی چکامه از ان برآمدن آفتاب از خاور

گاہے بدان می نگرم و گاہے بدین گاہے نثرہ را بہ نثار آرم و گاہے پروین چشم بر در در پروانہ ام محو تماشاے دو چراغ ست و عندلیبم مست ہواے دو باغ ہر چراغے چشم و چراغ اہل بینش و ہر باغے رنگ و بوے بہار دانش ایماے جناب بفرمان شہزادہ معلی القاب کلید قفل بستہ چندین سالہ شد تا آنچہ از سنگ ریزہا بدست آمد از خامہ بنامہ حوالہ شد ورنہ بجان شیرین کہ در سنگلاخ سخن دست و بازوے تیشہ زنی و دل و دماغ کوہکنی نداشتم دل از کثرت افکار افگار ست و زبان از نالہاے زار بیزار حسب الامر چون لب بسخن باز و قصیدہ گفتن آغاز کردم خواہش آن بود کہ شمار اشعار قصیدہ از صد خواہد گذشت لیکن ناگاہ طبیعتم از جادہ اعتدال برگشت و تنم آن قدر ورم کرد کہ تاب و طاقت از ہیبت رم کرد پس بدستیاری آن تپ بے پیرہم گریبانم و ہم آتشے جہان سوز در جان و جانم گرفت بالجملہ کار مشکل افتاد و نوبت بمسہل ہنوز یک دو مسہل باقیست چشم صحت از نرگس بیمار ساقی اگرچہ درد نامساعد از ما عدم دست کشیدہ و تب با تعب از پہلویم کنار گزید اما ہنوز اثرے ازان و آتشے از کاروان باقی ماندہ ست اکنون بخیال اینکہ مخدوم را از دیر باز پاسخ کتابت نگران و مرا باتمام قصیدہ انتظار صحبت حیران دارد ناگزیر بر گفتہ اکتفا رفتہ و بے کم و بیش از نرم و درشت ہرچہ بافتہ ام و از دیبا و پلاس ہرچہ بافتہ ام طاقہ طاقہ بہ پیش قبول باز می کنم و از سادہ دلی بر خود ناز می کنم غافل کہ طاقہ کتان بمہتاب بردن رخنہ در کارش کردن ست ۔ قصیدہ بر صفحہ ۱۳۲

رقعۂ دیگر

صوفی صافی مشرب دام مجدکم ۔ سلامیکہ صافت خمکدۂ عجز و نیاز و سر جوش خمخانۂ سوز و ساز ست پیشکش دردے آشامان بزم حضوری کردہ مدعا طراز م اینکہ از کلکتہ پے حصول رخصت مراجعتم اتفاق افتاد و ہر موے بر تنم زبانیست عذر خواہ از حیرت خاموش و ہر حرف بر زبانم داستانیست از خاطر فراموش اگر گویم کہ فرصت دست نداد عذر بدتر از گناہ آوردہ باشم و اگر بنویسم کہ بخت تیرہ سد راہ شد رد دعوی سیاہ کردہ باشم اگر بنا بلد بودن کاشانۂ فیض آستانہ می گرایم شوق را رہنمائی باید و اگر نارسائی شوق سخن می سرایم کوتاہی جذبہ مخدوم ہم لازم می آید ندانم تا چہ گویم کہ آنچہ گفتہ شود پذیرفتہ شود ہمانا درین آب گردش لب تشنہ ہانم کہ بابش خواندہ بعتابش راندہ باشند و بکنارش رساندہ بہ کنارش افگندہ باشند ا شور تشنگی کہ در کام و زبانش باشد پیوستہ نمک خوانش باشد امی ترسم کہ آنچہ نگاشتہ آید سخن سازی پنداشتہ آید لاجرم مستانہ پوزش می پویم

دبیاکانه برملا می گویم سه مرا بساده دلیهاے من توان بخشید چه خطا نموده ام و چشم آفرین دارم
بوالاخدمت حضرت شهزاده بشیرالدین تسلیم بصد تعظیم می رسانم و بگزارش یورشے که نگارش یافته
بخامهٔ دو زبان هم یک زبانم

بنام منشی امیر خان صاحب منصف بپاسخ مکتوبیکه آتش زده و کاتب عذرخواه آمده

فروغانی نامه که گرم رفتاری خامه را دست آویز ست رسیده شمع افروز بزم وداد گردیده نازم بآتش
خون گرمی اشتیاق خویش که اینجا سر برانگیخته و آنجا شرر ریخته یک چند برنگ شعله حواله پیراهن ماه
چون هاله گرد سر گشته و بدان رنگین پیراهن دنازنین تن که چشمش مرساد گستاخ نگشته بنامه که نامم در او
یافت در افتاد و معنی از ماست که بر ماست روشن کرد یا آنکه نفس هاے سرد این مهجور از دور هنگامهٔ
دم سردیهاے شبهاے زمستان در آن شبستان گرم ساخته ناگزیر همان آتش اشتیاق بهمانی
بجمره گردانی پرداخته خامه از ان چون خس کبریت برافروخت و نامه را پاک بسوخت آتش زبانی
و شرر افشانی بر طرف رشک روا نداشت که نامه بنامم روانی یا بد لاجرم آمد را بخامه سرمایهٔ از آتش داد
و نامه را بدان افزایش داغ آلایش بسینه نها و مخدوم آن آلوده دامنی را بسرگرمی چراغ حوالت کرد
چراغ که از عمر یکسر بانهٔ شوقم نگاه میداشت آن ودیعت بدو باز سپرد همانا از آتش شوق مشتاقان
حذر کردنیست و منتظر از ابنامه یاد آوردنی اما اینکه از فراموشی رسید پنج روپیه رفته دلیل آشفتگی
حواس خمسه است خامه از فروگذاشت آن پنج که عددهاے هو زست اظهار خام کاری خم وکرده معاف دارند

بنام مولوی محمد شاه صاحب

سه چار روزست که شام گاهے بر سر راهے با ماهے تمام حافظ ضیاء الدین نام دو چار شدم چون
ماه آئینهٔ جمال خورشیدست از دمیدن صبح امید یعنی رسیدن مکتوب صحت نوید استفسار رفت روشن شد
که درین روزها نیر اجلال از شرف اعتدال تجاوز کرده ناگرفت خاطر نیاز مندهم مانند ماه گرفته
گرفته شد آرے چنانکه دل و دماغ از اعضاے رئیسهٔ انسان ست ذات ستوده صفات هم چشم و چراغ
این دودمان ست پس اگر چشم زخمے بدان رسد اثر آن در دیگر افراد شگفت نباشد لاجرم از جنبش نبض
بیقراری دل روان بجنبش آمد و از جنبش روان زبان و از جنبش زبان بنان و از جنبش بنان خامه تا انچه دست بدست از
دل بخامه رسید بنامه سپرده آمد چشم که زود نه دیر از پاسخ نیاز نامه مژدهٔ صحت و سلامت سر بلند و خرسند فرمایند پیش ازین بذریعهٔ عرائض موسومه

حضرت صوفی صاحب چندین تسلیم بعرض تقدیم رسانیده ام یا خود جناب سلام روستائی پنداشته بجوابش التفاتے نداشته اند اما تغافل حضرت ممدوح در رسانیدن آن امانت دیانت بکار نبرده بالجمله هم آن سلام لاجوابست وهم جوابها نایاب البته سپاس اینکه در خط مولوی اشرف علی صاحب بسلامے مشرف فرموده اند بهر من سزاوار زبا نبرا بگزارش آن سرمایۂ نازست وجان برادران براه پیوسته گوش برآواز

بنام منشی غلام غوث صاحب

مشعر ارسال غزلها در جواب غزل حبیب آفندی که در اختر روم طبع شده ومرزا توکل در الٰه آباد جوابش گفته منشی هر دو غزل فرستاد خواستار غزل جوابی شده بقافیه و ردیف

حالِ تو هر سه - مالِ تو هر سه

لله الحمد هنوز آبے که روانم بدان تر زبان ست آبجو در جو وشرابے که زبانم ازان جرعه فشان ست در سبو دارم اما آنقدر آب کو که نمازے با وضو و نیازے با آبرو گزارده شود ناگزیر دست وجبین را از دور بخاک آن آستان روشناس تیمم کرده نخست دوگانه سپاس وثنائے یگانه ادا دارا ادا میکنم وپس شکرانه سه گانه این مهربانیهائے سرشار قضا می کنم که سرخوشی فزا نامه با دو چامه طبع زاد و دو شیوه حبیب آفندی ومرزا توکل شیوه علامه سرفراز دورہائے معانی بر وهم باز کرد جائے آنست که از کثرت مضامین آفرینی جا بر موالید ثلاثه تنگ شود و وقت آنست که معدن گهر و گلشن گل وعزیز جان بافزایش آورد حقا که آن هر دو چامه ممتنع الجواب است واین نامه خود جواب با صواب فروغ فرتاب این انوار ثلثه را نازم که از اوج اختر روم چون هلال انگشت نما واز پرچم لوائے عطار دسائے توکل چون ماه کامل جلوه فرما شد بجز ازان ثلثه غساله با خبر گشت ددور دستان راهم صلائے زد تا آنکه عزیز هم بکتا بیش دوتائی زد یعنی دو غزل باتفاق واختلاف قافیه سر داده حوالۂ قلم نموده هرچند در برابر ماه و خورشید سها را چه ضیا که از دور سیاهی کند وبمقابله مشتری و ناهید کرمک شب تاب را چه تاب که فروغے دروغ برخویش تند لیکن ازانجا که نور را اگر نمود یست با وجود سایه و ظلمت ست وسور را اگر وجود یست با نمود رنج وکلفت ست نظر بران از دیده وران چشم دارم که درین شوخ چشمی خود نمایم نه پندارند و در لباس این گستاخی خود آرایم نشمارند فقط

نعت تو بود زلف و خط و خال تو هرسه
یا ترجمهٔ مصحف اجلال تو هرسه

تردستی و زور قلم و صنعت نقاش
پیداست ز موزونی تمثال تو هرسه

زلف و خط و خالست نگهبان رخت لیک
خود چشم سیه ساخته بر مال تو هرسه

میجست صفا دهر که مهر و مه و ناهید
زو قرعه برخسار نکو فال تو هرسه

اقلیم جنون ملک غم و مملکت درد
ای عشق گرفتیم باقبال تو هرسه

رحم آر که ذوق و هوس و شوق جوانی
دارد بسر این پیر کهن سال تو هرسه

گیسو سیهان مهر وشان ماه جبینان
چون سایه در افتاده بدنبال تو هرسه

زاهد بعصا رند بخم خسته بدیوار
یعنی که زده تکیه بافضال تو هرسه

در پردهٔ تثلیث نهان ساخته توحید
گیسوی تو و خط تو و خال تو هرسه

شبنم بچمن شمع ببزم ابر بصحرا
گریند عزیز آه براحوال تو هرسه

ای چشم و خط و خال تو بر روی تو هرسه
بیمار تو شیدای تو هندوی تو هرسه

یک نفحه بود چین و خطا و ختن ای شوخ
از موی تو و بوی تو و خوی تو هرسه

ذوق هوس و شوق شهادت ز سرم برد
آزردن دست و کف و بازوی تو هرسه

عیدست و هلال مه عید و شب عید است
روی تو و ابروی تو و موی تو هرسه

شمشاد لب جوی و سهی سرو و صنوبر
طوبی لک گوی قد دلجوی تو هرسه

طول غم و عمر ابد رشتهٔ آمال
هجر تو و وصل تو و گیسوی تو هرسه

یک بوسه چه پرسی و هم از رخ که و از لب
ای بوسه زکوة لب دلجوی تو هرسه

گردش فلک و دهر فسون شعبده انجم
آموخته از نرگس جادوی تو هرسه

باد سحر و بوی گل و نرگس شهلا
تازان و روان نگران سوی تو هرسه

ای مهر و مه و شمع رسالت که صفا یافت
مالک و ملک و مملکت از روی تو هرسه

جای من و ملجای من و کعبهٔ من بس
راه تو و درگاه تو و کوی تو هرسه

ایمای تو و عرصهٔ هستی کرهٔ خاک
چوگان تو میدان تو و گوی تو هرسه

حقا که عزیز ست و حبیب ست و توکل
مدّاح و ثناخوان و دعاگوی تو هرسه

اے موے تو و روے تو و خال تو ہر سہ	شام و سحر و کوکب اقبال تو ہر سہ
زلف و خط و خالت خط اجلال تو ہر سہ	تشریح تو تصریح تو اجمال تو ہر سہ
زاہد بحرم رند بمے خستہ بدل یافت	نقش تو و عکس تو و تمثال تو ہر سہ
عقل و دل و دین ہر چہ بخواہی بر از من	ملک تو و مملوک تو و مال تو ہر سہ
بر یک روش و طرز ندانیست درینجا	افعال تو و حال تو و قال تو ہر سہ
زاری و زر و زور بیک حبہ نیرزد	جان و دل و دین مطلب خال تو ہر سہ
راس و ذنب و مشتریم ہست بطالع	از زلف و خط و روے نکو فال تو ہر سہ

سرسبز و تر و تازہ عزیز اشک تو دارد
باغ و چمن و مزرع آمال تو ہر سہ

رقعۂ دیگر

چند روزست کہ بکانپور رفتہ بودم چون مراجعت نمودم والا صحیفہ کہ عمناسہ اش توان خواندپیش از من رسیدہ بود و دیدم در خود پیچیدم زبان از گفتار ماند و قلم از رفتار ندانم تا چہ نگارم کہ بحسبہ نگاشتہ شود و دردمندی پنداشتہ شود و اگر از استقلال ذاتی حکایتے کنم ہمانا کوہ را تمکین و وقار آموختہ باشم و اگر از اجمال صفاتی روایتے کنم ہر آئینہ خورشید را شمع و چراغ افروختہ باشم درین اندیشہ نالہ موزونے کہ مصداق مقال و حسب حال اہل حال ہست ناگاہ از پردۂ جان بزبان رسیدہ حوالہ قلم گردید رباعی

اے بے خبر از مقام خود وادا ز تو	خواہند او تا دنیسز امداد از تو
زین اندہ جان گسل کہ رو دان بنال	غوثی نکرہ مستغیث فریاد از تو

نے نے من کجا و این مقام شناسیہا کجا معنی شناس نیم راہ معنی چہ پویم بل چون ظاہر پرستان ظاہر تر چرا نگویم یعنے دل از صدمات حوادث باید پرداخت و این رباعی را چارۂ دوا سلامت توان ساخت

آن بہ کہ ز رنج و غم کنارے گیری	ز تشکر و لباس انتبارے گیری
فارغ باشی ز پرسش روز شمار	از صبر و رضا اگر شمارے گیری

یارب حضرت والدہ مرحومہ حجلہ نشین بہشت برین باد و ذات مخدوم رطب چمین حدیقۂ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِین باد

بنام حاجی مختار شاہ صاحب در تعزیت

نامۂ حسرت شمامہ رسید و دیدۂ و دل را پر خون گردانید فریاد ازین سفر بے ہنگام و داد ازین شبگیر سر شام افسوس برین جوانی و دریغ بران کاروانی ہاے ازین شتاب رفتن و واے درعین شباب رفتن اما اگر بچشم حقیقت ملاحظہ کنند ہر کہ از دنیا زود تر رود سبکبار تر و خوشنود تر رود و کیست کہ این راہ در پیش و ازین غصہ جگر ریش ندارد جائیکہ غبار این ملال تا دامن جلال حضرت خیر البشر رسیدہ و آنحضرت صلوات اللہ علیہ و آلہ بحبل المتین صبر و رضا تمسک ورزیدہ باشد چہ جاے ما و شما پس رضا بقضا بودن ہم اطاعت حکم جناب کبریا و ہم سنت حضرت سرور انبیا ہست ہر چند کہ از غم آن مرحوم سینہ ریش دارم لیکن غم سینہ ریشی مخدوم پیش از بیش دارم البتہ از استقلال ذاتی و کمال صفاتی امید است کہ از جادۂ مستقیم رضا و تسلیم تجاوز نکردہ آن مرحوم را بدعاے مغفرت یاد می آوردہ باشند تاریخ رحلت آن مرحوم کہ ناگاہ از دل سر بر زدہ حوالۂ قلم شدہ

دردا کہ چو بوے گل بیک چشم زدن	شد خواجہ حسن شاہ برون زین گلشن
تاریخ وفات او ملک گفت بمن	با وجہ حسن شد و باخلاق حسن

بنام نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک

اگر دلم از خجلت کوتہ قلمی آب نمی گشت خامہ ام را روانی کہ میداد و اگر عذر پوزش مُہر از دہانم بر نمی داشت از خاموشی چہ می کشاد شکر بہ نامہ نامی راز بانہامی بایست تا از صد یکے باظہار می آید و سپاس ورود توقیع بندگان عالی را جانہا در کار بود تا باشار بکار می آید بہ زبانی بہ کام ناکام بود و بہ نیم جانیکہ آن ہم ناتمام بود داد تر زبانی و جان فشانی چگونہ می دادم ناچار زبان بخاموشی دوختم و جان بہ فراموشی سوختم تا آنکہ نوید صحت بندگان عالی بدادبے زبانیم رسیدہ جاے تازہ بقالب دمید خدا را سپاس گزار شدم و خداوند را تہنیت نگار چنانچہ این عریضہ نذر عقیدت با قطعہ تاریخ غسل صحت بعالی ملاحظہ بگذرانند و نیاز مند را منت پذیر گرداندہ در نند

بنام مولانا محمد سعید صاحب بجواب خط ایشان

قبلہ صاحب نظران و کعبۂ دیدہ وران مد ظلکم العالی - ورود نامہ نامی با دو چامہ گرامی رسیدن

موج عنانست بداد قطره بے سرو پا و درخشیدن مہر تابانست بحال ذره سر در ہوا ور نہ قطرهٔ بے نوا را
کجا آن آبرو کہ بعرض خاکساری در راه سپاس گزاری بسر توانستی افتاد و ذرهٔ بے نمود را تاب آن کو
کہ با ظہار نیاز از خواب ناز چشم توانستے کشاد ؎

قطره را این آبروی و ذره را این آب و تاب ؛ ہر چہ ہست از فیض آب ہر چہ ہست از آفتاب

مشرف شدن قیصر نامہ بنظر انور و پیرایہ قبول یافتن از نظر کیمیا اثر آئینہ بے نمود مرا جلا داد و لوا ز زنگ آلود
مرا صفا بخشید زہے حسن بے جوہر ہا کہ منظور نظر صاحب نظران شود و خہے طالع پستیہا کہ پسندیده
نگاه بلند اختران گردد انیکہ بطرح کوه و صحرا اشعار تم رفتہ ہا نا بصید غزالان رعنا بشارتم رفتہ است
ہر چند کہ نہ زور بازوے این کمان دارم و نہ قدر انداز نگاہے بر نشان لیکن بمقتضاے الامر
فوق الادب تیر ہا در تاریکی انداختم و نامہ را بخامہ سیاه ساختم چنانچہ بلاحظہ والا یعنی مس بکیمیا میرسد
و بعد ازین چشم آن دارم کہ غزل خود و غزل ہر کہ از اہل مشاعره بدست آید بدین سوال ردائی کشاید
تا نور و سرور دیدهٔ و دل افزاید والسلام الوف الاحترام

بنام منشی غلام غوث صاحب متضمن ارسال غزل طرح و عذر غیر حاضری

دیروز بر در دولت رسیده بکار عاز رسیدم تا عذر سخن نگفتن کہ داشتمے گفتمے دانچہ ملازمان گفتہ شنفتمے
ناچار ناکام برگشتم شب تبلانی بیدارئ شبانہ گذشت و روز بجستجوے اشعار عاشقانہ انچہ از رطب و
یابس بہم رسید ہشتم درین نامہ نوشتم چون این وقت دل و دماغم آشفتہ ست ندانم کہ بر جان سخن از دست من
چہا رفتہ است ہانا این کاغذی پیراہن دران داوری گاه دادخواه و بگوشہ چشم مرحمت جوایے پناه آمده
وادخواه شرف بحضورست و مدعا علیہ از حاضری معذور فقط

بنام مولوی عبد الملک صاحب

والا نامہ ہر چند دیر ترسید اما بداد دل مضطر رسید شکایت دوروزه یکجائی و حکایت درد جدائی
از دل بزبان رسیده باز گشت زیرا کہ دل و زبان ہر دو بدعاے صحت نوابصاحب بہادر دمساز گشت

تنش بناز طبیبان نیاز مند مباد ؛ وجود نازکش آزرده گزند مباد

اگر دو صحیفہ شریفہ را در دو روزے دیگر درنگ می شد ہر آئینہ کار بر دل و جان تنگ میشد از مفارقت
نکردن تو بہ چون بید لرزه بر اندام ہوا خواه افتاد بارے تعالی بار دیگرش دران بارگاه بار ندہاد و بام

وشام چشم براه و گوش بر آواز مژدهٔ صحت و سلامتم چشم که یک روز در میان از چگونگی مزاج ملازمان آگاه شده باشم
از بیچاره روے سخن بجناب قاضی ست که از گفتار دلفریبش عاشق و معشوق هر دو راضی ست حضرت
سلامت فریاد ازین داد و داد ازین انصاف که دیر تر باد و شاد فرمودند کیفیت تشریف آوری چنانم خرسند
کرد که مستان را مے و نغمه پرستان را نے یارب این آهنگ راست باد توانایزدان نواب صاحب را
زودتر شفا عطا فرماید که این اراده درست آید برخوردار محمد یوسف را برائے درستی ساعت تاکید رفت
عزیز مذکور آورده دو روز امتحان را پیش خود گذاشته چون رفتار پیش و کمی داشته بازش حواله کرد
امید ست که تا ساعت تشریف آوری درست شود

بنام قاضی عنایت حسین خان

اے آن که روان من فدایت باشد — درخاطر من همیشه جایت باشد

صاحب نظران عزیز دارند مرا — برحالم اگر عین عنایت باشد

ترکتازیهاے غمزهٔ بیباک را میرم که شامگاه ناگاه بر سرم شبخونے دل آویز آورده و بیگاه بار و بنگاه
صبر و طاقتم بغارت برد و شعبده بازیهاے عشوه چالاک را نازم که در پردهٔ شب چون رخشنده کوکب فتنے
حیرت خیز جلوه گر ساخته صبح زدودیده و دل را چون انجم تهره بشمشد را نداخته نازم ؎

نازم بطول مدت عیش و نشاط خویش — یارم زدر درآمد و هجر از قفا رسید

ندانم آن شب کدامی آفتاب شمع افروز سیاه خانه‌ام و کدامی سروچمن آرائے کاشانه‌ام شد که هنوزم
از در و دیوار تمام و بام ذره و پروانه و رخروش ست و از هر گوشه و کنار گاه و بیگاه نه فاخته و عندلیب
در خروش باری تا چند راه رمز و ایما پویم سخن افتی صریح تر چرا نگویم که فرو هیده دانشے فروزنده بینشے
بگو هر آبروے بحر و کان و بجوهر چشم و چراغ دودمان یارے غمخوار و غمگسار معشوق سیرت عاشق طبیعت
بصد رنگی یک رنگ و با همه نیرنگے شوخ و شنگ دیر آمیز و زود گریز آداشناس معنی رس سخن فهم سخندان را
بے مشقت و رنج چون گنج بویرانهٔ خویش یافتم و بهیهات که چون دل زود از دست دادم یعنی هر چند
که جدائی بر دل گران بود و داعش کردم و اگر چه پایهٔ رشک در میان بود بخدایش سپردم
واداز ان خرامان آمدن و فریاد ازین دامن کشان رفتن آه آن گرم جوشیها و ہاے این فراموشیها

تا تو رفتی از دلم صبر و ز چشمم تاب رفت — از رخم رنگ از لبم آب و ز چشمم خواب رفت

این است آنچه که درین دو هفته بر ما رفته ست و دل که همراه دلربا ست ندانم بر آن غریب چها رفته

مگر جنبش عقربک خامه ام رگ بتیابی دل را جنبانیده بسر رشته تلگرانی این ماجرا نگوش مخدوم رسانیده که از اکبرآباد گلدستۀ خلت و ولا بدست باد شمال یعنی نامه نامی بنام سید جلال رسیده دیدم و چون گل خندیدم و از ین راه برگردیدم و چون عنان زبان بگردانیدم ۔

بنام مولانا مولوی عبد الملک صاحب

در ریز زبسکه کلک عبد الملک است — هر جا گهرے بسلک عبد الملک است
اقلیم سخن شخص خسرو گنج هنر — ملک و ملوک و ملک عبد الملک است

اگر ذات قدسی صفات را بپاک طینتی ملک خوانم ملک را در ربائی در نظر کجا و اگر بوالاهمتی ملک دانم ملک را ملک دلها مسخر کجا ستایش پیش کش ناگاه شام گاه چون پرتو ماه ظلمت کده ام را از در بر درآمدن و نگاه بنگاه چون بیک نگاه از حیرت کده دیده ام برآمدن جز کم نگاهی چه توان گفت نے نے اگر تشخص وی مرا چشم ست گوشه چشمی از عزیز کجا دریغ دارد بسو و اچشم سیاهی که از او در دیده ست حاشا که بنامه یاد نیارد تغافل نامهاے سر بمهر چشم پوشی وابسته بال عنقاے فراموشی کدام روز که از در و رسیاهی نگردد و سواد چشم روشنی نیاورد و کدام وقت سمند اندیشه اندیشه اش باد پیما شد که گرد راهش در دیده دلم بر تو تیا مقدم نشست و کدام لحظه نے کلکش زمزمه پیرا شد که آهنگ دلنوازش در بزم جانم ساز بلند نامی نکیسا درست نشکست پر یدن مرغان نامه بر از پر افشانی اوراق آشفته حالیم پیدا ست و رسیدن بهارین نامها از ورق گردانی شکسته رنگیم هویدا دل خون گشت در روان داشتم یعنی پاسخ نامها نخستے رنگین تر باید ناله بر زو بهوا سر دادم اعنی نامه بری را مرغے تیز پر شاید ؎

این نامها که رقعت سوادش دو دیده باد — اے طالع رسا بهمه پیشش رسیده باد

خامه تا اینجا رسیده بود که نامه نامی موسومه حبیبی سید جلال چون ابر بهار رسید و آبے تازه برروے کار رسانیده شگوفه نگاه را آبشار سرشار بهاے سرشار گردانید اگر خجابت پیش ازین طغیانی کند خود را بسیلاب توانم داد و اگر این چنین از شوق نهانی دیده طوفانی شود نگه را آب توانم داد بر آئینه شوق آن می خواهد که نامه ام هنوز وابسته بال کبوتر باشد و بهاے جلوه مخدوم بر سرم سایه گستر باشد

بنام منشی غلام غوث صاحب

شوریده زنده شے و گزیده کو رشتے می گزارم و می نگارم اگر نه سواد بهارین نامه تسکین ختام سرچشم انتظار مگشت

مژهٔ لالہ و گل چگونہ می چید و نگہ در سنبل و ریحان چگونہ می غلطید چراغ دانش کہ می افروخت و سرمایہ بینش
کہ می اندوخت خود را می ستایم و آرے چرا نستایم کہ ستایش سرایان ہرزہ بر سر و دم را بستودگی می سرایند
و فرزین نوا دان و اگو یہ بے سود مرا بفرہیدگی می ستایند و یژہ میرم شوخی این فقرہ را کہ ہر گاہ
تاریخ وفات بدین خوبی بدست آید بہ تمنا می توان مرد سوگند بجان عزیز کہ اگر بجان عزیز دسترس بودے
حاشا کہ با نثارش عزیز داشتمے بلکہ جان فشانی جاودانی زندگانی پنداشتمے مردہ در گور تا تر بانم
در دہان خواہد بود این لطیفہ ام بر زبان خواہد بود بارے چون زبانم در گرو آنست از عہدہ سپاس
حضرت سید عبداللہ شیرازی بکدام زبان برآیم و بذکر این نعمت گیری چگونہ ستائش گر آیم مگر آنکہ با فسانہ و
افسون کام ستانم و ہم زبانے از ایشان بوام ستانم و گویم اسد اللہ زہے جامہ و خہے جامہ اگر آن گنجینۂ
حال و قال ست ہر آئینہ این آئینۂ جمال و جلال از کام بخشی این الطاف ایشان طمع دارم کہ پیوستہ بچاشنی
این شہد و شکر شیرین کام باشم و از مستی ساقی سخن پرستان امید وارم کہ ہموارہ بگردش مینا و ساغر
مست و مدام باشم چہ عزیز بفحواے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ از سرمایۂ توکل بدین قدر ہا قناعت ندادہ بلکہ طالب مزید نعمت
ہست و از خمخانۂ بیخبر بہ پیمانہ حالی کفایت ندارد اگر چہ پر از کیفیت ست آرے نامہ را جامہ و چکامہ
باعث گرمی ہنگامہ است لا و بر این قطعۂ کہ در حالت اضطرار یعنی بیمارے بطریق رسید سے نسخۂ مطبوع
عطیۂ والا درگاہ بنارس باش گاہ نواب ٹونک تازہ بیرنگ نگارش یافتہ سمع خراشی ملازمان را آہنگ گزارش
یافتہ و درنگے کہ بپاسخ مکتوب والا شدہم از اینجا شد کہ پس از نگارش نخستین بر گزارش دوم نامساعد
ساعد کہ مرغ دست آموز دیرین و پیوستہ دست نشین یمین ست آن قدر بر خویش بالید کہ آستین را
در جامہ نگنجید تب بدست بوس قدم رنجہ کرد در دمندسہ چار روز بتاب و تاب بسر برد و نیز شک
بقصد مسہل منضج دار و نسخت فرمود و بعد ازان رطل گرانی ناگوار اتر از تلخی مرگ حوالت نمودہ یک روز
در میان ہمان آتش در ساغر و آن سواد الوجہ در نظر داشتم تا آنکہ از امالہ چہار گانہ فراغت دست داد
و چار آخشیجانم را باہم اختلاط چیان اتفاق افتاد اکنون دستم اگر چہ بیکار نیست اما ہنوز درم دست
بردار نیست، یارب دست بجام و جام بکام باشند

بنام مولوی علی ضامن صاحب رودولوی

عزیز ناچیز را کہ زبانے ہرزہ سرا و جانے بے نوا و با نوا دادہ اند چون بلبل تصویر از حیرت خاموش ست آ
و در پردہ خاموشی از شوخی خامہ نقاش در خروش نے نے اگر خروشے دارد چون آواز و صل

از دو رخوش آید واگر نوشتے دارد چون حرف نصیحت گران تلخی افزاید شرابش ہمہ سراب است
وآتشش ہمہ آب اہل حال راگمان شیوا مقالے برین ہرزہ قال حجابیست کہ اگر برافگنند
جز خجلت از پردہ چہ زاید واہل کمال راخیال نازک خیالے برین آشفتہ حال خوابیست کہ اگر
تعبیرش کنند جز حیرت چہ رو نماید دیرہ درین زمان کہ حضرت نوری یک دو غزل یا طلب زنگبار آئینہ
بصیقل فرستادہ منکہ ہر آئینہ چون آئینہ خود حیرانم زنگ زدائے دیگران چہ دانم لیکن نظر بفرمان
پذیرفتن وسخن شنفتن انگشت قبول بر دیدہ نہادہ دیدم وسنجیدم یعنی خامہ را الف صیقل مرات بینش
گردانیدم اگر خطائے رفتہ باشد معاف دارند بر بعض اشعار کہ خط سہو
وسہو کشیدہ آمد نہ از راہ ناسنجیدگی ناپسندیدہ آمد بلکہ برویدہ وران روشن ست کہ اکثر قوافی قصیدہ را
شایانست وغزل را بمنزلہ ناشائستگان در سامعہ از سبکی گران چنانچہ قرنا ومثل آن وایانیکہ در
خط حکیم صاحب رفتہ کہ عزیز باآنکہ خاکپائے اہل سنت است از آستان بوسی حضرت شاہ
عبدالحق قدس سرہ العزیز محروم السعادت است الحق این حقیقت حق است وا دسرزنش مستحق
لیکن چہ توان کرد کہ دو بار عزم حصول این دولت کردہ بحکم عرفت ربی بفسخ العزائم رہ بجائے نبردہ
آئندہ اگر جذبۂ توفیق رفیق گردد باز سر کردہ سجدہ ریز این طریق گردد۔ والسلام بالوف الاحترام

دیگر

مخدومی مکرمی خواجہ غلام غوث خان بہادر دام مجدکم۔ عزیز ناچیز از درد دوری داغ و ناہ برلب
و بشوق حضوری شیئاً للہ برزبان سر در حلقہ تسلیم فرو دمی آرد ومی نگارد کہ ہرچند از خبر بے خبر
باخبر بے خبر است اما بے خبر از ینکہ ہرچہ در نظرش آید بے خبر ست وقطع نظر ازین در خبر ست کہ
المؤمن مرآت المؤمن ہر آئینہ از این رو ہر یکے آئینہ حال ہمدیگر ست لاجرم شکایت از بیخبری
سراسر بیخبر یست وعین بی بصری لیکن چون نظر بعالم صوری دارد بتمنائے حضوری ناصبوری
دارد وحضوری را وسیلہ خوب تر از مکتوب نیست واز مکتوب مرغوب تر محبوب نے پس ہمہ تن چشم براہ
سواد رحمت ست وسراپا گوش بر آواز مژدہ صحت وسلامت درین روز ہا کہ بتحریک بعضے از
احباب قطعہ تاریخی ودو غزل سرودہ آمد حوالہ قلم نمودہ آمد بر سامعہ گرانی نکناد و نقیبہ گوشش
رخنۂ دیوار مباد بخدمت میر عبداللہ شیرازی نیاز پالانہ نیاز مند رسانند تا ازشان نیاز مند را
آزمند حال وقال خویش دانند والتسلیم

رقعۂ دیگر

هرچند خاکسار روشناس التفات حضرت امیر خلد سیر نبوده لیکن بدولت صحبت جعفری گاه گاه از دولت ملازمت حضرت عیاری حاصل نموده ست پس لازم بود که از راه نیازمندی در آیم و از عهدهٔ تعزیت گزاردن بر آیم لیکن چون بیش ازینم گاهے بدولت کدهٔ سنوری اتفاق نیفتاده آخر دلے دارم چگونه گوارا کنم که درین ناصبوری بحضوری ابتدا کنم و اگر قطع نظر ازین سالکان این مسالک را مقصود اصلی از سلوک مراسم تعزیت اظهار همدردیست نه تنها ره نوردی ناگزیر ازان در گذشته چند قطرهٔ خونی که از جوشش نهان بمژگان دویده و اند ناله موزونے که از پردهٔ جان بزبان رسیده بنجامه سپرده عرض دردمندی کرده آمد ـ الله باقی و ماسواه فانی ـ

بنام مولوی محمد شاه مغفور

چشمے نه ایستد از خون گریستن — این چشم زخم آه بما از کجا رسید

هیهات که خون می گریم و چه گویم که چون می گریم فریاد که می نالم و چه نالم که چرا می نالم همانا درین زیها سونش الماسے که در تربت عیشش گرامی آمیخته اند دل تا جگرم افگار کرده ست و برق اندوهے که بر مزرع نشاط سامی ریخته اند دود از نهادم بر آورده آه چه دانایم که چه دیده ام و چه باز گویم که چه شنیده ام غفران پناه مولوی محمد شاه نه از جهان رفته بلکه جهان مروت و مردمی از میان رفته جائیکه این دو را فتاد و بساط صبر و شکیب در نوشته باشد پیداست که بر نزدیکان چها گذشته باشد بالجمله از گذشته در گذشتن اولی و از همه اولی رضاے مولیٰ قطعهٔ که حیرت انگیز کائنات و آئینه دار سال وفات ست بملاحظه می رسد ـ الله حی القیوم و ما سواه معدوم قطعهٔ تاریخ بر صفحه ۴۹۴

بنام سامی لائق الدوله بهادر

گرامی نامه رسید و به نوید عافیت خرسند گردانید اینکه درباب ارسال مثنوی تازه از من مثنویے خواسته اند تا من نظر اصلاحش ببینم و اگر خار و خسے در نظر آید ازان حدیقه برچینم مصرعـه:
"صلاح کار کجا و من خراب کجا" منکه دستگاه خود آرائی ندارم سر و برگ عالم آرائی از کجا آرم نمی گویم پرتوے از خورشید شان سخن بروزنه دلم نتابیده و درخشے ازین آتش کده بر من نورسیده

بل آئینہ کہ بصد سینہ زدوائی صیقل زدہ بودم از غبار ملال زنگ آوردہ ست و چراغے کہ بہزار داغ سوزی
افروختہ بودم از ظلمہ ہاے صرصر غم مردہ ست ہر آئینہ اکنون جز حیرتم چہ رو نماید و جز ظلمتم اثر دہ چہ زاید
اندیشہ ام بگریبان گیری آشنا بست دست بدامن سخن کہ رند و دلم در کشاکش دام تعلق مبتلاست شانہ
درین گیسوے پرشکن کہ کند زبانم عندلیب زمزمہ فراموش ست کہ اگر دے واگرار دے بہشت
خاموش ست سہ سال است کہ قیصر نامہ منظم آوردہ ام و من بعد کافر باشم اگر غزلے یا قصیدہ جز قطعہ سید
دیوان حضرت فریدون قدر بہادر گفتہ باشم بارے انصاف بالاے طاعت ست از کسے کہ این ہمہ
اسباب بے نوائی فراہم آوردہ باشد چشم نوائے داشتن درہم از کیسہ درویش
درہم از سینہ ریش طلبیدن ست لیکن بمقتضاے الامر فوق الادب مصلحت دران می بینم
کہ نخست ورقے ازان مثنوی بسبیل مشتے نمونہ از خروارے بمن فرستند تا من آن را دیدہ و سنجیدہ
بمخدوم باز فرستم انگاہ ہرچہ صواب نماید بران کاربند واز نیاز مند حسن رسند شوند۔

بخدمت یکے از احباب الہ آباد

کام بخشنے ورود گرامی نامہ پس از وصول پوست کار و بعد از شگوفہ کردن بہار رسیدن ثمر مرادست
یا پس از طلوع ستارۂ صبح دمیدن سپیدہ بامداد ست ہنوز نظارہ در کسب صفا بود کہ شید ستانی دگیم
ازان پردہ بر دیدہ دل تجلی نمود یعنی اشعار ریختہ سرمہ دیدہ بینش و صیقل آئینہ دانش شد خوشا من کہ در
نظر دیدہ وران آبروے گوہر شناسی داشتہ باشم و حال آنکہ گوہر از خزف جدا نہ پنداشتہ باشم من دانم
وخدا کہ گاہے بگفتن اشعار ریختہ خاطر نیاویختہ ام و طرحے درین گلزمین نریختہ چہ ریختہ کلک این کام
ہمہ تلخ آب افسردہ خانہ شیراز ست و کام وزبانم آن و مساز لاجرم چون حلوا خوردن ہار دے باید
طوطی طبعم بقند ہندی زبان نمی آلاید

این چار عطیۂ کرامت مشمول — چون وحی ز آسمان بمن کرد نزول
شکرست دہزار شکر کز لطف و کرم — شد عرض گدا بحضرت شاہ قبول

ورود مسود چہار دیوان بلاغت بنیان مانند چہار کتاب آسمانی دست آویز افتخار جاودانی شد
بنام ایزد این ہر چہار نسخہ کہ زبان در اوصاف آن قاصر ست مخص سخن بمثابہ چہار عناصر است
اہل دید را چار آئینہ معانی و اہل تقلید را بجاے چہار مصلی ست حسن را باغ و بہار و چشمہ چراغ آمد
و عشق را بسوز و گداز و درد و داغ

اے صاحب کلاہ و دفتر و تاج و سریر | در مملکت سخن ترا نیست نظیر
زین چار صحیفہ آشکارست کہ کرد | نظم تو چہار حد عالم تسخیر

آرے ذرہ را چہ فروغ کہ آفتاب را چشم روشنی گوید و قطرہ را چہ آبرو کہ در طریق توصیف دریا پوید اما سپاس گذار در ترک سپاس گذاری معذور ست و نیاز مند را عرض نیازے ضرور و آن این کہ دو چیز از خدا بدعا خواستہ بودم یکے تمتع از کلام معجز نظام و آن بپایۂ اجابت رسید دوم تمسک بدامن دولت کہ ہنوز طالع نارسا بدان نرسانید بنا بران با یاس و امیدم سخت آویزشے رو دادہ است و خاطر عقیدت مآثر دران کشاکش افتادہ یاس بدور باش آن برگشتہ بختیہا از پیشگاہ قرب تم می راند و امید بتوانائی این عطیۂ عظمی بجا رہ بالش عزم می خواند لاجرم من این عریضہ را بدان ستیز و آویز سجل کردہ بخدام انصاف پناہ آن داور یگانہ سپردہ ام امید کہ آن از دعوئے سست و نادرست خود زبان کار و این از سرسبزی کار و کردار خویش کامگار گردد و من بآن کامگاری خرسند و سربلند شوم ہرچند کہ از حجاب تیرہ روزگاریہا نور چراغم در تنگ فروغیہا پرواز کرمک شب تاب دارد و از غبار خاکساریہا آب گوہرم در بے اعتباری پرازجلوہ موج سراب دارد اما بوالا دید صاحب نظران

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ | ذرۂ آفتاب تابانیم

نظر برین از سایہ پروردگان ظل عاطفت سلطانی کہ در ذرہ نوازی آفتاب اند چشم داشت آنکہ این تیرہ سرانجام را بپرتو مرحمت زود دریابند۔ نیّر دولت و اقبال تابان و درخشان باد

بنام مولوی محمد شاہ صاحب

اگر نہ بعطائے تشریف گران مایہ یعنی دیوان حضرت شاہزادہ کیوان پایہ مشرف گشتمی من دانم و دل کہ از بیداد فراموشی چہ شکوہ ہا در کار و مخدوم را از کردار خود چہ قدر رہا شرمسار کردمے اکنون شکوہ گذار از شکر شعار شکوہ بے در بر و گلہ بیار از سپاس کلہ افتخار بر سر دارد لیکن از حلاوت کلام شیرین حلاوی لبہایم آن چنان بہم تخسپیدہ کہ زبان بسپاس دو زبانم از طلاقت آن سرمایہ بہم نہ رسانیدہ کہ حق سپاس را توانم کردنا گزیر بگزارش قطعہ جوہر بیجوہری خویش عرضہ می دہم و دست بر خود و جان خود می نہم یارب منظور نظر کیمیا اثر باد دگر کساد بے التفاتی بینا و بلا زمان حضرت شاہزادہ بشیر الدین توفیق تسلیم بصد تعظیم می رسانم و بیاد حضرت صوفی صافی مشرب جرعہ از این رحیق می افشانم بگرامی خدمت منشی قمر الدین صاحب کورنش می سپارم و چشم صفا غائبانہ از جمال شان دارم

۴۶ بنام خواجہ سیف الدین صاحب

امروز عیان شد کہ نداری سر اہلی ‏ ‏ بیچارہ بہر تو غلط داشت گمانہا

عمریست کہ چشم براہ و گوش بر آواز قدوم میمنت لزوم بودہ و غافل کہ خود را ہیچ تسلی نمودہ ام
ہم از بخت نارسائے خود شکوہ گزارم و ہم از جذبۂ ناتمام خود شرمسار را بخت را چہ گناہ و جذبہ را چہ
قصور کہ اگر کوہ الوند ست و اگر پیر پنجال باندک جذبہ و کششے میتوان کشید لیکن براد گران سنگیہائے
آن برادر نتوان رسید آفرین صد آفرین از راہ دراز و دور تا کانپور تشریف آوردن و آرزومندان را
بہ تشریف خود مشرف نکردن کدام دین و چہ آئین ست نے نے

این ہمہ از قامت ناسازی اندام ماست ؎ ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

ہمانا این پیرا ہم رویہا از رہنمائی ہمسفر شما ست کہ از حلیۂ مروت معرا ست ورنہ درمیان قدمے بیش
و مانعے پیش نبودہ نہ مارا بسوے شما خواندند و نہ خودش بسوے ما راند کاش ازین افسانہ و افسون
کہ تا اجمیر شریف ہمپائی ایشان بود مرا از جاے نمی بردند و دل مشتاق را بدرد نمی آوردند چرا بوے
نگفتند کہ این راز افشا نکنند و نشتر بجگر فلانے یعنی من نزنند حاشا کہ خیال تشریف آوری بگذر خاطرم
گشتی دشمن مہر و وفا مرا رنجہ ساخت و خود را از نظرم انداخت چہ میگویم کہ از گفتہ شرمم باد
من کجا و او کجا گلہ گو و شکوہ چہ اگر شکایتے ہست از آشناست ہمانا کہ گفتہ اند از ماست کہ بر ماست

من از بیگانگان ہرگز ننالم ‏ ‏ کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

انصاف بالائے طاعت ست اگر بتقریب عذر دردسش یعنی کدخدائی خلیل الدین قدمے رنجہ
می کردند رنج از دل می بردند کہ بدامن شما می پیچید و اگر بخیال پرسش چشم زخمیکہ دران روزہا
بجانم رسیدہ مرہمے می نہادند درد را درمندے می دادند کہ دست ایشان می کشید روش محبت را
نازم کہ تا در خانہ رسیدند و عنان بگردانیدند راہ سلوک را ہم نرم کہ جگر پارۂ شیخ حسام الدین را از
بمبئی تا اجمیر رسانیدند و بدرد دل صد پارۂ آزردہ مند نرسیدند محبت و مودت دیرینہ را چہ شد
مہر و وفائے پیشینہ را چہ پیش آمد بارے اگر وے معاف نمی داشتند از بمبئی می نگاشتند کہ
در کانپور بیائید و ملاقات ما در راہ اجمیر شریف بروید حاصل نمائید گرفتم کہ وقت نگارش خط
این ارادہ نبود و چشم زد این خیالش در نگارش درنمود بارے چون عزم مراجعت از اجمیر شد
توسن عزم لے را بسوے ما کہ عنان گیر شدہ و سد این آہت کہ سمند ما نیز مستانہ خرامیہا می نمایند

اکنون بوعدۂ ایام عرس تسلی وبعہد بے مدار مدارا کردن آرامیدہ بے آرام را بازاز جابردن دُعمضطر کرد نیست
دہی نوید وسازی امید وار مرا کہ تابجشن نشانی در انتظار مرا

بالجملہ لطفے کہ بجال من وارند اگر حالے وبدین طریق دلی خالی کنم قلم تا ابداز نگارش نہ استد وزبان
از گزارش ناگزیر از گزشتہ درگذشتم وشکوہ وشکایت از دل بدر کردہ دانہ دانہ فراہم ساختم
وخرمنے ازان پرداختم یعنی برنج استعمالی کہ سی ششش آثار نمبر بیست درابنائے ریسیا نے نہادہ
محصول دادہ بسبیل ریل فرستادہ آمد کہ ہرگاہ سفرہ چین چاشت وشامی پیش گزار طبقے ازان نیز
درمیان آرد وہر دانہ برنج زیر لب زمزمہ سنج آمد کہ فلانے از دست شما برنج اندر دست وشمار رنجہا
ازاین انبار افزون تراست شما را نوش واورا فراموش باد وبعدازین فراموشیہا واضح باد کہ چائے
مرسلہ یا واز گر مجوشیہائے ایشان می دہد ومرہمے بر داغ سینہ ریشان می نہد گویند کہ در بمبئی
چائے یک سالہ را قیمتے دیگر دو سالہ وسہ سالہ را نرخے دیگر ست یعنی ہر قدر مدت می رود
نرخ کم می شود اگر ہمچنین ست ہر وقت کہ بقیمت مناسب بدست آید بشرط رنگ ومایہ صندوقی
برائے ما فرستند تا ہر قدر کہ نوش کنیم غمہا فراموش کنیم وہر چہ ازان بگردش رسانیم گزک آن
نوشانوش دانیم۔

دیگر

ازانجا کہ سپہ سالاران فوج ظفر موج آن دولت خداداد جان نثاران عسکر نصرت معسکر
معرکۂ جہاد کہ از نعرہ شمشیر شان جماعہ شیران مانند شیرازہ ہم پاشیدہ واز نعرہ تکبیر شان نعرہ
ناقوسیان چون مور در سوراخ ناقوس خزیدہ عرایض جانفشانیہائے خویش بنظر اقدس اشرف
گزرانیدہ بہ تمغائے والا عتمانی سربلند وبطغرائے عنایات ظل سبحانی بہرہ مند گشتہ اند فدوی
کہ غائبانہ بیاری اقبال آن دولت جاودانہ باشمشیر زبان با دشمنان سرگرم کار بودہ خود را
شریک غازیان نمودہ ست جائے حیف ست کہ درعرض جوہر بے جوہریہائے خویش تنگ حوصلہ
وودطریق اظہار جان نثاریہا شرمندہ ازاہل قافلہ باشد بنابران محاربات روحانی ومجاہدات زبانی
خود را بپیرایہ نظم دادہ از روے تمسک بدامن دولت قیصری قیصر نامہ نام نہاد بحضور حاشیہ
نشینان دفترکدہ اجلال می گذارند وآن را دست آویز حصول سعادت دارین میدانند
امید است کہ بتشریف شریف قبول بندگان باب عالی مشرف وہموارہ در سلک ظیفہ خواران
نسلک بودہ مدعاے دین ودولت موظف باشد (دیگر)

ازانجا کہ ہر شے بمرکز اصلی راہی وہر ذرہ بخورشید نگاہی دارد وقطرہ تا سرکشتہ بلند وپست

ساحل نشود بدریا واصل نشود و ذره تا بهواوران شامل نشود بخورشید مقابل نشود آرے من
همان قطرهٔ بے دست و پایم از دریا بر کنار و همان ذرهٔ بے مقدارم تیره روزگار اکنون که کمند جذبهٔ
شعاعی خورشیدم بدان آستان آسمان پناهم کشید و جنبش سلسلهٔ موج سرچشمهٔ امیدم بدان درگاه
دریا دستگاهم رسانید شور تشنه کامی من شنیدنی و جلوه تیره سرانجامی من دیدنی نیاگان من
نان بشمشیر زدن می خوردند و قطع راه زندگانی می کردند در روزگار من که خشک سال جوانمردی
و زمان وم سردی است نه آبے بدم شمشیر مانده و نه تابے به پر تیر ناگزیر دست ازان برداشته
قلم زنی را تیغ زنی پنداشتم و حصار عافیت یعنی کنج عزلت نشسته از طعن دونان ستم نوشتهٔ ازلی
را می نوشتم و تخم اهل رامی کشتم و بهر چه ازان می درودم برگ معیشت می نمودم هیهات که فلک آن
ورق هم برگردانید و بر صفحهٔ احوال خوشخطان یک قلم خط نسخ کشید هم اهل سیف را جوهر اعتبار نماند
و هم اهل قلم را دستے در کار منکه دست طلب پیش کسے دراز نکرده و سر بهیچ درے فرود
نیاورده ام حیف باشد که از آشنا پناه بیگانه و از کعبه راه به بتخانه برم به مضمون اینکه
جمال کعبه نتوان دید طے ناکرده منزلها، نه پائے آنکه بطواف حریم کعبهٔ دولت توانم رسید بفحوائے اینکه
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها، نه یارائے آنکه رخت ازین ورطه بدر توانم کشید غم قوت لایموت
بر کنار بار عیال و اطفال بگردن جان دارم همانا دامن بزیر این دو کوه گران دارم لیکن پیش
صاحب شکوهان کوه را چون کاه اعتبارے نیست و سبکدوش کردن ازین بار گران دشوارے
پس اندک امدادے از خدام می خواهم که گفتگو را خیر باد گویم و دلشاد بسوے حیدرآباد پویم
معروضه که گواه صدق مقال من و آئینهٔ حال ماضی و استقبال من است بملاحظه می گذرد تا جلوهٔ ظهور
گرد که سواد این دوده روشن از چیست و در پردهٔ زنگ این آئینه جلوه گر کیست ؎

گرچه خوردیم نسبتے ست بزرگ — ذرهٔ آفتاب تابانیم

بنام نواب صدیق حسن خانصاحب نصّا در جواب رقیمهٔ کریمه مدرج و مشعر رسید نسخهٔ موسوم به صبح گلشن

پرتو ورود افگندن فرد عنانی نامه بذرهٔ ناچیز یعنی عزیز آن کرد که سهیل بادیم یمن و شمع با اهل انجمن
اگر آیت رحمتش خوانم شان نزولش جز قدردانی چه توان نگاشت و اگر وحی آسمانیش دانم
باعث ورودش جز تائید ربانی چه توان پنداشت رسید و نسول تیصر نامه و نوید شمول
آن مختصر جامه در فهرست عطار و سوادان گمنامی را چون آفتاب بلندنامم و تمام تیره سرانجامی را

روشن تراز بام گردنازم که سواد حیرتی عرصه دادم و به تجلی المیم اشارت رفت و شام غربتی ارمغان
فرستادم و به صبح گلشن بشارت رفت چنانچه بستم ماه گذشته دیدهٔ مشتاق بفروغش روشن و دل
افسرده بمطالعه اش گلشن شد - رباعی -

صبح گلشن که پرتو تحقیق است　　مصداق صفائے جوہر تحقیق است
می زیبدش اینکه صبح صادق گویم　　کائینهٔ حسن یوسف صدیق است

بنام ایزد آن اختر اوج سعادت که هنوز از منزل دو از ده هم قدمے بیش نرانده ست و زورق
بآب فرو رفته کاروانے را بساحل رسانده ست علم و عملش چون بخت و دولتش روز افزون باد
پایان تذکره به بزم مشاعره رسیدم و دیدم که شیشه و ساغر بروے هم چیده و لاله و گل پهلوے
هم مجلسیان از مخموری من بجوش و بر زبان بیزبانی در خروش آمد که هر چند دیر آمدهٔ در میخانه
باز ست و اگر چه کوتاه حوصله ست همت ساقی دراز از در در آمی و یک دو ساغر بپیمای
ناگاه از دست رفتم و توبهٔ دیرینه شکستم و شوق باده پیمودن که باده پیمودنش توان گفت نشستم
از درد و صاف انچه به پیمانه ام ریخته هدیه پیشکش صبوحی کشان آن انجمن ست و از خار و گل
انچه بدامنم آویخته هدیه سحر خیزان صبح گلشن آفتاب دولت و اقبال درخشان -

دیگر

اے طبع تو مخزنے را ایمان آمد　　کلک تو کلید گنج عرفان آمد
تام پاکت که نیک وارد انجام　　رکنے اکبر ز چار ارکان آمد

سال گذشته که قلم عقیدت رقم با تیغ ترکان همدم و در معرکهٔ سخن علم گشت لاجرم با دائے
سپاس عالی همتی بندگان عالی بهوپال و شکر والا همتی مستفیضان آن دولت لازوال
که خستگان روم را بمرهم تلطف یاد و جهانے را بدان مراحم شاد فرموده اند جسارت نموده
در سعادت دارین بر روے خود کشود و اکنون که آن محضر نامه موسوم به قیصر نامه از قالب طبع
برآمد دو نسخه از ان یکے پیشکش جناب گردون قباب که مرکز جهان و مرجع جهانیان است
و دومی هدیه عتبهٔ خاص فیض اختصاص که آئینهٔ صدق و یقین و گنجینهٔ رموز دین ست بسبیل ڈاک
می رسد یعنی مشت غبارے با فلاک می رسد هر چند باین فضل و کمال که ملازمان را در علوم عربیه
خاصه تفسیر و حدیث حاصل ست غرض جوهر پیے جوهری نمودم حرفے باطل ست لیکن

سواد تذکرهٔ شمع انجمن بروانهٔ پروانگی خویشم بخشیده گستاخ این پر افشانیها گردانیده ست نظر بران
سرمه باصفهان و ذره بخورشید تابان فرستاده ام و بامید کسب ضیا دیده براه کرمت کشاده چشم دارم
که بفروغ قبول که الهی درنگش مبا و روشن سواد و برسید رسائیهای طالع خویش که چشمش مرساد
دل شاد گردم زیاده ادب

دیگر

جناب صوفی صاحب بشکین نامه با دو قطعهٔ رنگین چکامه که یکی از خود جناب و دومی از شاهزاده
معلی القاب است چون گل از گلزار و مشک از تاتار رسیده بمطالعهٔ آن یکتا جریده وآن دو تا قصیده
خیلے محظوظ شدم و می شوم و خواهم شد اکثرے از اشعار نعتیه اورد زبان بلکه حرز جان ساخته ام

هر کلامیکه دراو وصف لب لعل دیست   سالها نقش نگین دل و جان خواهد بود

لیکن هنوز دیده همچنان نگرانست و دل مشتاق ترازان چشم ... سواد یکه از مشرقین تحقیق با توفیق
فروغ طلوع گیرد جلوهٔ نگارش پذیرد علی الخصوص از نظم پروین ... حضرت توفیق اگرچه بهره ربوده ام
اما از نثرهٔ تمثال سوادے روشن ننموده ام لاجرم بدان مشتاق ترم و از غایت اشتیاق مضطر
در نیولا غزلے گفته ام اگرچه ناگفتنی و ناشنفتنی ست اما بدوست میتوان گفت و چون هم از دوست میتوان شنفت

دیگر

مکرمی جناب شاه یحیی صاحب مدظله العالی

تا خوانده چو خورشید خود آمد بسرا   آخر اثرے کرد دعاے سحرا

بخت مساعد و طالع موافق آمد که دمیدن صبح امید برسیدن فرغانی نامه صادق آمد منا زبردم
و شکر الهی بجا آوردم اما از شکر نعمتے که عبارت از ورود والا نامه است هنوز فارغ نگردیدم که سپاس
نعمتے دیگر که کنایت از وصول تاریخی خامه است برخود واجب دیدم حال آنکه هر نعمتے را هزار شکر
درکار باید و هر شکرے را چندین خروار شکر در بار و من با این همه سکر که دارم شکر این همه نعمتها
چگونه بجا آرم لمولفه. قرب را نازم که دور از خویش مستم کرده ؛ سرخوش پیمانهاے دور دستم کرده
نمک شکوه رسیدن قیصر نامه بوالاخدمت و شکر حلاوت دیدن آن مختصر نامه بعاریت در مذاقم کار انگور
مینخوش کرد که مخنتے ناخوش و شنیته سرخوش کرد کیفیت اینست که چند نسخه ازان که بدست نارسا
رسیده حیرانیان چون دل از دستم بردند نظر برین نکردند که بیدلی بدیگر دلنوازان چه خواهد داد

وتہی دستے بدوستان چہ خواہد فرستاد داد از این بیداد و فریاد ازین بیداد و این نسخہ کہ بتعظیم آباد رفتہ نہ پندارند کہ نام نامی از یاد رفتہ بلکہ مولانا محمد سعید مدظلہم را زجناب ساحی دور تہ پنداشتہ و بوالا ملاحظہ گذشتن این نسخہ دران حضرت مدنظر داشتہ ام و یدہ خوردہ بین چون زنگ دوئی درمیان نمی بیند ہر آئینہ نقش بیگانگی اینجا درست نمی نشیند البتہ باعتبار صورت برہمند دبشکوہ مہر آلود خرسندم انشاء اللہ ہمدست سید مقبول شاہ صاحب کہ نزدیک تر بانسوی رود نسخۂ علیحدہ پیشکش می شود والسلام بالوف الاحترام

دیگر

دو قطعہ نامی نامہ رسیدہ نخستین را نخل حدیقۂ اتحاد توان گفت کہ نا شکیبائیہا بار آورد و دومی را نہال گلزار وداد توان خواند کہ شمیم نوبہار آورد و بے شمار آورد زہے من دخیرہ من کہ شگفتہ طبعان ہوائے گلگشت بیرنگیہاے من دارند و خارستان را بہارستان پندارند افسانہ و افسون من خوابے و نمائش و نمود من سرابے بیش نیست کما بیش تر پنج سال ست دباندازۂ بیطاقتی ہاے من برابر پنجاہ سال کہ وابستہ دخترہ کالج دور و بیبد باغیہاے خود را معالج سبقہاے خواندہ میخوانم و دورقہاے گردانده می گردانم منکہ نواے نغمۂ بلبل بلکہ صداے خندۂ گل برگوشم گران می گذشت امروز غوغاۓ رستا خیز مہمان من است وشور صد محشر نمک خوان من ؎

برسرم غوغاۓ قال وقیل ہست — گوش من بر صور اسرافیل ہست

انصاف بالاے طاعت ست سخنور کجا و این ہمہ شور و شر کجا از نثر حرفے جز فراموشی یاد ندارم واز نظم مصرعے جز خاموشی بر زبان نمی آرم بارے دل آشفتۂ کہ خود را فراہم نمی تواند آورد داوراق پراگندہ را چگونہ جمع تواند کرد داد ازین آشفتگی و فریاد ازین دل گرفتگی کہ عزیز را در چشم خویش خوار یعنے از روے مشتاقان شرمسار کرد ہمانا درین معاملہ بذرۂ مانم کہ آفتابش مشتری می آید واداز کالیوگی کالاۓ خود نہ نا یدپوزش برکنار و معذرت برطرف اگر فرصت دست دہد بیاد دوستان درین بوستان جامی واز اندوہ این خجلتہا کہ کشیدہ ام انتقامے می کشم دیگر از خدا بدعا می خواہم کہ سراسیمگی سامی کہ از رنجوری ہمسر گرامی ست دور و خاطر نگران از مژدۂ صحت مسرور شود و واضح باد کہ تلغراف معرب ٹیلیگرام است کہ لفظ انگریزی ست پارسیان غین را بکاف پارسی بدل کنند

بنام مولوی ذوالفقار علی صاحب

شوق می سگالد که آمه از اشک و خامه از آه کرده و چندانکه روزها بشب آورده ام نامها سیاه کرده کبوترخانهٔ اوراق پریشانی دل را در هوای هوس بر نالهٔ مرغ نامه برے را پر گشاده دل می نالد که نے بناخن شکستن از خامه و سواد سودا نقش بستن بنامه و من بعد بوام پیام روان کردن و آن سفینهٔ کاغذی از ورطهٔ تلف بیرون بردن پس رسیدن بساحل وصول و آشنا گردیدن بنگاه قبول انگاه به تشنه کامی که طرف شبنمی نه داشته دل به تمنائے آب حیات سوختن و تنگ ظرفی که آبروے قطرهٔ نیافته چشم بچشمهٔ التفات دوختن صبرے خواهد جگر سوز و جان گداز از سرگرمی این اندیشه آتشم بجان گرفت دودے از ان برهوا تیش بست باریدن گرفت یعنے خونے در دل بجوش آمد و از مژه چکیدن گرفت بیطاقتی در طلسم حیرتم انداخت و چون نقش تصویر در خارا سیر حصن حصینم ساخت رنج و محنتم نثار کرد و غم وانده و هم سنگسارهم وران سنگباران سنگے بر شیشهٔ دل رسید که لوح کشایش طلسم مدعا گردید هر آئینه شعله حیرتے که از برخوردن آن سنگ از درون ورخشید دل را گداخته تو امین آئینه بدان پرداخته دیده بدیدن واده ام و نغمه حیرتے که از بر شکستن آن شیشه بگوش رسید جان را نواخته دلنشین سازی بدان ساخته گوش بشنیدن نهادم ؎

هر سو که رو نهم نگرمن بروئے تست ‏ ‏ ‏ ‏ از هر که هرچه می شنوم گفتگوئے تست

اشک را نازم که پائے بدامن شکسته بے تو گرم جستجویم تا گرم ... دان سراغ نبرند و پیوسته لب از سخن بسته با تو مست گفتگویم تا حریفان جرعه از این ایاغ نبرند کو بے که در ره داشتم پاک بسوخت خاکسترش اگر بر دل خورد آئینه زدا و اگر بدیده نشست توتیا گشت و سنگیکه پیش نگاه داشتم از پا درافتاد خشتش اگر بدست آمد ید بیضا و اگر بدیده رسید سنگ تجلی گشت بر دیده وران روشن ست که چشم روزنه پیش طاق خیالات ست نه کوکب برج کرامات چه پیدا ست که انچه از تجلیات در خاطر حق گزینان پرتوی انداز و سینه صافی آئینه تحقیق ست وانچه از الهیات در دیدهٔ صورت بنیان نقش می پذیرد رنگ ریزی خامهٔ تخلیل مشائین و اشراقین را دل از کسب صفا جام جهان نماست مشتاقان را هم اگر دیده از نشتر وفا عینک دوست نما باشد چه دور قافله سالاران بادیه حال را بختی ذوق ملکوت کراست

پیاده پایان وادی قال را اگر بیک شوق گیتی گرا باشد چه بعید پس خود ظاهر است که هرکه را
چشمے ازین سواد روشن ست داند که خامه بآمه آلودن آهن سرد کوفتن و سیاهی شب
از بهر دوده زدودن ست لیکن ناگزیر برسم ظاهر بینان ورقے می نگارم همانا دیوارے
پیش چشم کشیده چشم پاسخ دارم ؎

در وصل ازو توقع مکتوب می کنم — بیطاقتی مرا بدیار دگر کشید

مخفی مباد که از روز ورود لکھنو جمعیتم را شیرازه از هم گسسته و خاطرم چون ورق نشان در نورد غم
در هم شکسته در تلاش کتابهاے مطلوبه از خود رفته در جستجوے خویشم و از خجالت نایابی مطلب
چون طفل سبق فراموش سر در پیش گناهگارم نه بیار امیدوار عفوم از طبع کریم نه طلبگار شفا از حکیم
حالات خجالت رنجانم و خیالات ندامت بغایتم مطول ست مختصر می کنم و به نحویکه در ضمیر مستتر
و مضمر است اظهر می کنم اعنی لکھنو را که در باب درس و تدریس زنده شش جهات و منتخب هفت اقلیم است
بل اظهر من الشمس و ابین من الامس که افق المبین سواد العلم و خلاصة التقویم تعلم و تعلیم است
از جزو تا کل فرا رسیدم اما نتیجه که اطلاق تصدیق و تصور تحقیق در ذهن دقیق التشقیق بران مرتب میشد
چه بالذات و چه بالعرض نیافته و فردے ازان که منقسم البیع باشد ندیدم هرچند نایابی این کتابها
خود مسلم الثبوت اعم ازان که ممتنع یا ممکن الوجود ست در معرض بیع شق اول مثبت و در مورد نقل
شق ثانی موجود در فرنگی محل که بلسان عبر بیت الفرنج دیگمان من دار الفرنج افتاده بعضے
ازان کتابها بیش بعضے چون کتابها بر طاق بلندی نهاده ست تا طالب کرسی چهارپایه
سر طاعت و نیاز زیر پا نگذارد حاشا که از فراز آن پایه فرود آرد لیکن مرا که پیش این بزرگان
سر نیاز فراز ست و هم دست گستاخ دراز نزدیک ست که زبان طلب و دست هوس بر کشایم
و پس از بهم رسیدن کتابی که سرانجام تواند کرد از عهده خجالت برآیم والسلام

بنام سید خورشید عالم صاحب

در بزم نازش آئینه داری مسلم است — هر ذره کش نیاز بخورشید عالم است

بنام ایزد بر خود می نازم و از ناز به نیاز می پردازم شبم بروشنی روز ست و روزم از بهروزی
نور روز که قبله آسمان و کعبه هفت اختران را مانا سرے و چشم چراغ منازل دوازده گانه
را بر من نظریست فروغ پذیر گشتن دل و دیده سراسیمگی هنگامه وا فزوده فروغ فرد نامی نامه

ذره خورشید را چشم روشنی چیپا فی اختلاط است و طور و تجلی را سرگرمی فراوانی ارتباطا است
گویا خضر آب بقا و کلیم ید بیضا و جمشید جام جهان نما و اسکندر آئینهٔ مجلا یافت آب خضر برکنار
اگر خود خضر راه مدعایش خوانم در مذاق حال گوارا است که لب تشنهٔ گم گشته را بسر چشمهٔ مقصود
رسانید آئینه سکندر بر طاق اگر خود طلسم اسکندر نمایش دانم در عالم مثال خوشنما ست که دل
حیرت سنجبل را از جمال دوست منعکس گردانید من دانم و دل اگر پیش ازین شبهاے جدائی
را صبح امید از افق دمیدے و برق آگهی چراغ کلبهٔ تارم گردیدے دود چراغها خوردیدے و
بدان دوده سواد بار روشن کردمے نفسها سوخته آتشے افروخته مجمره گردان شوق نهانی گشتمے
و هوسها گداخته آئینه ساخته پرده کشاے روزگار حیرانی گشتمے طوطی شوق هم از آن سو بگفتار
شکر ریز آمدے و گوش هوش هم ازین سو بشهد و شکر لبریز آمدے شکر صد شکر که اکنون
برغم رفته کام و زبان لذتے برگرفته یارب بپیوسته ساغر تمناے این لب تشنه از آن شربت
مالامال و دیده هجران دیده هم از آن لذت دیدار خوشحال باد رشحهٔ ذوقے که بهوس تلخابه ریزی
شیره خانه جانم از پردهٔ دل بیخته و از لب و دهان با گلاب و قند آمیخته بکام خاص و از خامه
بقالب نامه ریخته اند مذاق جان را شیرین کرد و کام و زبان را پر از انگبین چه گویم که از حلاوت
سخنان شیرین لبهایم آن چنان بهم چسپیده که زبان بسخن نتوانم کشود و غزلے بهوس نیارم سرود
آرے اگر نسیم در چمن گره کشا نشود غنچه را چه گناه که وا نشود تا از نے سخن طلب گار نباید
شکر بگفتار نیاید تا زلیخا خریدار نشود یوسف ببازار نرود مهمات نه شیرین جمالے که
به نقش خیالے تمثالش نقش مراد بر کرسی خارا توان نشاندن و نه بسون سازی وعدهٔ وصالش
تیشهٔ اندیشه توان راندن نه لیلی تمثالے که بمهر باواے چشم سیاهش بیابان بیابان بسیر توان کردن
و برات جایزه هاے شاخ در شاخ بشاخ آهو توان بردن هر چند حالیست که این شکارگاه هم
از صید و هم از صیاد خالیست و اگر صیدے هست تصویر خفته نهالی و اگر صیادے
شیر زمین گیر قالیست و بالفرض اگر چرب زبانی و آتش بیانی هست روغن بچراغ ندارد
و اگر دارد از بیرنگی دماغ سیرابی باغ ندارد و من که آتشے از جان برانگیخته شمعها از بهر
گردهٔ خویش بقالب ریخته ام شمع افروز کاشانهٔ خویشم و پروانهٔ شمع خانهٔ خویش اگر کبابے
بر سفره دارم از بریان خود است و اگر شرابے بکاسه از آن خود

گلستان شکست رنگ خویشم
بهار غنچهٔ دل تنگ خویشم

بویش کرده ام گل را فراموش | کشم خود ناله و خود می کنم گوش

لاجرم چون زخمه بر ساز بے نوائی من زده اند گوشے تا در پیچ و خم این راه چه مرغولها دارم
اگرچه بر ریسمان بر آسمان بر نیایم بیاری زهره را از آسمان فرود می آرم گیسو سیاهان را
سلسله جنبان ناز ستم و معنی نگاهان را آئینه دار رازم چنانچه این دو غزل آئینه حال من و شاهدین عادلین
صدق مقال من ست بناز از قبله برگردانده رو تقوے بناها نزرا - ندانم بعد ازین در سر چه باشد کجکلاهانرا

بنام منشی رونق علی صاحب

روشنی بخت بیدار و رونق بزم روزگار سلامت نامه بیرنگ چکامه پیرنگ بوام بیام سپرده شد
چون دلے آشفته تر از گفتار خویش و جانے پراگنده تر از کردار خویش داشتم ندانم که در دل
چه داشته و بنامه چه نگاشته ام بارے اگر خامه پریشانی کاشته سنبل می توان درود و اگر حیرانی
نگاشته آئینه می توان زدود و بالفرض اگر کاغذے ساده گذاشته ام می توان یافت که چشمے براه پاسخ
سپید داشته ام اندیشه این ست که بسهو خطائیکه پے نبرده باشم استصواب رائے سامی نکرده باشم
لاجرم بتحریر تازه می پردازم و ایشان را بر خود دلیر می سازم تا دیگرے بران چهره و بامن چیره نگردد
و پیداست که این اشعار نگارش آمد و خواهش آن بود که ابیات قصیده از اعداد قصیده بگذرد لیکن
آشفتگی مجموعه جمعیتم را آنچنان شیرازه از هم گسیخته که هنوز همان ورق می گردانم و خود را فراهم آوردن
نمی توانم هر چند هر روز در دل می گذشت و می گذشت که امروز و فردا این کار باختتام خواهد کشید
غافل که بخود نتوانم تا بانجامش چه توانستم رسانید ناگزیر بهمان قدر اکتفا و با آن همه بے مقداری
انشا کرده شد آوخ که میدان وسیع بود و سمندے نه راندیم و ایوان رفیع بود و کمندے نیفگندیم
دلے درگداز آورده ایم نیمه خون گشته و از مژه بتاراج چکیدن رفته و نیمه رنگ شده و از چهره به سیداد
پریدن نامه و خامه همچنان بے آب و رنگ و کام و زبان همان بے شهد و شرنگ ماند بارے تلخ و
شیرین و ساده و رنگین از هم جدا کردن و بملاحظه عالی درآوردن برائے والا ست و درود و قبول
از جانب او سبحانه تعالے

بنام حافظ ضیاء الدین صاحب

زاهد جنت بصد دعا می خواهد | قلب صوفی ز حق صفا می خواهد
عاشق معشوق خوش ادا می خواهد | ظلمت کدهٔ دلم ضیا می خواهد

رسیدن فروغانی نامه بدادِ سیه روزی من در خشیدن سهیل ست بر ادیم یمن خامهٔ مشکین ختامه
از رطب و یابس زمانه هرچه نگاشته و از سنبل و ریحان هرچه کاشته پارهٔ سلسله جنبان گیسوی
پریشانی ست که پیش پا افتاده بود و لختی نغمه رسان مژدهٔ تن آسانیست که بیچارهٔ هیچکاره دست داده

یارب تن نازک تو رنجور مباد | از چشم بد زمانه چشمت مرساد
آزرده زدرد با نگردی هرگز | کو از رهٔ معذرت بپای تو فتاد

با آنکه روزگار از بس رشکی که با غبار داشته دوری را بهانه بدست گماشته از ره دوری کوچه
دیر زن باز داشته سخن کوتاه سرگذشت سامی که پا مرد سفر بود اگرچه شنفتنی است اما قدری
از حال خویشم نیز گفتنی ست یعنی چون صفا از دل و ضیا از دیده شد به مهمان سرای ڈمراؤ رسیده
شنیده شد که اختر اقبال این محال به عظیم آباد رفته و بوکه عظیم آباد را هم خیر گفته من چون تشنه بساحل
رسیده بجای آب جز سراب ندیده غم جدائی سامی یک طرف و اندوه ناکامی یک طرف ناگزیر شبی
با اختر شماری رخنه های کلبهٔ سفال پوش بروز آوردم و نیمه روز بهرزه گردی آن خطهٔ ملال خیز بسر بردم
تا مگاهان بدار الرحیل آمده بکالسکه جاگزیدم و نیم شعبان به پٹنه رسیده در سایهٔ حفظه حافظ احمد الله
آرمیدم سال پوشان و نازفروشان شهر بیش از ورود من جبه و عمامه از کار چکین و بافته هر که هرچه
بافته ساخته و پرداخته به کلکته شتافته مرا نه جای ماندن و نه پای راندن روزی چند لب حیران
و چشمی نگران داشتم که خریداران رونق افزای این دیار و باعث سرگرمی بازار می شوند عاقبت
آن هنگامه هم بر وا روی شکست و دلم از بند تعلقی که داشت رست ندانم مآل این حال چیست
و شفیع این اعمال کیست مختصر که هنوز روز اول ست و کار بخداوند کارساز محول و درنگ پاسخ را
سبب این ست که روزی چار پنج در باقر گنج اقامتم اتفاق افتاده بود و بوجه عید قیام آنجا بعد
نمود ناگزیر بخانه باز و بجامه سخن ساز آمدم

دیگر

عاشق معشوق خصال معشوق عاشق تمثال سلامت نیاز مند بناز های ناز آمیز و نازهای
نیاز انگیز می رساند و می داند که از نازبان نخواهد رسید که اگر می رسید از مهجوران می پرسید
و کاش اگر نه پرسید بوی از آن بوستان از دوستان دریغ نمی داشت یعنی بلبل چه گفت
و گل چه شنفت نهال چه آورد و شمال چه برد و صبا چه گشود و بار که بست شگوفه چه نمود و نرگس چه

تماشا کرد حرف بحرف می نگاشت ہمانا آب وہوائے آن دیار برق خرمن مہر و وفاست ورنہ
از کجا کہ خامہ محبت شمامہ سنبل و ریحان نمی کاشت و نظارہ نسرین و نسترن نمی ورد و نے
ربط اتحاد آن می خواہد کہ اگر دوست را در گلگشت آن چمن دل شگفتگی نیرو دہد شگفت کہ صدائے
خندہ گل بگوشم نخورد و اگر حریف را بدوران انجمن خورسندگی رو دہد عجب کہ قلقل شیشہ
مل از ہوشم نبرد لاجرم من ہمان و یار ہمان دل چنان و دلدار چنان لیکن آخر دل است و
صد گمان چرا نہ جوشد و شوق است و ہزار داستان چسان نخروشد لختے بشنوید بداد دل رسید
و دلے کہ از من بردہ اید اگر باز بمن دہید بارے بنگارش ور دل تن دہید و منت بر من
و جان من نہید

بنام خواجہ سعد الدین المتخلص بہ سائل

طاقت از اشتیاق بس طاق است　　　دست کوتاہ و شیشہ بر طاق است

شوق یکہ تاز در تنگ و پو و میدان طلب تنگ منزل مقصود دور و پائے تمنا لنگ کمند طالع نارسا
و کنگرہ مدعا بلند بیچارہ فراق ناتوان دردا نا سودمند شوق می گوید کہ پائے گو لنگ باش
سر و دستی سلامت کہ راہ دوست بسر می توان سپرد دل می نالد کہ کمند طالع کوتاہ باد نردبان طلب
استوار کہ خود را ببام مراد می توان برد لیکن آہ از بے سر و پائی کہ سرے وارد و سرے
از گریبان بر آورد نتش ندہند و بار منت پا از سر گردن بدوشش نہ نہند ہر چند دست و پا
در ہم زنم کہ بندہائے جان گسل بر ہم زنم اما بندہا ہم استوار تر شود و دست و پا ہم افگار تر باجملہ
روداد اشتیاق من بیچارہ چنین ست و اتفاق بخت و ستارہ چنین سر بر دوش گران است و
تن بر جان ناتوان بے سر و سامانی مزید بران نہ متاع پسندیدہ آبائی را رو نہ بازار نہ کالائے
جنس ذاتی را کسے خریدار خس فروشان بفراوانی آسمانہائے کاہ بیست پشمینہ پوش و پشمینہ
فروشان بار زانی طاقتہائے گلرنگ گلیم کہنہ بر دوش باین ہمہ بار تعلقات بر دوش است
سر ازان نتوان کشید و زندگی بگردن افتادہ ست گردن ازان نتوان پیچید جز این کہ
رجوع بکردگار کنم چہ کار کنم آن دردمند ہم چون بآستانہ فیض کاشانہ حضرات پناہ می بردہ باشند
در حق این مستمند ہم دعائے خیرے می کردہ باشند والسلام

رقعه دیگر

والانامه رسید واضح گردانید که کرته قلمی دور دستان پایۀ در گل دکم خدمتی بندگان کاہل مانع
مہربانیہاے جاودانی نبوده ونیست ونخواہد بود چون چنین ست شرمنده سخن سازیہاے
معذرت چرا باشم واز حق پرستی گذشته چرا بتہا تراشم عبارت آرائی کافرماجرائیست وسخن
سازی کفرطریق آشنائیست آرے دل بکار باید و دوست درکار مباش وخامه تراش
ونامه مخراش

وکے دارم کش از خود ہم خبر نیست — ولیکن بیخبر از بیخبر نیست
صفیر خامه ات آید بگوشم — ہمانا ناله ہاے بے اثر نیست

آمدم بر سر مدعا شور انگیزی خارج آہنگان بوصل کلمه بلا فصل شنیده برین غوغاے بے اصل
خندیدم از عبدالستار خان که در امثال این مقدمات سر دفتر است استفسار رفت معلوم شد
که رساله درین باب طبع نگشته واز نظر نگذشته اگر درین نزدیکی بہم می رسد بوالاخدمت ہا نامید

بنام نواب یار جنگ نواب اکرام الله خان بہادر

از عرض نیازمندیہا که سرمایه نازش وابروست واز شوق ملازمت که جگر گوشه دیرین
آرزوست می گذرم ومی نگارم روزی برگزیده منش عزیزی منشی محمد تقی در کیننگ کالج بامن
برخوردند وحدیثے از یادفرمائی ملازمان ہم درمیان آوردند شوق دامن دل کشید و
نیازمند را آزمندتر گردانید ہم دران میان دیوانے از حضرت منیر نشیمن محمد تقی با دور خان بہادر
مرحوم بمن نشان دادند به ترتیب آن منت برسر چشم نہادند دیدم وفہمیدم که نگارنده از
کہن نگاشتہا نسخه گرفته که این سخنہا انیس غمدین پیر پنہان ـ قصه مختصر سخن حیا بان قرار یافت
که شنبه روز بدستیاری بخت انتقام از دوری ودہوری ونارسائی اوشان تشریف سعادت
از حضوری گرم رہنما را وگردانیده بکاکوری راند ودیده مشتاق ہمچنان نگران ماند ودو روز
بعد از سفر آمین آئین منشی منہاج الدین صاحب معلوم شد که ملازمان ہم بکاکوری نہضت
واز انجا یکشنبه بلکہنو معاودت ودوشنبه از لکہنو برامپور مراجعت می فرمایند ناگزیر دل بامید
ودیده بدیدار دل بستم یکشنبه در قیصر باغ بسامی فرودگاه بہره ور گشتم اما چون بخت خویش

ناکام برگشتم آمدم بر سر مدعا پنج تا غزل ازان دیوان ترتیب شده با نقل کالاصل بملاحظه می رسد اگر خاطر پسند نباشد دور باشی ورنه دستوری را آرزومندم تا بآرایش و پیرایش آن نگلده را آئین بندم اما کوتاهی فرصت روزگارے درازمی خواهد زیرا که پنج شش سال وابستهٔ خجسته کیننگ کالج وور وبید ے رامعالج دماغ پامال غوغاے قیل وقال ست ودل دست خوش بازیچهٔ اطفال سخن سرائی را در نقارخانه چه هنجار و مے پرستی را با صومعه چه کار لاجرم درنگ را این کرد و کردار عذرخواه است و پوزش گذار در طلب اجازت چشم براه بخت و دولت بکام باد

دیگر

طرفے اگر از جهان توان بست | بر مهر علی میان توان بست

خوشا روز یکه مهربانی و پرتو قدردانی بر این ذره ناچیز تافته و تشریف عزت عزیز یافته هما نا ان ذره نوازی باعث این سرافرازی وان سربلندی سبب این ارجمندیست که امروز نگارش این نیاز نامه می نازم و بدین نازش از دیگران بے نیازم نگارش وگذارش آنکه عزیزی منشی شکر الله سلمه تا از مدارج پارسی متعلقه یونیورسٹی پنجاب آبے بر روے کار آورد ولب تشنه آن بود که خود را بر کنار رود روے عام الادر دارساند و مزرع آمال را سرسبز گرداند تا گرفت بخشش رهنما و سنگ آستانه والا بقوت مقناطیسی دلربا شد که از لکھنؤ بگذر بین بهوپال چون باد شمال ره گراشد ورنه پیداست که دران سرزمین سری باوری وراهے بدرگاهے نداشت پس چشمداشت که بدستیاری مکرمت سامی بهره مند و ناخنش بسر رشته بند شود تا گره از کارش بکشاید و نقد مرادش بدست آید ع با کریمان کارها دشوار نیست ایرام را درین مقام برین باعث اختتام ست

اے آنکه ز تو امید نعمت باشد | کلک کرمت کلید نعمت باشد

تو صاحب نعمتی ترا باید شکر | شکر نعمت مزید نعمت باشد

دولت و نعمت بکام باد

دیگر

سلامیکه آئین صدق و یقین واز دیرباز گردست و جبین است می گذارم و می نگارم هر چند سلام روستائی بے غرض نیست اما چون مقصود از سلام و پیام سلامت ذات گرامی ست و آن پیوسته از راه سامعه و لنوازهٔ اهل نیاز است لاجرم میانجی گری خامه را دران میان مدے

زائد شمرده بخاموشی خو کرده و اکنون خامه بر سر جنبش و نامه بنگارش آمده سبب این است که میان غلام رسول یادگار میان کرم دین مرحوم که با و شان اتحادے و ودادے داشته‌ام وعلاوه بران نسبت تلمذی هم بمن دارد خطے در باب بناے خودش نگاشته و بنیادش موقوف بر مهربانیهاے سامی گذاشته یعنی می خواهد که ستونے درمیان بگذارد و کوشکے بران برآرد و همانا خامه ام را عماد آن عمارت فهمیده و نامه ام را به رنگ آن تعمیر تصور ریده است اگرچه جرأت تحریر سپاس نامه را درین هنگامه نداشتم اما نظر بر چشم مروت و عین عنایت سامی مصدع اوقات گرامی شدم و می شوم که اگر از کوشش و کشش و سعی سپارش والا در صورتیکه ضررے بآن جناب نبوده باشد بناے مرادش قیام پذیرد توجه دریغ نه فرمایند که سعی بخیر بخود خیر باشد اگرچه بغیر باشد ع بدان گناه که نفعے رسد بغیر چه باک والسلام

دیگر

تسلیم خدا آگاه که دیر دراز بنگاه خیال در ورود نامهٔ نامی گرد خاطر می گشت و گوناگون رحمتهای گرامی در دل می گذشت ناگاه شمع فانوس خیال جلوه گر و دیده دل منور گشت یعنی پروانه دیوانگاه اشفاق بداد دل سوخته اشتیاق رسید و مژده صحت و سلامت رسانید لطف ابروے را نازم که بنامه و چامه سربلند و خرسند گشتم نامه آئینه وار مدعا و چامه برآئینه حیرت افزا شد چه مطلع از بحر هزج ست و مقطع از بحر ناپیدا کنار شاید تحریفے واقع شده دیگر اشعار غزل هم دیدن دارد که بدان حکم توان کرد اما درینصورت مقطع را با مطلع تعلقے نیست اگر از مضارع گفته شود رکن آخر مفاعیلن ست بالجمله منصوبه درست نمی نشیند آنرا و انداو برقے یا کاتب که چه هست و چه بود اگر غزلے تازه رقم فرسوده باشد نقلم آرند

دیگر

نامه تامه نامی از راه مهربانی با چامه ثانی رسید لذت قند مکرر بخشید دیدش صدرا و تسکین دلم حاصل شد دیدن بسیار بار ه ام مشتاق دیگر باره شود زهے نامه که این چنین چامه با خویش آورد وخهے خامه که این همه بار نامه پیش آورد نے نے نامه و چامه یکسو سخن در یاد فرمائیهاست که چگونه گوشه دلربائیهاست من دانم و دل که این نوازشها سرمایه چه قدر نازشهاست و این نازشها پیرایه چه پایه

طراز شهاست یارب این جمله نوازش و نازش پیوسته در افزایش باد

بنام شیخ صمصام علی صاحب مشتمل بر شهد

اے آیت شان و شوکت ملک وجود / در شان تو گشته نازل از رب ودود
الطاف نهانی که بامن داری / در پردهٔ شهد آخر آمد بشهود

کورنشات و تسلیمات عقیدت مندانه که دل خو کردهٔ اوست می نگارم عنایات و کرامات بزرگانه که شهد شاہد اوست می گذارم خاصه درین هنگام که موسم سرماست و نیازمند عرق مصفی با شهد استعمال می کنم و در بازار خالص بدست نمی آید اندیشه چون مگس درین هوس بود که ملازم والا سبوئی از عسل مصفی رسید و بکام رسانید۔

اوصاف عسل بود چه افزون ز قیاس / آن به که زبان کنیم شیرین بقیاس
از بنده چه آید که خدا فرمودست / در شان عسل فیه شفاء للناس

بنام منشی غضنفر علی صاحب قبله

نگارین نامه بارنگین چامه شادان و شادمان کرد چامهٔ اول زبان زد اصلاح خامه انگاه درج پاسخ نامه گشت چشم بد دور بر غزل سرائی قادر بودن و بعد از سالها غزلے سرودن یعنی چه افسوس بر نیرنگ زمانه و بے رنگی پیر رنگ این افسون و افسانه که طبعے رنگین وارند آب و رنگے بروے کار نمی آرند همانا قلم طوبا علم اگر از نثر سوادے بروش گرداند نخلیست سایه گستر کاروانیان زیر سایه اش آسایش گیرد و اگر از نظم نظامی بهم رساند درختیست ار آور جهانیان از نو برش حلاوت پذیر ورنه چوب خانه خداست نه سوختنی و نه فروختنی یانی بلنوائی بوریاست نه نواختنی نه در خور قلیان ساختنی نے نے بجواب اینکه ع مولوی از خود حکایت می کند، من از طبیعت خود شکایت می کنم و بمضمون اینکه ع از کوزه همان تراود که دراوست از رویت خود روایت می کنم خود در ماندهٔ این ورد م وافسرده این باد سرد اگر دی ماه ست و اگر تیر ست سینه را حکم زمهریست دل مرده ست و آتش افسرده من دانم و دل عمریست که زبانه از زبانم سر نکشیده یعنے غزلے شمع شبستان شهود نگر دیده لاجرم گفتارم پند ناصح بے عمل باشند که حرفے می تراشد و دماغے بنیخبر اشد نطقم از بے اثری حکم باد و کلکم از بے ثمری حال سرو شمشاد دارد گوش کن احوال ما بگذر از احوال ما

بنام برادر عزیزم مرزا غلام مصطفے صاحب در تعزیت مرزا اسعد الدین مرحوم

ہیہات ہیہات چہا شنفتہ ام کہ گفتن نتوانم و چنانکہ گفتن ندانم ہم نہفتن نتوانم ؎

راز درون خانہ کند گل ز سوختن — نتوان نگاہداشت زبان زبانہ را

آتشے کہ درین روزہا دران برگزیدہ دودمان افتاد و زبانہ اش ہر سو دویدہ تا لکھنؤ رسیدہ و سیلابے کہ بناے آسمان سائی ازان خاندان برانداختہ از کجا تا بکجا تاختہ از چشم زخمیکہ در چشم زدن بآن چشمۂ مہر و مروت رسید جگرہا چگونہ خون نخورند از دیدہ چون بیرون نشود و از روز سیاہی کہ آن چشم و چراغ مردمی و فتوت دیدہ اعالی و اسافل از دود دل چرا سیاہ نپوشند و یار و اغیار با حال زار چرا نخروشند افسوس افسوس از تحریر مولوی سعد الدین و عزیزی خواجہ سلام الدین معلوم شد کہ طبیب دردمندان روزے چار رنجور و شانزدہم محرم در دیدہ ہم روز تا شب رنجور شد یعنی سعد و سعادت رخت از میان بست نگویم کہ مرزا اسعد الدین چشم از جہان بست بلکہ

دیدہ نسترد و بست ز نادیدنی — دید دران پردہ بسا دیدنی

دید جمالے کہ سزد دیدنش — چید گلے را کہ توان چیدنش

دیدہ کہ بست او برخ حق گشود — بست و گشادے عجبے او نمود

نرگس بیمار و دل زار داشت — بو کہ ازان گل بجگر خار داشت

منزل مقصود ز بس دور دید — دل بکنارش بطپید و رسید

اے کہ بیک بار بریدی ز ما — تا چہ شنیدی و چہ دیدی ز ما

رفتی و آنجا بتو بے ما چہ رفت — بے تو چہ دانی بمن اینجا چہ رفت

نامہ ازین پس کہ نگارد بمن — در بنگاری تو کہ آرد بمن

نامہ برے بہر دلاسا نزیست — مرغ اولی اجنحہ را فرست

نامہ کن انشا و بپایش ببند — چشم براہ ست دل مستمند

جاے تو ہست آن سوے وہم و قیاس — رہبر و رہبر نبود رہ شناس

کیست کہ پیغام مرا می برد — در بر و آغوش بجائی برد

من کہ بپای تو ام اکنون صبور — یک دعاے بفرستم ز دور

باد مقام تو بہشت برین — روح امین میکند آمین برین

ہے ہے این نالہ چند کہ از دل دردمند برآمدہ بمقتضاے بے اختیاری بیقراریست ورنہ تہدید
شریعت و تنبیہ طریقت ہمین ست کہ در امور قضا دم از چون و چرا و قدم جز در رہ تسلیم و رضا نتوان زد
پس صبر و رضا بر عہدۂ ما و شماست و حق با ماست کہ ان اللہ مع الصابرین و در حصول این
رتبہ بوقوع واقعۂ نامرضیہ اعانت از او تعالیٰ و استعانت بر ذمہ اعزا و احباست کہ ایاک نعبد
و ایاک نستعین بعد ازین چشم امید از ان مجموعۂ صدق و صفا مرزا غلام مصطفےٰ آنکہ در تعلیم و تفہیم
و تہذیب و ترتیب فرزندان دردمندان و وابستگان و دل شکستگانش مصروف و مشغول بودہ
رونق آن خانہ و خاندان روزافزون می نمودہ باشند کہ اکنون ذات سامی بجاے پدر بزرگوار
بلکہ قائم مقام جدی اقتدار است اسد بس باقی ہوس

بنام منشی ریاض حسن خانصاحب نضا دانش در تعزیت مادر ایشان ضلع مظفرپور ڈاکخانہ مہوا

رسیدن غمنامہ با چامہ حرف جانگزا و چکامہ حیرت افزا خار در جگر شکست الحق سایہ برگرفتن مادر
مہربان از فرق سایہ پروردگان خزان باغ زندگانی و بیخ کن نشاط روحانیست اما دانا داند
کہ ہر دانہ کہ دہقان کارد چندین دانہ بار آرد فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ حرکت فطریش از خاک
با فلاک رساند و سیر دوریش باز از افلاک بخاک لاجرم این ہمہ آثار گردش سماوی و از
نباتات تا حیوانات ہر یکے را حادثیست خاصہ نوع انسان را کہ گل سرسبد گلزار حیرت آگاہی
و گلچین گلکدۂ حکمت الٰہی ست پس اقتضاے بینش و مقتضاے دانش آنکہ اگر شجرے سایہ گستر از
لطمۂ باد صرصر از بیخ برآید یا از پا درآید مضطر و متاثر نگردد بلکہ مشغولی دعاے ریشہ دوانیش
در باغ جنان و مستدعی سرسبزی جاودانیش ہر زمان از درگاہ ایزد منان باشد یارب آن
بزرگی پردہ عصمت حجلہ نشین قصرے از جنت و ہر یکے از سایہ پروردگانش جاگزین اریکہ
از دولت با صحت و سلامت باد اسد بس باقی ہوس

بنام سید شمشاد حسین صاحب مقام سیوان ضلع سارن

نامی نامہ گرامی چامہ رسید و عزیز را اعزاز بخشید بنام ایزد در نظم و نثر قلمی شکر ریز و رقمے
شکر خیز دارند لاریب بقول لسان الغیب ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند   زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

خاک تلر و ڈھاکہ کہ معدن این قندست قلم اہل رمش بانیشکر ہم پیوند چنانکہ تصانیف مینو جائگاہ
عبیدے عبداللہ سیادت مناقب سید صاحب وغیرہم گواہ این حال وشاہد این مقال است
اما چون من ہیچمدانے را ہمہ دان و با کلیم ہمدان ہمزبان وانستن فروغ دروغ کرمک شب تاب را
لمعہ تجلی طور نگریستن ست حاشا ثم حاشا من کجا و این سخن کجا آواز دہل از دور خوش می آید
و سراب چشمہ آب می نماید منکہ اصلاح حال خود ندانم اصلاح مقال دیگران چون توانم علاوہ برین
دہ سال ست کہ از ورطۂ رود بار عوارض دشوار چندبار بجان بسلامت بردم و زورق طوفانی
بکنار آوردم لیکن از جذر و مد بحر امواج زمانہ و لطمہ چار موجہ اختلاف عناصر چارگانہ پیوستہ
مضطرب و در خطرم دل و دماغ از کار و طبیعتم از اختیار رفتہ ست ضعف قوی گذشتہ و ناتوانی
از حد درگذشتہ با این ہمہ باشعار مرسلہ سامی رسیدہ ہر انچہ رائے ناقص من پسندیدہ نماید
یا ناپسندیدہ قلم نفی و اثبات کشیدہ شد چشم کہ از رسیدش بیگاہانند کہ چشم و دل نگرانند۔

دیگر

دیر است کہ نامہ نامی رسیدہ ست و رنگ پاسخ را سبب اینکہ ہمسرم یعنی اہل خانہ ام رنجور افتاد
و مرا پریشانیہا رو دادہ لیکن از دہ روز فی الجملہ سکونیست اما ہنوز قابل اطمینان نیست او تعالی
صحت بخشد انچہ درخصوص اصلاح نثر نگاشتہ اند حق اینست کہ گنجایش اصلاح نبود و نہ ہست
اگر غلطے و سہوے می دیدم دخلے و تصرفے میکردم البتہ نثر را ہم انواع گوناگون و اقسام بوقلمونست
مطلوب یکے رنگ زرد است و مرغوب دیگرے لون ورد ملیحان بر سپید چشمی سیاہ کنند
و صبیحان تار و پود رنگ سیاہ می تنند صنوبر قامتان بر رنگ فاختہ و لدادہ و بنفشہ مویان بہ بند
رنگ بنفشہ افتادہ ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ۔ سہ نثر ملا ظہوری موالید ثلاثہ
اینجہانست و چار عنصر بیدل چار آخشیجان ۔ نگاشتہائے ابوالفضل دفتر کدہ ایست
از فضل و فیض فیضی فیاضی عین بدل صاحب درو نادرہ نادر پسند و مطالعہ تحریرات دیگر
مورخان طالبان را بسند صبح جامی ساقی میکدہ راز و نیاز و سحر بیانی خسرو عین اعجاز
پنج آہنگ غالب بدل نوازی آباد و با دبستان مذاہب ہم نوا افتادہ آئین اکبری و صفا
آئینہ اسکندری بالجملہ ہر طرزے را طرازے و ہر نوائے را سازے ست دانندہ را باید آہنگے
کہ برداز خارج آہنگ نشود و ہر راہے کہ پیش آید بے راہہ نرود ع ۔ متاع نیک ہر دکان کہ باشد باید خرید

جہان شہر بست مالامال از ہر جنس ہر کالا　　عزیزا رمی توانی یوسفے باید خرید اینجا

بنام خواجہ حسین الدین صاحب بنارس پھاٹک سلیم

گرامی نامہ رسید و عزیز را اعزاز بخشید ہر چند روزگارے دراز ست کہ از طرفین کوتہ قلمی وست دادہ واز جانبین خاموشی اتفاق افتادا ما مقصود از نامہ و پیام یادآوری دوستان یک دل نیست وآن طرفین را حاصل پس خط وکتابت درمیان حرفیست باطل۔ حاشا کہ یاد خواجہ مرحوم و یادگار خواجہ مرحوم یعنی آن مخدوم از خاطر فراموش و زبان از تذکار آن خاموش شود گو خامہ برفتار نیاید زبان گرم گفتار است و دست اگر از کار رفتہ دل بیار ست اما از آثار امراض سابقہ و اسقام لاحقہ اگر دور روزی ہم آغوش تندرستیم چار روز ہمدوش کہالت و سستی روز بروز ضعف قوی و قوت ضعیف می گردد تن پیوستہ نقش قالین و سر ہمیشہ وقف بالین ست لیکن بیاد دوستان در گلگشت باغ و بوستان ست انشاء اللہ درین نزدیکی برخوردار وصی الدین انسپکٹر بنگہاے و ہیبیت بچشم من مشرف از جمال باکمال سامی و سعادت اندوز ملازمت گرامی شود سببش اینکہ ابریشم بافان بنارس بامداد سرکاری انجمنی از گروہ بزرگان و مخزنے (یعنی بینک) از سرمایہ سترگان ترتیب دادہ تار و پود نظم و نظامش بدست برخوردار مذکور نہادہ اند۔

بنام خواجہ حسین الدین صاحب

نامہ نامی متضمن اعادہ مرض سابقہ و ازالۂ آن بمعالجہ لائقہ ہم مستمند و ہم خرسند کرد یا رب

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد　　وجود نازکت آزردۂ گزند مباد

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ از ان ورطہ نجات و دران ظلمات آب حیات یافتند آئندہ از مضرات این مرض احتیاط و با مصلحات آن اختلاط داشتہ باشند درایامیکہ برخوردار وصی الدین بشرف ملازمت ممتاز و از بنارس بازگشت سپاس گذار اشفاق و اخلاق آنجناب بود و من اظہار آن سپاس بزبان و دہان ناسپاسی انگاشتہ محول بجان و جنان داشتہ ام شکوۂ غیر حاضریش کہ شاہد مہر و محبت از ان پیداست بجا و بگمان من این آنچہ ہاست یکے ہجوم کار سرکاری دوم از جانب جناب تکلفات مہمانداری سوم خوردان را پاس بزرگداشت سترگان و بزرگان کم از دورباش نیست کہ کسوت خوردی و بزرگی از یک قماش نیست با این ہمہ بعد مراجعتش

مضمون محبت نامۂ گرامی گوش گذارش می کنم گویا گوشمالش می دہم

بنام مولوی عبدالغنی صاحب اکبرآبادی

چند روزست کہ نظم دُرچہ نظامی باعتراض فلسفی بلگرامی بر ناروائی سکہ نامی و جواب آن از علامی تحقیق و تدقیق آن از جانب جناب سامی در روز دیگر صحیفۂ شریفہ کہ عنوانش جز سواد لکھنوٴ نشانے از محلہ نداشت رسیدہ سواد دیدہ روشن و فضائے خاطر گلشن کرد ہر چند بعلت عوارض لاحقہ سابقہ دل و دماغ گلگشت گلزار سخن و چشم و گوش تماشائے این چمن و ترانہائے این انجمن ندارم با این ہمہ سطر سطر آن اوراق شگرف بانگاہ ژرف دیدم و بحرف حرف رسیدم سبحان اللہ الغنی متانت مبانی و رزانت معانی و مدائح حضور نظام و انتظام موزونی کلام طراوت موسم برشگال درین خشکسال اثبات کامل عیاری سکۂ شاہی و نفی اعتراض واہی کماہی را بکدام زبان ستایم چگونہ از عہدۂ آن برون آیم درنگ پاسخ را سبب اینکہ کما بیش یک سال ست کہ سرفہ بے پیر گلوگیر جفا است و مانع تقریر و تحریر درین نزدیکی تائید موسم برد و تحریک ہوائے سرد گرد از دماغم بر آورد اما از چند روز آن جوش و خروش فرو نشست کہ بسمع خراشی و ہرزہ درائی پرداختم مگر اینکہ ترکیب مرقومہ اگرچہ درست لیکن مصرع نخست سست است نہ در روانیش شبہہ است نہ در عیارش شک کہ برائے سرہ بودنش استناد بسیر فیان سخن محک ست چنانکہ خود از نگاشتہائے کلک جواہر سلک سامی واضح و لائح است۔

بنام منشی ریاض حسن خان صاحب دانش رئیس رسولپور

ہم خانہ ز بالینم آفتاب گذشت
ز بخت خفتہ مرا روز و شب بخواب گذشت

شبے کہ بعلت سرفہ ام صرف بیداری و اختر شماری شد صباح آن تشریف آوری سامی برادر گرامی عزیز را باعث خواری و شرمساری شد افسوس کہ اہل دارش بیدارش و دار و سے بیداری بکارش نکردند آبے بر رویش نزدند کہ از خجلت آب نمی گشت و تابے بمویش ندادند کہ بحسرت بیتاب نمی گشت گرچہ خودش بے گناہ است اما دل و زبانش عذرخواہ معافی را خواستار و رسید سامی را طلبگار والسلام بالوف الاحترام

رقعہ دیگر

نامۂ نامی باطبع زاد گرامی رسیدہ عزیز را ہم با عزاز رسانید و ہم سرخوش گردانید کہ ہنوز ہندوستان را
از شیرہ خانۂ شیراز دردے در ساغر و این بوستان را از دوستان ہرجا بلبلے نواگرست بحمد اللہ ثم حمداً لہ
یارب ہمیشہ درین چمن گرم نوا و بابرگ و نوا باشند۔ ہرچند من بے برگ و نوا راز بانے سخن سرا
دادہ اند اما پردۂ از اسرار این فن بر روئے من نکشادہ اند گفتارم ہرزہ درائی و رفتارم بادپیمائی
بیش نیست علاوہ برین از رنجوریہاے ایام سابقہ و امراض لاحقہ دست و باز روئے گوئے بازئ این
میدان و ترکتازئ این بیابان ندارم ازانجملہ یک سال است کہ نُرفۂ بے پیر گلوگیر و اکثر مانع تحریر و
تقریر استفسارے کہ از پیر طریقتم و ادب آموز طبیعتم رفتہ است شعرے بیاد داد و ہو ہذا ہ

کے از ظہوری و ز نظیری رسد عزیز ٭٭ فیضی کہ از کلام الٰہی بمار سید

نے نے این ہرزہ درائی نہ خودنمائی و خودستائیست بلکہ عبارت آرائیست ورنہ من آنم کہ من دانم
با اینکہ از ہر باتمیزے چیزے و از ہر عزیزے پشیزے قطرہ قطرہ از ہر دریاے و جرعہ جرعہ از ہر مینایے
از ہر شجرے ثمرے و از ہر گدیورے برگ و برے دریوزہ کردہ ام اما ہنوز در دیشے بے بضاعتم
و دلریشے بے استطاعت و تاحال در دبستان اہل کمال طفلے ابجد خوان و کودکے کج مج زبانم ہ

عشق می گویم و من گریم زار ‏‏ طفل نادانم و اول سبق است

بالجملہ پیش ازین ہرچہ گفتہ ام خارے یا گلے از ہر گلزینے رفتہ ام در خاطر عاطر خلیدہ باشد
یا دل را شگفتگی بخشیدہ باشد اکنون فارغ ازان جوش و خروشم و چون بلبل خزان دیدہ خاموشم

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ‏‏ دہان بر چہرہ زخمے بود بہ شد

پاسخ نامۂ چامہ مولوی عبد الغنی صاحب

ورود نامہاے فروغانی و چامہاے نورانی تکرار تجلیات معانی و نزول آیات مثانی است کہ
سینہ را طور سینا و دیدہ را بینا کرد ہ

بیاض نامہایت مپرس از دل سیاہے را ‏‏ چہ تہماست برمن جلوہ ہاے گاہ گاہے را

با اینکہ از خیرگی و تیرگی کہ فی الحال لاحق حال من خیر سگال است دیدۂ دیدن و گوش شنیدن
ندارم حظے وافی و بہرۂ کافی بردم و می برم یارب سواد خامہ و داد درین وادی پیوستہ
دانش افزا و بینش افروز باد

بنام منشی دلاور علی صاحب بمقام الور

مجموعہ چامہ بادل آویز نامہ رسید تشنہ را آبے رفتہ بجو و مخمور را شرابے کہنہ در سبو آمد آہ از من رفتن کہ تا رفتہ اند حرفے بزبان قلم و پرسشے از احوال ہم نہ رفت از بیدلان بریدن کار دل آزاد است و یا خاصیت آب و ہوائے الور ؎

ہر چند راہ لطف و مدارا نرفتہ ‌‌‌‌‌‌‌‌ از دیدہ رفتہ از دل ما نرفتہ

الور و لکھنو مسافتے درمیان ندارد کہ براد پرسش دور افتادگان نتوان رسید بلکہ درین عہد فرخ عہد ہر ملکے از ہندوستان بچشم دوستان اندازہ دان یک انچ بیش نیست چہ انچ عبارت از فلوس مروجہ حال است کہ محتاج بدان شاہ و درویش نیست بالجملہ اکنون کہ بارسال این رسالہ چارہ رنج سی سالہ کردہ اند شکوہ مبدل بشکر است ع شاد باشی کہ کردہ شادم بعلت صداع و سرفہ و زکام درین ایام دیدہ از دیدنش سیر و زبان از خواندنش لذت گیر نشد ایمائے کہ بطلب ہرزہ درائیہائے من رفتہ است نخست سرگذشت من سعید نیست و آن اینکہ پنج سال است کہ رنجور و از تندرستی دورم ہر چند از ان ورطہ جان بسلامت بردہ ام اما اثرے ازان و خاکسترے از آتش کاروان باقیست ضعف روز بروز قوی می گردد و جمیع قوی ضعیف علاوہ برین درین زمانہ کہ اردوے ہندوستان زار آبرو نماند بلکہ اردو و آن اردو نماند پارسی غریب الوطن را کہ پرسد بنا برین سخن گفتن کم اتفاق افتاد بلکہ می توان گفت کہ ہیچ نگفتہ ام از مطبوعہ چند بیضا کہ مرسل است ہیچ موجود ندارم توقع کہ بر غم گذشتہ الحال گاہ گاہ یاد شاد میکردہ باشند والسلام

بنام راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار سندیلہ

نامہ نامی و نسخہ دل پسند کہ خستہ دل بدانش بستہ را داروے سودمند و وارستہ از قید خرد بستہ را زنجیر و بند است پردہ کشائے حسن ذات و صفات مصنف دیدہ در در ہر صفحہ اش آئینہ دار جمال و کمال مولف صاحب نظر است بینش افروز و دانش افزا آمد یارب این تصنیف شگرف حرف بحرف طالبان را از بر و مصنف نامور مصروف تصنیف اصناف دیگر باد والتسلیم۔

بوالد سید ابراہیم محمد حافظ صاحب ساکن میرٹھ

السلام علیکم قلبی لدیکم ۔ از نسیم ورود نامہ نامی بر خویشتن تا بیدم و چون غنچہ در پیرہن نگنجیدم که بزرگان را با من سرے و دیدہ وران را با من نظرے است و قبل ازان چامۂ گرامی ہم بذریعہ سید ابراہیم صاحب دانش افزا و بینش افروز گشتہ ہا نا با شہسوار بیجاپوری یعنی ظہوری در عرصۂ سخن عنان بر عنان تاختہ اند و در غزل گوئی گوے سبق از غزال شکاران این میدان بردہ اگرچہ ظہوری این خیابان را باغبان و از گلکاری نقش پائے گلگون قلمش این گلزمین گلستان است منکہ خار از گل و سر کہ از مل نشناسم ہواے گلگشت این باغ و حوصلہ بادہ پیرزور این ایاغ ندارم آنکہ اصلاح حال خود نداند کرد اصلاح قال و مقال دیگران چون تواند کرد خاصۃً درین زمان کہ از دیر باز دستخوش رنجہا ہاے پے در پے و دو رکشاکش چند رود مرگ بیہم ضعیف روز بروز قوی و عمر در ز وار و دست دعا کنند کہ او سبحانہ خاتمہ بخیر گرداناد و بالنون و الصاد قصیدہ کہ بطرز سر قصیدہ قاآنی و ہفت بند نعتیہ مطبوعہ کہ موجود بود مرسل است و السلام

بنام منشی دلاور علی صاحب طرزی مقام ہاپڑ ضلع میرٹھ

نامۂ دلاور دلنواز طرزی معنی طراز رسید و عزیز ناچیز را بعد از روزگارے دراز سرفراز گردانید سخت سپاس پرس و جو ہاے سامی می گزارم سپس حال خود می نگارم عمریست کہ در ماندہ و رہاے بے درمانم زبان پیری و ریاح بواسیری نزلہ و زکام و سرفہ نافرجام یکطرف ضعف و ناتوانی و پریشانی تردداتِ انسانی مضاعف بران اگر ہفتہ طبیعت چاق ست ہفتہ دیگر طاقت طاق چنانچہ در پاسخ درنگ ازین دو دست داد و در دیگر ذوق سخن است کہ از لی آورد و فست داغش بر دل و سوادش چون سویدا در دل ماند بارش در گل و دست و زبان از نگارش و گزارش آن عاطل افتاد ؎

یک سر ہزار سودا یک دل ہزار درد است   نازم بسخت جانے کان مرد این نبرد است

نسخۂ اثر قیصر نامہ پیش من بود یک سال ست کہ دوستے بارادۂ طبع در ادارہ الہ آباد بہ دکوئی یا دیدہ ورقے چند بغرض تصحیح فرستادہ و من باز پس فرستادم ازان باز صدائے بر نخاست ندانم چہ اتفاق افتاد اگر بقیہ ہم طبع شد نسخہ خواہم فرستاد ۔ و السلام

بنام مولوی اعجاز حسن خان صاحب رئیس رسول پور ضلع مظفر پور

نامۂ اعجاز ختامہ عزیز را اعزاز و جان عزیز را اهتزاز بخشید با شیخ امجد علی مکرر باهم بزمے اتفاق افتادن و اعجاز را دادآن افسون و افسانہ دادن سامعان را چہ لذت دادہ باشد منکہ از بزم تو دور افتادہ ام اے وائے من۔ شیشہ و ساغر پدا زمے بود خالی جائے من من از پارسی شیخ صاحب سرورے حاصل کردہ ام و جناب سامی از پارسی داڑ دہر درد

گفتار شیخ قابل اعزاز و عزت است　　　پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است

از کیفیت مزاج ابوالحسن خان محترم کہ با این ہمہ پزشکان حاذق افاقہ تام رو نہ داد مگر کہ پزشک حقیقی شفائے کامل عطا کناد

بنام مولوی ریاض حسن خان صاحب دانش

تسلیم دیروز ریاض نامہ دیر پرور اعجاز نامہ از کلکتہ و اقبال نامہ از رسول پور با بلٹی مورخہ ۲ جون ۴ جون رسید سبد ہزار دانہ لیچو از استاسیون آوردہ شد پختہ کاری کار پرداز دالارا نازم کہ با این ہمہ گرما یک دانہ ہم رائگان نگردید تا اینجا رسیدہ ہمہ رسیدہ خامہ خام کار در سپاس نگاری باین دو شعر اکتفا کرد

این میوہ کہ جا ودانہ آمد　　　سر مایہ شیرہ خانہ آمد
یا از پے ورد شکر نعمت　　　تسبیح ہزار دانہ آمد

حسب تحریر گرامی این نیاز نامہ معنون بہ پٹنہ شد متوقع کہ از رسیدن مع الخیر و احوال عزیزی ابوالحسن خان و استخارہ وچارہ شنان اطلاع دہند و سلام من رسانند خدا کناد کہ تبدیل آب و ہوا سبب شفا شود۔ والسلام بالوف الاحترام

رسید نسخہ روئداد مدرسہ نصرت الاسلام

نسخہ روئداد نصرت الاسلام با نامہ نامی بہجت پیام رسید و عزیز ناچیز را اعزاز بخشید سپاس الٰہی بجا آورم کہ اہل کشمیر را بہ تحصیل علم گرایشے و دوران گرائش نائشے بدید آمد نزدیک است کہ آن سرزمین در بلند پایگی بچرخ برین و نسترن و نسرین آن گلزمین در روشن سوادی

بہ پرن و پروین رسد اہل کشمیر اگر ہمیں راہ می سپرند امیداز خداست کہ در علم و عمل از جملہ ملل گوے سبقت می برند۔ بادی این وادی شاد و آباد باد کہ نہ بنیاد این مدرسہ بلکہ منت بر سر کشمیر و اہل کشمیر نہاد برادران قوم را واجب ست کہ ہمت برگمارند و دامے و درمے قدمے قلمے ازان دریغ ندارند توفیق رفیق باد و باللہ التوفیق والسلام علیٰ من اتبع الہدےٰ

بنام عزیزی خواجہ سلام الدین درابو

رفتن بہار صاحب درین زمانہ از خانہ کشش آب و دانہ است و بس در نہ روزگار رفتنش در حیات والدین بود کہ مردند و داغ حسرت دیدارش بخاک بردند اما مقام شکر و سپاس ایزدی است کہ آب ہوائے کشمیر بامزاجش سازگار و شکایتہائے جسمانی کہ از چندماہ داشت رفع شد خدا ایشان بابرگ و ساز ازین سفر دور و دراز باز آرد انچہ در خصوص فرستادن فوٹو نگاشتہ و بیش ازین ہم نوشتہ بودند واضح باد کہ چون این امر از ممنوعات شرعیست گاہے باین طرف توجہ نشد البتہ چند سال است کہ جمعے از احباب گرد آمدہ و صندلیئے درمیان نہادند و مرا بران جاے دادند و نقش مرا و خویش بر کرسی نشاندند یعنی بچشم زدن عکسے ازمن در تیسے ازان ہمن ہم حوالہ کردند و برخوردار امین الدین آن را در آئینہ خانہ گذاشتہ در نشستگاہ خویش آویزان داشتہ اتفاقاً روزے دوستے از کلکتہ آمدہ بود و باطرز تمام با خود برد باین عہد و پیمان کہ چون این صنعت را در کلکتہ رنگے و در دستے دیگراست چند تا فوٹو ازین گرفتہ باز پس می فرستیم لیکن تاحال نفرستاد و نہ من استدعاے کردم اکنون از تحریر آن عزیز تحریکے فرستادنش میکنم اگر می فرستید خواہم فرستاد۔ فی الحال کہ موسم پیری وزمان دلگیریست جز موسپیدی در بر سیاہی رنگے ندارم کہ طرح بریز کش توان ریخت و جز رنگ سرنگے ازان از رنگ توان انگیخت وجود م از برون جز مشت استخوانے نیست و از درون جز نیم جانے نے وقت است کہ جان بجانان توان سپرد و استخوان بسگان نقاش از من جز خیالات و عکس از خود جز ملالت چہ کشد درین محال مطلعے کہ آئینہ دار صورت حال من و چہرہ پرداز مرقع خیال من است بیادم آمد برعایت آن تمام غزل فوٹو انعم البدت برائے تفرح طبع آن عزیز نگاشتہ شد و ہو ہذا

آنکہ خاموش ست در تقریر تصویر است و من   و انکہ خاموش ست در تقریر تحریر است و من

انچه باشد بے ثمر نخل مرادم ہست و بید   وانچه آمد بے اثر فریاد و زنجیر است و من

رقعہ مکتب نشینی آفاق احمد ابن حیات احمد صاحب ابن شاہ التفات احمد صاحب

بیا بسم اللہ آہنگ ثنا کن   ز اقرأ باسم ربک ابتدا کن
بدو سر عشر اسم مصطفےٰ بس   زبان لوح طلسم دلکشا بس
محمد حامد و محمود او حق   محمد عابد و معبود او حق
بود مصباح این نطاق احمد   سواد دیدہ آفاق احمد
روا باشد کہ بخشد التفاتش   برات چشمہ آب حیاتش
بلے علمے کہ دارد فیض عرفان   بود سرچشمہ آب حیات آن
برائے کسب فیض علم دینی   مبارک باشدش مکتب نشینی
الف با از لبش گردد چو سیراب   شود خود جلوہ گر آن آب نایاب
الف گردد کلید قفل ابجد   کشاید گنجے از فیض اب جد
الٰہی باد این گنجور ازان گنج   گہر ریز و گہر پاش و گہر سنج

وا در دانش آموز را ستایش نگار و سرور بخش افرذ را نیایش گزارم کہ تقریب مکتب نشینی برخوردار آفاق احمد سلمہ اللہ الاحد بتاریخ   ماہ   روز   وقت   معین و سواد دبستان عز و اجلال روشن گشتہ چشم داشت از اعزا و احبا آنکہ بتاریخ و وقت مسطور از نزدیک و دور رونق افزائے این بزم سور و سرور گردیدہ داعی را ممنون منتہائے بے غایت و مرہون عنایت ہائے بے نہایت فرمایند

بعرض بار یافتگان بارگاہ جہان پناہ کیوان پایگاہ سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان انہ حمید مجید محمود الصفات والوحید السلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ سلطانہ وافاض علی العالمین حسب فرمائش مولوی ولایت حسین صاحب الہ آبادی

درین ایام نزہت پیام کہ حدیقہ آمال و امانی تازہ و زمزمہ شادی و شادمانی بلند آوازہ است مژدہ عزت افزائے یاد فرمائیہائے اعلیٰ حضرت می رساند قدر قدرت دنوائے نوید دلکشائے عطائے تمغائے عز و عزت بفدوی مہجور ازان دربار دُر دُربمیمنے پیوستہ و حضور رسامہ نواز مصار

و انتظار و بین الاقران سرمایهٔ افتخار و پیرایهٔ اعتبار این ذره بمقدار گشته پس بزبانے که هم بخشیدهٔ اوست و بروانے که هم در تن دمیده او بفحوائے لئن شکرتم لازیدنکم نخستین شکر این نعمت عظمیٰ بدرگاه آلهی که فروغ افزا و سواد افروز ماه تا ماهی و سپس سپاس این دولت کبریٰ بحضرت شاهنشاهی که فرمان روا و فرمان فرمائے سپیدی تا سیاهی است می گذارد و آن تمغائے سلطانی را که عطیهٔ سبحانیست هیکل گلوئے جان و حرز بازوئے ایمان پنداشته عزیز تر از جان و جهان داشته همواره مصروف مشغوف بدعائے فتح و نصرت و ترقی و دولت حضرت امیر المومنین معین المسلمین بوده و می باشد و خواهد بود۔ نظم

الٰهی تا جهان باشد تو باشی   زمین تا آسمان باشد تو باشی
شهے کان زر فشان باشد بگیتی   مهے کان مهربان باشد تو باشی
نهالے کان درین گلزار امین   ز آسیب خزان باشد تو باشی
کریم و باذل و رادے که دستش   حریف بحر و کان باشد تو باشی
جهان گیر و جهان پرور جهان بخش   جهانبان تا جهان باشد تو باشی

۴۸۶

مکرمی دام مجدکم تسلیم گرامی نامه اعزاز بخش و قدر افزا آمد آنچه در خصوص شعر و سخن نسبت من پنداشته و نگاشته اند حسن ظن بیش نیست ورنه من آنم که من دانم خاصه این جمله که عزیزکوس استادی و چهار دانگ هندوستان می نوازد" حاشا ثم حاشا هیچ میرزد هی و هیچ مدان کجا و این دعوے از کجا۔ در حقیقت نوازنده دیگرست (مصرعه) درین پرده پنهان نوازنده ایست شهرت بیجا و آوازهٔ بے سر و پا را چه تواند کرد و آنچه در باب جلت می نوشیده ۔ استفسار کرده اند نه من مفتیم نه قاضی که این قضایا فیصل و این مسئله ها حل کنم البته مصرعے که نوشته اند اگر ساخته و پرداخته سامی است در رائے ناقص من صحیح ست و اگر اعتراض بر شعر احقر است د باظهار و الامعترض مولوی شهباز است که او صاف فش شنیده بلکه مجموعه رباعیات عطیه اش که دست آویز قابلیت است دیده ام هرگاه بصیرے چنین اعتراض شاید کرا یارا که رد و قدح کند البته سیکشان خمکده انصاف خود در واز صاف تواند شناخت و سخن سنجان معیار شناس سره از ناسره جدا ساخت

ترازوے گردون گردان بسیج   نماند و نماند بسنجیده ہیچ

فی الحال مرا کہ از وے سنجیدن بدست و نہ دست و بازوے سنجیدن ہست ہفت سال است کہ وجودم بازیچہ رنج رنجوریست و مرا از سخن سنجی یک قلم دوری نہ سیرے بکتاب دارم و نہ دستے بکتابت چنانچہ درنگ بجواب نامہ نامی بدین علت دست داد امیدوار معافیم والسلام

بنام راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار سندیلہ بطلب لال

این کہ در باب ارسال جانوران لعلین بال فرخ تمثال یعنی لال ایما رفتہ بود اندیشۂ عنقا شکار آسمان سیر گرد نخچیر گاہ کون و مکان بلکہ صحراے لامکان برآمدہ اما درین ایام ازین پرندگان نادر الوجود پرے بدام و از نہال آرزو برگ و برے بکام نیافت رنگ از رخ پرید و ہوش از سر رمید شاہین خیال از پرواز ماند و عقاب عقل پر بریخت من چون طائر گم کردہ آشیان سراسیمہ و حیران کہ حیف صد حیف از عہدہ فرمایش و دستے کہ فرمایش بر جان روان است بیرون نیامدم بیقراری یک طرف شرمساری یک طرف ناگاہ نظم

دلم در رہ دست آوردہ شد   ز فرط غم و غصہ صد پارہ شد
شد از شوق ہر پارہ مرغکے   برآوردہ بال و پرے ہر یکے
زیاقوت منقار و پر لعل گون   دیا کردہ منقار را تر بخون
باہنگ بلبل بصورت گل اند   بمستی حباب زجام مل اند
بہ دیدن ہمہ گرچہ مشت پر اند   ولے بہر خسرو ترنج زراند
بگوش دل آہنگ شان گوش کن   نواہاے دیگر فراموش کن
ز دست فراق تو دستان زنند   بہر زخمہ زخمے بمستان زنند
زبان ہا باوصاف شان ہست لال   ازان ہندیان نام کردند لال
قفس ہست یا سینۂ چاک ما   نشیمن گہ جان غمناک ما
قفس یا کہ از رنگ نیرنگ ہاست   قفس یا کہ گلدستہ رنگ ہاست
قفس یا طلسم بہار است این   دیا گنبد پرنگار است این
درو ہر طرف جست و خیزے کنند   بہ پیش تو باہم ستیزے کنند
مگر طبع تو شاد و شادان شود   کہ محو تماشاے ایشان شود

بیک حقہ صد لعل و یاقوت ہین | مکلّل سراسر بہ دُرِّ ثمین
ستم دیدہ دل کان بداور رسید | باین حیلہ آخر بہ دلبر رسید
سزد گر بر و مہربانی کنی | بہ دلداریش میہمانی کنی

سخن کوتاہ مرغ دست آموز خامہ کہ این ہمہ بلند پروازی و این ہمہ بے راہہ سرائی کرد معاف دارند و رسیدش بر نگارند۔ والتسلیم

تقریظ بر کلیات صہبائی

بنام ایزد ہر ذرہ کہ باز کنند کلید قفل میکدہ وحدت ست و چون فراز کنند الف صیقل آئینۂ حیرت ہر آئینہ ہر طرفۃ العینے از راز نشائتین پردہ کشا ست و ہر نشا کیفیت ذات و عینیت صفات را نشانہ ذات ست کہ گر بلند و گر پست، از خویش بخویش جلوہ گر ست، ہر شے کہ بکائنات بینی آئینۂ حسن ذات بینی بصر را معراج تماشائے جمال ارزانی کہ بہ ہر چشم برہم زدن مقام قاب قوسینش حاصل است و نظر را سیر اسرائے کمال مبارک کہ با دنی توجہ بمنظر لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا واصل، اگر بنظر حقیقت ملاحظہ کنند اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عین الیقین ست و اگر بپایہ معنی فرا رسند مضمون اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی دلنشین۔ رباعی

آن کس کہ بر و پے بہ حقیقت ز مجاز | ہر پردہ کہ ہست بر رخش گردد باز
در عالم رنگ و بو بچشم معنے | ہر غنچۂ گل بود سراپردۂ ناز

شور شکر خند ہائے گل نمک ریز است بلبل دل خستہ را چہ گناہ کہ نہ نالد و جوش ترنمہائے بلبل طرب انگیز است گل نورستہ را چہ قصور کہ نبالد انچہ موسی را بطور سینا تافتہ صوفی بسینہ و ساقی بہ مینا یافتہ ہر ذرہ آفتاب نوش ست و ہنوز تشنہ کام زہے دست مشرب با و ہر قطرہ دریا خروش ست و ہنوز ناتمام خہے ذوق طلب! خانہ خدایان خانہ از خار و خس پرداختہ اند و ما ہنوز دل از ہوا و ہوس نپرداختہ ایم از خود رفتگان خدا را شناختہ اند و ما ہنوز خود را نشناختہ ایم سنگ آہن از آتش اشتیاق در گداز ست و ما از خجلت آب نہ گشتیم خس و خار از شعلۂ فراق گلخن طراز ست و ما از حسرت کباب نہ گشتیم صدائے تبسم گل و نوائے ترنم بلبل از پردۂ یک ساز است کہ اہل قال آثار زیر و بم شمارند و اہل حال اذکار خفی و جلی انگارند ضیائے شمع محفل و ولائے پروانۂ بے دل از جلوۂ یک راز است کہ اہل رشال اطوار سوز و ساز ازان در نظر دارند و اہل کمال اسرار موسی و تجلی پندارند عاجز نوازی را نازم کہ مشت خاک را مسجود ملائکۂ پاک ساختند و چندین افلاک را سر گشتۂ طواف حریم کبریائے خاک

خاک بسر آن که برین آستانه سر فرود نیاورد و نه رسید که درین خانه کیست او پاک نظر آنکه چشم
ازین سرمه توتیائی کرد و دید که درین پرده چیست ایزدی آرزو چون سرے برین حد رسانید
احد رنگ ظهور بست آنگاه چهرهٔ مقصود از آن میان جلوه کرد نقش احدی بکرسی نشست آنکه
باعتبار نور فاتحهٔ مصحف جلال و جمال است هو الاول شان نزول او و بآثار ظهور خاتمهٔ تفسیر
جمال و جلال است هو الآخر طغرائے قبول او، خندیدن جیب سحر از چاک فرمانش جگر شگافی خسرو
شیرین را نمک پاش صد شور قیامت و رسیدن سنگ بگوهر دندانش خانه براندازی اهل
کین را منجنیق انداز صد کوه ملامت بزغالهٔ مسموم را از خوان نعمتش زبان اظهار بکام و عزا المظلوم
را باقرار رسالتش حجت ناطق نام، هان دهان اے عزیز جائے که بے زبانان هم برگ و نوائے دارند
که بخیه بر لب ما زده که بے نوا باشیم؟ و بمقامے که سوخته جانان به کوثر و سلسبیل غوطه خوارند که دامن ما
گرفت که ناآشنا باشیم؟ گل در جوش است و بلبل در خروش ما چرا خاموشیم؟ ساقی کریم است
و مے طهور ما چرا نه نوشیم؟

گل می بینیم چرا نه چینیم — چشمے دارم چرا نه بینیم
باغ ست شراب چون نه نوشیم — نوشیم و دگر چرا نه جوشیم

رسائی طالع بنگر که صبح ازل دو ذرهٔ بے مقدار را درین ره سر بهوا داد یکے خود را بآسمان چهارم
رسانید و به آفتاب بلند نام شد و دیگرے با همه کاهش و افزایش در نیمه راه ماند و ناتمام شد
بهرهٔ قسمت دریاب که روز الست دو جرعهٔ سرشار را درین بزمگاه افشاندند نخستین در جام چکید
جامی را مست کرده او پسین در دل ریخت و صهبائی را از دست برد و آیے سخن از صهبائی
رنگ و بوے دارد که چمن از صبا و انجمن از صهبا و صهبائی از سخن اتحاد دیگر مینا بصهبا و صهبا بمینا
هر کجا خامه اش بر حکایت نامے و نوش آمده مے پرستان را قلقل شیشه از گوشش آمده نظم
از و بپایه رسیده که اگر ثریا در تحت الثری ایش لامع شود بجاست و نثر از و بمرتبه فائز گشته که اگر
نسر طائر در حضیضش واقع شود رواست. بس که طبع مضمون آفرینش تلاش معنی بیگانه داشته
آنچه در لوح محفوظ نگاشته اند نگاشته صفحه را بعبارت رنگین آراسته یا غبار رخے از خاک
شهیدان برخاسته الفاظش در پرده خموشی بتکلم و معانیش در جیب الفاظ در تبسم لوحش الله
زمردین بالها اند که هم شبان بفروغ شعلهٔ ادراکش از سدره و طوبی پریده در کمین گاه سودا حیرت
خزیده از هیبت برقے که درخشیده خاموش و به پردهٔ خاموشیے که در وادهٔ در خروش آه که

سلیمانے بدادِ این بزبانان نرسید تا نغمہ آغاز و زمزمہ ساز می کردند چشم بد دور خیل خیل
پریزاد انند مشکین برقع رنگین مرقع کہ اندیشۂ عیاری پیشہ اش دار وے بیہوشی در کار کردہ
از خلوت گاہ لامکان آوردہ چشمہا بے سرمہ سیاہ بذوق جلوۂ خویش در راہ ۔ عجب کہ
پریخوانے افسونِ ہوشے نہ دمید کہ پردہ از روے باز و بردیدہ و دل ناز ہمی کردند
اما از انجا کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن چون این پردگیان را مستوری از حد در گذشت
دامن صبر از کف رہا و پردہ از روے کار بر افتادن را ہمیا گشت تا گرفت نسیم شوخیکہ ہم
از باد دامن این گل پیرہنان جنبش آمدہ دست گستاخ دراز کرد و با وجود چندین گرہ نقاب
از چہرہ باز یعنی سایہ پرور در دیوار این گلشن و گلستان گر و فضا ۔ بے جانفزاے سخن پروانۂ
مشعل افروز این شبستان و دیوانۂ مشغلہ آموز این دبستان سر حلقہ معنی نگاران قلم و کمال سر دفتر
دیوانگاہ اجنٹی بھوپال منشی عین دیال بشناطگی این پردہ نشینان برخاست و بمنظر
جلوہ بنشاند چنانکہ میخواست شمع خاموش کنج تنہائی چراغ ہر خانہ شد و گنج پنہان رموز دانائی
وقف ہر ویرانہ برقے کہ بر موسی تجلی کرد نزدیک ست کہ از سنگ مطبع درخشیدن گیرد و چشمہ کہ خضر
پد و پے برد وقت ست کہ دامن این ابر سیاہ چکیدن گیرد من کہ حریف این بادۂ تند و تیز م
ور دیدۂ خود خار و بچشم بادہ خوران عزیزم ہر چند کہ نہ رو شناس صہبائی مینو نشیمنم
و نہ بہرہ اندوز جمال این برگزیدہ بھوپال مسکن لیکن ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔۔۔ بسا کاین دولت از گفتار خیزد

لاجرم ساغرے بیاد آن سرمست طہور خوردہ ام و جامے بسلامتی این سرشار نشۂ ظہور پر کردہ
کہ ہر چہ از خامۂ اُستاد ریختہ قطرہ قطرہ از ہر خشک و تر و جرعہ جرعہ از ہر شیشہ و ساغر
بہم رسانیدہ سخن را سرمایہ روانی آبجو و این انجمن را دستگاہ فراوانی جام و سبو بخشیدہ
جاے صہبائی خالی ہست و جام و مینا لبریز مے ور جام و مینائی گنجد و جام و مینا و کجا از مریز
دیر ست کہ پیر مغان ازین دیر مغان رخت بستہ و مغبچگان بحلقۂ ماتم نشستہ ۔ نے نے نزہتگاہے
ہست پر از حور و قصور ۔ حور در قصور مستور و قصور سیاہی کنان از دور ۔ حیرتگاہے
ہست پُر از ظلمت و نور ۔ ظلمت سایۂ نخل طور و مایۂ معمور از نور ۔ جوانان را مہتاب
شب جوانی ست و پیران را آفتاب صبح زندگانی ۔ بینش را آئینہ صورت و دانش را
عینک بصیرت نیاز و ناز را ساقی و پیمانہ سوز و گداز را شمع و پروانہ حسن را آئینہ خانۂ ناز

وعشق را محکدهٔ راز۔ یارب دیوار کاخ سخن تا بلندست وفکر بلند خیالان تا بآستان کوبیش آرزومند و این میکده فرازین را دیباچهٔ قبول کتابه گزین این خاتمهٔ دلنشین چوب فردین باد،

تقریظ بر رسالهٔ موسوم بوسیله از تالیف مولانا حافظ محمد سلیمان صاحب پھلواری وطن که در تردید منکران وسیله جستن باولیاے کرام وسماع موتیٰ نوشته شد

وسیلهٔ جلیلهٔ آغاز هر کلام جز حمد آلهی نیست وذریعهٔ جمیلهٔ حسن اختتام جز نعت رسالت پناهی نے

حقا که همین وسائل ما … شد فاتحهٔ رسائل ما

هرگاه توسل جستن باین رسائل سلب حسنات وبرکات ست تحریک سلاسل جلائل ائمهٔ اطهار وفضائل اصحاب کبار نیز از برکات این حرکات ست همچنین مناقب صدیقین واهل یقین که چشم وچراغ روزگار بظاهر خفته وبباطن بیدار اند رباعی

هر چند که خلوت آرا هستند … در سیر فضاے عرش اعلیٰ هستند

بے پرده گوش هر صدا گوش کنند … با دیدهٔ بسته در تماشا هستند

ردیف آن جلائل وحریف آن فضائل ست زمین وزمان از فیضهاے ایشان پر وجهان وجنان از هواے ایشان مالامال خالی بودن زمانه از وجود این گروه یگانه باخدا آشنا واز خود بیگانه من قبیل خلاف محال ع هنوز آن ابر رحمت درفشان است۔ الآن هم آن جویبارها جاری است وآن آبشار آبیاری یعنی مجمع البحرین علم وعمل ومطلع السعدین دین ودول کاشف دقائق معقول ومنقول واقف حقائق فروع واصول سجاده آراے خانقاه شریعت جاده پیماے راه طریقت سرکردهٔ چمن پیرایان بهاری گل سرسبد گلزمین پھلواری آنکه خاتم سلیمانیش حلقهٔ اطاعت خاتم پیغمبران است واورنگ سلیمانیش بهواے ولاے اولیاے کرام در ممالک معانی وبیان آیهٔ رب هب لی نقش دلنشین نگین اوست وقلمرو دلهاے انس وجان زیر نگین دستیاری دین او سامعه از روانی بیانش باکوثر وتسنیم هم کنار وناطقه بشیرینی زبانش از شهد وشکر وظیفه خوار نفسی مردم را چون ابر گریاند ودمے در عین گریه چون برق بخنداند گاهے سیاه روزان را از لمعان بیانش در شبهاے غم از لبهاے هم سپیدهٔ سحری دمیدن هم گیرد گاهے روشن طالعان را از تنویر تقریرش در نیمروز عشرت از عین عبرت سیل ذخیره چکیدن گیرد هرگاه تن بعزلت دهند دهد بند بپاے دلهاے آزادی اپسند نهد انفاس گیرش سنگ وآهن بتاب میگدازد

آهنین دلان سخت جان از خجلت چرا آب آب نه شوند الحان خوشش وحش وطیر را باضطراب اندازد خرد دران با تمکین از حسرت چرا بیقرار و بیتاب نشوند گوئی سلیمان را لحن داؤدی بخشیده و داؤدی لحنی را سلیمان نامیده اند - رباعی

ریزد ز لبش دم سخن آب حیات
در وجد آیند از بیانش اموات

در مرده دلان که در سماع انداز او
شد مسئله سماع موتی اثبات

رساله جلیله موسوم بوسیله در تردید مخالفان توسل جستن با دلیا و تنبیه منکران سماع موتے اکه بے دستیاری دلو و رسنے آب از چاه و بے امداد نظرے و سواد بصرے تاب از ماه خواهند دانند که صداے بے دست و پا به تموج هوا خود را بگوش ما و شما رساند و ندانند که خداے دانا و توانا با همه برگ و نوا تا مسامع موتے رساندن تواند حق را سمیع انگارند و سماع بحق واصلان شگفت پندارند تالیف نموده خود را درین کار ماجور و منکران را از انکار مجبور کرد نزدیک است که از قالب طبع چون مطالب بر آید و چون جان در قالب هر طالب در آید یا رب مطبوع طبائع ارباب فضل و هنر مولفش پیوسته مشغول تهیه تالیفهاے دیگر باد ـــه

دعاے عزیز است هردم همین
قبول از حق آمین ز روح الامین

تقریظ کتاب تصوف مآب قرة الناظرین مصنفه مولوی محمد عبد الخالق

در باب ولا که درس توحید نکوست
بیگانه ز دوست هر چه بینی همه اوست

کفرست بر موحدان حرف دوئی
آنرا که یکیست چون توان گفتن دوست

عاقلان از لذت نغمه همه از دست در خود شدند و غافل که اندرین مرکز محل گنجایش نه دارد و واصلان بحلاوت زمزمه همه اوست در جوش شدند و بیخبر که همه درین زمزمه از هیچی رنگ آرائش نیارد لاجرم جز او درین گفتگو هر چه گوئی هیچ ست بل جز الف که به یکتائی و راستی علم ست همه کج و پیچ پس بر کج و پیچ پیچیدن و بر هیچ گردیدن هیچ در هیچ ست و من که بمکتب خانه مجاز الف بسینه و نقش یکتائی با همه بے همه بسفینه می کشتم سینه ام را از الف صیقل این آبرو آئینه از زنگ زدوده اند و دیده ام را از نقش سین این سواد درے بر رو نگشوده من کجا و اسرار توحید کجا گبر کجا و مصحف مجید کجا باز تا آشنا سخن از الم چه رانم خود را نه دانم خدا را چه دانم نفس را نکشته ام تیغاے کافر کشی بر جبینم بے سود است و خود را نشکسته ام طغراے بت شکنی بر نگینم نامحمود

تا فروغ جلوهٔ ناز سرگرم انجمن آرائیست پروانهٔ پرسوختهٔ پاے چراغم با ہمہ آشنائی
از جدائی داغ حرارت گرد سر گردیدنی از تجلی زار قربتم بظلمتکدہ حیرتم افگندہ تا بہار
کرشمہ از آمادہ چمن پیرائی است عندلیب بال شکستہ بیرون گلزارم با ہمہ شیوائی از بینوائی
زار گستاخی بے محابا نالیدنی از شاخسار وصلتم بہ ندامتگاہ فرقتم رسانیدہ آرے پروانۂ جانباز
را فانوس آبگینہ بہ پر رویین برابر است و دیوانہ جلوہ ناز را حجاب آئینہ ہر آئینہ
سد سکندر وجود ہستی در حق پرستی حجاب ست و نمود خودی در راہ خداجوئی سراب
یوسف در چاہ ست و مشتاقان را نگاہ بماہ شاہ در خرگاہ است و گدایان را چشم براہ
لیلے در دل نشستہ و مجنون دل بہ محمل بستہ آئینہ در حلب و من خاک نشین سواد زنگ گوہر
در عدن و من ساحل گرد دریاے فرنگ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہرچند
کنگرۂ ایوان توفیق رفیع است نازم کہ اہل این سلسلہ بہ کمندے سر بلندم فرمودہ اند
و عرصۂ میدان تحقیق وسیع است شادم کہ ارباب این قافلہ بسمندے خرسندم نمودہ تشنہ بر کنار
چاہ رسیدہ ام و ریا دستان بدستیاری دلو و رسنم دست شفقت فراز داشتہ و تفتہ از گرمی راہ
تفسیدہ ام چمن پرستان بخاک نشینی سایہ سرو سہیم منت بر سر گذاشتہ ہا نا گلستانے را بر رویم
در کشادہ اند کہ راہ فنا دروازہ سرابستان اوست و شارستانے را در نظرم جلوہ دادہ اند
کہ نور بقا شمع شبستان اوست نسیم دلکشایش ضبط نفس ست و شمیم جانفزایش ترک ہوس
ناز و نیاز مشغلہ آموز دیوان اوست و سوز و گداز شعلہ افروز ایوان او جادہ اش از پاکی
سجادہ و ساده اش از آرایش سادہ گلشن از دو رنگی معرا و بلبلش از یک آہنگی مبرا
تا از خار ہوس دامن نچینی رخصت گلگشت این چمن و تا بنور خرد خاطر نیفروزی پروانہ
پروانگی این انجمن ندہند چون از خود برون دا از در درون رفتم طلسمے دیدم چندین گنجینہ
در او نہفتہ بر در ہر گنجینہ اژدہاے خفتہ بہشتے یافتم مشعر چندین سلسبیل ہر سلسبیلے طبع را
دلیل و ہر دلیلے لب تشنگان را کفیل آئینہ خانۂ دیدم قرۃ الناظرین بر کتابۂ اش نگاشتہ
و نظارہ اش صفت کحل الجواہر داشتہ لمعاتش آیات تجلیات تجلیاتش مرات صفات
صفاتش مشکوٰۃ ذات اللّٰہ نور السموات حسن را نغانہ و عشق را آوازہ گل را رنگ و بلبل را آہنگ
غافل را ساقی میخانۂ شہود و عاقل را صافی پیمانۂ وجود کاملان را جو ہر مرآت کمال و واصلان را
منظر مشکوٰۃ جمال دولتکدۂ گنج معانی را مفتاح و ظلمتکدۂ رنج نہانی را مصباح ـ بہ دیدنش

لوح کشائش طلسم مدعایم وست دادیعنی در حصن حصین خود نمائی شکست افتاد و دیده بصیرتم باز شد و در دیدن نادیدنیها فراز بر دیده وران روشن باد که صیقل گر این آئینه و فراہم آوردن این گنجینہ کیست شعر

روشن سواد دیده زچشم سیاه اوست	آئینه تاب سینه زعکس نگاه اوست

آنکه جسم مردمی را چشم است و چشم مردمی را مردم پیکر معنی را روان ست و روان معنی را توان چراغ دودمان علم برگ و بار گلستان حلم از کمال اخلاق برخلق فائق مولانا مولوی عبدالخالق گوہر دریائے فیض عمیم مولانا محمد عبدالحلیم چون بر آستان این راستان سر نیاز هم فراز است و برین نیاز برخویشتن نازخاصه مولف این نسخه که وزن کم عیار ہائے مرا در نظر دگفتار عزیز را از دست اختیار پرویز عزیز تر دارد فرمان داد و بدان فرمان فره در فرتاب فراوان تا بطریق تقریظ سطرے چند نگاشتم ولوائے ولایش از خامه برافراشتم یارب سوادش سرمه چشم اولی الابصار واز نظر بد بینان برکنار باد

تاریخہائے وفات مصنف

مصنفه نواب علی حسن خان عرف علی میان رئیس بھوپال

خواجۂ خواجگان عزیز الدین	بالیقین کامل زمانه شد
در فن شعر از رہ تحقیق	بے بدل شاعر یگانه شد
از گہرہائے نظم و نثر خوشش	بہر جویائے فن خزانه شد
نظم و نثرش همه زصدق و صفا	شسته ورفته عاشقانه شد
زاہدان را کلام او شهد ست	بہر رندان مے معانه شد
بعد خیام و سعدی و سرمد	ختم بر ذات او ترانه شد
بامید صله نگفت ثنا	نه از ان ہجو دشمنانه شد
نفرو شید بعد طبع کلام	نذر احباب دوستانه شد
باوجود حصول عز و شرف	خصلتش خوئے صوفیانه شد

با همه نیک و بد زہے خلقش — طرز رفتار سالکانه شد

گفت ہیچیم باکمال و ہنر — مسلکش طرز عارفانه شد

ظاہرش پاک و باطنش صافی — آشکارا و غائبانه شد

عشق حق و حبیب او میداشت — زان یگانه ادا دوگانه شد

خدمت خالق و خلق کارش بود — برزبان ہا چنین فسانه شد

بود دنیا ز ذات او گلشن — بزم جم جشن خسروانه شد

پئے احراق سارق سخنش — سر ہر حرف را وزبانه شد

در فراقش بطالبان سخن — دہر لاریب قید خانه شد

پئے رنج و غم محبانش — مرگ آن نامور بہانه شد

لکھنؤ بود از دمش شیراز — رونق فرش ہر کرانه شد

پئے اظہار عظمتش گردون — گنبد سقف آستانه شد

در سنه الف سه صد و سی و سه
سوئے خلد برین روانه شد

تاریخ وفات مصنفہ منشی ووڈبہاری لال ثمر شاگرد رشید مصنف مغفور

خواجه روشن ضمیر عالم طبع منیر — رفت بقرب قدیر بہر لقائے جمال

داشت چو حب خدا در دل خود باصفا — یافت بحق جستند احسب تمنا وصال

وه چه خوش اخلاق بود معدن اشفاق بود — شہرهٔ آفاق بود صادق شیرین مقال

عاقل ہر نکته رس عارف روشن نفس — عال الله و بس عابد نازک خیال

مثل عطارد وہیر رشک کمال و ظہیر — فاضل فیضی نظیر شاعر عرفی مثال

مصر سخن را عزیز خسرو ملک تمیز — بادستر عقل تیز ناظم ملک کمال

بود شب ہشتمین از رمضان گزین
رخت بہ بست از زمین زد قدم ارتحال

فرقت او غم فزود عیش و طرب در ربود
رنج و الم رو نمود بر دل اہل و عیال

سانحۂ جان خراش واقعۂ دل تراش
کرد جگر پاش پاش از غم و رنج و ملال

بر جگر من کہ سوخت تیر الم در سپوخت
بر دل پر غم بدوخت نوک سنان نکال

باد بروح عزیز رحمت رب العزیز
باد صبا عطر بیز خاک ورا ماہ و سال

بر پسرانش چہار عنصر عنبر و وقار
سایۂ ہر چار یار فضل حق لایزال

گفت ثمر حسب حال مصرع سال وصال
یوسف مصر کمال رفت باوج جلال
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل ذبیح رئیس چھبرامو ضلع فتحگڈھ

امیر ملک زبان خواجہ عزیز الدین
شریف کعبۂ جان خواجہ عزیز الدین

ذبیح از سر ایقان نوشت سال وصال
عزیز مصر جنان خواجہ عزیز الدین
۱۳۳۲+۱=۱۳۳۳ھ

ایضاً

فغان ز حادثۂ خواجہ عزیز الدین
کہ بد بجملہ بزرگان ما بزرگ ترین

محیط علم و سپہر علا و بدر کمال
عزیز قوم ـ عزیز الوطن ـ عزیز الدین

بفن شعر نظامی عہد و جامی وقت
خصوص در صنف نعت برگزیدہ ترین

بہ لکھنؤ کہ ہندوستانست شہر علوم
نبود ہیچکس استاد فارسی بہ ازین

ذبیح زار کہ در فارسی زسالے چند
ہم از تلامذہ اش بود فخر او ست ہمین

دو ہست خلۂ کاف مصرع ثانی،
خبر ز ہجری و عیسی بمصرعین بہ بین
۱۳۳۳ھ

بہ پہلوئے نجد از طیب دل بپائے تپاک
بیا بفناے الحجر خواجہ عزیز الدین
۱۹۱۵ء
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات مصنفہ جمال الدین عاشق منیجر ریاست کپورتھلہ متعینہ بہرائچ

خواجہ محترم عزیز الدین
ماہ اوج سخنوری ہیہات
آشیان بستہ بر سر طوبے
بفصاحت مثیل فردوسی
بود مداح سید الثقلین
زہد و صبرش چو شبلی و ایوب
جگر اقربا و احبابش
در صف اصفیا بجنت شد

نشست لوث حدوث زاب قدم
گشت پنہان بزیر خاک عدم
طیر روحش بہ بوستان ارم
در بلاغت بہ انوری ہمدم
زان بہ بزمش رساندہ حق زکرم
بود در ورع چون بن ادہم
شد مشبک ز نوک تیر الم
جایش از باعث جمیل شیم

شد بعاشق ز سالش این الہام
سعدی عصر رفت از عالم
۱۳۳۴ھ

تاریخ وفات مصنفہ خواجہ بہاء الدین حسن صاحب

رفتہ عزیز مصر معانی ازین جہان
رخت سفر بہ بست ازین کاروانسرائے
فرزانہ یگانہ و یکتائے روزگار
روشن نمودہ معنے الشرف البیان
کلکش عصائے موسی عمران بدست او
دستان سرا چو بلبل شیراز در چمن
آوازہ جہاں چو بگوشش رسید و بود

بودہ عزیز خاطر ہر کس عزیز نام
فضل خدا بخلد برین دادہ اش مقام
مثلش درین زمانہ نہ در ہند روم و شام
دُرہائے لفظ را چو کشیدہ بانتظام
سحر حلال از ید بیضا نمودہ تام
طوطی بہ ہند بودہ ز شیرینی کلام
یوم چہار شنبہ و ہفتم مہ صیام
۱۳۳۴ھ

تاریخ وفات مصنفه کاظم حسین صاحب متخلص به محشر لکهنوی

استادم حضرت خواجه عزیز الدین عزیز — رفت از دنیا ے ملک شاعری برباد رفت

بوده اندر لکهنؤ چون بیدل و ناصر علی — حیف از بزم کمالات سخن استاد رفت

آمد و رفت نفس قید علائق را شکست — از جهان بے بقا سوے عدم آزاد رفت

ناگهان حال وفاتش چون بمن غمگین رسید — سیل از دیده و صبر از خاطر ناشاد رفت

مصرع سال وفاتش خامه محشر نوشت — سعدی و عرفی دوران سوے عیش آباد رفت

۱۹۱۵ع

مرثیه از جانب حاجی عبدالصمد ککرو رئیس باره موله کشمیر

اے فلک اسپه از و برجسته جولان کرده — عالمے در دمن دل خسته بیجان کرده

پاره کردی تار پود جامه شعر و سخن — چاک در جیب دل بیجان تا بدامان کرده

ریختی خون عزیزان بیختی خاک عزیز — اشک چشم ما ز مردم رشک طوفان کرده

مقبلان را از فراقش رفت از بر سیل غم — طالب مطلوب را محزون و حیران کرده

آب روے شبلی و داغ و حالی حالیا — ناگهان بردی نه ما در خاک پنهان کرده

دیده و دل از تو شد نمناک غمناک آه آه — دیده گریان سینه بریان دل پریشان کرده

رونق هندوستان و دلربا ے دوستان — بوستان لکهنوی بے برگ و سامان کرده

بار غم بر سر نهادی خار در چشم خلید — نار در سینه فگندی وه چه سوزان کرده

هم خلیل و هم رشید و هم امین و هم وصی — دل غمین جان حزین و بس پریشان کرده

مات فی رمضان آن یارم بگو بشری لنا — مقبلا بس کن بگو آن کرده آن کرده

سینه ها را سوختی چشم مروت دوختی — نزد ما پروانه اند شمع شبستان کرده

شکر وافر باد بیحد بر خدا اے ذوالمنن — اے خدا قربان بگردم انچه احسان کرده

تاریخ وفات مصنفہ قیس صاحب

آہ وفغان وحسرت ودردا عزیز دین — او را تقضا ز لکھنؤ اندر جہان ببرد
فردوسی وچہ عرفی وسعدی چہ انوری — اندر کلام گوئی سبق ازجہان ببرد
ویرانست بوستان سخن آہ حسرتا — آمد خزان بہار سخن ازجہان ببرد
زان مرتبت کہ مدح سرائے رسول بود — روحش ملک بعرش ازین خاکدان ببرد

ہاتف بگفت قیس پئے سال رحلتش
آمد اجل بہار سخن ناگہان ببرد
١٣٣٢ھ

مصنفہ مولانا رضا فرنگی محلی

کیست چون خواجہ عزیز الدین عزیز — دیدہ گر چرخ گردندہ بگو
راست گویم بے امید اختلاف — ختم کردہ فارسی را ذات او
دیدہ ام از فارسی دانان بسے — شد خجل ہر کس کہ آمد روبرو
بجہان نباشد بر لبم آہ وفغان — یاد می آیند اخلاق نکو
مثل او عنقا صفت جز نام نے — کس نیابد گر نماید جستجو
ازجہان او رفت در ماہ صیام — داشتہ در دل برآمد آرزو
مصرع تاریخ نوشتش گو رضا — گشتہ مصر بے عزیز این لکھنؤ
١٣٣٢ھ

مصنفہ منشی صفدر حسین صاحب نبیدار گیلہ شاگرد مصنف

عزیز یگانہ وحید زمانہ — ازین دار فانی بخلد برین شد
زہاتف شنو مصرع سال فوتش — عزیز بعزت برین جاگزین شد
١٣٣٢ھ

مصنفہ حسن یار خان صاحب عثمانپوری متخلص بہ افسری

خسرو ملک سخن نیّر اوج اوصاف
بحر الطاف و کرم نہر عطا و افضال
سوئے فردوس روان شد ز جہان فانی
سال و تاریخ بہ مکتوبی و ملفوظی شد

نکتہ دان صاحب تحریر مورخ اکمل
ذات والاش ہے تشنہ لبان را منہل
این چنین کامل فن حیف شد و نزد اجل
نیّر چرخ رسا فصلی و ہجری مجمل

افسری ہر دو مفصل بنوشتم تاریخ
غم مرحوم ۱۳۲۲ھ و دیگر غم معصوم ازل ۱۳۲۲ھ

تاریخ طبع کلیات عزیز مصنفہ شاعر شیرین کلام جناب بابو لال پرشاد صاحب ضیا رستوگی بی اے ایل ایل بی وکیل لکھنؤ

شدہ طبع این کلیات عزیز
چہ تاثیر خلق مصنف کہ ہست
دل مردہ را جان تازہ دہد
اگر آرزو ہست احقر ترا
چو مثل مصنف شدہ فیض بخش

بسعی طبع و بہ صحت تمام
مضامین آن فرح بخش مشام
کلام عزیز است معجز نظام
شود سال آن حسب حال کلام
رقم کن ـ زہے فیض بخش عوام ۱۹۳۱ء

تاریخ طبع کلیات عزیز مصنفہ شاعر رنگین خیال جناب بابو کنھیا لال صاحب ضیا رستوگی ایم اے فارسی رئیس لکھنؤ

وصی الدین فرزند منشی
بسالش مصرعے کمتر رقم زد

کلامش طبع کردہ با تگ و دو
کلام بے نظیر و ہدیہ نو ۱۳۴۹ھ

مصنفۂ شاعرِ شیرین مقال ناظمِ نازک خیال جناب منشی اودھ بہاری لال صاحب ضا تخلص شاگرد رشید مصنف

تصانیفِ مطبوعِ اُستاد کامل — شده طبع امسال با زیب و تزئین

غزلیات بے مثل و اعلیٰ قصائد — بوصفِ عمائد بمدحِ خواتین

چہا نامۂ رزم از نام قیصر — ہویدا کزو شانِ جنگِ سلاطین

یدِ بیضا اش ہم نظیرے ندارد — کہ مثلش نشد از زمانِ نخستین

مناجات او ہفت بند عزیزی — کہ مقبول چون سورۂ پاک یٰسین

ز گلہائے مضمونست گلزار خوبی — خدا حافظش باد از دستِ گلچین

چہ برجستہ آمد چہ آورد دلکش — چہ دلچسپ بندش چہ رنگین مضامین

خوشا اُستادے کہ در نظم و ہم نثر — ببرد و سبق از مشاہیرِ پیشین

نکو نام و خوش خلق و بے تعصب — صداقت منش پارسا صاحبِ دین

بدہ مرجع طالبانِ مدرس او — کہ رکن رکین بود از اعلیٰ اراکین

بوقتِ رقم کردن و وقتِ گفتن — عبارت متین بود گفتار شیرین

یک از نورِ چشمانش ڈپٹی کلکٹر — شده ناظمِ نظم این عقد پروین

نمی گنجد اسمش بہ بحرِ تقارب — عظیم است آن نام و شکست بحر این

سفر و خواجگی را بوجہ موجہ — وصی پدر ہست و ہم صاحبِ دین

بدل ہست پابند شرعِ مقدس — چہ باشد ازین بیش توقیر و تحسین

بماناد این خاندان تا قیامت — بشان و بشوکت باعزاز و تمکین

بہر چار سو چار یارش محافظ — بود بر سرش ظلِ ختم النبیین

بود زنده نامش ازین کلیاتش — دعا از من و از فلک باد آمین

ثمر از پئے سال طبعش بگو — نُخہے کلیاتِ عزیز حق آمین

۱۳۴۹ھ

[illegible]

